U 49967   9-12-77

Title – Qaisar-ul-Tawareekh.

Author – Sayyed Kamal Uddin Haider Hasani Al Hussaini.

Publisher – Munshi Nawal Kishore (Lucknow).

Date – 1896

Pages – 9 + 470

Subject – Tareekh – Awadh

جسمین مفصل حال تاریخی عہد سلطنت حضرت سلطان عالم

واجد علی شاہ بادشاہ اودھ سے تا زمانہ وزارت مصنوعی وجبری

مرزا برجیس قدر و حالات زمانہ غدر

مسطور ہین

حسب ایماے جناب والا شان جناب مسٹر الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنر جنرل بہادر کشور ہند تالیف فرمایا گیا

مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین چھپی

CONTENTS OF THE HISTORY OF OUDH, VOLUME II.

فہرست مضامین و تذکرہائے تواریخ اودھ جلد دوم

———:o:———

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوسرا جلوس حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے بیان مین

الغرض جب نواب امین الدولہ نے حسب دستور کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ بہادر کو خبر
انتقال جنت مکان پہونچائی تب صاحب موصوف مع ڈاکٹر لوگن صاحب نواب کے
ساتھ داخل محلسرا ہوئے پادشاہ کی نعش پر آئے نوروز علی خان نے دوشالہ منہ پر سے اوٹھایا دیکھ
کو کسی طرح کا شبہہ ڈاکٹر صاحب کو نہوا صاحبات محل مین شور قیامت برپا تھا صاحب نے تاسف
نوروز علیخان سے فرمایا کہ جناب عالیہ سے عرض کرو کہ یہ وقت نظام صبر ہے پھر وہان سے
گلستان ارم مین آکر بیٹھے جب حضرت سلطان عالم کو یہ خبر وحشت اثر پہونچی سنتے ہی عجیب
حالت بے قراری سے برآمد ہوئے دونون طرف خواص بازو تھامے ہوئے متصل اشک
چشم حق بین سے جاری تھے بے قراری دمبدم بڑھتی جاتی تھی اسی حال سے زرد کوٹھی
مین آکر بیٹھے مصاحبان خاص دست بستہ حاضر تھے ہرچند قطب الدولہ نے چاہا کہ کسی طرح سے
صورت افاقہ گریہ و بکا ہو جائے لیکن رعب و دبدبے سے جرات عرض نہو سکی اس عرصہ مین

امیر الدولہ میر مہدی علی خان نے عرض کیا کہ حسب دستور کپتان بانکس صاحب اقبال کو آتے ہیں ملازمین ہر طرف اپنے مقام پر کمربستہ جلو سواری حاضر ہوے —

حسب اتفاق وسدن یہ مولف کتاب بھی بسلام چھاونی بندیا ونین گیا تھا جو دہشتے ایسا ہر کے وہان سے جلد چلا تا کہ تصدیق و تکذیب خبر معلوم ہو جائے جس وقت لوہے کے پل پر پہونچا دیکھا جابجا لوگ باتین کر رہے ہین جب قریب مکان ظفر الدولہ کے پہونچا اور بیلی گارد سے گذرا تو دیکھا شہر اور جابجا امرا در اہل دربار کی سواریان خالی کھڑی دیکھین اوس وقت مجھے یقین ہوا اور ارادہ کیا کہ وزیر اعظم کے پاس جا کر صورت جلوس شاہی دیکھنا چاہیے جب بارہ دری کی پھاٹک پر آیا پھاٹک بند دیکھا اور باہر دو رویہ سوار اردلی پرے جانب کے کھڑے ہوے پاے اس عرصے مین اونسی ہجوم عام مین سے ایک شخص نے مجھے متوسل انگریزان کر کہا کہ ہمارے نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیجئے مین سب طرح سے حاضر ہون مگر آپ مجھے مستحق وراثت جانتے ہین تو مجھے ۔۔ سے حق سے اسوقت محروم نرکھیے زبان تک صورت معاملہ ٹھہرے تم قبول کر لینا چاہیے اوس سے کہا کون سے نواب نے یہ پیام بھیجا ہے اور مین کون ہون جو واسطہ داراسی امر عظیم کا ہون اس عرصے مین سوار ون کے گھوڑے بھڑکے لوگ ادھر کے ادھر ہو گئے مین بھی لوار سے ہٹ کر کھڑا ہو رہا اور وہ شخص کافور ہو گیا مین سمجھا غالب ہے کہ نہ تہی مستحق ہونگے مگر سبحان اللہ باوصف اس انتظام عام عالیشان کے صاحب اُولو العزم اپنی طمع خام سے ہاتھ نہین اوٹھاتے فی الحقیقت اگر خوف حکام عالیشان نہ ہوتا تو مثل مقدرات سابق یہان بھی مستحق او ر غیر مستحق دونون تصور نہ کرتے —

القصہ مین دروازے سے ناامید ہو کر دوسرے پھاٹک شرقی پر گیا وہ بھی پھاٹک بند تھا ایک چپراسی دیوان عام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو مین بحکم نواب لوہے کے پل تک ڈھونڈھ آیا پھر اوسے دربان کو پکارا جب بھی پھاٹک نہ کھلا اس عرصے مین مہاراجہ بالکرشن کی سواری آئی تب پھاٹک کھلا مین بھی داخل ہوا روش پر نواب صاحب ممدوح مرزا ولیعہد کے پاس آئے تھے بارہ دری کی کھڑکی پر کھڑے ہوے تھے اور رفیع الدولہ و میر عنایت علی رسالدار کو اپنے ساتھ

اور پھر کھڑکی کو بند کروا دیا کہ کوئی نہ آئے جب گلستان ارم مین گیا دیکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب و ڈاکٹر گو وکرنل و لکاکس صاحب ایک اور صاحب بھی مہمان رزیڈنٹ کھڑے ہین مہاراجہ بالکرشن سودہ فرمان جلوس بڑے صاحب کو سنا رہے ہین یعنی با دولت و اقبال نے باعانت و امداد آنریبل سرکار کمپنی انگریز بہادر وراثت آبائی پر تخت سلطنت کے جلوس کیا دوسری طرف مصلح السلطنت اہتمام الدولہ حیدر حسین خان شرف الدولہ غلام رضا خان دوسری جانب مرزا مہدی علی خان حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی سفیر خاہی کھڑے ہین بعد چند دقیقہ کے آمد آمد سواری بادشاہ کی دھوم ہوئی اور دور باش سواری کا بہت غل و شور ہوا بڑے صاحب نے فرمایا کیون اتنا غل مچایا پھر اسی سے ولایتی تلوار لے کر داب کمر سے لگائی اور صاحب بھی قرینے سے کھڑے ہو گئے جب بوجہ سواری زینے سے چڑھنے لگا کثرت ہمراہیون سے جنگلہ آہنی زینہ ٹوٹ کر گر پڑا کپتان ہالنگس صاحب پہلو سے بوجہ سے قریب تھا کہ گر پڑین جب بادشاہ داخل کمرہ ہوے بڑے صاحب سے معانقہ ہوا اور کمرہ وسطی مین جا کر بیٹھے اور دو دروازے بند کرنے کھڑے ہوے ایک صاحب کے ہاتھ مین خاصدان بھی تھا ڈاکٹر صاحب نے صورت غیر دیکھ مجھکر مجھسے پوچھا یہ دونون غلام زنگی کون ہین مین نے کہا انھین پہچان رکھیے یہ دربان خاص شاہی عالم عمل علم موسیقی ہین امیر الدولہ میر مہدی علی خان داخل کمرہ خلوت ہوے پھر نواب علی نقی خان تسبیح در دست وظیفہ پڑھتے ہوے کمرے مین چلے گئے باہر سیف الدولہ علی حسین خان داروغہ دیوان خانہ ولیعہدی۔ نواب امین الدولہ نے اوس وقت مفت کرم داشتن خیال کر کے مجھسے فرمایا کہ مین نے میر مخلص حسین کو بھیجکر نواب معین الدولہ کو بلوایا ہے مین نے عرض کیا اب یہ وقت عام ہے جسے چاہیئے بلوائیے وہ وقت خاص گذر چکا پھر نواب نے مولوی محمد خلیل الدین خان کو معمار کے ساتھ واسطے تجویز قطعہ سنہ نشین مقام قبر احاطہ رسالہ چھاؤنی سواران مینڈھو خان مین بھیجا بعد ایک ساعت کے جانسن صاحب برگیڈیر چھاؤنی مینڈیاون تشریف لائے فقط اونھین کے آنے ہی کا انتظار تھا بڑے صاحب کمرے سے باہر آئے اور انھین بھی کمرے مین لے گئے بعد اسکے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہو داخل بارہ دری ہوے پہلے

کمرہ خاص مین جاکر موافق معمول دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی عبائے خاص بر دوش زینے سے تخت
پر کھڑے ہوے بڑے صاحب بھی برابر کھڑے ہوے بعد اوسکے چھوٹی کشتی مین تاج شاہی
لائے بڑے صاحب نے اپنے ہاتھ تاج فرق مبارک پر رکھکر فرمایا بزبان انگریزی کہ آپ
واجد علی شاہ بادشاہ اودھ ہوے بعد اسکے بادشاہ نے چار زانو ہوکے تخت جیپر شامیانہ
بھی ہوتا ہے جلوس فرمایا پہلے نواب نے نذر دی اُسکے بعد سبکی نذرین نواب نے اُٹھا لین
بڑے صاحب زیر تخت کرسی پر بیٹھے اور سب صاحبان عالیشان کھڑے رہے جو ملازم تھے
انھون نے نذر دی بادشاہ نے پانچ اسم سادات حسنی دستخط فرمائے سامنے مبارکباد
کا غل ہوا ناچ ہونے لگا باجے انگریزی بجنے لگا شلک سلامی سر ہوتی شہر مین شادی
ہوئی اوسوقت گھڑی مین دیکھا تو ۹ ساعت ۳۵ دقیقہ گذرے تھے بعد ایکساعت کے تخت
سے اترے ایک طرف بڑے صاحب دوسری طرف برگیڈیر تخت رواں تک لاکر رخصت ہوے
بادشاہ سوار ہوے روشن چوکی بجتی ہوئی داخل محلسرائے پہلوے بارہ دری ہوے۔
صاحب رزیدنٹ نے برگیڈ ریجر کپتان لام صاحب جنکو حکم حفاظت پہرہ انگریزی
دیگر نواب امین الدولہ رخصت ہوکر سوار ہو گئے چھاؤنی سے پانچ کمپنیان جو واسطے بندوبست کے
آئی تھین اونکو روز رسوم الیوم دیگر رخصت کیا یہ دستور پہرہ انگریزیکا کرنل جان بلی صاحب کیوقت سے چلا آتا
قریب دو پہر رات کے نواب امین الدولہ ڈیوڑھی تحصیل سے بخاص پہونچے منقرمان جنت مکان
سے سر گذشت بیان کرکے پھر حاضر حضور بادشاہ ہوے راہ مین تیغ علی خان نے خاصہ
طعام کو عرض کیا بندہ اور شیخ اکبر علی مہتمم دیوانخانہ محلسرا کے دروازے پر کھڑے تھے جب نول
مرزا سکندر حشمت بھائی کو نذر دیکر بہت شدت سے روتے جاتے تھے اونکی بے قراری سے
معلوم ہوتا تھا کہ انھین کا باپ مرگیا ہے اُنکے پیچھے حکمت الدولہ اور اونکا بیٹا تھا اوسوقت
ہجوم ملازمین خاص و عام ولیعہدی سے ایک ہنگامہ شور و غل کا برپا تھا نواب رخصت ہوکر محلسرا
قدرت بیگم کے بیمار و مضطرب اوسوقت نقیب آو کیا دولت ہوئی اسیر الدولہ دوڑتے ہوے اوسکے لیکے
آنے اوسوقت قریب دو ساعت کے رات گذری ہوگی بندہ راہی گربار عطاء النجش ہوا اوس شب
کو ابر غلیظ ہر طرف گھر رہا تھا اور کچھ ترشح بھی ہوتا تھا دردولت سے تا کہ سچار باغ تک عجب

سناٹے کا عالم تھا ہر قدم پر وحشت برستی تھی آور شہر سے کسیکی اواز بھی نہین آتی تھی تے گر کتون کی آواز بھی نہین سنائی دیتی تھی بہرکیف یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس طرف آبادی شہر نہین ہے اور آدمی کوئی راہ مین الا ملا سواے ناکہ کے سپاہی سکے اونسے تو البتہ گو کا غرض یہ آثار اور علامت حاکم وقت کے مرجانے سے ہوتے ہین اکثر نواب اور امرا کے جہلم کی جہت سے اپنے خیمے مین بیٹھے مجھسے پرسان حال ہوے جو سانحہ گذرا تھا بیان کردیا۔

صبح روز یکشنبہ حاضر خدمت نواب ہوا دیکھا محاسرے وزارت مین نواب معین الدولہ سعید الدولہ اور اہل دربار متفرق بیٹھے ہین سُنا کہ بادشاہ نے صبح کو پھر تخت پر جلوس فرمایا تھا باقی شاہزادے اور امرا اور اہلکارون کی نذرین لین جب مرزا وارا سطوت نے نذر دی اونکی خردسالی اور یتیمی پر رحم فرماکے روئے جب دربار برخاست ہوا حاضرین تشئیع جنازے کو گئے، جب خبر دفن جنت مکان بادشاہ نے سُنی وقت عصر بادبہاری یعنی گاڑی پر سوار ہوکے مقربان خاص سواری مین تھے شہنشاہ منزل مین تشریف لائے چار گھڑی رات گئے پھر آئے۔

جلوس روز سوم

القصہ روز دوشنبہ ۲۸ ماہ صفر تقریب سوم جنت مکان کی قبر پر ہوئی ارکان دولت شریک فاتحہ خوانی و روضہ خوانی تھے روز سہ شنبہ ۲۹ صفر کو بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا نواب امین الدولہ مہاراجہ وغیرہ اہلکاران سلطنت کو حسب معمول خلعت ملا باقی عملہ قدیم بدستور اپنے کاروبار مین مصروف ہوے الحمد سراعلی احسانہ قد رجع الحق علے مکانہ بادشاہ معدلت پروری و دادرسی رعایا پر متوجہ ہوکے عدالت نوشیروانی کی سرسبزی خیال مبارک مین ہوئی خداوند عالم اپنے حفظ و حمایت مین رکھے اور توفیقات اعمال حسنات خیر و برکت جو موجب خوشنودی اور رضامندی خدا و رسولؐ ہو عطا فرمائے کہ یہی شیوہ و طریقہ عدالت گستری ہے اور مکائد اعدا اور مخربان سلطنت سے محفوظ رکھے اور بصحت و باقبال عمر طبعی تک پہونچائے بحق محمد و آلہ رعایا و برایا کو قریب و بعید پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ عادل حاکم وقت کے واسطے دعا سے غافل نرہین

زائچہ مولود شاہی موافق استخراج اہل نجوم

تولد بادشاہ دہم شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ یکپاس روز برآمدہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۱۲۲۸ فصلی و ۱۲۲۹ ف طالع وقت سنبلہ کوکب عطارد ۱۸۷۶ اساڑھ سدی ۱۲ روز منگل ۵۸ گھڑی ۳۹ پل چھاچھتر ۳ گھڑی ۲۳ پل اندر جوگ

میزان راس ۲ — اسد ۱۲
عقرب ۳ — سنبلہ ۱ — سرطان ۱۱
قوس ۴ مریخ — جوزا
جدی ۵ قمر دلو عطارد — حوت ۶ — ثور مشتری ۹
آفتاب زحل زہرہ — ذنب حمل ۸
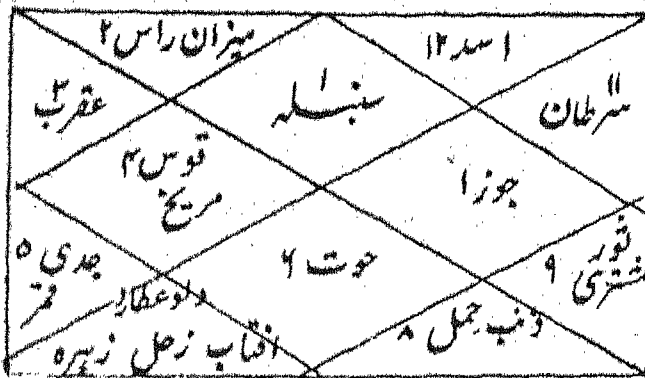
طالع وقت سنبلہ برج خاکی جنوبی ذوجسدین اوسکا کوکب عطارد برج دلو مین ۶ خانہ محل وبال آفتاب اوسمین زہرہ زحل جمع ہے منسوبات ۶ خانہ دشمن وجنگ وخوف و نفع وغلبہ اعدا پر دلو برج مذکر بادی ۹ خانہ ثابت اوسکا کوکب زحل اپنے گھر پر کمال قوت سے زحل قوت دشمن وافسونگری وحیلہ جوئی ودروغگوئی ومکاری اوسکی زحل آفتاب دشمن ہے نصارا اوستاد آتالیق بادشاہ ہی اوسکی دلیل یہ ہی کہ بادشاہ سے خصومت ہو ناکا دوسرے کی مشارکت سے زہرہ کو زحل سے دوستی ہے عطارد کو آفتاب سے یہ چار دانا کوکب ۶ خانے مین سخت ہوتے ہین دوسرے خانہ مین راس دلیل نقصان مالی مریخ ۴ خانہ مین اچھا نہین ذنب ۸ خانہ مین اچھا نہین قمر ۵ خانہ جدی مین خانہ دشمن و خانہ ہبوط قمر مشتری خوب ہے اگرچہ خانہ دشمن مین ہے واللہ اعلم یہ بڑا علم ہے بڑا علم ہے مگر اس سے استخراج مشکل ہے یعنی اصل حقیقت نحوست وسعادت۔

اکثر ملازمین قدیم جدید کو خطاب شاہی ملا مقربان خاص صاحب شمشیر ہوے آئندہ امیدوار فضل و کرم شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را۔

الغرض ۱۵ دن تک طریق ملاحظہ کاغذ اور صورت دربار شاہی دستور زمان سابق ہی رہا بعد اسکے شہنشاہ منزل مین تشریف رکھنا فرح بخش بیت السلطنت قدیم کو بہین سمجھکر چھوڑنا منظور خاطر اقدس ہوا اسواسطے کہ وہان صحن وسیع اور لطافت ہوا زیادہ ہے بڑے صاحب نے دوستانہ سمجھایا کہ اگر بدستور آباے کرام کے وہین تشریف رکھیے تو بہتر ہے اوسوقت بادشاہ نے فرمایا مجھے یہان کی ہوا ناموافق مزاج ہے اور یہ امر کچھ آپکے خلاف بھی نہین۔ بعد اسکے اہل دربار اور شاہزادگان و امرا کو حکم ہوا کہ ہر اتوار کو صبح کے وقت دربار سب کوٹھی فرح بخش مین حاضر ہوا کرین مین بھی وقت خاص پر آیا کرونگا۔

خلاصہ یہ کہ ۹ بجے نواب امین الدولہ مہاراج مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور اہل دفتر خاص دردولت پر دولتخانہ قدیم مین حاضر ہونے لگے وقت ملاحظہ کاغذ ہر ایک حاضر ہوتا تھا بعد دوپہر کے جب نوبت زوال شمسی بجتی تھی برخاست ہوتی تھی اسکے بعد صحبت خاص مقربان قدیم ہوتی تھی کبھی دن تک سواری مین دو ترک سوار آگے صندوقچے لیکر چلتے تھے راہ مین جو مستغیث عرضی دیتا تھا صندوقچے مین داخل کر دیتے تھے وقت ملاحظہ کاغذ او نپر حکم نوشیروانی مزین بدستخط خاص ہوتا تھا اسکا نام مشغلۂ نوشیروانی رکھا تھا اہلکارون کو اس سے خوف اور رعایا کو باعث ازدیاد تقویت ہوتا تھا فی الحقیقت بہت خوب مشغلہ تھا اگر اسے قیام رہتا۔

دوسرے ہفتہ کو روز سہ شنبہ کوٹھی رزیڈنسی مین صحبت جاے پانی ہوئی موافق معمول کے نواب علی نقی خان امیر الدولہ میر مہدی علیخان داخل زمرۂ کرسی نشینان ہوے وقت رخصت بڑے صاحب نے حسب سررشتہ ان دونون صاحبون کو ہار گوٹہ اور عطر دیا

تفصیل اولاد و محلات بادشاہ

نواب خاص محل مخدرۂ عظمی سے

۱- خسرو مرتبت دارا شوکت نوشیروان قدر مرزا محمد علی حیدر بہادر بعذر صرع۔

۲- ابوالحسب فغفور جاہ خاقان حشم صاحب عالم مرزا محمد جاوید علی بہادر۔

۳- ابوالنصر کیوان قدر صاحب عالم مرزا ولیعہد محمد حامد علی بہادر۔

۴۔ قمر قدر مرزا عابد علی بہادر۔	
۵۔ آسمان جاہ مرزا کاظم علی بہادر نواب رشک عالم صاحبہ سے۔	
۶۔ صاحب عالم مرزا علی مرزا خوش بخت بہادر۔	اختر محل
۷۔ جنرل فریدون قدر محمد ہزبر علی بہادر۔	
۸۔ محمد علی۔	معشوق محل
۹۔ مرزا برجیس قدر۔	نواب حضرت محل
۱۰۔ قمر احسن مرزا۔	مہدی بیگم صاحبہ
۱۱۔ قمر قدر مرزا۔	
۱۲۔ محمد عابد علی بہادر۔	فخر محل
۱۳۔ مرزا آسمان جاہ۔	رشک محل
۱۴۔ قمر احسن مرزا	واجد محل
۱۵۔ قمر احمد مرزا انجم جاہ علی بہادر۔	معشوق محل
۱۶۔ مرزا محمد جوگی بہادر۔	جہان پناہ محل
۱۷۔ مرزا محمد جلال بہادر۔	صدر محل
۱۸۔ قمر حسین مرزا بابر بہادر۔	اکلیل محل
۱۹۔ بلند جاہ مرزا محمد عسکری بہادر۔	عیش محل
۲۰۔ مرزا کام بخش بہادر۔	الفت محل
۲۱۔ روشن گہر مرزا قاسم علی بہادر۔	حور محل
۲۲۔ مرزا مسعود علی بہادر۔	شاہ نواز محل
۲۳۔ جہان پرور مرزا محمد کاظم علی بہادر۔	دل افروز محل
۲۴۔ فرخ مرزا ابوتراب بہادر۔	نونہال محل
۲۵۔ مبارک مرزا علی بہادر۔	ہمایون محل
۲۶۔ اقبال جاہ مرزا محمد ہادی بہادر۔	تابان محل

۲۷۔ سیف الملوک مرزا خادم حسین بہادر	سنبھا محل
۲۸۔ تاج الملوک مرزا کاظم حسین بہادر	محبت محل
۲۹۔ سلطان مرزا محمد رضا علی بہادر	بے نظیر محل
۳۰۔ مسرور مرزا حسین علی بہادر	تابان محل
۳۱۔ بہادر جاہ مرزا محمد اکبر بہادر	شہزادہ محل
۳۲۔ ہمایون جاہ مرزا محمد اصغر بہادر	پیارا محل
۳۳۔ محمد علی مرزا بہادر	عالم افروز محل
۳۴۔ عوالی مرتبت مرزا محمد ابراہیم علی بہادر	دل نما محل
۳۵۔ دلاور جاہ مرزا محمد علی نقی بہادر	بنگالہ محل
۳۶۔ خورشید مرزا محمد کاظم حسین بہادر	ولایتی محل
۳۷۔ کامیاب مرزا محمد باقر حسین بہادر۔	دلاویز محل
۳۸۔ دارا جاہ مرزا ابو العلی بہادر	مبارک محل
۳۹۔ بلند اختر مرزا محمد محتشم بہادر	شباب محل
۴۰ مرزا اختر جاہ	صغیر محل

تفصیل شاہزادی ہای عصمت مآب

۱۔ شہر آرا نواب کبرےٰ بیگم	سلیمان محل
۲۔ صغرا بیگم	عزت محل
۳ جہان آرا بیگم	حور محل
۴ مہر آرا نواب زینب بیگم	خاقان محل
۵ تخت آرا نواب شہر بانو بیگم	نواب بیگم
۶ تمکین آرا نواب رقیہ بانو بیگم	شمشیر محل
۷ دیہیم آرا نواب بنت السلطان بیگم	ملکۂ سرو سہی

نام		خطاب
۸۔ نواب ثریا آرا بیگم		خاقان محل
۹ زینت الملک نواب صغرا بیگم		معشوق محل
۱۰ تاج آرا نواب حبیبہ سلطان بیگم		شہزادہ محل
۱۱ مرتبہ آرا نواب سکینہ بیگم		سلطان محل
۱۲ حکم آرا نواب شہربانو بیگم		جہاں پناہ محل
۱۳ نزاکت آرا نواب محمدی بیگم		سرفراز محل
۱۴ محفل آرا نواب معصومہ بیگم		صنوبر محل
۱۵ محمل آرا نواب کستر صادق		صدر محل
۱۶ منزلت آرا نواب رقیہ بیگم		محبوب محل
۱۷ عفت آرا نواب طیبہ بیگم		نجم محل
۱۸ حسن آرا نواب فاطمہ بیگم		عیش محل
۱۹ ملک آرا نواب عابدہ بیگم		عمدہ محل
۲۰ بہار آرا نواب کنیز حسن بیگم		بوٹہ محل
۲۱ بزم آرا نواب سکینہ بیگم		منصور محل
۲۲ رزم آرا نواب خدیجہ بیگم		منصور محل
۲۳ شرف آرا نواب کنیز فاطمہ		حسن محل
۲۴ مرشد آرا نواب محمدی بیگم		ملکہ سیمتن
۲۵ شکوہ آرا نواب شیدا بیگم		اعلیٰ محل
۲۶ گوہر آرا نواب نیک بخت بیگم		حسن محل
۲۷ یکتا آرا نواب کنیز جعفری بیگم		حضرت محل
۲۸ بدر آرا نواب اکبری بیگم		خوشحال محل
۲۹ شہر آرا نواب حسنی بیگم		مبارک محل
۳۰ سلطان آرا نواب بوتی بیگم	صاحبزادی خیرالنساء صاحبہ	

۳۱ - بادشاہ آرا نواب بادی بیگم - بادی محل

۳۲ - تاجدار نیک نہاد بیگم مرغوب محل

۳۳ - زکیہ بانو بیگم بارگاہ محل

شاہزادے - للعہ - شاہزادیان بیس - جملہ بیس

یہ تفصیل کئی برس پیشتر کی ایک دوست نے کلکتہ سے بھیجی تھی غالب ہے کہ اس مدت میں اور بھی ہوئی ہوں حضرت عرش منزل کی محلات اس کثرت تعداد وسیع نہ تھے مگر حضرت سلطان عالم کو اپنے مبدء جود و فیض سے عنایت ہوئے - اللھم زد ولا تنقص -

مثنوی سانحہ نواب امین الدولہ من کلام منشی احمد

بیا اے خامہ تا رسم فسانہ — رقم سازم ز آشوب زمانہ

برائے بندگان خاص داور — رسد آلام روحانی مقرر

غم و رنجے کہ در عالم عیان است — پئے مومن برائے امتحان است

نمایم شرح این اجمال اکنون — برنگ مثنوی و طرز موزون

بعہد بادشاہان اکثر اوقات — بملک ہند شد زینگونہ آفات

پس از فرخ سیر از دست دشمن — بہر یک حال سادات ہست روشن

مگر بود آنچہ از قہر یزدان — مکافاتے ز خون بادشاہان

بعہد آصفی مختار دولہ — شدہ مقتول خنجر در اٹاوہ

بود اسباب قتل او نمود آں — بظاہر جرم و بدخواہی سرکار

شدہ ہنگامۂ اکثر امیران — بدہلی ہمچنین بعہد نجف خان

ہر یک بود دعوائے ریاست — بایں اسباب شد بغض و عداوت

ازیں ہنگامہ ہا از ہر یک یک — ثبوت دیدہ و حقے بود بے شک

مگر در لکھنؤ از جور گردون — نباشد فتنۂ لیکن چنا اکنون

کہ از نیرنگی گردون دون آہ — عجائب سانحہ رو داد ناگاہ

امین الدولہ دستور معظم | وزیر با کرم ثانی رستم
بحسب عادت خود صبحگاہان | روان شد از پئے مجرای سلطان
بدر بگھیش ہنگام رفتار | شدہ ہمراہ معدودے جلودار
بظاہر پنج شش کس از سواران | بجز سید ہمہ زنہاے میدان
یکے نامرد عیسے لنگ پا بود | نجف نام شریر و بے حیا بود
دگر در مذہب خود بودہ ارشد | خلافت مسلک آل محمدؐ
سوم مشہور ہر برنا و پیر است | جوان خوب نامش شاہ میر است
چہارم بود سید میر میدان | شہید و عاشق شاہ شہیدان
علی او را ہمیشہ در امان داشت | چو فرزندان خود مانند جان داشت
پیادہ چند کس از خاص بردار | بدست ہر یکے برق شرربار
یکے سرگروہ آشنا بہ ہمن | ہولاس اسم بدل مانند بہمن
غرض بگھی بیامد در روانے | بنزد مسجد بسلکہ زمانے
ہمانجا چار کس از بد معاشان | بباطن کافر و ظاہر مسلمان
یکے فضل علی و دیگر اکبر | دو کس دیگر تفضل نام و حیدر
بہم ہر چار کس کردند فریاد | کہ برما بیکسان گردید بیداد
ستم از مردمان راج پلٹن | کمیدان بے سبب گردیدہ دشمن
مرا دانستہ از جنس پیادہ | ز تنخواہم بہاداے ندادہ
شنید این نالہ چون نواب ذیجاہ | ازین فریاد ہر یک گشتہ آگاہ
بہ غرط رحم و عدل و بذل اشفاق | عنانے در کشید از روی اخلاق
کہ ناگہ چون سگ آن سگہا دویدند | ہمہ تا زینۂ بگھی رسیدند
ہولاس آن چاکر بگھی بیکبار | زدہ یک ریسمان بر آن سیہ کار
چو این جرأت نمودہ آن دلاور | دگر شمشیر زد بر دست چاکر
یکے زان چار کس بندوق سرداد | برفتہ گلہ بندوق برباد

دگر سگ چون سگ دیوانه بیتاب
بگیتی رفت بهر قتل نواب

دران هنگامه دستور معظم
که در جرأت بود ثانی رستم

بزد دستی بر آن نامرد ناپاک
که او از صدمه اش افتاد بر خاک

به همراهش باقبال خدا داد
بزدی سیف اش نواب افتاد

بسان این ملیحم دیگرے آه
بزد ضربت بروی پشت ناگاه

یکی دانست کان نواب ضرغام
رسانده کار افتاده با تمام

هلاس آن وقت کار شیر نر کرد
که بر نواب خود خود را اسیر کرد

ترابنیک دگر یک بار سر داد
که آن بر سینهٔ آن شیر افتاد

بضرب گله فوراً گشت بیجان
ز جرأت لیکن او با خنجر شیران

شده بر قاتل خود حمله آور
زده یک زخم شمشیر آن دلاور

پس آنگه بر زمین از پا درافتاد
تصدق گشت در بر نواب جان داد

سوارانی که اول گشت مذکور
ز خوف جان خود گشتند مفرور

شنیدم شاه سیر آن دم مکرر
ز بیم جان آقا گشته مضطر

باین الفاظ کرد آه و ناله
که از جان می رود نواب واله

یکی بر دست آن مرد خواری
زده شمشیر بهر یادگاری

دران هنگامه لیکن سید پاک
بسان شیر نر بوده غضبناک

ز بس شمشیر پیش نوکرش بود
تلاش نوکر و شمشیر بنمود

بلاچاری بیامد از سر زین
نموده حمله آن مرد خوش آئین

دو کس را چند باشت و لگد زد
پس آنگه دفعتاً دریادش آمد

که دارم کارد زیب کمر هم
کشیده از کمر اندر همان دم

بدشمن می زد آن کارد چو شیران
شده زخم کارد آن مرد میدان

بحفظ حربه چون باشد سپر دست
رسیده چار زخم تیغ بر دست

روان شد شل دریا خون سید
شده جسم قامت موزون سید

بدل چون سبے سلاحے نقص بربست
چو شد نواب بے یاور مددگار
ولیکن از زبان بے شقاوت
کہ اے نواب شل دلاور
ترا اصلا خیال ظلم من نیست
در انحالت وزیر از روی جرأت
اگر دارید قصد کشتن من
نمائید لیک در اندک زمانے
اگر باشد طلب دیگر شما را
رسانم تا کہ آن مطلب بانجام
چو از کردار خود شرمندہ بودند
کہ اے بحر کرم را لیے مبادید
چنین کس را اگر سازیم بیجان
ز تو خواہیم اے نواب والا
پس آنگہ گفت آن نواب ذیجاہ
ازین ہنگام جائے بردہ ما را
پس آن سگسارہ راہ پاس آداب
وزیر آنگہ بہر یک این صدا زد
تہیہ و دشت انتر را چون شنیدند
بیکدم در جہان ہنگام شدت
فراہم شد چو ہر سو فوج سرکار
بجا نیاز می ہمہ بد دند موجود
اگر حفظ من دل خستہ خواہید

زدہ تکیہ بہ دیوار شے و بنشست
نمود آن سگان او را گرفتار
بسے کردند اقرار سماعت
ندیدم در جہان اللہ اکبر
ز جرأت بر جبین تو شکن نیست
چنین فرمود با اہل سقاوت
نمودم صبر لیک تیغ و گردن
بہ عالم از شما ہرگز نشانے
کنید از راہ خود آگاہ ما را
ازین شورش نباشد ہیچ فرجام
بہ پاسخ از خجالت لب گشودند
بہ عالم نیست مثل تو بہادر
نباشیم از گروہ مرد میدان
امان جانہائے خویشتن را
مناسب نیست شورش در گذرگاہ
ز من سازید اطمینان خود با
نشانید در دو کان قصاب
کہ بیشم ہیچ کس اکنون نیاید
امیر الدولہ ہم فوراً رسیدند
بیامد ہر یک از ارکان دولت
شدہ ہنگامہ محشر نمودار
دسے با ہر یکے نواب فرمود
بہ پیش ما کنون ہرگز نیائید

امیر الدوله چون بود نه بتیاپ
بگفتا با یکی زان بدمعاشان
امیر اهل ایمان است نواب
ز یاد رحم او نزد او رها نید
کلام من اگر سازید یاور
هم از روی حلف سازم ضمانت
بگفتا آن همه اهل شقاوت
نماید از زبان خود چو اقرار
بمانم صاحب والا مناقب
دگرگون قصد دشمن را چو دیدند
اجازت خواستند زنیا رزیڈنٹ
پس انگریز صاحبان را هم طلب کرد
بگفت اول ز درد زخم نواب
برای حاکم این شدت نباید
برای بخیه گریا شد اجازت
بگفت آن همه بیار بهتر
یکی بخیه زنی از توپ خانه
زده چون بخیه با در زخم نواب
دو سه بار آب خاصه نیر طبیب
به انگریزی جوابش داد صاحب
به انگریزی بگفت داکتر هم
رزیڈنٹ آن زمان کرده ضمانت
که اینک ضامن جان شما ام

نظر کرده بحسرت سوی نواب
شما هستید آخر اهل ایمان
ز ایذای جراحت هست بیتاب
بجای پیش خود ما را نشانید
دهم پنجاه تا از قصه زر را
که تا جان شما باشد سلامت
اگر صاحب کلان سازد ضمانت
شوم زین فعل بیجا دست بردار
ز شفقت آمده با چند صاحب
همه از روی دانش باکشیدید
بر فرا و لا تنها رزیڈنٹ
ز دشمن پرسشش وجه السبب کرد
نهایت مضطر است و سخت بیتاب
چنین کس را چنین ایذا نشاید
نباشد دور ز آئین شرافت
همان دم آمده از لطف داور
که بود آن شخص استاد دربار
شده نواب را بس خواهش آب
بجوشش تشنگی نواب نوشید
نباشد اینچنین سرعت مناسب
زیک کار دگر گشتن سے گوانم
بگفتا با همه اهل شقاوت
به دولتخانه خود سے نشانم

نواب مدار الدولہ علی نقی خان

ALINAQUIKHAN

زتشریف وزارت گشت افزود | ز رخت ریشمی اشیاے معدود
زرہ خود وکمان و داستانہ | دگر چار آئینہ ہم رستمانہ
شہنشہ اینچنین کردہ عنایت | نمودہ جملہ مختار ریاست
بحمد اللہ کہ بر نواب ذیجاہ | شدہ زینگونہ الطاف شہنشاہ
بدورش گشتہ شد این احمد بیر | کہ دارد شہرتے در فن تحریر
بہ پیری بر طرف گردید ناگاہ | کند ہر روز و ہر شب نالہ و آہ
گدائی نیست ہرگز عادت او | بہ پیری شد پریشان حالت او
سعید الدولہ اورا پیش ازین آہ | نمودہ از ستم چون قتل ناگاہ
شہ جنت مکان از روی اعجاز | نمودش زندہ ہم کردش سرافراز
کنون از رحمت نواب عالی | شدہ شامل بامید بجالی

برای چاردہ معصوم اورا
دوبارہ زندہ کن نواب والا

معزولی نواب امین الدولہ و منصوبی سید علی نقی خان بہادر

خلاصہ باوجود اسقدر تفصیلات ظاہری شاہی صحبت نواب اہلکار و مقربان محفل عیش و نشاط سلطانی سے نہ تھی بلکہ ہر روز بگڑتی چلی گئی اور خاطر ہمایون مین غبار زبان ما صنیہ از سر نو پیدا ہوے چند روز امین الدولہ کی حجبت سے گذرے تو نواب نے حسب فہمایش و صلاح کی اپنے خیر اندیشون کے اتمام حجت سمجھکر بعد جلوس بادشاہ اوسکے دو مہینے دن بڑے صاحب سے عرض کیا کہ میری مدت عمر وزارت بعد وفات جنت مکان کے تمام ہو چکی اب میرے واسطے کنارہ کشی بہتر ہے اسواسطے مثل مشہور ہے کہ باپ کا نوکر کبھی بیٹے کے کام کا نہین ہوتا چار دن کے بعد اگر کسی اتہام یا الزام سے موقوف ہوجاؤنگا باعث میری سبکی اور نارسائی کا ہوگا بلکہ کیا عجب ہے کہ حسن خدمت و خیرخواہی زبان ماضیہ کی سب جاوے اب بادشاہ جس شخص کو چاہین مین اوسے تجویز کروں اور اپنی رضامندی سے

خلعت وزارت پہنادون آئندہ اگر حسن خدمت سمجھین تو جو کچھ مناسب ہو میرے واسطے مقرر
فرمائین مین اوسپر قناعت کرکے دعاے دولت دیا کرونگا اور خوب سمجھ رکھا ہے کہ بادشاہ
بدل مجھسے صاف نہین اور نہ کبھی ہونگے دوسرے اونکے مقربان خاص سے نہین بنیگی بڑے صاحب
نے جواب دیا کہ اگر ایسی اثناء وقت مین تم کنارہ کش ہو جاؤگے ہمارے نزدیک خلاف
تمھاری قدامت و خیر خواہی زمانہ ماضیہ کے ہوگا کسواسطے کہ فقط بادشاہ کو تمھارا پاس و
حفظ مراتب و شنوائی نیک و بد صلاح کا ہوگا دوسرے کا نہوگا مگر تم از راہ مآل اندیشی عذر کرتے
ہو ہم بھی بادشاہ سے اس باب خاص مین استمزاج لینگے اور دوستانہ صلاح نیک دیکر سمجھاینگے
چنانچہ بڑے صاحب نے بادشاہ سے مشروحاً سب طرحکے نشیب و فراز سے سمجھایا بادشاہ
نے فرمایا مجھے اونکی نمک خواری و خیر خواہی سے تعجب ہے کہ مجھسے اسوقت مین کنارہ کش
ہوتے ہین مین اونکے حقوق کو حضرت جنت مکان سے کم نہین سمجھتا جب بڑے صاحب نے
ایسے کلام سنے مطمئن ہوے اور نواب کی ہر صورت خاطر جمع کر دی پھر نواب نے نواب ملکہ آفاق
اور نواب ملکہ کشور سے بھی عذر کنارہ کشی عرض کیا اونھون نے بھی وہی جواب دیا کہ سبحان اللہ
تم چاہتے ہو قدامت اور نمک حلالی کو اپنے ہاتھ سے مٹا کر دوسری صورت کیا چاہتے ہو دوسرا
ایسا نمک حلال خیر خواہ کون ہوگا بعد اسکے نواب نے بادشاہ سے بھی عرض حال کیا بادشاہ
نے وفور عنایت سے اپنے گلے لگا لیا اور فرمایا مین تمھین بجاے حضرت جنت مکان سمجھتا ہون
تم مجھے ایسے وقت مین چھوڑتے ہو نواب مطمئن ہوگئے مگر یہ سب باتین ظاہر دنیا داری کی تھین
باطن مین بے اصل اور نہ اسکا خیال ہوا کہ ہم آج جو یہ کہہ رہے ہین کل جو انھین موقوف کرینگے
تو بڑے صاحب سے کیا صورت ہوگی اونپر کذب و صدق ہماری منزلت کے خلاف نہ گذریگا
اور وہ نہ کہینگے کہ آپ نے ہمارے کہنے سے کیون نہ موقوف کیا یہی فہمایش سبحان علیخان نے
بعد حضرت خلد مکان نواب معتمد الدولہ سے کی تھی بلکہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ نے بھی نواب کو
دوستانہ سمجھایا تھا اونھون نے اپنے طمع نفسانی سے نمانا تھا اوسکا نتیجہ بھی دیکھا جب خود رائی
و خود پسندی ہوگی البتہ یہی صورت ہوگی۔

خلاصہ یہہ چندروز کے ایکدن بڑے صاحب نے بے انتظامی ممالک محروسہ کو بادشاہ سے کہا

نواب نے کہا کہ ابھی کے دن جلوس بادشاہ کو گذرے ہین انشاء اللہ جیسا آپ کے مکنون خاطر
ہے اوسیطرح عمل مین آئیگا اس بیان سے بادشاہ کے خیال اقدس مین یہ آیا کہ تاکید شدید
جو بڑے صاحب کر رہے ہین اس دھمکانے کے محرک فقط نواب ہوے مگر در پردہ اس تصور
سے امور خلاف دنا گوار خاطر ہونے لگے اور تجویز فرمایا کہ انھین موقوف کرکے امیر الدولہ میر مہدی
کو پیر تجیجے انکے دماغ مین بوے کبر و نخوت سما گئی تھی چنانچہ ایک دن بادشاہ نے کمال و فور محبت
سے فرمایا کہ تم یہ مندیل وزارت سر پر رکھکر بار وزارت کو اوٹھاؤ اونھون نے بمقتضاے نظر اقبال
کے ہنوز پورا خلعت وزارت بھی نہوا تھا کہ اول کارروائی یہ کی کہ ایک معبد ہنود جو اونکے مکان
کے قریب راستہ مین تھا تیسرے روز پانے مندیل وزارت کے کھدوا ڈالا کہ ہندوون کا سبب
ناراضی ہوا اور دوکانین شہر مین بند ہوگئین ایک بلوہ سا ہوگیا اور لوگ مستغیث در دولت
بادشاہ و رزیڈنٹ پر پہونچے صاحب رزیڈنٹ بھی سوار ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور حسب حکم
لشکر شہری میرن مذکور جو موسوم بہ میر مہدی اور مخاطب بہ امیر الدولہ و قائم بوزارت ہوے تھے
صادر ہوا اوس روز سے اپنے گھر پر مقید رہے بعد اسکے نواب علی نقی خان کو تجویز فرمایا انکی
یاوری اقبال سے سبت سے اسباب بیرونی واندرونی جمع ہوے حالانکہ روبرو امیر الدولہ کی
یہ پایہ اعتبار مین نہ تھی ہر چند انھین از راہ عاجزی و بے اختیاری بدل انسے صفائی منظور تھی لیکن
امیر الدولہ نے اپنی خوبی فہم اور پندار غلط سے بی حقیقت سمجھکر نمانا اسقدر نخوت و تکبر ہوگیا تھا بلکہ واسطے
کو جواب نامناسب دیا کہ صفائی اپنے ہمسر سے چاہیے سو وسوسہ کا در ہا ہے تمھارے واسطے ہو جائیگا
تقدیر اوسیپر ہنستی تھی کہ علی نقی خان کے ہاتھ سے یہی تمھارا ہو جائیگا چنانچہ وہی ہوا نواب علی نقی خان نبرہ مان
حضرت خلد مکان ایکدن نواب امین الدولہ کی ملاقات کو آئے ایک دوست نے اونکا احوال پوچھا جواب دیا
کہ اب ہم بحکم بادشاہ مرزا ولیعہد بہادر کے سپرد ہوے ہین اونھون نے کہا بس تم سجدہ شکر بجالاؤ اسکا انجام
ہم جانتے ہین تم نہین جانتے دیکھو تو خدا کیا اپنی قدرت دکھاتا ہے بعد اسکے جب راہ مین ملاقات اپنے
ہوتی تھی پوچھتے تھے وہ انکو جواب دیتے تھے ابھی صبر کرنا بہتر ہے چنانچہ وہی صورت پیش آئی
جیسا اونکو خیال گذرا تھا خدا کو بناتے کچھ دیر نہین لگتی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

غرض نواب امین الدولہ سے روز بروز بے لطفی بڑھتی چلی گئی اور اونھین بھی اپنی معزولی کا یقین

ہوگیا اور اِن جیتوی قیام وزارت مین لوگون کے کہنے سُننے سے کچھ روپیہ بھی صرف کیا لیکن بے فائدہ
اور بے محل کیا بلکہ ایک مقربان محل خاص سے جسدن اوسے کچھ ملا اوسی رات کو وہ مرگئی
خود نواب اوسکے دینے پر افسوس کرتے تھے آخر ۱۹ - شہر رجب ۱۲۶۳ھ روز شنبہ ۹ بجے مطابق
۹ - جولائی ۱۸۴۷ء اگرچہ کیفیت قدرتی سی باخبر ہوچکے تھے کہ آج مین خانہ نشین اور اپنے عہدے
سے موقوف ہوجاؤنگا لیکن چار و ناچار بموافق معمول در دولت پر حاضر ہوئے مشیر الدولہ
مہاراج بالکرشن بہادر و راہ داہل دفتر بھی سب حاضر تھے مصاحب الدولہ نے آکر کہا کہ بادشاہ نے
مہاراج اور راجہ کندن لال میر منشی کو یاد فرمایا ہے پہلے اونکے جانے مین کچھ کٹ کیا دوبارہ پھر طلب
ہوئی نواب نے فرمایا تم کیون نہین جاتے عرض کی آج خلاف معمول ہوتا ہے کسواسطے کہ ہر روز
آپ کے ساتھ جاتے تھے اِس عرصے مین ایک خواص نے نواب سے کہا کہ آپکو حکم برخاست
ہوا ہے نواب یہ سنتے ہی سوار ہوکر اپنے گھر چلے آئے بعد دوپہر کے ایک چوبدار سلطانی نے
شیخ اکبر علی داروغہ دیوانخانہ نواب سے کہا کہ حکم بادشاہ یہ ہے کہ نواب سوار نہ ہون -
بادشاہ نے اوسیوقت مصلح السلطان انجم الدولہ کو بڑے صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا
کہ ہمنے امین الدولہ کو موقوف کیا خلعت وزارت علی نقی خان کو دیتے ہین صاحب نے جواب دیا
کہ مشورہ ہمارا نہ معزولی قدیم اور نہ منصوبی جدید مین ہے مین خود بادشاہ کے پاس آتا ہون جب
تشریف لائے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل عنقریب تشریف لایا چاہتے ہین اگر جب تک کسی امر جدید
خصوص اس عہدہ جلیلہ وزارت مین توقف ہو تو بہتر ہے اِس جہت سے اودیدن کے خلعت مین تامل
ہوا مگر صاحب کو نہایت ناگوار خاطر ہوا کہ ہمسے بادشاہ نے کہا کچھ اور کیا کچھ اگر ہماری فہمایش سے
یہ امر ہوتا تو ہمکو ناگوار نہوتا بلکہ نواب امین الدولہ سے باعث حجاب ہوا کہ ہمارے سمجھانے سے اونھون نے
اپنی کنارہ کشی مین تامل کیا فی الحقیقت یہی فرمابنری نواب کے کام آئی کہ بڑے صاحب کو انکی حمایت
امور داجبیہ مین لازم ہوئی نواب معتمد الدولہ نے لاکھون صرف کرکے حمایت سرکار لی تھی لیکن
ہمینت سبب الاسبابی سے حاصل ہوئی بے دام اور درم صرف کیے - فی الحقیقت صاحبان
عالیشان خلاف کو بہت برا سمجھتے ہین اور راست گوئی اور صداقت کو اچھا - بلکہ خدا بھی یہی سمجھتا ہے -
غرض نواب علی نقی خان بحکم حضرت احکام عظام جاری کرنے لگے اور مصروف کاروبار ہوئے پھر

یہ بھی تجویز ہوئی - کہ شش زبان حضرت خلد مکان مرزا و لیعہد بہادر کو خلعت ہوا اونکی پیشدستی کا انہیں خلعت دیجیے - پھر اسمین بھی تامل ہوا -

قبل از معزولی نواب ایک امر جدید یہ ہوا کہ کسی محلے مین اہل اسلام و ہنود و سرگیون سے بحیثیت ایک دہرہ جدید فساد ہوا جب پرچہ اخبار گذرا ثابت الدولہ و ناصح الدولہ کو حکم ناطق ہوا کہ ابھی جاکر اوس دہرہ کو جو سرادگیون نے بنایا ہے کہدوا ڈالو اس حکم ناطق سے بعض نادان اہل اسلام نے اپنی جرأت اور حماقت سے کئی شوالون کو کھود ڈالا قریب تھا کہ صورت بلوا عظیم تمام شہر مین ہوجائے یہ دہرہ جو ہریون کا تھا بہت سے جوہری جمع ہوکر بڑے صاحب کے پاس فریاد کو چھاؤنی سنڈیاؤن مین گئے بادشاہ کو بہت ناگوار گذرا اس جہت سے گلاب رائے جوہری کار پردازے نواب تھابڑیصاحب نے اسمین کچھ دخل نہ دیا مگر صدر مین رپورٹ کردی یہ مشغلہ جدید بھی تھوڑا سا سلگ کر رہگیا -

بعد ایک مہینے کے جب رزیڈنٹ کو جواب رپورٹ باب وزارت مین حسب المرضی بادشاہ ملا بڑیصاحب اور کپتان برڈ صاحب بادشاہ کے پاس آئے اوسکا جواب باصواب پیشکئے کہ یہ امر انکی ہی بادشاہ کی خوشی پر موقوف ہے روز چہارشنبہ بادشاہ نے پرچہ پیام منصوبی وزارت مین بھیجا مصلح السلطان انجم الدولہ کی زبانی بھی بڑیصاحب سے عرض کیا روز پنجشنبہ ۱۲ بجے ۲۲ - شہر شعبان ۱۲۶۳ مطابق ۵ اگست ۱۸۴۷ء ۲۹ پارچہ کا خلعت وزارت نواب علی نقی خان کو اس خطاب سے ملا رکن رکین خلافت وجہانداری اعتضاد سلطنت و شہریاری امیر الامرا مدار المہام وزیر الممالک الخاقانی ملتمید السلطان سیف مسلول بازوی شاہنشاہی رمح مصقول معرکۂ دشمن گاہی مساعد یکرنگی و صفا ناہج مناہج صداقت و وفا مرید مرشد پرست اخلاص گزین خانہ زاد عقیدت مثبوت آئین مختار ذی اقتدار یار وفادار سپہ سالار رستم ہند مدار الدولہ منتظم الملک خان بہادر سہراب جنگ فدوی خاص جان نثار ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ عادل قیصر زمان سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ " خطاب نامی جد امجد نواب کو تبرکاً و تیمناً ہوا کہ قطع نظر مرتبہ جدی کے عمر بھی موافق اونکے تھی ہو طرہ ہوئی مصلح السلطان انجم الدولہ بہادر کو سفارت رزیڈنٹ حفیظ الدولہ مولوی میر باقر علی

موقوف اہتمام الدولہ حیدر حسین خان کو اہتمام دیوان عام میر یوسف علی خان برادر حقیقی انجم الدولہ کو
خدمت اہتمام الدولہ امیر الدولہ خانہ نشین سیف الدولہ علی حسین خان خدمت قدم دیوانخانے
سے موقوف خانہ نشین ہوئے مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر کو خدمت دیوانی راجہ بہاری لال کو
خدمت واصلباقی بدستور بحال رہی اور کسی عہدہ کو تغیر و تبدل نہوا بشیر الدولہ کامین الدولہ۔
دیانت الدولہ۔ احسن الدولہ۔ فیروز الدولہ کو نظارت محلات معلی اور خدمات عالیہ اور حاجی
شریف ان سب خواجہ سراکو خدمتیں عنایت ہوئیں حاجی شریف کو رسالہ ترکسواران خاص
اور کئی پلٹن تلنگہ ملین اسیطرح ثابت الدولہ۔ وہاج الدولہ۔ رضی الدولہ۔ نجیب الدولہ۔
قطب الدولہ۔ انیس الدولہ۔ مصاحب الدولہ۔ ان سب ارباب نشاط کو خدمات عالیہ ملین
قطب الدولہ کو کچھ علم تھا اس جہت سے دستخط عرضداشت وغیرہ مین دخل تام ہوا اور ان دونوں
فرقہ خاص کے احکام فوق احکام وزیر اعظم ہونے لگے اور ان سب کا دماغ فلک ہشتمی سے گذر گیا
مصاحب الدولہ بسبب اپنی صلاحیت مزاج کے فی الجملہ نیکنام رہا اور مقید صوم و صلوٰۃ بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر بہ نظر انصاف دیکھئے تو امر وزارت بڑا بار عظیم ہے ہر شخص مین مشکل سے تو ایسے
بار عظیم سلطنت کے اٹھانے کی ہوتی ہے اگر کتب تواریخ مین دیکھئے تو اس امر خاص کیواسطے حکیم تجویز
ہوتے تھے یا وہ لوگ جو حسبًا و نسبًا خصوصًا من حیث العمل اچھے ہوتے تھے اور اپنے حق خدمت کو
جانتے تھے اور صاحب لیاقت صاحب علم خدا پرست سزاوار امانت و دیانت ہوتے تھے نہ یہ کہ شخص
اجنبی جاہل ہو مگر اس سلطنت مین ہمیشہ سے یہ عہدہ جلیلہ رضامندی اور خوشنودی حاکم وقت پر ہے
اسی جہت سے اصل ہندوستان سے رفتہ رفتہ یہ سب قیدین جاتی رہین بالفرض اگر ایک شخص
لیاقت کا ہوا دوسرا نہین ہوتا اور بڑی خطا یہ ہے کہ ایک شخص محول ہوتا ہے اگر نائب کار مشورہ وزیر
سے ہوا کرے تو سب سے بہتر ہے اسکی مانع نفسانیت ہے لہذا ہمین اتنا کہنا کافی ہے کہ امور مملکت خویش خسروان دانند

نواب وزیر الممالک مثل امرائے ہند زندگی بسر کرتے رہے سب جانتے ہین پہلے اہلکار سلطنت انسے بہت
خائف تھے کہ دیکھئے اس انقلاب وزارت مین کون منسوب اور کون معزول ہوتا ہے لیکن نواب
کی رحمدلی اور مروت اور اخلاق اور فروتنی مین کچھ شبہ نہین یہ صفات ذاتی کیونکر نہون حسبًا و نسبًا
اور پہلو مراتب مین امرا مشاہیر ہندوستان سے تھے جد امجد خال بادشاہ فردوس مکان شاہ عالم

بادشاہ دلی اور انکے اسلاف کرام اقربا سے قریبہ سلاطین تیموریہ سے ہین اور اس سلطنت سے بھی قرابت قریبہ ہے جد امجد خسر جنت آرامگاہ نواب مخدرہ عظمی انکے بھتیجے اوسکے بعد یہ نعمت حضرت سلطان عالم ہیں اگر انصاف شرافت کی راہ سے کیجے تو وزارت کو فخر ہوا وگرنہ اور دنکو وزارت سے فخر ہوا کسواسطے کہ وزیر داخل زمرۂ خواص بادشاہ ہوتا ہے خدا توفیقات عمل خیر عنایت فرمائے کہ رعایا اور برایا سے از روی انصاف پیش آئین جو موجب ترقی اور بقای مرتبت وحقوق ولی نعمتی بہ نیکی وخیرخواہی ادا ہون اور انجام بخیر ہو اور شیران بد سے محفوظ رہین۔

مصلح السلطان کا سفارت سے موقوف ہونا نواب محمد خان کا نایب بادشاہ کا کانپور تشریف لیجانا واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے

الغرض نجم سعادت مصلح السلطان مطلع ترقی سے اوج شرف رفعت سرکارین پرچمکا اور انصرام مہمات بجا آوری احکام عہدہ جلیلہ سفارت پر بجانفشانی وخیرخواہی سرگرم ومستعد ہوئے اور سفارت خاقانی بواسطۂ وزیراعظم بالمشافہہ بادشاہ سے عرض کرتے رہے یہ بھی جیسا وشنا کچھ کم نہتے نواب سرافراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے عزیزون مین تھے فی الحقیقت آدمی کی ہوا کے دنیا عالم سفلی سے طالب جاہ عالم علوی کی ہوتی ہے نفس تمنا غفلت نہین کرتا مطیبہ مشکل خطا از بسکہ بہادر موصوف دستور صحبت صاحبان عالیشان اور تبلیغ رسالت صداقت سے بہ سبب نخوت بادشاہ عادی تھے خوشی خاطر اقدس کو بخوف اپنے عہدۂ قدیم مقدم سمجھکر نقض احکام رسالت ہوا جو باعث ناگواری خاطر صاحب رزیڈنٹ ہوا کسواسطے کہ سرکارین کو بصداقت وصفائی اپنی رکھنے مین خود الزام سے بری ہونا ہوتا ہے جب متواتر یہ صورت ہونے لگی صاحب رزیڈنٹ تنگ ہوئے آخر ایک پیام صاحب نے جو بادشاہ کو بھیجا تھا اوسکی عدم تبلیغ سے موقوف ہوئے ۱۲ شہر ذیقعدہ روز شنبہ ۱۲۶۳ھ صاحب رزیڈنٹ مع کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور طالب جواب اپنے پیام کے ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم تک نہین پہونچا زیادہ تر موجب برہمی مزاج ہوا اور بہت عتاب سے کلمات نامناسب فرمائے اور اپنے پاس سے آنیکی ممانعت فرمائی بہادر موصوف نے چار ونا چار یہ عتاب بسبب خوف بادشاہ قبول کیا اس جہت سے اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور رہے وگرنہ دونو طرف سے جاتے رہتے

اس سلطنت میں جب سے غلام یحییٰ خان ظہیر الدولہ رتبہ سفارت سے بوزارت نامی ہوئے ہر صاحب دربار کو حوصلۂ اولوالعزمی ہوا یہ نہیں سمجھے کہ لیاقت اور اسباب جمع ہوئے ہیں تو سفارش بھی اپنا کام کرتی ہے فی الحقیقت شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے سفارت بھی بن پڑی اور وزارت بھی بانجام ہو جاتی مگر بادشاہ نے اپنے خلاف ہو نیسے موقوف کیا تاج الدین حسین خان نے بھی اسی سفارت سے قلابے زمین و آسمان کے ملائے تھے مگر بوجوہ ناکام رہے۔

اس عرصے میں ثابت الدولہ و تاج الدولہ نثار علیخان برادران عینی مقربان خاص نظاہر بسبب مخالفت خواجہ سرایان سرکار جو نسبت حیدر علی خان ہوئی پایۂ عتاب میں آئے دربار سے موقوف ہوئے لیکن وظیفہ شاہی بدستور رہا دربار وزیر اعظم میں جاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ باب سفارت میں مشورۂ رکن رکین سلطنت ہوا نواب نے بہ نظر حسن خدمت زمانہ سابق جو میر علی صاحب مرثیہ خوان کی سفارش سے حالت بیکاری میں نواب کو کچھ دیتے تھے اس جہت سے اپنے محسن سابق افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر کو تجویز کیا کہ میں لدے ہوئے بار احسان سے سبکدوش ہو جاؤں وہ بھی مجبور سے کئی مہینے سے لکھنؤ میں آئے تھے نواب کے پاس آتے تھے لیکن جب صاحب رزیڈنٹ سے استمزاج سفیر کا لیا فرمایا وہ شخص ہو جو معاشرت صاحبان اور طریق رفتار و صدق کردار میں قابلیت رکھتا ہو ورنہ ہماری موجب تکلیف کا ہوگا چنانچہ اس استمزاج کی فرد اسم نویسی سفیران مجوزۂ بشیر الدولہ مہاراج بالکرشن بہادر حیارت جنگ دیوان اور راجہ کندن لال بہادر میر منشی منظوری صاحب رزیڈنٹ بھیجی پہلے نام افتخار الدولہ مہاراجہ میوہ رام بہادر صلابت جنگ دوسرا مفتی محمد خلیل الدین خان سفیر زمان حضرت خلد مکان مقبول سرکار میں تیسرا مولوی فضل حق خیرآبادی منضبط کیا راجہ کندن لال نے عرض کیا اگر نام چہارم بھی محمد خان کلکٹر کا لکھا جائے تو چار یار پورے ہو جائیں مہاراج نے کہا وہی تینوں پہلے کے کافی ہیں غرض بعد مبالغہ چوتھا نام بھی داخل کیا گیا صاحب نے بعد استفسار حال محمد خان کا نام منظور کیا کپتان ہالنکس صاحب کی سفارش سے کہ وہ اس وقت موجود تھے کہ یہ نسبت اونکے یہ ہمارے سررشتہ سے واقف ہیں بظاہر عالیخاندان ہیں اور نواب منور الدولہ کی نشست بھی رہے ہیں۔

بعد اس منظوری کے اہلکار سرکار نے از راہ معاملہ فہمی خلعت دینے مین تامل کیا مگر یہ اپنی یاوری اقبال سے روز جمعہ ۱۰ شہر ذیقعدہ ۱۲۶۳ ہجری خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے اس عرصہ مین الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم نواب گورنر جنرل ڈانک مین یکم ماہ نومبر ۱۸۴۷ء مطابق ۱۱ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ داخل شہر ہوئے اور باتفاق صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کی ملاقات کو آئے ملاقات معمولی ہوا بعد ایک ہفتہ کے شہر کو دیکھکر اور انتخاب کتب تواریخ وغیرہ کتب خانہ سلطانی سے کرکے بہر کانپور گئے یہ صاحب جس شہر مین گئے ہین بہت سی کتب تواریخ ہر طرح کی خواہ بہدیہ لوگون نے خوشامد سے نذر کین یا بہ قیمت خیالچہ چار جلد کتاب متوسطہ احوال ہندوستان کی لکھین وہ طبع ہوکر مشہور ہوئین اور اپنی علالت مزاج سے برخصت کیپ گئے ہین۔

جب خبر داخلہ نواب گورنر جنرل لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کانپور مین آئی بادشاہ نے حکم تیاری لشکر فرمایا ارکان دولت امرا سے جسقدر سامان سفر درست ہوسکا ارادہ ہمراہی بادشاہ کیا کسواسطے کہ تنخواہ ہرایک کی سرکار مین بہت چڑھ گئی تھی ہر شخص پریشان حال تھا بہر صورت روز سہ شنبہ ۲۲ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ مجموع لشکر روانہ کانپور ہوا ادھی علی خان پیشتر سے چار پانی لیکر روانہ ہوگئے وقت سہ پہر پہنچنے کے ۱۱ بارجہ کا خلعت ملا تھا بادشاہ چار گھڑی دن رہے بسواری باد بہاری موسی باغ مین از راہ پا تراب رونق افروز ہوئے روز پنجشنبہ ۲۴ کو نواب گورنر جنرل کے داخلہ کانپور کی خبر آئی بادشاہ ۲۶ - روز شنبہ صبحکو سڑک قدیم نواب درگاہ رحمت گنج سے تشریف فرما ہوئے انتظام شہر افسرون کے سپرد ہوا سچ کہ شہر تا لکھنؤ بالکین بے ہوتا ہے تمام شہر کے کوچہ و بازار مین خصوصًا در دولت پر ایک وحشت برستی تھی۔

فی الحقیقت لشکر ظفر پیکر قابل دید تھا دریا کا کنارہ ہر طرف سبزہ زار کوسون کا میدان سم خوشگوار خوبی لطافت دریا خوبی عمارات کیپ آنطرف دریا خصوصًا خیمہ بارگاہ سلطانی کو راجہ درشن سنگھ بہادر غالب جنگ نے اپنے سلیقہ سے گرد چمن اور دو رویہ بلکہ درخت میوجات سب ثمردار کئی ہزار کو خرید کرکے آراستہ کیا تھا اور سڑک پر سرخی پڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مصنوعی نہین ہے ہمیشہ سے یون ہی از خود آراستہ تھا۔

ورود کوکب ہمایون بندگان اقدس لشکر مین اور مراجعت لکھنو اور داخلہ نواب گورنر جنرل کا لکھنو مین

روز شنبہ ایک بجے دن کو عین شدت باران رحمت مین بادشاہ سلیمان بارگاہ بیلوری
بادہباری مانند رحمت خدا رونق افروز لشکر ہوے باغچہ طلسم کار دیکھکر بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان
نے بھی اسے بہت پسند کیا تھا کہ گویا یہ باغ اصلی ہے بعد چند دقیقہ کے حکم ناچ اور رنگ ہوا نصف شب
تک یہ صحبت عیش رہی روز یکشنبہ کو بھی آفتاب نے پردہ رحمت سے منہ باہر نہ نکالا دوشنبہ تک وہی
صورت رہی جب ایکساعت دن باقی رہا بادشاہ خیمہ سے برآمد ہوے سر برہنہ روبقبلہ کھڑے ہو کر کمال
خشوع و خضوع سے درگاہ قاضی الحاجات مین سکون بارش کی دعا کی برکت دعا سے مطلع شرقی صاف
ہوا بندگان خدا تہلکۂ طوفان سے بچے۔

صبح سہ شنبہ جرنیل جواد علیخان مرزا سکندر حشمت نواب سرفراز الدولہ نواب وزیر الممالک
کپتان برڈ صاحب کرنیل ولکاکس صاحب ایجی صاحب مصاحبان خاص بادشاہ واسطے اجازت ملاقات
شاہ جمجاہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے برجلوس سواری سے تشریف فرما ہوے رسم ملاقات حسب دستور
قدیم ہوئی عطر پان گوشلے بعد اسکے رخصت ہوے وقت عصر الیٹ صاحب سکرٹر اعظم مع صاحبزادہ کے نواب
گورنر جنرل بہادر اور ایک صاحب مصاحبان خاص نواب محتشم الیہ واسطے تقرر ملاقات بادشاہ روز
چارشنبہ تشریف لائے اوسی طریق سے رخصت ہوے۔

صبح چہارشنبہ کو پہلے جنرل صاحب اور مرزا خورم بخت نواب وزیر الممالک بہادر بحضور نواب
گورنر جنرل بہادر بہ ہمرہی جلوس سواری سے تشریف فرما ہوے بعد نصف ساعت بادشاہ شان و شوکت
سلیمانی سے نالکی طلا کار پر سوار ہوے اوسوقت حسب تجویز صاحب ریذیڈنٹ مصلح السلطان نے
ٹکٹ نمبردار ہر عمائد اہلکار قربای شاہی کے ہاتھہ مین دیے یہ سب ۱۹ صاحب کرسی نشین تھے اور ۱۲ ٹکٹ
خواص عہدہ دار کو ملے یہ امر جدید کبھی پیشتر نہوا تھا اگرچہ اب دستور انگلستان کے خلاف نہین ہے بلکہ
دستور ہر ولایت کا یہی ہے کہ بے طلب ٹکٹ کوئی مہمان بھی کسیکے گھر نہین جاتا چنانچہ شاہجہان آباد مین
ابھی آجتک دستور ٹکٹ جاری ہے کہ جو شخص اپنے گھر مین مجلس عزا کرتا ہے ٹکٹ طلب بقید وقت ہر شخص کو

بیحد تماشائی لوگ سیتے آتے ہین اور بغیر ٹکٹ کے کوئی مجلس مین نہین جاتا سوائے لکھنؤ کے کہ یہان بغیر طلب
لوگ سنکر مجلس مین جمع ہوجاتے ہین خلاصہ جب بادشاہ کنارہ دریا پل کشتی سے اسپار ہوپہنچے ہاتھی پر سوار
ہوے روپیہ بانٹنا شروع ہوا فقرا و مساکین نے ہاتھی کو گھیر لیا تین ہزار چار سو چھپن روپیہ سب نے پایا
کہ دفعۃً تولیان شہر نے ہجوم کیا اور خوف جان سے نڈر ہوکر ہاتھیون کے حلقہ مین آگئے ایک شخص کچل بھی گیا
جب گورہ بارک کے پاس پہونچے گورے اپنی بارک سے نکلکر اخذ زر مین مشغول ہوئے شہدون سے
اور اونسے خوب کشتی ہوئی آخر کو گورے تھک کر اپنی بارک مین چلے گئے رزیڈنٹ نے بادشاہ کو وہان
سے روکا کہ مبادا دو چار کا خون ہوجاوے وہان سے سواری آہستہ آہستہ چلی جب سراچہ خیمہ پر پہونچی نواب
گورنر جنرل ہاتھی پر سوار ہوکر آئے طرفین سے برسم قدیم سلام ہوا نواب محتشم الیہ نے بادشاہ کو اپنے
پہلو مین بٹھا لیا اور داخل خیمہ ہوئے مجمع امرائے ٹکٹ یافتہ نے در سراچہ پر ہجوم کیا ٹکٹ دکھا کر داخل خیمہ ہوئے
اوسوقت مع بادشاہ سب کرسی نشین ۲۶ تھے اور ۱۲ خواص یعنی بشیر الدولہ مصلح السلطان احتشام الدولہ
اقبال الدولہ مجد الدولہ مفتاح الدولہ وغیرہ تھے مرزا وصی علی خان اہتمام چار بانی کر رہے تھے ایک ساعت
تک صحبت چار پانی رہی پہلے صاحب سکرتر نے بادشاہ سے کہا کہ نواب گورنر جنرل فرماتے ہین کہ کچھ نان
و نمک نوش فرمائیے یہ سنکر درجہ اول سے درجہ دوم مین تشریف لیگئے جہان میز آراستہ تھا۔

نواب گورنر جنرل نے اول جلسہ صحبت مین بادشاہ سے کلمات از راہ مزید محبت اور دولتخواہی کے
ارشاد فرمائے جو کہ اوس صحبت خاص کے حاضرین کی زبانی سنے گئے کہ ہم بہت مشتاق ملاقات کے تھے
بہت خوش ہوئے آپ کے اسلاف کرام کے حقوق جو نسبت ہماری سرکار کے ہوے بیان سے باہر ہین جو
امور باعث قیام و سرسبزی سلطنت ہوے اونکا کہنا اور تفہیم ہمپر لازم ہے اور صاحب رزیڈنٹ
قایم مقام ہمارے بمنزلہ ہماری زبان کے ہین جو امور مناسب وقت اور اصلاح سلطنت کے ہونگے اونکا
مشورہ نیک آپکو دینگے کہ باعث سرور و مسرت آپکا ہو اور آپ بہر صورت مالک مختار اپنی سلطنت کے ہین فقط
وقت رخصت نواب گورنر جنرل نے مالۂ مروارید بیش بہا اپنے ہاتھ سے زیب گلوی بادشاہ کیا اور
اکاون کشتیان اقمشہ اور پشمینہ بیش قیمت بادشاہ کو اور تیس ۳۰ مرزا ولیعہد بہادر کو چھبیس ۲۶ مرزا
سکندر حشمت کو دین اور ۴ ہاتھی ۲ عماری پر زر ۲ ہودج نقرہ ۔ ۶ گھوڑے اوسکے ۲ ولایتی ساز طلائی
قبری پشمینہ ۲ ڈھکنی مع ساز و قبری زردوزی ایک خیمہ پشمینہ مع چوب نقرہ و دو پالکی ایک تامجان

ایک کشتی جواہرات کی جسمین طرۂ الماس پیش بہا اور شیشہ گلابی تھا باقی امرا و اہلکارونکو عطر دو پان
ہار گوندہ وغیرہ کے ملے ۔ نواب وزیر الممالک مہاراجہ شوکت الدولہ سفیر کو خلعت مع ہاتھی
و پالکی ملا ۔

ایک امیر حضرت خلد مکان کی ضیافت کانپور کی نقل کرتے تھے کہ جب خلد مکان نواب
گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کے خیمہ مین داخل ہوئے تین سو کرسی گرد میز کے تھی بادشاہ نے
نظر بہ قلت تعداد کرسی کہ مبادا وفا نہ کرے نواب محتشم الیہ سے ارشاد کیا کہ ہم اور ہمارے اقربا مہمان
ہین اگر تقدیم اپنے مہمانون کی ہوگی ہم بھی اسی صورت سے پیش آئینگے نواب معز الیہ نے بطیب
خاطر قبول کیا چنانچہ وہی صورت صاحبان عالیشان کے واسطے لکھنؤ مین ہوئی افراد دو سیکے
کمرے مین میز پر بیٹھے خلاصہ حفظ مراتب اس خاندان عالیشان کا جیسا چاہیے لارڈ بشپ
صاحب نے کیا ظاہر ہے اور نظر بخلوص جنت آرامگاہ خلد مکان القاب عمو صاحب لکھتے تھے
تحریر خطوط طرفین سے یہ سب امور ظاہر ہین ارباب سیر و تواریخ کو فقط ایسے اشارات کافی ہین
نواب گورنر جنرل کا خانساماں جو خالی کشتیان لینے آیا تھا اوسے خلعت ، پارچہ کا اور ایکہزار
روپئے عنایت ہوئے ۔

روز پنجشنبہ وقت صبح جنرل مرزا سکندر حشمت ۔ مرزا خرم بخت بہادر ۔ نواب وزیر الممالک
صاحب رزیڈنٹ ۔ کرنل ولکاکس صاحب وغیرہ واسطے استقبال نواب گورنر جنرل بہادر کے
گئے ۹ بجے نواب محتشم الیہ پل پر پہونچے اوسیطرح بادشاہ ہاتھی پر اپنے پہلو مین بٹھاکر داخل خیمہ ہوئے
بعد ایکساعت کے رخصت ہوئے بادشاہ نے ہمراہ خیمہ تک مشایعت کی وقت رخصت مالا
مروارید زیب گلو نواب محتشم الیہ کیا اونکے صاحبزادونکو اور ہمراہی خوانین جلیل القدر کو بھی مالے
دیے گئے باقی اور صاحبونکو پان گوندہ و عطر دیا گیا اور دہ کشتیان ملبوس کی پیشکش ہوئین خانساماں
سبکو ایک گٹھری مین باندھکر لیگیا ۔ اقبال الدولہ مہتمم کشتی نے نظر بحسن سلوک محمد کاظم اپنے ملازم
کو بجلدو مقابلہ اسباب بھیجا خلعت ۵ پارچہ ہزار روپئے پائے اوسنے چھپایا ۔ آغا مرزا داروغہ توشہ خانہ
جو ہمیشہ کشتیون کے ساتھ جایا کرتا تھا مجد الدولہ سے شکایت کی وہ خلعت اونہین ملگیا ۔

شب جمعہ بخش علیخان ناظم رسول آباد نے واسطے خوشنودی مزاج اقدس انچہ رسوم کیواسطے

کنارۂ دریا اور دریا مین بجرے روشنی کے لشکر سلطانی تک چھوڑی بہت سی آتشبازی چھوٹی دریا مین ایک باغ تازہ گلہائے گوناگون کا نظر آتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوے صاحبان عالیشان و خواتین معظمہ بھی دریا کے کنارے اس تماشے کے دیکھنے کو آتی تھین،

صبح روز جمعہ بادشاہ سواری بادبہاری ڈاک مین پہلے داخل موسی باغ ہوے وہان سے درگاہ بارہ امام مین زیارت کرکے رونق افروز شہنشاہ منزل ہوی صاحب رزیڈنٹ بھی داخل کوٹھی ہوے۔ توپین سلامی کی سر ہوئین۔

روز شنبہ نواب گورنر جنرل بہادر داخل خیام انام ہوے لشکر مین قلت رسد ہوئی راجہ غالب جنگ مہتمم لشکر نے داتا رام عامل رسول آباد کو بہت تنبیہ کرکے بے عزت کیا اور بازار مین تشہیر کیا چوتھے دن چہارشنبہ کو نواب گورنر جنرل بہادر رونق افروز لکھنو ہوے برسم قدیم چار امرا مع نواب وزیر الممالک پہلے استقبال کو گئے بعد اسکے بادشاہ و صاحب رزیڈنٹ بادبہار پر سوار ہوکر تاکۂ شہر تک تشریف فرما ہوے وہان سے ہاتھی پر سوار نواب محتشم الیہ اور صاحب رزیڈنٹ ہم پہلو ہوکر شہر مین ہوتے ہوتے خاص منزل مین داخل ہوے چار ہاتھی فیل جنگی وغیرہ نواب معز الیہ بمقتضای سن پیری و خستگی راہ بہت جلد رخصت ہوکے۔ روز پنجشنبہ چاہی پانی کوٹھی رزیڈنٹی مین ہوا وہان اشخاص مخصصہ کرسی نشین تھے رسم ہمایا کشتی ملبوس وغیرہ طرفین سے لکھنو مین نہوئی کسواسطے کہ کانپور مین ہوچکی تھی اور طریق طعام شب و روشنی وغیرہ یعنی بڑا کھانا خلد منزل کے وقت سے موقوف ہوگیا ہے۔

روز جمعہ جب دستور المعظم صاحب رزیڈنٹ کے پاس گئے فرمایا کہ نواب گورنر جنرل کا یہ حکم ہے کہ ہمارے دربار مین امین الدولہ باجازت بادشاہ آوین عرض کیا کہ وہ معتوب شاہی مین فرمایا انکا آنا محض بمشاہدہ لیاقت ہے جیسے نواب منور الدولہ معزول بھی آوینگے تو انکے آنے مین کیا قباحت ہے نواب اور سفیر شاہی نے بادشاہ سے عرض کیا فرمایا اگر نواب گورنر جنرل کی خوشی ہے تو ہمنے بھی اجازت دی یہ پاسداری اور حمایت فقط صاحب رزیڈنٹ کی بدولت ہوئی جو بادشاہ نے اپنے ارشاد سے خلاف کیا تھا ورنہ گورنمنٹ مین انکا کونسا حق تھا اونکو الٰہی کے واسطے وسیلہ آبائی تھا اوسمین حمایت جدید کی احتیاج نہ تھی۔

خلاصہ صاحب رزیڈنٹ نے سعادت خان جمعدار کو بھیجکر نواب امین الدولہ کو بلوایا دوپہر کو سوار ہوکر چلے راہ مین دوسرے چوبدار نے آکر کہا کہ صاحب کا حکم یہ ہے کہ آپ کل دو بجے تشریف لائیے گا۔

دوسرے دن شنبہ کو پہلے نواب گورنر جنرل شاہ منزل مین واسطے ملاقات بادشاہ کے تشریف لائے۔ ہاتھی گینڈے کی لڑائی دیکھی ۱۱ بجے رخصت ہوے دوپہر کو اہل دربار صاحبان وثائق خیرخواہان سرکار کمپنی کوٹھی ضیافت مین جمع ہوے نواب امین الدولہ شرف الدولہ اعظم الدولہ نواب ممتاز الدولہ پہلے کوٹھی ضیافت مین علیحدہ بیٹھے پھر ہر شخص کو نمبروار ٹکٹ ملا۔ بموافق اوسکے کرسی نشین ہوے یہ سب اکتالیس صاحب تھے۔

پہلے کپتان برڈ صاحب تشریف لائے اور نواب امین الدولہ سے کچھ سرگوشی کی اوسکے بعد نواب گورنر جنرل رونق افروز ہوے۔ کرسی نشینون نے کھڑے ہوکر سلام کیا پھر کرسی پر بیٹھے بعد اوسکے پھر ہر ایک نے ترتیب وار جاکر حضور محتشم الیہ کو سلام کیا اور اپنی اپنی کرسی پر آکر بیٹھے نواب امین الدولہ نے کلمات شکریہ ادا کیے رزیڈنٹ صاحب نے اوسکا ترجمہ کیا بعد اسکے ہر ایک شخص کو عطر پان عنایت ہوا۔ پھر ہر شخص نے جاکر سلام رخصتی کیا جب دربار برخاست ہوا نواب امین الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ سے عرض کیا ہر شخص کے پانوٗن مین فرش پر جراب بغیر کفش تھی۔

نقشہ دربار

کرنل رچمنڈ صاحب۔ نواب گورنر جنرل بہادر والیٹ۔ صاحب سکریٹر۔ کپتان برڈ صاحب

۱۔ نواب مبارک الدولہ

۲۔ نواب ممتاز الدولہ

۳۔ نواب وزیر الدولہ

۴۔ نواب سعید الدولہ

۵۔ نواب منور الدولہ۔

صاحبزادے اور بخشیان

صاحبان نذر خاص [illegible]

۶۔ نواب امین الدولہ

۷۔ نواب شرف الدولہ

۸۔ سلطان مرزا شاہزادہ صفوی

۹۔ دلیر الدولہ۔

۱۰۔ نواب بہادر۔

۱۱۔ نادر مرزا۔

۱۲۔ مرزا عباس۔

۱۳۔ رضا علیخان۔

۱۴۔ مرزا علی خان۔

۱۵۔ مرتضیٰ حسین خان

۱۶۔ مرزا محمد حسین۔

۱۷۔ مرزا افضل علیخان

۱۸۔ مرزا علی عسکری

۱۹۔ مرزا مہدی پسر حسین علیخان

۲۰۔ مرزا فدا علی پسر حسین علیخان

۲۱۔ جعفر علی خان

۲۲۔ امیر مرزا

۲۳۔ محمد عطا خان۔

۲۴۔ سید محمد خان مخدوم

۲۵۔ جلال الدین حیدر

۲۶۔ مظفر الدولہ۔

۲۷۔ محمد علی خان۔

۲۸۔ میر نظیر علی خان۔

۲۹۔ مرزا محمد تقی خان پسر حسین علی خان۔

۳۰۔ احمد حسین خان۔

۳۱۔ نواب حیدر علی خان

۳۲۔ نواب مہدی علیخان ابن نواب مدار الدولہ

۳۳۔ میر نواب ابن مرزائی صاحب۔

۳۴۔ ڈاکٹر میر عنایت حسین۔

۳۵۔ منشی عبدالکریم منشی گورنمنٹ

۳۶۔ اعظم الدولہ

۳۷۔ رفیق الدولہ۔

۳۸۔ مولوی ذاکر علی۔

۳۹۔ مظفر حسین خان کمبوہ

۴۰۔ منشی جانکی پرشاد۔

۴۱۔ احمد رضا خان۔

صاحبان خلعت

۱۔ منشی جانکی پرشاد میر منشی رزیڈنٹی ۷ پارچہ ۵ رقم جواہر

۲ - بابو بھیرون چند خزانچی رزیڈنٹی	۹ پارچہ	ایک رقم جواہر
۳ - اخبار نویس لال جی رزیڈنٹی	۵ پارچہ	
۴ - مظفر حسین خان کمبوہ	۴ پارچہ	
۵ - مرزا ومی علیخان مہتمم چار پانی	۴ پارچہ	۴ رقم جواہر - ایک تولی
۶ - نانک چند مہاجن -	۵ پارچہ	

نواب امین الدولہ کا دربار مین جانا لوگ خلاف سمجھتے ہین کہ یہ داخل اہل وثایق تھے
اور اولاد نواب مختار الدولہ - سرفراز الدولہ - امیر الدولہ کب اہل وثایق سے تھے وظیفہ شاہی
بواسطہ صاحب رزیڈنٹ ملتا ہے نظر بجز خدمت کہ سرکارین مین باعث فتنہ وفساد کے
ہوے بلکہ موافقت سرکارین مین پیروی کرتے رہے نواب امین الدولہ بھی اسیطرح نیکنام رہے
تحریر صاحبان رزیڈنٹ سے ظاہر ہے مقام استعجاب بیجا اور حمایت رزیڈنٹ بھی ظاہر ہے جسکا ذکر
کیا گیا بلکہ خود سرکار سے انکی حمایت پیدا ہوئی -

مظفر حسین خان کنبوہ اپنی خوش رفتاری سے آلہ آباد سے بموافقت لو د رصاحب کمشنر لکھنو
آئے فی الحقیقت یہ خلعت طوطی ولایت حسین خان کیواسطے تجویز ہوا تھا مگر موافقت عملہ سرکار و
اپنی حسن تدبیر سے اور لودر صاحب کی محبت سے انھین ملا چنانچہ جب کپتان بڑد صاحب کو اصل حقیقت
معلوم ہوئی یہ اوسوقت حکیم نبدہ رضاخان کے پاس بیٹھے گرمجوشی سے اختلاط کی باتین کررہے تھے کہ
پھر اسی رزیڈنٹ نے حکم اخراج شہر پہونچایا اوسیوقت سیدھے کانپور چلے گئے اسیطرح ایکم تبدیل نیابت نواب
امین الدولہ کے زمانے مین شہر مین آگئے اور مہاراج چھاؤلال کے مکان مین اوترے لکھنو کے اہل
غرض عروج ثانی انکا سمجھکر آنے لگے نواب سے بھی ملازمت کے امیدوار اپنی کارفرمائی کے تھے
جب کپتان شکسپیر صاحب نے انکے باب مین بہت کچھ نواب سے کہا نواب نے کہا کہ ایسے لوگ بہت سے لکھنو مین
آتے جاتے ہین مجھے اونسے کیا کام ہے غرض غدر کیا وگرنہ کیا عجب تھا کہ انکو بھی کچھ کام کا سمجھکر اپنے دربار
مین آنے دیتے جیسے بعض اونکے دار ودھر کو کارفرما سمجھکر دار ومدار اپنے کاروبار کا کیا تھا غرض
یہ مایوس اور ناکام ہوکر پھر کانپور چلے گئے -

الغرض روز دوشنبہ ۱۳ تاریخ ماہ نومبر کو چند خواتین انگلشیہ مہمان صاحبات محل ہوئین ہر ایک کو

گوکھے کے ہار کے بدلے مالاے مروارید دیا اوسی دن بادشاہ ۳ بجے واسطے رخصت نواب گورنر
جنرل کے تشریف فرما ہوے دو ساعت تک تخلیہ خاص رہا نواب محتشم الیہ نے فہمایش صرف ہمت
والا انتظام ممالک محروسہ و رفاہ و فلاح رعایا مین اوس طریقے سے جو لازمۂ محبت و یکجہتی ہے
سمجھایا شاہ عالم پناہ نے کلمات تازہ دوستانہ بہرحال خوشنودی خاطر نواب معظم الیہ کو بتقدم پہنچا
کمال بے تکلفی سے دامن نواب کا ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ لارڈ ہیسٹنگ صاحب بہادر نے جو
سلوک جنت آرامگاہ کے بعد کیے ظاہر ہین اور لارڈ آکلنڈ صاحب نے فردوس منزل کو
صاحب تخت و تاج کیا ہمیشہ اون کے معین و مددگار رہے لہذا آپ بھی نسبت حقوق سے
اسلاف کرام کے میرے واسطے امر جدید جو باعث مزید محبت ہو تجویز فرمائیے نواب نے کہا
بعید نہوگا اور جبتک اقرار نہ فرمائیے گا اپنا ہاتھ آپ کے دامن محبت سے نہ اوٹھاؤنگا نواب
موصوف نے اس جوش محبت بادشاہ سے وہ کلمات کمال شفقت سے فرمائے جو موجب
تسکین خاطر ہمایون ہوے اور بہت خوش ہوے ایک انگوٹھی الماس اور شمشیر ولایتی بدستور
دستور وقت رخصت دی نواب محتشم الیہ نے ایک قلمدان جواہرنگار اور ایک ہاتھی عماریدار
نقرہ دیا اور شادان و فرحان رخصت ہوے۔

اوسیدن رات کو نواب گورنر جنرل بہادر واسطے ملاحظۂ روشنی حسین آباد تشریف لائے
اوسکی صورت یہ ہوئی کہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان نے از راہ فراست عرض کیا کہ حضرت فردوس
منزل کو اہالیان سرکار دولتمدار سے بہت محبت روحانی تھی اور صاحبان صدر کو بھی خصوصیت
بےجدائی ہے پس محبت فیما بین مستلزم اسکی ہے کہ حضور مع صاحبان عالیشان وہان یعنی حسین آباد
مین رونق افروز ہون اور تماشا روشنی و آتشبازی ملاحظہ فرمائین کہ یہ مہمانی حضرت فردوس منزل کی
ہے اور باعث خوشنودی روح حضرت اس جہت سے نواب محتشم الیہ تشریف لائے دو ساعت تک بارہ دری
تالاب پہ بعد زیارت امام بارہ کے رونق افروز رہے۔

صورت روشنی بہ تکلف یہ تھی کہ رومی دروازے سے حسین آباد تک دو رویہ ٹھاٹھر روشنی
کے تھے اور ترپولیا منجنبہ تھا اور سب پر چراغ روشن تھے اور گرد تالاب کے ابرکی فانوسین اور کنول
نصب کیے تھے اور بارہ دری مین روشنی شیشہ آلات اور حسین آباد مین در و دیوار پر گلاس روشن

تھے اور بڑا انتظام کیا تھا کہ سوا متوسلین سرکار کوئی تماشبین شہر مین نہین جانے پاتا تھا اور دالان بارہ دری مین میز پر فواکہات و میوہ جات تر و خشک آراستہ تھے۔

غرض ۱۲ بجے نواب گورنر جنرل بہادر کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے مرزا وصی علیخان مع سیور کے بنگلے مین جہان اپنی چالاکی سے از راہ رسوخ کا پیور سے تین کرانچی ڈاک مین جا - پانی اور سامان ضروری لیگئے تھے صاحبزادہ نواب گورنر جنرل نے وعدہ انکے گھر جانے کا کیا تھا بموجب ایفاے وعدہ از راہ ناواقفیت دستور مع چند صاحب باغ مین دریا کے اوس پار تشریف لیگئے مرزا نے موافق اپنے حوصلے کے بہت تکلیف سے باغ آراستہ کیا تھا اور کئی طایفے ارباب نشاط صاحب حسن و جمال بھی اپنا باغ سبز دکھانے کو بلوا ئے تھے بعد دو ساعت کے یہ تماشا بھی دیکھکر رخصت ہوا سو یہ انکا موجب رسوخ و تفاخر چشمون مین ہوگیا جب کپتان پرڈ صاحب نے سکرٹر کو اس مہمانی جدید کی چھٹی شکایتی لکھی کہ موجب تفاخر میزبان اور خلاف شان مہمان کے یہ امر ایسا کبھی پیشتر بیان نہین ہوا کہ سوا بادشاہ کے کسی اور کے گھر مین صورت مہمانی ہوتی ہو اسکا جواب یہ دیا کہ تمنے اپنی چھٹی مین حامل چار پانی کو مرد ذی عزت لکھا ہے - پس اگر ایسے شخص کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو کیا قباحت ہے -

روز سہ شنبہ چہارم ماہ ذیحجہ ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۸۴۷ء صبحکو نواب گورنر جنرل بہادر ڈاک مین مٹرک چار باغ سے روانہ کا نپور ہوے نواب وزیر الممالک اور رزیڈنٹ ناکہ شہر تک بمشایعت کو گئے صاحب سکرٹر بھی اوسی رات کو روانہ ہوے -

مشہور ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے بعد انکشاف حقیقت حال بادشاہ و ارکان دولت حسب قانون صاحب رزیڈنٹ کو احکام مجوزہ مناسب وقت تحریر رپورٹ فرمائی جسکا مضمون سرکار نے بہ قراین سمجھکر یون بیان کیا -

حال بادشاہ اودھ اور بر خلاف راے با صواب رزیڈنٹ ہونا اور شغل رعایا سے بہ نسبت وقوع امر جدید از روے اخبار و تحریر صاحب رزیڈنٹ سے دریافت ہوا مصلحتاً صاحب رزیڈنٹ کو اجازت دی کہ شاہ اودھ کے ایسے امور مین مداخلت نہ کرین کسواسطے کہ بعد وہ دو لکھنؤ ہم نہ سمجھ لینگے کسواسطے کہ آبا و اجداد سلطنت اودھ کے اور ہماری سرکار دولتمدار سے ہمیشہ سے سلسلہ اتحاد

حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بہادر

Vajid ali shah

سرکارسے بہ
حال بادشا
نسبت وقوع امر
کو اجازت دی کہ
بھیجے لشکر کسو واسطے

ویکسو جہتی چلا آیا ہے بہرحال پاسداری اور رعایت امور مرجوعہ لازم ہے ہمنے تحاییہ مین جہت مراتب تفہیم بادشاہ سے کیے اونھون نے ہر امر کو تسلیم کیا اسلیے ہمنے بھی اونکی خوشی خاطر مقدم رکھی پس نظر بحقوق اسلاف سلطنت اصلاح حال سلطنت اہالیان سرکار پر لازم ہے اورہمین کسیطرح ملکی مداخلت اونکے ملک مین منظور نہین لہذا چاہیے کہ اصلاح سلطنت اور رفع ظلم اور بدعت اور اتلاف مال شاہی مین مل معروف رہین اور کوشش کرین اگرچہ وہ درستی خلاف مزاج بادشاہ ہو اور بھی ارکان دولت کے ہو اور درستی فوج بھی بائین شائستہ عمل مین آوے کہ تیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ جنگی بھی طرح سے آراستہ اور پیراستہ ہو کہ بروقت ضرورت سرکار کمپنی کے بھی کام آسکے اور سرکوبی متمردین بھی بروقت سرکشی کر سکے۔

خلاصہ رتق فتق مہمات سلطنت بتجویز صلاح دہی صاحب رزیڈنٹ قرار پائی چنانچہ واسطے دادرسی مستغیثان سپاہ فوج سرکار کمپنی سکنہ ملک اودھ جنکا مقدمہ زمینداری محکمجات شاہی مین انفصال ہوتا تھا اور جلد بھی ملجاتی تھی اور غفلت یا طمع عمال سے سرکشی تعلقدار سے اپنے حق کو نہ پہنچکر ہمیشہ داد و بیداد کرتے تھے اسکے واسطے ایک کچہری بتحصیل حضور مقرر ہوئی اور بانفصال فیصلہ مقدمات بہ تاکید ہوئی اور امر خیانت بھی محول بصاحب رزیڈنٹ ہوا اور واسطے عدم رسانی زر سرکار عمال سے تنقیح کا حکم ہوا کہ اگر ضمانت عمال سے ہو اوسکا تدارک کیا جاے اور اگر سرکشی رعایا سے بغیر حجت ظلم دریافت ہو اونکی سرکوبی اعانت فوج انگریزی سے ہو کہ انتظام کامل عمل مین آوے اور اگرچہ مستعدین کارگزار کا ملنا جو سب طرح کی لیاقت رکھتے ہون دشوار ہے۔ لہذا اس ملک مین ایسا قانون جاری ہو کہ کسیطرح کا فتور انتظام مین نہو اور از روی قانون کوئی شخص خیانت نہ کر سکے اور اجراے کار سرکا حسب لیاقت ظاہری رہے۔

غرض نواب گورنر جنرل بہادر حسب سردار سیرچشم حاتم زمانہ تھے عملہ شاہی سے جسے خلعت عنایت کیا بیشبہ بیش قیمت اور شے تحفہ تھی چنانچہ خلعت سفیر شاہی نو ہزار روپیہ کی مالیت از بازار او رخلعت نواب وزیر الممالک و مہاراج کا بہت بیش قیمت اور عمدہ کا تھا اور جسے خلعت دیا بیش قیمت اور بادشاہ کو پانچ ہاتھی عماری دار ہودج نقرہ و جھول کارچوبی دو نالکی ایک تامجان انگھوٹھی ساخت طلا و نقرہ ایک مسہری نقرہ خیمہ پشمینہ اکاون کشتی ملبوس خاص مع بادگیر کا شتی جو

وظروف نقرۂ سٹ ظروف چینی کار طلائی شیشہ الماس تراش کے سامان آراستگی بیشتر مین بدری دوشالے کشمیر کے عمدہ قلمدان جواہر نگار رقومات جواہر بیش بہا تاج بطلا سرپیچ قدیم مالہ سرپیچ دو لڑا مروارید انگوٹھی الماس دست بند وغیرہ دیا اسیطرح کسی گورنر جنرل بہادر نے نہین دیا کسواسطے کہ لارڈ دلہاؤزی صاحب عمو صاحب لکھے جاتے تھے اونھون نے اسقدر تحفہ نہین دیا تھا سب جانتے ہین بلکہ دو کروڑ زر نقد اس سرکار سے لے گئے تھے یہ امر سب پر آشکارا ہے کتب تواریخ انگریزی مین بھی مندرج ہے سرکار شاہی سے بھی بہت تحفہ اسباب دیا گیا ایک گاڑی نقرہ جو معرفت کپتان برڈ صاحب کے لنڈن سے بفرمایش آئی تھی دی گئی۔

وقت روانگی نواب گورنر جنرل نے صاحب رزیڈنٹ کو بادشاہ کیواسطے ایک محبت نامہ چند روز کا دیا تھا جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ممالک محروسہ انانی کئی برس کی مدت کا دیا جاوے جس مدت مین عہد شکنی نہو پرگنون پر تھانجات مقرر ہون تاکہ رعایا پر ظلم نہوا ورزر تحصیل بدولت حاصل ہو کہ موجب آبادی ملک اور افزایش زر دعات ہو لہذا تفہیم ان صاحب کی محض بمقتضائے محبت و دوستی سرکار شاہی منظور ہے اسواسطے کہ فیما بین دونون عالیتین محبت و اتحاد قدیم مسلم اصلاح مفاسد کی ہین مکرر و بتواتر بذریعہ تفہیم مین کوئی امر نہین رہا اگر شاہ اودھ بہ نمایش مذکور جو موجب افزایش مال و نیکنامی سلطنت ہے حکم کی تعمیل نہ فرماینگے تو نیدہ لہذا اپنے بندوبست کرکے بعد انتظام کلی ممالک محروسہ اودھ قبضہ اہالیان شاہ اودھ مین مناسب وقت سمجھکر دیا جایگا فقط۔ یہی مضمون بشمشم عہدنامہ فردوس منزل ہے۔

بعد روانگی نواب گورنر جنرل روز شنبہ کو صاحب رزیڈنٹ شاہ عالم پناہ کے پاس آتے وہ محبت نامہ جو حقیقت مین مثل تمسک تھا دیا اور پھر سب طرح سے کمال خاطر و دلجوئی سے فہمایش کرکے رخصت ہو جسکا نتیجہ یہ ہوا جو سب نے دیکھا بادشاہ نے فوراً تعمیل فرمایا کہ شاہ اللہ تبارک بموجب مکنون خاطر عمل مین آئیگا چنانچہ کچہری حضور تحصیل متعلقان انگریزی سے مقرر ہوئی اوسکے مہتمم مولوی فضل حق خیرآبادی مقرر ہوے اور بظاہر ممالک محروسہ انانی قرار دیا یا مگر اوسمین شرط اجارے کی تھی۔

ورود نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی صاحب کا کلکتہ مین اور محبت نامہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب کا بادشاہ کیواسطے

۳- ماہ جنوری ۱۸۴۸ء مطابق ۱۲۶۴ھ رایٹ آنریبل جیمس انڈریو ارل آف ڈالہوزی گورنر جنرل بہادر بیت السلطنت کلکتہ مین رونق افروز ہوے حسن اتفاق سے دونون صاحبان عالیشان منصوب و معزولین مین رسم ملاقات مہمانداری بہ تکلف ہوئی اور ایک دو شنبہ کو رخصت کرکے روانہ ولایت ہوے لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر نے مناسب وقت سمجھکر بموجب ارشاد بادشاہ وقت رخصتی محبت نامہ بھیجا چنانچہ ۲۰- شہر ربیع الاول سنہ مذکور ۱۱ بجے صاحب رزیڈنٹ تنہا بادشاہ کے پاس آئے وہ محبت نامہ دیا سبب تنہائی یہ تھا کہ کپتان برڈ صاحب کانپور گئے تھے حاصل مضمون یہ تھا کہ ہمنے نواب گورنر جنرل بہادر منصوب سے مہمات رتق و فتق سلطنت مشروحًا بیان کیے نواب محتشم الیہ نے ہماری راے صوابدید کو مستحسن سمجھا لہذا اگر شاہ جمجاہ تعمیل امورات مرجوعہ سلطنت مین متوجہ ہونگے اور ارکان دولت کمال جانفشانی و دولتخواہی سے بجا لاینگے باعث مزید اتحاد دولتین عالیین کا ہوگا اور باعث نفع کثیر و موجب نیکنامی سرکار فقط-

یہ بھی وہی مضمون مرشتم کا ہے ورنہ اسقدر تاکید شدید سے نتیجہ نکلتا- ہمنے کردی ہے خبر تمکو خبردار رہو ورنہ انتزاع ملک ہوجایگا-

بادشاہ نے حسب دستور حکم سلامی اتواپ فرمایا اور بعد رخصت صاحب رزیڈنٹ بسواری تامجان فرح بخش تشریف لائے ارکان دولت مع وزیراعظم ہمراہ رکاب تھے ازراہ آداب پیادے جلوے سواری مین تھے پھر توپخانہ کو ملاحظہ فرماکر مراجعت فرمائی بادشاہ نے جو نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمایا تھا کہ گورنران سابق نے میرے اسلاف سے یہ کچھہ کیا آپ بھی میرے واسطے ایسا کیجیے کہ یہ بھی موجب یادگار ہوگا- پس غرض اس ہدایت سے انتظام ملک نہ تھی یہ بھی رموز مملکت ہین جو حکام ہی جانتے ہین اصل بنیاد دوسرا کیا جان سکے-

بحکم صاحب رزیڈنٹ ہر صاحب وثائق پر محلدار کا ہونا اور باہر اوغیرہ کا اور بحکم شاہی پھر موقوف ہونا

صاحبات محل اہل وثایق مثل نواب مبارک محل ولایتی محل ممتاز محل سرفراز محل تاج محل
نواب ملکہ جہان صاحبہ وغیرہ موافق تجویز ضمانت وحمایت مختار افعال وکردار خود وپسند خاطر اپنا
رہتی تھین اور زیر ظل حمایت صاحب رزیڈنٹ مین باستراحت تمام خواب راحت مین آرام کرتی تھین
ہرچند بسبب ظنون فاسد جو خلاف شان شاہی تھی ہوتے تھے اور متواتر مداخلت بیجا اغیار سے
اکثر وزراء سلطنت سے ممانعت ظاہری ہوئی کسواسطے کہ حفظ ناموس اسلاف کرام حاکم وقت کو
لازم ہے چنانچہ نواب منتظم الدولہ نے بہت تاکید اس انتظام مین بحکومت چاہی اور میر منشی صاحب
رزیڈنٹ لبسفارش بیجا وثیقہ چاہتے تھے کہ مداخلت بیجا کرین نواب نے روبرو صاحب رزیڈنٹ
معقول کیا اور بعض وزرا نے دھمکا کر اپنی صورت نفع نکالی اور پھر اسکا انتظام قرار واقعی کیا
اونہون نے بھی اپنی عادات قدیمہ سے ہاتھ نہ اوٹھایا آخر رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہونچی کہ میر کلب حسین
بیٹے جناب میر سید علی مرحوم خاندان عالیہ جناب مجتہد العصر اسی بلاہی لاحقہ فرستہ مین گرفتار ہوے
اسکا شور وغل ہر گلی وکوچہ شہر مین پہونچا نواب ناظر محلات شاہی نے اسپر بہت چشم نمائی کی جو
سراسر انکی خلاف شان خاندان تھی نہیں بعد از حرابی بصرہ کہ ایک پھلی سار مرحل کو کنتہ کرتی تھی صاحب رزیڈنٹ نے بالنظر باعتبار
حفظ مراتب ناموس اسلاف کرام شاہی اور اپنے منفعہ بدنامی کیلئے ایک حکمنامہ صاحب وثائق کو بھیجا کہ ہمنے واسطے خبر رسانی محلات کے ایک محلدار
مقرر کیا ہے وہ بعد پندرہ دن کے ہر صاحب وثیقہ کے احوال کی خبر پہونچایا کریگا اوسکی تنخواہ صاحبات محل کے ذمہ ہوگی اور ایک
داروغہ سرکار شاہی سے مقرر ہوا کہ وہ بھی اندرونی وبیرونی خبر مفصل پہونچایا کرے بہت خوب انتظام
کیا تھا اور بہت سی رخنہ بندی کی تدبیر کی تھی اگر اسے قیام ہوتا یہ امر جدید جو اس تاکید شدید سے مقرر
ہوا سب کے حواس گم ہوے اور ہر طرف گھوڑی چاندی سونے کے دوڑانے لگے چنانچہ پہلے ہر ایک نے خیالی
مضمون بنا بنا کر صاحب سے عرض حال کیا مگر مطلق شنوائی نہ کی حکیم بندہ رضا خان جو مدت
سے ملازم خاص سرکار نواب مبارک محل کے تھے بظاہر پیشہ طبابت مگر جناب موصوفہ
کے وفور عنایت سے اختیار کلی اندر اور باہر کا رکھتے تھے اور اسی منظنہ مادہ فاسد سے

کئی بار وزارت مین قید بھی ہو چکے تھے اس حکم ناطق سے قیام شبانہ روز ڈیوڑھی کا موقوف کر کے خود وقت صبح وقت نماز ضحی الٹا اختیار کیا تھا آخر بعد چند روز کے ہر ایک نے اپنا عرض حال کپتان برڈ صاحب سے کیا جنکے تعلق صاحبات محل سے تھے اور کرنل رچمنڈ صاحب نے بہ سبب اپنی ناواقفیت کے جنسے اونکی تھی اضیبن کی تجویز پر عمل رکھی تھی انکا حال جو کچھ ان صاحب کی رزیڈنٹی کے عہد مین گذرا امیان عالیشان بھی خوب جانتے ہین اس حکومت جدیدہ کو ہر ایک سے موقوف کر دیا پھر سب تابع البال بدستور سابق ہو گئے نواب منتظم الدولہ نے جب احوال صاحبات کا روانہ صدر کیا وہان سے قطعی حکم آیا کہ باب عدالت مین صاحبات محل کے اور حفاظت ناموس اسلاف مین بادشاہ کو اختیار ہے چنانچہ حضرت فردوس منزل کے عہد دولت مین نواب تاج محل نے اپنے بھائی کے قید ہونیکی شکایت جنرل کالیفسلڈ صاحب سے کی کہ ہم اہل قید ہین ـ صاحب نے ناواقفیت سے بادشاہ کو بہ پیام لکھا مولوی تفضل حسین خان نے تحریر حکم صدر سے معقول کیا صاحب نے بھی جب کتاب مین تحریر دیکھی خاموش ہو گئے

ہتک لال جی اخبار نویس درمیان راہ چھاؤنی کے اور ٹریپ صاحب کا برہم ہونا

کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ اول رزیڈنٹ بہ سبب ناموافقت آب و ہوا کے شہر اکثر چھاؤنی ہنڈیاؤن محلو کہ شاہی مین رہا کرتے تھے لال جی اخبار نویس رزیڈنٹی ہر روز اخبار سنانے کو اونکے پاس جایا کرتے تھے ایکدن نواب عزت محل منجھلی اور محلات معلی راجہ جیالال کے باغ مین جو واقع سر راہ چھاؤنی ہے تشریف لیگئی تھین بشیر الدولہ ناظر سپاہی سڑک پر کہیں رو ند آدمیون کا اہتمام کر رہی تھی منشی کپتان موصوف ہاتھی پر سوار شہر سے صاحب کے پاس جاتے تھے سپاہیون نے منع کیا وہ ہاتھی سے اوتر کر صدر باغ تک پیدل ہو کر چلے گئے راہ مین لال جی سے اپنی کیفیت بیان کی اونھون نے کہا تم بلند سواری پر تھے اس جہت سے منع کیا تھا مین میانے مین جاتا ہون مجھکو کوئی منع کریگا قریب باغ پہونچے سپاہیون نے پھر ممانعت کی اونھون نے عذر سواری میانہ کیا مگر سپاہیون نے نمانا آخر صدر باغ تک یہ بھی پیادہ گئے کسواسطے کہ درجہ سڑا کو ٹھی کا چلمنین پردہ پڑی ہوئی تھین لال جی نے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی ہتک کی شکایت کی صاحب بہت خفا ہوے نواب کو بلوا کر رو بکاری کی ـ بشیر الدولہ سے ہزار روپیہ جرمانہ لیکر لال جی کو دلوایا ـ

نواب گورنر جنرل کا کانپور سے ملک مغرب جانا چاہے پانی کا الہ آباد سے پھر آنا کرنل رچمنڈ صاحب کا ولایت جانا

جب خبر آمد آمد نواب گورنر جنرل بہادر کا کانپور سے ممالک مغربی جانے کی مشہور ہوئی حسب دستور قدیم چاہے پانی وغیرہ کا سامان سرکار شاہی سے الہ آباد روانہ ہوا مرزا وصی علیخان کچھ سوچ سمجھکر نگئی اپنی طرف سے کسی داروغہ کو تجویز کر کے بھیجدیا چند روز کے بعد وہ سب سامان پھر آیا نواب گورنر جنرل نے عذر جانے ملک مغرب کا کیا ورگرنہ معمول قدیم یہ تھا کہ الہ آباد سے کانپور تک عملداری سرکار تھی اس جہت سے معمول تھا دانشمندان اہلکاران سرکار کو اسی سے ایک تخیلہ پیدا ہوا خلاصہ نواب معظم الیہ ڈاک مین ۱۵ ماہ نومبر ۱۸۴۴ع داخل کانپور ہوئے۔ بعد توقف ایکساعت روانہ اکبر آباد ہوئے وہان سے انبالہ کو روانہ ہوئے اس عرصہ مین جنرل لو صاحب راجپوتانہ اجمیر کے رزیڈنٹ ہو کر کلکتے سے کانپور کو جاتے تھے کپتان ہانکس صاحب دوست قدیم تھے صاحب کی ملاقات کو گئے کرنل ولکاکس صاحب مہتمم رصدخانہ سلطانی کا حال انتقال سنکر بہت تاسف کیا کسواسطے کہ یہ دونون صاحب ایک دوسرے کی اولاد کے دھرم باپ تھے

۲۹ ماہ نومبر سنہ الیہ کو کرنل رچمنڈ صاحب رزیڈنٹ دربار شاہی سے بسبب علالت مزاج روانہ ولایت ہوئے انکو یہانکی کاروبار در رنگ دربار او مزاج بادشاہ سے بہت تنگ ہو کر اپنا جانا بہتر سمجھے اور جانتے تھے کہ یہانکا رنگ اچھا نظر نہین آتا کرنل ہنری سلیمن صاحب بہادر دستخط منشی رزیڈنٹی تھے بندیلکھنڈ سے تشریف لائے وہان بہت عمدہ عمدہ کارگزاری کی تھی کہ ٹھگ اور راہزنونکو گرفتار کر کے پھانسی دیکر راہ دکھن خوب صاف کر دی تھی۔ کپتان شکسپیر صاحب انتظار تشریف آوری صاحب قائم مقام رہے جب منشی صاحب کلکتے سے انکے مقام پر پہونچی تب صاحب مذکور بالا لکھنؤ آگئے،

انتقال کرنل ولکاکس صاحب اور گفتگوی قیام رصدخانہ کا اس عاصی مؤلف کتاب سے نواب وزیر الممالک سے ولیمن صاحب کا کلام کرنا اور برطرف ہونا عملۂ رصدخانہ کا

اب سنیے بنای رصدخانہ سلطانی کو حضرت خلد منزل کی سلطنت مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک بسفارش و تجویز صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس ہوئی نواب منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان وزیر اعظم تھے اپنا سوخ و نیکنامی سمجھکر بانی مبانی ہوئے چنانچہ کپتان ہربرٹ صاحب کو نواب گورنر جنرل

نے تجویز کرکے بھیجا اور مہتمم ہوے سترہ سو روپیہ ماہواری کی تنخواہ ہوئی مولوی محمد اسمٰعیل ساکن طلبہ نجیبند
ہندوستانی اکتساب علم و عمل ہیات کیواسطے مقرر ہوے رمنۂ سلطانی مین بنا ہی رصدخانہ تجویز ہوئی
قریب کوٹھی خورشید منزل جسکی بنا جنرل مکلوڈ صاحب مہندس مصاحب خاص جنت آرامگاہ نے
کی تھی بعد دو برس کے ناتمام ہوکر رہ گئی اتفاقاً کپتان ہربرٹ صاحب دفعۃً مرگئے جنرل لو صاحب نے
صدر مین رپورٹ کی نواب گورنر جنرل نے کرنل ولکاکس صاحب کو جو المہری پہاڑ کی مساحت پر
متعین مقرر کرکے بھیجا اور وہ ۱۸۳۵ء اپریل کے مہینے مین داخل لکھنؤ ہوے معرفت صاحب رزیدنٹ
شرف ملازمت بادشاہ حاصل ہوئی ہم پارچہ کا خلعت ہوا کاروبار رصدخانہ پر متوجہ ہوے
جب مولوی اسمٰعیل بسفارت ثرانہ لندن ہوے اور اونکے چھوٹے بھائی اونکے قایم مقام ہوے جب
حضرت فردوس منزل تخت نشین ہوے خرچ فضول دیکھا سمجھکر تخفیف کیا جسطرح اکثر کارخانونکو
بیفائدہ جانکر موقوف کیا تھا صاحب کو تنخواہ تمام و کمال دیکر مع دو ہزار روپیہ زاد راہ کے دیگر روانہ
لندن کیا جب جنرل لو صاحب نے کہ کلید سلطنت تھے بادشاہ سے سب حقیقت حال بیان کی اور کہا کہ آپکی
سلطنت یا تمام ہندوستان مین کوئی امر عجیب من حیث العلم ہے جسکے ہماری ولایت کے کاملین
مشتاق ہون اور ہر ولایت مین رصدخانہ ہے جس سے کاملین کو فایدہ حاصل ہوتا ہے اور اسکی
بنا بحکم صاحبان ولایت اور نواب گورنر جنرل کے ہوئی ہے بہت تعجب ہے کہ آپ ایسے قدرشناس اسے
صرف بیجا سمجھکر داخل تخفیف کرین ولایت مین آپکی موجب نیکنامی اور قدردانی اسکے جاری رہنے
سے ہوگی اور رصدخانے مجموع ولایت مین ہین ہندوستان مین کبھی اسکی بنا نہین ہوئی
یہ سنکر بادشاہ نے اسے منظور کیا اور حکم اجرای رصدخانہ کا دیا چنانچہ معرفت راجہ بختاور سنگہ تجویز
صاحب موصوف ساڑھے چار لاکھ روپیے اسکی تعمیر مین صرف ہوے پچاس ہزار کے پتھر دوربینون
کے نصب کیواسطے بنارس مرزاپور سے آئے اور لاکھ روپیے کے آلات رصدیہ موافق رصدخانہ گرین وچ لندن
سے آئے اوسکے بعد حکم بادشاہی کہ مہتمم رصدخانہ تا تکمیل رصدخانہ دو سو روپیہ تنخواہ مین سے
کم ہونگے اور عملہ کو موقوف کرو لیکن ایک شخص عملے سے جو تمہارے کام کا ہو رکھلو چنانچہ مولوی عبدالرحمن
کمبوہ کو صاحب نے اپنے واسطے رکھ لیا جب رصدخانہ بن چکا صاحب نے عرضداشت نگاہداشت عملہ
کی کہ طلبہ زبان انگریزی سے واقف ہون اور بسفارش نوکر نہون ورنہ موجب ابتری کارسرکار ہوگا

چنانچہ حسب الغرض صاحب قرین بدستخط خاص ہوئی اور پہلے یہ عاصی مؤلف کتاب بسررشتہ
منشی و ترجمہ کتب علم ہیأت وغیرہ ملازم ہوا اور تا حیات صاحب ممدوح ۱۹ رسالے کتب علمیہ
وغیرہ بمقابلہ و تصحیح صاحب موصوف اردو میں موافق فہم و عوام ترجمہ ہوئے۔ صاحبان اسکول
بک سوسیٹی کلکتہ اور آگرہ اور دہلی میں طبع ہوکر مشہور خاص و عام ہوئے اور صاحبان کمیٹی ڈاکٹروں کا
انعام اور چٹھی نیکنامی دی بعض مطبع سلطانی میں چھپے اور کئی رسالے مقابلہ صاحب میں ہونے

تفصیل کتب ترجمۂ عاصی

۱۔ علم ہیأت۔
۲۔ آلات آب وغیرہ
۳۔ ہوا۔
۴۔ علم مناظر — نیم طبع
۵۔ قصۂ راسلس ڈاکٹر جانسن صاحب — طبع آگرہ
۶۔ مقاصد علوم لارڈ بروہم صدر الصدور لندن طبع کلکتہ و مطبع شاہی۔
۷۔ رسالۂ حرارت
۸۔ رسالۂ ہوا
۹۔ رسالۂ آب
۱۰۔ رسالۂ آب۔ یہ چاروں رسالے کتاب طبیعات سے ہیں۔ غیر طبع
۱۱۔ رسالۂ ہیأت ڈاکٹر برنکلی۔ — طبع مطبع سلطانی۔
۱۲۔ رسالۂ علم ہیأت ڈاکٹر ونس صاحب — طبع مطبع سلطانی ناتمام
۱۳ معرفت طبیعی۔ پیلی صاحب — طبع مطبع دہلی۔
۱۴ رسالۂ سقناطیسی — رر رر رر
۱۵ رسالۂ آلات رصدیہ سمسن صاحب — رر رر رر
۱۶۔ رسالۂ علم کیمسٹری پارکس صاحب — غیر طبع

۱۷- رسالہ علم مناظرہ کتاب طبعیات سے - غیر طبع

۱۸- قوانین و دستور العمل انگلشیہ اردو و فارسی ״

۱۹- تواریخ مملکت اودھ اردو زیر طبع

۲۰ ایضاً فارسی غیر طبع

۲۱ ایضاً ترجمہ انگریزی ״

عملہ ہندو و بنگالی انگریزی دان مشاہدات رصد خانہ کو بسفارش صاحبان آگرہ و الہ آباد
نوکر ہوئے بعد چند روز کے دوسرا رصد خانہ مقناطیسی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر تیار ہوا اور صاحب
موصوف دونون رصد خانون کا مشاہدات و انتظام کرتے تھے اور اونکی تعلیم بھی کرتے تھے حضرت جنت مقام
نے دو دو سو روپیہ تنخواہ کے بدستور جاری کیے جو صاحبان عالیشان وارد ہوتے تھے مشاہدہ
رصد خانہ سے بہت خوش ہوتے تھے اکثر امرای بیرونی جو شہر مین آتے تھے مشتاق ہوتے تھے -
ایکدن حضرت جناب سلطان العلما و سید العلما بھی تشریف لائے صاحب نے مشاہدات کو اکیب کیے
ایکدن حضرت جنت مکان مع صاحبات محل تشریف لائے صاحب اور میم صاحبہ اور اس عاصی کو خلعت اور
عملہ کو انعام عنایت فرمایا پھر بموجب درخواست صاحب موصوف کو چھ ہزار روپے سرکار سے طبع
مشاہدات کو ملے خلاصہ اس کئی برس کی مدت مشاہدات مین صاحب نے ہر روز بڑی مشقت اختیار
کی تھی ہر چند بابو وغیرہ دس آدمی تھے مگر سب کی تصحیح مین خود محنت کرتے تھے اتفاقاً ۲ اپریل
روز سہ شنبہ سنہ ۱۸۴۷ع میم صاحب تین دن کے عرصے مین ڈاکٹر لوگن صاحب کے علاج سے مر گئین
اسی مہینے کی ۱۸ تاریخ کو سنہ ۱۸۱۲ع غازی پور مین میم صاحبہ پیدا ہوئی تھین بعد اس واقعہ کے
صاحب دسمبر کے مہینے مین تین اطفال خرد سال اپنے لیکر کلکتہ کو روانہ ہوئے اور وہاں سے اون لڑکوں کو
اپنے باپ کے پاس روانہ ولایت کیا اور کلکتہ سے آکے پھر وہی مشقت کرنے لگے آخر کو جگر مین
ورم ہو گیا اور بعض امور سرکار شاہی سے بھی خلاف طبع اور موجب ناگواری ہونے لگی وجہ ظاہری
یہ ہوئی کہ کپتان ہانگس صاحب ڈاکٹر لوگن صاحب پادری کیشور صاحب یہ سب صاحب کے دوست
صادق تھے صاحب رزیڈنٹ اور کپتان برڈ صاحب سے وہ صورت اتحاد و یکجہتی نہ رہی جو جنرل
لو صاحب اور جنرل کالیفلڈ صاحب سے تھی دربار شاہی کی یہ صورت تھی کہ جو ملازم شاہی مرجاتا تھا اوس

عیال واطفال کو خلعت ماتم پرسی ملتا تھا اور زر نقد بھی اس امر خاص مین سرکار سے ملتا تھا۔ چنانچہ
اس عاصی نے حضور عالم سے عرض کیا کہ ولیسن صاحب سالے صاحب کے اسباب وغیرہ
نیلام کرنیکو آئے ہین اونھین اور اونکی اولاد کو خلعت دینا مناسب ہے اسمین آپکی بڑی نیکنامی
ولایت تک ہوگی حضور نے قبول فرمایا پھر معلوم نہین کیا صورت ہوئی کہ ولیسن صاحب سے ملاقات
تک نہ کی آخر وہ انتظار کرکے رات کو مہیجی ڈاک مین سوار ہوکر چلے گئے اور کپتان برڈ صاحب نے بھی بیام
رصدخانہ مین سرکار سے کچھ تحریک نہ کی جیسا جنرل صاحب نے اظہار حال کیا تھا معلوم ہوا انھین
ایسے ذی عزت صاحب کا یہان رہنا ناگوار تھا عملے سے یہ کہا بلکہ رپورٹ اسکی سرکار مین بھی کی
کہ اس رصدخانہ کا فائدہ اہل ولایت کو ہے اہل ہند کیواسطے کچھ فائدہ نہین ہے لہذا یہ امر موقوف
خوشی اور قدرشناسی بادشاہ پر ہے بس یہ وجہ اسکے قیام کی نہوئی حالانکہ ۱۹ لاکھ روپیہ چودہ
برس کے عرصہ مین سرکار کا خرچ ہوا اور نو دس برس تک محنت شفقت مشاہدات اور درستی
حساب مین صاحب نے کی تھی اوسکا نتیجہ کچھ حاصل نہوا۔ بلکہ وہ روپیہ جو سرکار سے طبع مشاہدات
کے واسطے ملا تھا وہ بھی پھیر لیا گیا۔

غرض ان وجوہات لاحقہ سے صاحب کا قصد مصمم ہوچکا تھا کہ بعد طبع مشاہدات رصدخانہ
کے مین ولایت چلا جاؤنگا جب عوارض جسمانی و روحانی کو طول ہوا ڈاکٹر لوگن صاحب اپنے بنگلے
سنڈیاون مین لیگئے پھر ڈاکٹر صاحب روانہ کانپور ہونے لگے صاحب کو بھی اپنے ساتھ کانپور تک لیگئے
وہان ڈاکٹر میکی نن کے سپرد کرکے روانہ لاہور ہوئے صاحب کو عمل طائر اس کثرت سے ہوے کہ جان
بلب ہوگئے آخر ۲۵ اکتوبر ۱۸۴۸ء بوقت شب انتقال کیا اتفاقاً صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی انکی
پرستار رکھوا گئی تھین انکے شوہر مہم لاہور کو پلٹن کے ساتھ گئے تھے چنانچہ اونھون نے تاکید تمام
پادری صاحب و ڈاکٹر صاحب کو بلوایا صاحب نے ولیسن صاحب اپنے برادر نسبتی کو اپنا وصی کیا
شام کو جنازہ اوٹھا جتنے صاحبان کمپ تھے سب تشییع جنازہ مین شریک تھے۔ فوج گورہ بھی ساتھ تھی۔
جب لکھنؤ مین خبر آئی بڑے صاحب نے نواب سے کہلا بھیجا اونھون نے کپتان بارلو صاحب کو واسطے
حفاظت اسباب کے بھیجدیا بعد اسکے غازی پور سے ولیسن صاحب آئے اور اسباب نیلام کرکے چلے گئے
اس نیلام کی یہ صورت ہوئی کہ ہزارون کتب علمیہ جن غالب ہے کہ اوسکی خرید مین ہزارون روپیہ صرف

گیے ہونگے تیرہ سو پر نیلام ہوئین بہت سی ڈاکٹر اسپرنگر صاحب و ولیمن صاحب نے کپتان ہاجکن
صاحب کا مال مالِ دوست سمجھکے لیین اسیطرح سارے گھر کا نیلام ہوا - مال مُردہ بیں مُردہ -
اس عرصہ مین ایک انگریز نے اہلکاران سرکار کو غافل جانکر درخواست اس عہدہ جلیلہ کی کی -
جب یہ صورت ہوئی ہمنے حضور عالم سے شروع کا عرض حال ابتدا و انتہا کا کیا کہ اگر از راہ فروغ
علم کچھ اسکی قدر و منزلت اور اپنی نیکنامی سمجھیے تو وہ صورت کیجیے جو بعد کپتان ہربرٹ صاحب کے صاحب
متوفی مامور ہوے اور اگر کچھ تخفیف منظور ہے تو کلنٹ صاحب مہتمم کالج جو جرنل بارٹن صاحب کے
دوست ہین اور متوفی صاحب کے عمل سے بھی واقف ہین اونھین مقرر فرمائیے اور وہ کچھ کم
مشاہرہ پر بھی راضی ہوجائینگے اور اگر بہ سفارش کسی انگریز ملازم سرکار کو جو محض جاہل اور ناواقف
اِس کوچہ سے ہو مقرر کیا گیا تو محض نقصان سرکار ہے آیندہ اختیار ہے اسے کون سنتا تھا بلکہ ایسی جلدی
کا فالِ سفر بان خاص سپنے واسطے فتوح غیبی سمجھے -

خلاصہ کئی دن کے بعد نواب صاحب نے اسی عاصی سے فرمایا کہ بادشاہ نے کوٹھی رصدخانہ
مجھے عنایت فرمائی اور رصدخانہ کا قایم رکھنا منظور خاطر اقدس نہین کتب خانہ رصد داخل محل
مجید الدولہ ہوا اور عملہ رصدخانہ برطرف چنانچہ ۲۰ جنوری ۱۸۴۹ء تک تنخواہ عملہ دیکر رخصت کیا اور اس
عاصی کو نظر بہ عنایات تعارف دوستانہ قدیم بدستور بحال رکھا رصدخانے سے توپ زوال شمسی
چلتی تھی اہل شہر کو خبر ہوجاتی تھی بابو رشک موہن بنگالی گھڑی ساز مقرر ہوے -

نواب محمد خان سفیر شاہی کا واسطے استقبال سلیمن صاحب کے جانا رصدخانہ کا بدستور قایم رہنا

۶- جنوری روز شنبہ نواب محمد خان سفیر شاہی بذریعہ ڈاک روانہ کانپور ہوے روز چہارشنبہ ۳ بجے
رات کو کرنل سلیمن صاحب بہادر داخل کوٹھی دلکشا ہوے صبحکو نواب وزیر الممالک ملاقات کو گئے اور
بادشاہ بسبب ناسازی مزاج معذور رہے روز پنجشنبہ ۱۱- ماہ مذکور مرزا ولیعہد بہادر مع شاہزادوں و
امرا استقبال کو گئے ۹ بجے صاحب ممدوح داخل شاہ منزل ہوے حسب دستور فیل جنگی وغیرہ ہوئی بعد
حاضری کھانے کے صاحب رزیڈنٹ واسطے ملاقات بازدید بادشاہ تشریف لائی تعارف سبھوں کا
ہوا - ۱ بجے صاحب ممدوح داخل کوٹھی رزیڈنسی ہوے اور توپ سلامی سر ہوئین -

نواب صاحب نے اس عاصی سے ارشاد کیا کہ حضرت نے کوٹھی رصدخانہ مجھے عنایت فرمائی مناسب ہے کہ عملۂ رصدخانہ برطرف کو بھی بدستور بحال کردو چنانچہ بیس دن کی تنخواہ دینے کو بھی حکم خزانۂ عامرہ مین پہونچا بدستور قدیم نبگالی وغیرہ مددگار علم مشاہدات مین مصروف ہوے اور توپ بھی ۱۲ بجے کی حکم رصدخانے سے بدستور چلنے لگی ۔

بڑے صاحب کا واسطے عیادت بادشاہ کے آنا مرزا وصی علیخان کا معطل ہونا

روز سہ شنبہ ۲۴ ۔ فروری سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ رفع خلجان اخبار موحش طبیعت ناسازی مزاج اقدس سنکر تشریف لائے کہ برا العین تصدیق و رفع اشتباہ حال مزاج اقدس کرین چنانچہ مجلس سے شہنشاہ منزل مین بالمشافہہ بادشاہ سے باتین کین جس سے تسلی تخیلات اخبار سماعی کی ہوئی شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ سواے عارضہ خفقان و مراق اور کوئی عارضہ تحقیق نہوا ورنہ کیا عجب تھا صورت الجنسی کی ہوجاتی یعنی تا صحت مزاج کوئی اور ڈپٹی ہوجاتا ۔ خارج سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کو بھی ایسا توہم ہوا تھا چنانچہ مرزا محمد رضا بیگ سے بھی ارشاد کیا تھا حاصل بیستاری بادشاہ محول بجناب عالیہ تھی اور سواے اطبای ملازمین سرکار عالی ڈاکٹری منظور نہین چنانچہ صاحب نے کیفیت مزاج جو خود مشاہدہ کی اوسکی رپورٹ صدر مین کردی مگر خدا نے رحم کیا ۔

مرزا وصی علیخان نے اپنی رفتار کردار سے ہر طرح باغ سبز دکھا کر نواب سے رسوخ حاصل کیا اور پھر خدمت واصلیاتی جو نواب امین الدولہ نے دی تھی اوسی پر مامور ہوے اور مشیر خاص صلاح وہی اکثر امور مین ہوتے تھے اتفاقاً انسے اور نواب محمد خان سفیر شاہی سے بدوجوہ بگڑی اب دو دشمن انکے لگانیوالے آگ کے خود دپیدا ہوے اول شرف الدولہ محمد ابراہیم ثانی نواب محمد خان ۔ مولوی ذاکر علی کہتے تھے کہ مین نے محمد خان سے کہا کہ انکے مقابلے کو بڑی قوت چاہئیے ایسا نہو تم بھی کسیطرح ان کے پھندے مین آجاؤ آخر کو وہی ہوا غرض ان دونون نے باتفاق بڑے صاحب سے دل کھولکر لگانا شروع کیا اور صفات کردار بیان کرنی شروع کیے اور بڑے صاحب عادی مخبران کر تھی اگر ایسی تھی تو ہزار دن ٹھگونکو کیونکر پھانسی دیتے

اور اس شہر مین بھی بہت سے مخبر پھرا کرتے تھے جب صاحب کو احوال اخراج زمانہ ماضیہ جنرل
لو صاحب و جنرل کالفیلڈ صاحب نسبت انکے اور کردار زمان حال و قوم و فرقہ کہ یہ ایسے ہین خبر
پیام ارسال شاہی ہوا کہ ایسا شخص جسکا اخراج اسصورت سے ہوا ہو پھر وہی مدار المہام جمیع امور مرجوعہ
سرکار ہو یہ امر باعث بدنامی سرکار ہی لہذا نیازمند کے نزدیک مناسب وقت یہ ہے کہ حکم محکم اسکے اخراج
کا شہر سے ہو فقط یہ پہلی بسم اللہ اخراج شہر کی شروع ہوئی دیکھا چاہیے کون کون صاحب کا اخراج ہوتا ہے
روز سہ شنبہ نواب صاحب ممدوح کے پاس واسطے رفع توہمات نسبت مرزائے مذکور تشریف لیگئے اور
پرچہ پیام بھی بہت بنا بنا کر اور سمجھکر لکھا کہ قصور مرزائے مذکور سرکار شاہی مین ثابت نہین کسواسطے کہ زمان
جنت مکان مین انکی روبکاری ہو چکی ہے بعد عدم ثبوت قصور نواب امین الدولہ نے مہتمم کار و بار وزارت
کیا تھا اور سیر عہد دولت مین کوئی اور شخص من جمیع الوجوہ ایسی لیاقت و قوت کا نہتا اسواسطے انہین
نواب گورنر جنرل کے جاے بانی کے ساتھ بھیجا تھا اور نواب محتشم الیہ نے نظر بحسن خدمت و قدر شناسی
کمال و فور عنایت سے بنگالہ سیور کے اک مین اپنے دستخط خاص سے چھٹی حسن خدمت کی عنایت کی ہے
اور لکھنؤ مین خلعت فاخرہ دیا اور صاحبزادہ نواب ممدوح مع صاحبان عالیشان مہمان انکے باغ
مین ہوے ہین دعوت کے طور پر چنانچہ جب کپتان برڈ صاحب نے شکایت انکے باب مین کی تھی اسکا
جواب یہ گیا تھا کہ تمنے پہلی چٹھی مین مرد ذی عزت لکھا تھا ان وجوہات سے نظر بحسن خدمات
سابقہ مرد کار گذار سمجھکر منصرم کار و بار کیا - پس کیا قباحت ہے فقط -
خلاصہ نواب صاحب نے بھی بمقتضاے حسن خدمت جسقدر مرکوز خاطر تھا کوئی دقیقہ فرو
گذاشت نکیا صاحب نے پھر اسکی تحقیقات نواب منور الدولہ نواب امین الدولہ سے کی انھون نے
بمقتضاے وقت سمجھکر گول گول جواب دیا بخیال ناراضی تو یہ حال اسکے بعد دوسرا پرچہ پیام آیا کہ نیازمند کو
تحقیقات کی کچھہ احتیاج نہین ہے لہذا مناسب ہے کہ انکو مداخلت کاروبار سے معطل کیجئے - چنانچہ دسوین
تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ مرزا مذکور حکم حاکم سے مجبور ہو کر مستوفی ہوے لیکن دو سو روپے تنخواہ کے
بدستور رہے خدمت اطلاق و اصطباق سپرد مہاراج و شرف الدولہ غلام رضا خان کے ہوئی اور
مقدمہ وصی علی خان شروع نفاق صاحب رزیڈنٹ اور وزیر اعظم ہوا - آگے اسکا
انجام دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے -

انتقال مرزا ولیعہد بہادر

مرزا ولیعہد بہادر شاہزادہ دوئمی بادشاہ کئی مہینے سے مبتلای تپ دق و سرفہ منضم ہو رہے تھے آخر مستسقی بھی ہو گئے اطبا ملازمین نے بلطایف الحیل بچاؤ اپنی بدنامی کا بہکر علاج سے ہاتھ کھینچا آخرکار معمول بڈاکٹران کیا چنانچہ ایک دن حسب الحکم ڈاکٹر اسپرنگر صاحب مع ڈاکٹر چھاونی تھہرا دیکے دیکھنے کو آئی اونھون نے اپنی کیفیت مزاج بزبان شیرین بیان کی کچھ تجویز کرکے چلے آئے لیکن کچھ مفید نہوا اسواسطے کہ وقت ہاتھ سے جا چکا تھا حکیم اپنا الزام ہمکو دیا چاہتے ہین آخرکو ہچکی نکلی اسکی شدت سے زیادہ موجب ہلاکت ہوئی دوسری تاریخ رجب روز پنجشنبہ قریب شام سنہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۸۴۹ء شاہ منزل مین نقل مکان کیا تھا اوسکے ۹ دن کے بعد انتقال کیا ۳ بجے صبح پہلوی حضرت جنت مکان مین دفن ہوے اس خبر متوحش کو بلحاظ ناسازی مزاج اقدس مقربان خاص نے چھپایا لیکن جوش خون پدری درد جگر کب چھپا سکتا ہے اوسیدن بادشاہ بہ نسبت اور دنون کے بہت افسردہ اور مضطرب الحال رہے وقت طعام خاصہ خود ارشاد فرمایا کہ آج نوالہ میرے حلق سے نہین اوترتا اور دل خود بخود بھرا آتا ہے اسکا کیا باعث ہے حاضرین نے باتون مین لگا لیا آخرکار رات کو جناب عالیہ نے کہ وہ روز سوم تھا ظاہر کیا کلمات صبر و شکیبائی ارشاد فرمائے اوسوقت بہت بیتاب ہوے سچ ہے کہ اس خاندان مین ابتدای عروج ریاست سے جیسے ایکسو کئی برس گذرے کسیکا جانشین نہین مرا اس امر کو بھی اکثر لوگ شگون سمجھے۔ لیکن مشیت خدا مین کسیکو کیا دخل ہے انجام کار کو دیکھنا چاہیے روز سوم کپتان بک صاحب قایم مقام رزیڈنٹ تقریب تعزیت مین نواب کے پاس آئے بادشاہ کے پاس ناسازی مزاج کیوجہ سے نہ لیگئے سن شریف مرحوم کا دس برس پانچ مہینے کا تھا

قطعہ تاریخ وفات از نتیجہ فکر منشی احمد صاحب

رفت از دنیا ولیعہد شہنشاہ جہان　　جوہر تیغ خلافت تہ نشین شد ہای ہای
شد بزیر خاک پنہان وارث تاج نگین　　خاتم دست سلیمان بی نگین شد ہای ہای
زیب دامان جناب حضرت خاقان ہند　　زینت آغوش پاک حور عین شد ہای ہای

گفت ہاتف مصرعۂ سالِ وفات او ہمین
ماہ اوج سلطنت زیر زمین شد ہاے ہاے

مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا اور بہ سلامت پھر آنا

خلاصہ نواب وزیر الممالک نے بہت جد و جہد مرزا وصی علیخان کے قیام کیواسطے لکھنؤ مین کیا اور عدم ثبوت قصور ریذیڈنٹ صاحب سے بیان کیا لیکن ہر صاحب رزیڈنٹ کو اختیار اپنے حکم کا ہوتا ہے اور جمیع امور عظیمۂ سلطنت حسن رای صوابدید او رمصلحت وقت صاحب رزیڈنٹ پر موقوف ہین بادشاہ نے بموجب حکم و خوشنودی خاطر صاحب ممدوح سمجھکر حکمنامہ بنام وزیر الممالک مزین بدستخط خاص صادر فرمایا کہ بالفعل اخراج وصی علیخان موجب خوشنودی خاطر ہمایون بھی ہے اور صاحب ممدوح کو امر خفیف کیواسطے ناراض کرنا مناسب حال نہین کہ تازہ وارد ہین۔

الحاصل چار و ناچار مرزا وصی علی خان کا فیض آباد جانا تجویز ہوا کہ عملداری سرکار مین رہین کانپور کا جانا عذر نا موافقت آب و ہوا کیا گیا اور حسب دستور نجانظر صاحب ممدوح تاکید روانگی کو چوبدار بھی متعین ہوا - چنانچہ ۱۹ - شہر رجب روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۸۴۹ع مرزاے مذکور مع متعلق و اسباب بجمعیت سپاہ حفاظت راہ اور سپاہ راجہ مان سنگہ بہادر قائم جنگ باطمینان تمام روانہ فیض آباد ہوے لبعض احباب اہل دنیا و اہل غرض اپنے رسوخ سے تاکہ شہر تک پہونچا آتے ایسے خدایا قیات صالحات کو ایسے حوادث غیر طبعی سے بچا ئے اور توفیق اعمال و سکون و قیام کی دے تا یہ کہ محرک خبر صانع ہو جائین دیکھا جائے اس اخراج کے بانی مبانی کیونکر بچتے ہین فی الحقیقت مرزاے مذکور کی کارگذاری مین کچھ شبہہ نہین سواسطے کہ تعلیم و تربیت یافتہ منتظم الدولہ تھے مگر ایسکہ دستور صداقت شعار صاحبان عالیشان سے کم واقف تھے اپنی جو دہمت و نفع ذاتی کو مقدم سمجھتے تھے محل و غیر محل جرأت کر بیٹھے تھے انجام کار کا خیال نہین کرتے تھے یہ باعث انکی ناکامی بلکہ بدنامی کا ہوتا تھا چنانچہ ایک دن ایک دوست نے درد دل سے سمجھایا کہ مرزا صاحب ایسی دادودہش اچھی نہین صاحب رزیڈنٹ کو ناراض کرنا اور اونکے حکم کے خلاف ہونا اور مقابلہ کرنا ایسکا مال کیا سمجھے ہین اگر آپکا باہیرون شہر رہنا ... بالواسطہ ہوا ایسا ہے ... وہی کیا کیجیے۔

اسمین کچھ فایدہ نہوگا مگر کب سنتے تھے اپنی تدبیر پر نازان تھے عرض اوسی دن نواب صاحب نے بھی بڑے صاحب سے اونکے اخراج کی اطلاع کی۔

مرزا نے مذکور بعد چار مہینے کے فیض آباد سے قصبہ کاکوری مین چلے آئے مولوی مسیح الدین میر منشی مفرول گورنمنٹ کے مہمان ہوئے اپنا دوست خالص سمجھکر انکا عزل بھی انھین کی صحبت سے ہوا تھا اکثر لوگ جانتے تھے خلاصہ اپنی حسن رسائی اور یاوری تقدیر سے سرکار سے اجازت قیام قصبہ مذکور قریب شہر کے لی تھی اسکا سبب یہ ہوا کہ الیٹ صاحب سکریٹری اعظم گورنر جنرل سے بسبب کتب تعارف بہمت حاصل ہوچکا تھا گویا تخم با سید بو چکے تھے شاید کہ ہمین بہنیند بر آرد برو بال کسواسطے کہ صاحب کو کتب تواریخ خط ولایت کمیاب ونایاب زمانہ کا بڑا شوق تھا جس شہر مین گئے جو بابی کتب ہو مرزا نے بر سوخ عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کتب بزرگونکی نشانی رہگئی ہین ہمین دنیا سے فرصت اسقدر کہان کہ اونپر متوجہ ہون اگر پسند ہون ملاحظہ فرمائیے اور وہ کتب دراصل کتب خانہ سرکار شاہی کی قلعہ مجھی بہون مین رہتی تھین زمان جنت آرامگاہ مین تحویلداروں نے صندوق کے تختہ پائین کو اوکھاڑکر چورائی تھین قفل و مہر بدستور قایم رہی تھی یاخفا مرزا محمد جعفر ملا محمد اکرام اللہ خان کے ہاتھ بچی تھین اور کسی ناواقف کو نہین دکھائی تھین کہ شاید افشای راز ہوجا بعد مرزا جعفر مرزا محسن اونکے بیٹے کے پاس تھین جب یہ معتمد الدولہ کے زمانے مین قید ہوے بہت سی کتابین تلف ہوگئین جب مرزا محسن مرگئے مرزا محمد اونکے بھتیجے سے نواب علی نقی خان نے کئی ہزار روپے دیکر مول لین وہ روپیہ صرف لغویات پتنگ وغیرہ مین بادہوائی ہوا مرزا صاحب نے الیٹ صاحب کے نام سے نواب کو دم دیکر لے لین اور سمجھا کہ دیکھیے انکو دیکر مین کیا کام اپنا نکالتا ہون صاحب اون کتابونکو دیکھکر بہت خوش ہوے کہ یہ کتابین اب حکم عنقا رکھتی ہین قیمت کو انسے کہا عرض کیا مین تاجر نہین میرے پاس بیکار ہین چند روز مین کیڑون کی غذا ہوتین اب اسکے قدردان ہین اگر آپ کے پاس رہینگی تو بہتر اور مجھے کچھ غرض نہین کہ اس حیلے سے آپکو دون ایسی بنادٹ سے باتین کین کہ صاحب نے لین یہ مطمین ہوے کہ میرا ہے یہ انشاء اللہ میرے کام آئیگا چنانچہ اسی امید پر خیال کرکے فیض آباد سے اپنے وکیل معتمد کو روانہ کلکتہ کیا اور ایک عرضی صاحب کو لکھی کہ میرے دشمنون کے بہکانے سے

میری طرف سے رزیڈنٹ کو ایسا وسوسہ ہوا کہ مین بحکم بادشاہ اپنے شہر سے نکالا گیا امیدوار ہون کہ اپنے
گھر کے گوشہ عافیت مین بیٹھا رہون اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے اور امورات شاہی مین کسیطرح
کی مداخلت نہ کرون جسکا شبہہ صاحب رزیڈنٹ کو ہے صاحب سکریٹر نے نظر بہ حسن سلوک کتب
چٹھی دوستانہ رزیڈنٹ کو لکھی کہ اگر یہ شخص کسیطرحکا تمھارا ہارج ہو اور مثل رعایا شہر کے اپنے گھر
مین بیٹھا رہے تو کیا قباحت ہے جب مرزا کو تحریر صاحب سکریٹر معلوم ہوئی احتیاطاً رفع مظنہ
کے لیے صاحب رزیڈنٹ کو ایک عرضی اسی مضمون واحد کی بھیجی صاحب مطلب سے خوب
واقف ہو چکے تھے بپاس خاطر صاحب سکریٹر دستخط کیا کہ اگر اسطرح شہر مین رہنا منظور ہے تو
کیا مضائقہ - اسکے سوا سرکار شاہی سے اجازت رہنے کی نپائی تھی نواب صاحب کی رعایت
سے یہ سبب انکی رجعت قہقری کا ہوا - جب گھر مین آئے خوب مجالس عزا کین مگر اپنی خوے
بد سے باز نرہے رات کو چھپکر بسواری زنانہ نواب صاحب کے پاس جانے لگے یہ اخبار ہر روز صاحب
رزیڈنٹ کو پہونچنے لگے - اس عرصہ مین الیٹ صاحب روانہ کیپ ہوے -

ترقی خطاب نواب وزیر الممالک

اس شہر مین ہزارون بیکار و معطل خانہ نشین ہین ان سب کی تلاش معاش بھی مختلف
ہے بہت بڑا وہ شہر ہے جہان کسی پیشے یا تجارت کی قدر ہو یا وہان کے لوگ کسی کسب یا پیشے
کو خلاف اپنی شان کے سمجھین جسطرح دستور ہر ولایت کا ہے کہ ہندوستان مین بھی قلیل و
کثیر یہ تجارت تھی جسطرح علی آباد کا ململ سب ولایت مین جاکر بکتا تھا تاجران لکھنؤ کو دو چند
سہ چند نفع ہوتا تھا اسیطرح جنکے پاس بضاعت قلیل تھی اسی تجارت سے صاحب مال چند روز
مین ہو گئے تھے وہ تجارت بھی بالکل موقوف ہوگئی ولایتی کپڑے کے آنے سے باقی تجارت
خاص اشیاء جزئیات کی رہ گئی اوسکی بھی کثرت سے قدر قیمت جاتی رہی تلاش معاش منحصر فقط
نوکری پر رہگئی وہ بھی اس زمانے مین جاتی رہی اگرچہ اوسمین ہر شخص بلا زم نکما ہو جاتا تھا کسی
کام کا نرہتا تھا تربیت و تعلیم و کسب پیشہ نہین رہی اب اس زمانے مین فقط تعلیم زبان انگریزی
کی رہ گئی وہ بھی چند روز مین بسبب کثرت بہت سستی ہو جائیگی اور ارزش حساب جغرافیہ مملکت تمام

اودھ مین تین ملین فی ۱۰ لاکھ آدمی تھے حضرت خلد منزل کے عہد دولت مین جنرل لو صاحب
فرماتے تھے کہ دس لاکھ فقط اس شہر مین ہین اوپنین غالب ہے اب تین لاکھ سے زیادہ
نہون ہزار دن مر گئے ہزار دن آوارہ وطن ہوے ہزار دن جو مجبوری رہگئے ہین محتاج نان
شبینہ کے ہین علاوہ اسکے ہزار دن نے شغل بیکاری سے استعمال افیون اختیار کیا ہے اس سے
بدتر اور دو تین چیزین اختیار کی ہین کہ وہ آدمی کو معطل ودارخود رفتہ کردیتی ہین اب فقط
فی السماء رزقکم پر توکل ہے اور اپنی صحبت مین اپنی فہم اور بے لیاقتی سے افسانہائی بے اصل و
بے سود بیان کرکے مشہور خاص وعام کرتے ہین اورازبسکہ بیان کی خلقت طبعت وارسے مضامین
خیالی خوب تراشتے ہین اوراوسکے کذب وصدق مین آپسمین مناظرہ بھی کرتے ہین خصوصاً وزیر
منصوب کے باب مین وزیر معزول کے پھر منصوب ہونیکی خبر آڑاتے ہین اپنے توسل کی جہت
سے چنانچہ عالمگیر کی نقل زبان عوام کے مشہور ہے اوسوقت دہلی کے تمام شہر مین چند بیکار
ومعطل نکلے نوکر ہوگئے اور جان سارا شہر بیکار اور معطل ہو غرض اس بیان سے یہ ہے کہ
ایکدن بادشاہ نے ازراہ بیدار مغزی استفسار آمدنی ممالک محروسہ فرمایا دستور معظم نے اوسکا
جواب مناسب عرض کیا اور چند روز پیشتر سے شہر مین مشہور ہوگیا تھا کہ حضور والا تمام ایام برسات
مین باغ گاوگھاٹ مین دریا کے کنارے رہینگے اتفاقاً اوسیدن تما[illegible] یا پھر دولتخانہ قدیم
تحسین گنج مین پھر آیا اسی تردد سے حضور والا شام کو حاضر حضور شاہی کا ہوا اسی جہت سے
بعض نافہمون نے مضمون غزل تراشا اور اصل حقیقت زبانی دربار یہ ہے کہ بادشاہ نے از حقیقت کچھ
کشیدہ خاطر نسے ہو کر کوٹھی دلکشا مین رونق افروز ہوے اور حکم تاکیدی یہ دیا کہ کوئی شخص ہمارے
پاس نہ آئے بجز بندہ علیخان کوچوان کے کہ واسطے کہ اہتمام اندرونی وبیرونی انکے اختیار
مین تھا فقط گھوڑیان گاڑی کی باہر سے جایا کرتی تھین اور اندرون احاطہ سے کوئی باہر نہ آتا
تھا یہ حال پر بھی بادشاہ دستور معظم پر خوب منکشف ہوگیا تھا اور اس افواہ عوام سے خود بھی متنفر از ل
ہورہی تھی اور جسقدر مدبر تھے آخر محمد خان داروغہ اور بندہ علی خان کو اپنے احوال سے آگاہ
اور مترصد احوال بادشاہ سوا اپنے باپ مین ہوے محمد خان کو بندہ علیخان سے کمال موافقت
تھی ایکدن یہ ضمیمہ بندہ علیخان مین پہونچی ایک سائیس کہ وہ بھی دیکر اپنی خبر کی - جواب پایا

کہ کل ۲ بجے مجھ سے ملاقات ہوگی جب بادشاہ استراحت مین ہونگے غرض جب ملاقات
ہوئی نواب کا احوال بیان کیا اونھون نے اوسکی تصدیق کی کہ فی الحقیقت بادشاہ نے
روپوشی فقط نواب کے لیے اختیار کی ہے اب تدبیر یہ ہے کہ مین کل گاڑی اسی سٹرک پر لے
آؤنگا نواب کا سلام ہوجاے گا خلاصہ جب گاڑی اودھر سے نکلی نواب نے سلام کیا
قدموپر سر جھکایا بادشاہ نے بچشم غضب دیکھا جب گاڑی سے اترے بندہ علی پر
بہت خفا ہوے اونسے قسم کھاکر اپنے تئین بری کیا اور اوسی دن بادشاہ نے دیکھا
کہ سپاہی بندوق کے توڑے چڑھاتے پھر رہے ہین حالانکہ وہ سپاہی روند کے ملازم تھی
واسطے حفاظت کے پھرتے تھے بندہ علی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے عرض کی حضور یہ جنگل ہے
رہنما رات ہر شب کو گرد رمنہ کے پھرتے رہتے ہین یہ سنکر خایف ہوے چاہا کہ اوسیوقت
سوار ہوکر قیصر باغ مین تشریف لائین بندہ علی مانع ہوا اور نواب سے کہلا بھیجا کہ کل
مین بادشاہ کو لے آؤنگا آپ اوسیوقت مستعد رہیے گا غرض بعد ملاحظہ کاغذ
بادشاہ گاڑی مین سوار ہوے قریب دروازہ قیصر باغ کے گاڑی کے پہیے کو کہین
چڑھادیا گاڑی رک گئی نواب وہان کھڑے ہوے تھے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور
یہین اوترین اور سلام کیا بادشاہ گاڑی سے اوترکے داخل مسجد ہوے نواب نے قرآن
شریف ہاتھ مین لیکر بادشاہ کے روبرو بہت قسمین کھائین اور اپنی صفائی حاصل کی - بادشاہ
نے بندہ علی سے فرمایا کہ نواب کے واسطے خلعت منگواؤ نواب نے عرض کی غلام کی شہر مین
بڑی بدہوائی ہورہی ہے امیدوار ہون کہ میرے خطاب کو تبدیل فرمائیے چنانچہ
خلعت بھی عنایت ہوا اور حضور عالم بہادر کا خطاب فرمایا اپنے خطاب سلطان عالم سے
مشتق فرمایا کہ نظر خلایق مین صورت واحد جلوہ افروز ہووے یہ خطاب کسی وزیر اعظم
کو نہ ملا تھا اگرچہ خلد منزل نے منتظم الدولہ کو خطاب حضور جنت آرامگاہ کا تھا دیا تھا پھر
سبکو سمجھون نے اسکی تذرین دین تبدہ علی خان کا طرح اعتق رسوخ ثابت ہوا -

انتقال سلطان مریم بیگم صاحبہ و نواب مبارک محل صاحبہ

سلطان مریم بیگمصاحبہ قوم ارمنی ساکن بغداد مذہب عیسائی بیٹی ڈاکٹر سارٹ بانیو
بغداد کے ساتھ تھی انکی ابتدای شان نزول داخل زمرہ محل معلی حضرت خلد مکان یہ ہوئی کہ
اُنیسویں سال جلوس مسند نشینی تھا کہ انکی مان انھین کانپور سے لیکر حیدر آباد دریا کے اُس
پار کرایہ کے مکان مین آکر رہین سال بھر تک لباس انگریزی پہنے سڑک پر کھڑے ہوکر
جناب عالی کو سلام کرتی رہین جب قسمت نے یاوری کی ایک شب جناب عالی نے بعد نصف
شب میر تکلو خواص کو مع میانہ سواری اور ایلچی بھیجکر بلوایا انکی مان میر تکلو سے کہنے لگین کہ
ہم مایوس ہوکر کانپور چلا جایا چاہتے تھے منتظر خرچ کے تھے غرض یہ منور کردہ داخل کمرہ محلسرائے
فیض بخش ہوئین حکم ہوا کہ میز پر سے ایک قطعی تین لاکھ روپیہ کے زیور جواہر کی لیجاو اور جھنکیہ
ہمارے پاس آوین خلاصہ جب مشرف بسعادت ابدی ہو چکین پانچہزار روپے دیکر رخصت
فرمایا اسوقت انکی مان کی خوشی شادی مرگ ہونے کی بیان سے باہر ہے صحن خانہ مین جگہ جگہ
سجدہ شکر بجالاتی تھی بعد کئی دن کے بہرات کو طلب فرمایا دوسری قطعی زیور جواہر کی اور
دو ہزار روپے اور ہزار اشرفی اور تین بدری ہر قسم کے پارچے کی عنایت ہوے بعد کئی
دن کے بلاکر حاضری عباس علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کھلا کر مذہب اسلام تلقین فرمایا
بیگم صاحبہ نے بطیب خاطر کلمہ شہادتین پڑھا اگرچہ ظاہر مین حب دنیا کیواسطے کیا ہوا اور فرمایا
کہ ہم نے تمھین بیگم کیا انھون نے نذر دی پھر ایک دن ایک جوڑی جڑاؤ ہاتھون کی ایک لاکھ
روپیہ کی جسمین الماس کے نگینے سفید و گلابی جڑے تھے اور ایک نتھ لاکھ روپے کی عنایت
عنایت فرمائی پانچہزار روپے ماہواری مقرر ہوی پہلو بارہ دری محلسرا عنایت ہوئی اور اہتمام
ڈیوڑھی اور لوازمہ اسباب ضروری کو حکم ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان کو ہوا سکھپال سواری
کو ملا بہرحال ہم پلہ نواب مبارک محل کیا اب اس زمانہ مین جو اس قسم کے زیور و جواہر دینے کو
بیان کریں افسانہ ہے خلاصہ آمدم بر سر مطلب دو برس سے کھانسی اور تپ دق مین گرفتار تھین اور
مرض الموت جانکر اور بخوف حاکم وقت کہ مردہ بدست زندہ ہو جاؤن ایک وصیت نامہ لکھکر صاحب

رزیڈنٹ کے پاس بھیجا یعنی مین اپنے اصلی مذہب عیسائی پر تھی اور ہون میری مان نے مجھکو بطمع زر دنیا کے مجھے اہل اسلام کو دیا مین بھی اپنی نافہمی سے مجبور تھی ہرچند بادشاہ نے مجھے اپنے مذہب کی تلقین و تعلیم کی مگر باطن مین مین اپنے مذہب عیسائی پر مستقل رہی لہذا میری تجہیز و تکفین موافق مذہب عیسائی کے ہو اور ایک ثلث میری تنخواہ مین میری وصیت جاری ہو لیکن ایسکے حسن علی کپتان کے مکان متصل امام باڑہ آغا باقر خان بکرایہ جا کر رہین آخر ۲ - اپریل ۹ بجے رات کو ۱۸۴۹ء مین مر گئین اور موافق وصیت کے قریب ٹیلہ شاہ پیر جلیل گورستان رومن کیتھلک مین دفن ہوئین حسب الحکم شاہی مجد الدولہ نے تعلیقہ کرکے پہرے بٹھائے جب صدر سے جواب رپورٹ صاحب رزیڈنٹ آیا متروکہ اونکا جو رفت شارٹ کو ملا ہرچند پرچہ پیام پھر اس باب گیا کہ اس صورت مین ساری تنخواہ وثیقہ کربلای معلی جاوے لیکن کچھ نہوا بعد حضرت خلد مکان کے ایک حکیم کا وہان بھی بڑا اختیار کلی تھا جسطرح حکیم بندہ رضا خان مبارک محل مین تھے واللہ اعلم۔

نواب مبارک محل صاحبہ کا احوال جنکا بیان حضرت خلد مکان کے احوال مین ہو چکا ہے بیٹی کرنل بیلش صاحب کی مسماۃ چمپا کے پیٹ سے جنکا بنگلہ کانپور مین اسی نام سے تھا جب صاحب ولایت جا چکے یہ پیدا ہوئین اسکول مین لڑکیون کے ساتھ پڑھنے کو جایا کرتی تھین بلکہ طامس صاحب کے باپ نے بھی انھین پڑھایا تھا نصرانی تھین جب حضرت خلد مکان نے تعلیم و تلقین فرمایا صدق دلسے ایمان لائین فی الحقیقت بہت صاحب حسن و جمال تھین صاحب ہمت تھین کئی ہزار آدمی انکی بدولت پرورش پاتا ہے اور سیر چشم تھین اختیار سیاہ سفید سب حکیم بندہ رضا خان کے اختیار مین رہا اکثر اوجاع باطنی ہوجاتا تھا حکیم صاحب کے دست شفا سے رفع ہوجاتا تھا پھر چند روز سے آلام روحانی مین مبتلا ہوئین خلاصہ باغ سے ڈالی انبہ کی آئی تھی اوس مین سے کئی آنبہ رات کو نوش کیے رات کو مزاج کچھ برہم ہوا حکیم صاحب نے موافق معمول کچھ دوا بھیجی اوسے نوش کیا پھر شاید استفراغ کیا آخر شب ہشتم ماہ شعبان روز شنبہ ۱۲۶۵ھ مطابق ۳۰ جون ۱۸۴۹ء انتقال کیا محل مین شور قیامت برپا ہوگیا قریب ۴ پہرون کے حضور عالم بہادر کو خبر پہونچی اوسیوقت بادشاہ سے عرض حال کیا پہر رات گئے جنازہ کو اوٹھایا بعد غسل دیا حکم بادشاہ کے موافق رات حضور عالم امام باڑہ نجف پہنچ

ہم پہلو سے حضرت خلد مکان دفن ہوئین یکشنبہ وقت صبح حسب دستور مجد الدولہ نے تعلیقہ کیا پہرے بٹھائے بظاہر بعد اسکے جو کچھ دستیاب ہوا داخل سرکار ہوا - دیانت الدولہ کے سپہر دیا بادشاہ نے مال مردہ سمجھکر کچھ خیال نہ کیا جسکی قسمت مین تھا اوسے ملا مجد الدولہ منصوبا یکر رہ گئے اگر انسے مقابلہ اسباب کا کیا جاتا البتہ سب کا احوال کھل جاتا پشمینہ و جواہر انکے پاس کا مشہور تھا پھر اوسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہوا -

بیگم صاحبہ مرحومہ دو برس پیشتر اپنے انتقال کے اپنے ثلث وثیقہ مین وصیت حسب دلخواہ بمشورہ حکیم صاحب بواسطہ میر منشی نواب گورنر جنرل جداگانہ صاحب رزیڈنٹ صدر کلکتہ مین بھیج چکی تھین اونکے ملازمین جو اپنے حق ملازمی سے محروم رہے خلاف کہتے ہین - واللہ اعلم بموافقت اہلکارون سے بہت سی کاربرآری ہوجاتی ہے جب صدر سے تحریر آئی رکیٹس صاحب رزیڈنٹ نے کچھ تامل کیا تھا منشی رتن نراین خزانچی نے اونھین سمجھا کر جاری کردیا دوشنبہ کو تقریب سوم ہوئی خلعت ماتم پرسی حکیم صاحب اور اونکے بیٹے مرزا نیدہ مہدی خان کو اور بیدرث یوان کو حضور عالم نے دیا اور محل مین فقط نواب جی کو جو صف ماتم پر بیٹھی تھین -

بسک صاحب کا محبت نامہ صاحب رزیڈنٹ کے نام اور مرزا کیوانقدر کو خلعت ولیعہدی اور مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی ملنا

روز سہ شنبہ ۲ - جولائی ۱۸۴۹ء کو صاحب رزیڈنٹ نے محبت نامہ مسٹر بسک کرنل مدار المہام سلطنت چندمدات کا بھیجا پہلے چپراسی مصلح السلطان کے پاس لایا کہ جابذ نظر اقدس مین گذرا مین مضمون یہ چاہا کہ پہلے حضور عالم کے پاس بھیجین پھر کچھ احتیاط سے بادشاہ کے پاس بھیجا بادشاہ نے بعد ملاحظہ کے حضور عالم کو دیا کہ اسکا جواب مناسب لکھکر بھیجیو منشیان خاص نے بہت بنا بنا کر اوسکا جواب لکھا کہ اہلکار خاص بسبب علالت مزاج اقدس پرستاری مین رہے اس جہت سے مہمات مالی وملکی مین توجہ کامل نہوئی اب فی الجملہ تخفیف علالت ہوئی ہے انشاء اللہ حسب تجویز آپ کے عمل مین آئیگا اور حضور عالم بہادر کو قطع نظر عہدہ وزارت کے منزلت قرابت خاص بھی حاصل ہے اور ہر حال مین یہ خیر خواہ سرکار ین متصور ہین انکا حفظ مراتب بہرصورت

مکنون خاطر ہمایون رہتا ہے مطالب کو نظر باتحاد سرکارین آپ کی بھی تدبیر عطوفت ہر حال مین
اثیر رہے انشاء اللہ تمام امور ملکی و مالی مین اپنے پیش نہاد رکھینگے۔

ملال سلیمن صاحب و نواب صاحب اور وہانکے طرز دیکھکر آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگہ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی بلرام پور و تلسی پور وغیرہ کا گھبرانا اور ان دونون صاحبون کے درمیان رفع ملال کا باعث ہوتا ہے

۱۲۵۹ء اات مین سلیمن صاحب بہادر اور وزیر اعظم سے بدانتظامی ملک کے سبب رنج ہوگیا
دونکو اپنی رزیڈنٹی پر ناز۔ انکو اپنی وزارت کا دعوی۔ نواب صاحب کی آمد و رفت موقوف ہوئی
اونکے متوسط کی بھی اپنے پاس آنیکی صاحب نے ممانعت کی نواب صاحب کو نہایت تشویش ہوئی
اسی فکر مین سر بزانو ہوے ایک روز مہاراجہ صاحب بہادر سے کہا کہ تمپر سلیمن صاحب ازبس مہربان
ہین اگر ہو سکے تو کوئی صورت رفع ملال کی نکالو اس کو ہم کو ٹالو مہاراج حسب الحکم نواب صاحب
سلیمن صاحب کے پاس گئے بعد گفتگوی بسیار مطلب کی چھیڑ چھاڑ کی نواب صاحب سے بگاڑ کی وجہ
پوچھی صاحب نے جواب دیا کہ ہم لوگ سب صاف دل ہو کے ملتے ہین دل مین ذرہ ورنہین
ہمکو یہ ریاست مٹانا کسیطرح منظور نہین بلکہ یہ چاہتے ہین کہ روز بروز یہ ملک سرسبز و شاداب ہو
رعایا آرام پائے اور یہ اضطراب دور ہو لیکن بدانتظامی اور سہل انگاری بادشاہ کی دیکھکر
طبیعت مایوس ہے اسکا بڑا رنج و افسوس ہے جو ہدایت ہم کرتے ہین اوسپر قائم نہین رہتے کسی
بات کا ماسکہ نہین سوا اسکے حیلساز و دغاباز چار پانچ ایسے سرکار مین ہین کہ وہ اور بھی اونکو خراب
کرتے ہین مہاراج نے عرض کی کہ جو آپ فرماتے ہین بجا ہے مگر از راہ خداوندی ارشاد فرمائیے
آپ نے کیا تجویز فرمایا ہے جس سے یہ بکھیڑا پاک ہو غافلونکو قوت ادراک ہو صاحب نے بعد تامل
فرمایا کہ بس یہی اسکا علاج ہو ہماری رای مین تو یون آیا ہے کہ چار پانچ شخص مثل وصی علی خان
اور دیوان جنیدی سہائے اور ریوتی دن وغیرہ جو مثل اربع عناصر و حواس خمسہ نواب صاحب کے
ہمدم و ہمنشین ہین ایسے جائین کسی معاملے مین دخل نہ دینے پائین نواب علی نقی خان جو بالفعل

وزیر ہین مین جانتا ہون کہ وہ پورٹون کے امیر ہین انتظام ملک مین اونکو دخل نہین گو اپنے نزدیک
ہوشیاری و مستعدی کرتے ہین بیسر کدہین مگر اس کوچہ سے محض نا بلد ہین بادشاہ اونکو بہت
چاہتے ہین اپنے کیسے کو نباہتے ہین وزیر اعظم اونھین کو رہنے دین انکی پیشدستی کا کام
شرف الدولہ ابراہیم علیخان سے لین کہ اوسکو انتظام ملک مین دخل تام ہے وہ لایق
عہدۂ وزارت لاکلام ہے اگر یہ بات شاہ اور وزیر دونون گوارا کرین تو ہماری دلجمعی ہو پھر
شاید اس ریاست کو ترقی ہو مہاراج کو بھی صاحب کی یہ بات پسند آئی اور واقعی بہ نظر
انصاف دیکھیے تو سواے بہتری کے اسمین کوئی برائی نہ تھی غرض مہاراج بہت بشاش
ہوکے صاحب سے رخصت ہوے بارہ بجے تحسین گنج پہونچے اوسوقت حضور عالم بہادر
دولت سرا مین تھے حضور سے اپنے آنے کی اطلاع کی نواب صاحب نے اندر طلب
کیا مہاراج نے جو صاحب سے سنا تھا حرف بحرف سب بیان کیا مہاراج کی گفتگو سے
وہ صدمہ نواب صاحب کے دل پہ ہوا کہ رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا مہاراج نے رفع ملال
کے لیے کہا کہ اسمین کچھ حضور کا نقصان نہین شرف الدولہ کے بلوانے مین کچھ کسر شان نہین
اور جن لوگون کو صاحب نے دربار مین حاضر ہونے کو منع کیا ہے۔ بظاہر دربار مین نہین
مخفی حضور کو اختیار ہے بلوائین جسطرح صاحب نے کہا ہے چندے اسپر عمل کیجیے محبت تمام کرینگے
یہ بھی دیکھہ لیجیے بظاہر تو سلیمن صاحب دوست معلوم ہوتے ہین فقط اتنی بات کی تکرار ہے یہ
بھی کر گذریے مین بہ نظر خیر خواہی عرض کرتا ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکے رخصت ہوے
وہان سے دل کبیدہ آئے خوش گئے تھے رنجیدہ آئے۔ مہاراج کا کہنا نواب کے دل پر
موثر ہوا کلمات نصیحت پسند آئے چار دن بعد وہ چار دن پانچون آدمی نظر بند ہوے
دوسرے روز نواب صاحب نے مہاراج سے کہا اب جا کے سلیمن صاحب سے اطلاع
کر دو کہ ہمنے اون آدمیون کو نکلوا دیا اب جیسا حکم ہو مہاراج نے جا کے سلیمن صاحب سے
کہا اونھون نے جواب دیا اچھا تمھارے کہنے سے ہمکو یقین ہوا مگر شرف الدولہ ابھی پیشدست
نہین ہوا مہاراج نے کہا اتنا تو ہوا ہے اب آپ نواب صاحب کو یہان آنے دیجیے بہتر
یہ ہے کہ اسکی گفتگو تخلیے مین ہو تو خود بھی فہمایش کیجیے اتنی بات دور اندیشی کی

تھی کہکے اپنی برأت کرلی صاحب نے فرمایا اچھا جاؤ آج تیسرے پہر کو نواب صاحب کو لے آؤ مہاراج نے آکے نواب صاحب سے یہی کہدیا وہ اپنی طلب سُن کے بہت خوش ہوکے سہ پہر کو سوار ہوکر اور مہاراج کو بھی اپنے ہمراہ لیا صاحب کے پاس پہونچے وہ بہت لطف سے پیش آئے کلمات بشاشت آمیز درمیان مین لائے مہاراج تو صاحب کو سلام کرکے علیحدہ ہوگئے جانبین مین صفائیان منظور تھین تین گھنٹے تک سلیمن صاحب اور نواب صاحب کے خلوت مین باتین ہوا کین بعد اسکے نواب صاحب رخصت ہوے مہاراج نے اوسوقت حضور عالم بہادر کو بہت بشاش پایا خود بھی مورد مسرت ہوے چند روز لکھنؤ مین رہکر بات بنائی مگر ان دونون حاکمون کی راے ہرگز مطابق نپائی ناچار ہوکے مہاراج نے سلیمن صاحب سے عرض کی کہ مجھکو دربار شاہی کا رنگ بیرنگ معلوم ہوتا ہے اب آپکی صلاح کیا ہے مجھے تو دیکھا نہین جاتا کہان تک روز صدمے اوٹھاؤن اگر ارشاد ہو تو مین اپنے گھر جاؤن اونھون نے کہا تمھاری اور مقربان شاہی کی طبیعت مین بہت فرق ہے اصل مین ریاست کا درخت بے اصل ہے اور حسد رخت کی جڑ نہ مضبوط ہوئی وہ باد مخالف سے ایک دن ضرور منہ کے بل زمین پر آ رہیگا جو اوسکے سایہ مین [illegible] گزند پہونچائے گا اگر اپنا بچاؤ منظور ہے تو اچھی سوچ ہو چلے جاؤ یہی بہتر ہے اندیشہ تو تھا ہی یہ سنکے اور گھبرائے وہان سے پھر کے سیدھے نواب صاحب کے پاس مہاراج چلے آئے موقع پاکے رخصت کی درخواست کی حضور عالم نے بخوشی گھر جانیکی اجازت دی کہ ضابطہ تم بھی جانتے ہو جو کچھ مال تمھارے ذمہ ہے مناسب ہے کہ اوسکی مال ضامنی کسی سے لکھوا دو مہاراج نے راے سوہن لال کی ضمانت لکھوا دی چلتے وقت نواب صاحب نے ایک نقارہ دیا اور ایک ضرب توپ عنایت کی مہاراج دونون چیزین اپنے ساتھ بلرام پور لیگئے۔

روز چارشنبہ صاحب رزیڈنٹ کو پیام شاہی پہونچا کہ آپ بہرصورت بسبب علالت مزاج کے کرسی یا تامجان پر بیٹھکے میرے پاس آئیے یا صاحب قائم مقام کو میرے پاس بھیجدیجئے اسکا سبب یہ ہوا کہ کئی دن پیشتر صاحب موصوف بار رمنہ شاہی مین گھوڑے سے گر پڑے تھے پاؤن مین خوب چوٹ لگی تھی وہان سے صاحب راکھہ کے جھلنگے چھانسنے پر

لیٹ کر کوٹھی مین آگئے تھے ہر چند پھر تامجان بھی بادشاہ نے بھیجا تھا مگر بسبب شدت درد کے
اوس پر سوار نہو سکے کئی مہینے تک پانون درست نہوا - پانون لنگ رہا لکڑی کے سہارے سے
چلتے تھے اس جہت سے پنجشنبہ کو بیک صاحب آگئے خلعت ہوئی جرنیل صاحب مرزا کیوان قدر
کو خلعت ولیعہدی مرزا فریدون قدر کو خلعت جرنیلی بصلاح صاحب موصوف عنایت ہوا
اوسکے بعد شرف الدولہ رائے جگناتھ عرف غلام رضا خان کو خلعت بیباقی علاقہ حضور
تحصیل نواب محمد خان سفیر شاہی کو خلعت معمولی - شیخ مصاحب علی اونکے خدمتگار کو دوشالہ
رومال مرحمت ہوا -

ظاہر ہے کہ عہدۂ جرنیلی درستی عبارت و آراستگی فوج ہے یہ تعلق علم سپہ سے ہے
جسطرح صاحبان عالیشان کو حاصل ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کو
اس علم مین مداخلت کلی حاصل تھی اسکے سوا چاہیے کہ فوج مین اشراف قوم جس قوم کے
ہون بھرتی ہون اسیواسطے سپاہ پیادہ کو نجیب کہتے ہین اور مدارج سپاہ تیجیج بجانفشانی کا
سرکار بخشتے جائین اور سرکار سے اونکے حقوق اونکے مادام حیات ضایع نہون کہ اوردنکو قطع
امید ہوجائے اسکی تفصیل صدر اعلی سرکار نے درباب فساد بدمعاشان سرکار اپنے رسالہ طبع
حکم سرکار سے خوب لکھی ہے غرض اس سلطنت مین یہ منصب جلیلہ جنت آرامگاہ نے مرشدزادہ
آفاق نواب شمس الدولہ بہادر کو دیا تھا اور خود جناب عالی مثل نگاہداشت سوار و پیادہ ملاحظہ
فرماتے تھے یا کبھی جرنیل صاحب یا نواب نصیر الدولہ کو حکم ہوجاتا تھا حضرت خلد مکان نے اختیار
بخشی فوج کو دیا اب علم کم سفارش اور عملہ کا فائدہ شروع ہونے لگا خاص رسالہ کی اسامیان
معرفت میر بدو بکنے لگین حضرت خلد منزل نے اقبال الدولہ ظفر الدولہ کے بڑے بیٹے کو جرنیل
کیا انھون نے غلام مرتضی روضہ خوان کو اختیار دیا خود عیش و شرابخواری مین مشغول
ہوے اس عہد دولت مین اہلکارون کی خوب بن پڑی انتظام اچھے اور برے کا جاتا رہا
افسران فوج علاقون سے روپیہ ضروریات کا خاطرخواہ سرکار سے آپس مین رسدی
تقسیم کر لیتے تھے اخبار نویس جو ہر علاقہ نظامت پر رہتے تھے اونکا درماہہ پندرہ سے کم نہین
[illegible] سے زیادہ نہوتا تھا مستاجر صاحب اخبار داروغہ سے ہو کر جاتے تھے [illegible] یہ اخبار

لاکھ روپیہ سالانہ تک پہونچا تھا اور خود مہر اخبار نویس ہزار بارہ سو سے کم ماہواری نہ لیتا تھا بلکہ اس سے زیادہ نواب منور الدولہ اپنے بھتیجے کو اور نواب روشن الدولہ نے اپنے بیٹے کو حضرت فردوس منزل نے مرزا ہمایون بخت کو حضرت جنت مکان نے مرزا سکندر حشمت کو حضرت سلطان عالم نے مرزا فریدون قدر کو ۔ مگر دفتر تبدیلی خاص داخل تخفیف ہوگیا تھا پس جب ایسی خرابیان فوج مین ہون پھر اصلاح اور درستی و آراستگی کہان ایک پلٹن نجیب کی تیس ہزار روپے اجارے پر تھی ان سب کے سوا سفارش اندرونی و بیرونی ہوتی تھی چنانچہ دیوڈسن صاحب رزیڈنٹ نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ تمھاری فوج سے سرکار کو بڑا فائدہ ہے اس جہت سے وقت ضرورت سرکار ہر طرح کار سرکار ہوتا ہے چاہیے کہ فوج اسطرح آراستہ و پیراستہ رہے کہ بروقت ضرورت ہماری سرکار کے بھی کام آنے لیے اسی جہت سے جب ہر رسالے سے سوار منتخب ہوکے مہم لاہور کو جانے لگے تھے تو بڑی مشکل پڑی تھی سوارون نے اپنی عادات قدیم سے بڑی ذلتین اوٹھائی یقین اگر ہمیشہ سے حاضر باش اور نوکری چور نہوتے کاہیکو یہ صورت ہوتی غرض ہر سلطنت مین بربادی وخرابی و نقصان سرکار ہوتے ہوتے آخر یہ نوبت پہونچی جو سب نے دیکھی مہاراجہ گوالیار یا راجہ بھرت پور نے خود متوجہ ہوکر کیسی فوج آراستہ و تیار کی ہی اور سرکار کا انتظام تو ظاہر ہی

برگشتگی تقدیر این عاصی پر معاصی اور موقوفی عملۂ رصدخانۂ سلطانی

جب اس عاصی پر معاصی نے حسب الحکم ہنری الیٹ صاحب بہادر سکرٹر اعظم گورنمنٹ اور بتصحیح و تقابلہ کرنل ڈ نکاکس صاحب بہادر یہ تواریخ اودھ موافق دستور انگریزی لکھی جیسمین جغرافیا اور تعریف زائد جانب داری کیکی نہین مطبوع طبع اکثر صاحبان عالیشان منصف و قدر شناس ہوئی چنانچہ جرنل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ اور کالنٹ صاحب مہتمم کالج جرنل بانٹن ڈاکٹر اسپرنجر صاحب نے بہ نظر اصلاح دیکھا اتفاقاً قطب الدولہ مقرب خاص بادشاہ نے اسکا ذکر بادشاہ سے اس خیال سے کیا کہ از راہ قدر شناسی کچھ بھلا ہوجاے مگر خوبی قسمت سے اسکے یہ بالعکس صورت ہوئی ؎ ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی ＋ صادق آیا یا القرانا نجمی

بذریعہ صاحب متوفی و بسفارش جرنل کالیفلد صاحب رزیڈنٹ بے منت مومنین دربار مقرر
ہوا تھا ازراہ قدرشناسی سلطان عادل موقوف ہوا وجہ یہ ہے کہ قطب الدولہ نے جب
تواریخ مجھ سے منگوا بھیجی بادشاہ نے حضرت جنت مکان کا احوال دیکھا بہت خوش ہوئے اور
تعریف کی جب اپنے احوال پر آئے بعض مقام جو حقیقت مین سچ تھے دیکھے اور خفا ہو کر
برطرف کیا ہرچند مین نے واسطے دکھانے کے اگر مین خود پڑھکر ان مقامات کو سناتا اور خفا ہونے
جواب شافی دیتا مگر مجھے وہ نہ لے گئے - یہان کچھ طمع نہ تھی کہ امیدوار ہوتا صبر کیا
بسر اوقات مع عیال اطفال ۱۰ برس تک توکل پر رہی مگر شکر ہے کہ کسی امیر شہر کے
دروازے پر نہ گیا حضور عالم البتہ سال بھر کے بعد کچھ اعانت کرتے تھے موافق اپنے عقیدے
کے بعد دولت کربلا قاسم رزق کا تھا باعزت و بے منت رفع احتیاج ہوئی جب
عملداری گورنمنٹ ہوئی متواتر عرض حال کیا کسی نے نہ سنا - صبر کیا - جب علاء ۓ رصدخانہ
برطرف ہوا بنگالی وغیرہ جو بسفارش اکبرآباد و الہ آباد سے آئے تھے جرنل سلیمن صاحب کے ذریعہ سے
پنشن کی کی بادشاہ نے فرمایا پنشن بدستور سرکار نہین اور اس مصنف تواریخ سے ہمین
رنج ہوا ہے لہذا سکے بلحاظ جرنل صاحب تہائی حصہ پنشن کو عملے کے لیے اجازت ہوئی سوائے
اس مقدمے کے بہرحال صبر کرنا چاہیے - جب جرنل بیرو صاحب کو جو دہ رسالے علمی مع تواریخ
اودھ ڈپٹی مرزا عباس بیگ نے دکھائے کہ یہ شخص محروم حق پنشن سے ہے رپورٹ صدر
کو کیا نصف تنخواہ معینہ یعنی پچاس روپیہ ماہواری مقرر ہوئی مگر الحمد اللہ کہ وہ کتاب جو ملاحظہ
بادشاہ مین آئی تھی ۱۸ یا ۱۹ - جزء تھے اب ۷۰ یا ۸۰ جزء کے تقریباً کتاب مبسوط تیار ہے ایک
جلد فارسی اردو اور انگریزی جرنل چمبرلین صاحب نے خود اور پاٹر صاحب سے ترجمہ کر دیا
ہے کئی سے روپیہ اوسکی طبع مین صرف ہوا اور غالب ہے کہ نفع بھی ہو مگر سرکار خود طبع
نہین کر سکتی ہے مجھے اختیار ہے یا جو شخص ازراہ قدردانی طبع کرائے - جب اسکے قدر
شناس دیکھینگے البتہ مجھ پہ نیکی یاد کرینگے - آیندہ اختیار بخدا - وہ کسی کی محنت برباد نہین کرتا
ضرور اوسکا اجر دیتا ہے فقط -

احوال نواب جلال الدولہ مہدی علیخان بہادر

بعد انتقال جنت آرامگاہ نواب خاص محل مادر گرامی نواب جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر محلسرائے خاص فرح بخش سے باولی کے مکان مین تشریف لائین یہ بھی عمارت عالیہ نواب آصف الدولہ نے قابل رہنے سلاطین کے بنوائی تھی اگرچہ وضع ہندوستانی ہے نواب جلال الدولہ کو اپنی مان سے چندان موافقت نہ تھی اس جہت سے نشاط باغ مین آکر رہے اور اپنے طور پر خوب آراستہ کیا اور سامان عیش و نشاط شاہانہ شروع کیا اکثر ملازم تیرانداز وغیرہ نوکر ہوئے تیراندازی اور بندوق لگانے مین وہ بھی خود کامل تھے جنت آرامگاہ نے سب صاحبزادونکو جیسا چاہیے سب طرح سے تعلیم فرمایا تھا انکے شریک جلسہ صحبت عیش فقط نواب حسین الدین خان ہوتے تھے جد مادری حضرت سلطان عالم تھے۔

کئی برس کے عرصے مین یہ مصارف کثیرہ بسبب قلت مداخل کے تمام ہوئے اور بسبب فضول خرچی اور صرف بیجا کے مان نے اعانت موقوف کردی تھی اس جہت سے صحبت عیش درہم برہم ہوئی اور ملازمین نے اپنی راہ لی لالہ ماہولال داروغہ بیگم صاحبہ اور کارگزار بیگم صاحبہ نے اپنے بچاؤ کیواسطے نواب معتمد الدولہ اور خوانین کمبوہ سے موافقت پیدا کی تھی اسے ناموافقت کلی دربار شاہی مین اکثر جاتے تھے مگر انکی تنخواہ مثل اور بھائیون کے نہ ملتی تھی آخر تنگ ہوکر دربار کا جانا موقوف کردیا تھا اتفاقاً انکو ہیضہ وبائی ہوا نوبت بہ ہلاکت پہونچی نواب خاص محل خوشش محبت مادری سے باغ مین تشریف لائین نواب کی پرستاری کی حکیم میر ابو ملازم بیگم صاحب معالج ہوئے خدا نے شفا دی فی الجملہ متکفل اخراجات ہوئین نواب بھی بہ مجبوری اطاعت کرنے لگے۔

اجمالی تنخواہ مرشد زادہای جنت آرامگاہ

حضرت خلد مکان کی سلطنت مین جب کثرت مصارف سرکار شاہی بڑھی تو نواب معتمد الدولہ کو اقربائے شاہی سے کسیطرح موافقت نہ تھی بلکہ ہر ایک کے درپے تخریب رہتے تھے

چاہتے تھے کہ ان سب کے مواجب معینہ بہت کم ہو جائین چنانچہ نواب گورنر جنرل لارڈ ماڑا صاحب
کو ایک محبت نامہ لکھا کہ بھائیون کی تنخواہ ہزارون روپے کی ہے اور بسبب کثرت مصارف انکی
تنخواہ دینے مین وقت و دیر ہوتی ہے انکی باعث شکایت کا ہوتا ہے لہذا منظور ہے کہ ہر ایک
کی تنخواہ نصف ہو جاے اور اولاد ازواج نواب آصف الدولہ مرحوم میرے عم نامدار فقط
بنام نامی او نکے ہین غیر مستحق سمجھکر آزاد کر دیے جائین اسکا سبب یہ تھا کہ معتمد الدولہ ان سب کو
غیر مستحق و بیگانہ سلطنت جان کر تنخواہ بہت وقت اور مہینون چڑھا کر دیتے تھے یہ سب بیبیان
بیچ محلہ وغیرہ مین رہتی تھین جب فاقون سے مرتی تھین بعد نصف شب کے کوٹھون پر مرم کا باجا بجا
کر غل مچا کر معتمد الدولہ کو کوستی تھین اسوجہ سے نواب کو عداوت ہو گئی تھی اور اونکے نکالنے کی
یہ تدبیر کی تھی لیکن وہان سے یہ جواب آیا کہ مقدمۂ خانگی مین آپ کو بہمہ وجوہ اختیار ہے مگر اولاد
ازواج نواب آصف الدولہ کے واسطے ہمین یقین واثق ہے کہ یہ آپکے عم نامدار کے بنام نامی
مشہور ہو چکے ہین غالب ہے کہ انہین خلاف ہمت عالی سمجھکر گوارا نہ کرینگے کہ موجب بدنامی ہوگا
اور بھائیون کی تنخواہ مین اختیار ہے ایک زمانہ یہ گذرا کہ حضرت سلطان عالم کے عہد دولت
مین حضور عالم نے انھین ازواج و اولاد کو محل سے نکلوا دیا کسینے نہ سنا۔

خلاصہ جب بھائیون کی تنخواہ نصف کر چکے اسکے دینے مین برسون ہو جاتے تھے اس
جہت سے اکثر مرشد زادونکی نوبت فاقہ کشی کی پہونچی بہ سبب قلت مداخل اور عدم وصول
سے مثل نواب بہار الدولہ حسین علی خان یہ فیاض بہت تھے اور بادشاہ بھی انکی
طرف سے غافل ہو گئے آخر ایک دن تنگ ہو کر باتفاق نواب نصیر الدولہ مع سب
بھائیون کے دادخواہی کیواسطے چھاؤنی سنڈیا کوٹھی مین رکٹس صاحب رزیڈنٹ کے
پاس گئے اپنا اظہار حال کیا جواب مناسب وقت پایا وہان سے مایوس ہو کر پھرے
نواب نصیر الدولہ سب سے بڑے تھے فوج شاہی نے انکے دولتخانے کو گھیر لیا ہر طرف
توپین لگا دین جا بجا پہرے بٹھا دیے آمد و رفت بند کی گئی دن تک یہ ہنگامہ صلہ رحمی
گرم رہا آخر بمعرفت اعظم علی خان عظیم اللہ خان نے کچھ دیکر تصفیہ کیا
نے الحمد للہ صورت عافیت پیدا ہوئی جب سے عظیم اللہ خان دربار نواب مین حاضر

ہونے لگے اور ہر طرح سے خوشامد کرتے رہے بہار الدولہ نواب حسین علیخان بھی تصور سپاہ شاہی تھی بیس سوار اور پیادے تعین تھے انکے پاس دینے کو ایک کوڑی نہ تھی آپ فاقہ کرتے تھے جب اس قید بیجا سے بہت تنگ ہوئے ایک شب گھبرا کے گھر سے نکلے بہزار خرابی نہیں معلوم کیونکر کانپور پہونچے وہانسے فرخ آباد کو چلے کہ نواب منتظم الدولہ کے پاس جاؤں چوبے پور کی سرا مین اترے تھے مرزا علی حسن مرزا حاجی کے بیٹے کانپور سے انکی رہبری کو ساتھ ہوئے تھے بیس سوار جنکے پہرے سے نکلے تھے انکے تعاقب مین چلے آتے تھے سرا کو گھیر لیا چاہا کہ نواب کو پکڑ لیجائین تھمک ہوا تھانہ دار آیا اونھین باز رکھا یہ مایوس ہو کر پھرے نواب نے اسی تصور سے برطرف کر دیا جب نواب فرخ آباد پہونچے وہان بھی صورت خلاف دیکھکر کلکتہ گئے وہان بھی کوئی صورت دادرسی کی نہ نکلی عدم استطاعت دلیپا بافی سے اسباب دنیا کیونکر حاصل ہون جب حضرت خلد منزل سریر آرائے سلطنت ہوئے حسب الطلب شاہی لکھنو آتے انکی زر تنخواہ تمام و کمال ملی - بادشاہ بیگم صاحبہ نے از راہ کمال ترحم وصلہ رحمی شہامت علیخان کی بیٹی جوان نامراد تھی عقد شرعیہ کر دیا نواب نے مہاجنون کا قرض بالکل ادا کر دیا بعد کئی برس کے انتقال کیا -

نواب جلال الدولہ کا باخفا لکھنو سے نکلنا کلکتہ سے کربلا کو جانا

نواب خاص محل نے حکومت نواب معتمد الدولہ مین انتقال کیا نواب جلال الدولہ متروکہ مادری دجاگیر نواب گنج سے محروم رہے جواہر و اسباب تحفہ ماہولال نے اپنے خوف جان و مال سے نواب دخوانین کو دیا اونھون نے اپنی امانت و دیانت ظاہر کر کے شیکو اوسکے کوٹھے بھی لگائے چند روز کے بعد چھوٹ گیا نواب جلال الدولہ ناامید ہو ہو کر طلب ازدیاد کو چند روز تک دریا رجایا کیے جب شنوائی نہوئی مایوس ہو کر خانہ نشین ہوئے باہر نکلنا بالکل موقوف کر دیا جب اس تکلیف سے تنگ آتے ایک شب کو منا سنگھ زمیندار کے گھوڑے پر باخفا سوار ہو کر کانپور پہونچے وہان سے ڈاک مین کلکتہ روانہ ہوئے کئی دن کے بعد ہرکارون نے سرکار مین خبر کی کسی کے کان پر جون بھی نرینگی -

جب نواب شمس الدولہ سے ملاقات ہوئی بہت خوش ہوے کمال محبت سے پیش آئے
فرمایا انشاء اللہ ہم تم باہم عتبات عالیات کو چلینگے اس عرصہ مین نواب شمس الدولہ نے
انتقال کیا اور چاہتے تھے کہ اپنے حین حیات مین چار لاکھ روپیہ کے نوٹ گورنمنٹ نواب کو
خرید کردین حضرت بیگم صاحبہ ایکدن باتون مین کچھ طعنہ زن ہوئین نواب جلال الدولہ
نے جواب شافی دیا کہ مین کلکتہ مین رہنے کو نہین آیا کہ کسیکا محتاج ہونگا میرا زاد راہ
مین سو اشرفی موجود ہین اور کچھ جواہر بھی ہے

نواب جلال الدولہ بدل متمنی عتبات عالیات تھے انکاکوئی روکنے والا بھی نتھا چند
ملازمین خاص سے جہاز پر سوار ہو بصرے پہونچے حاکم بد شہر متسلم یعنی ناظم بصرہ یا لیوز بغداد
نے ہر مقام پر انکا احترام کیا طریق ضیافت و مہمانی موافق دستور ولایت پیش آئے کئی سوار
در جاؤش اونکے ساتھ کردیے جب شہر یا قلعے کے نزدیک پہونچتے تھے سلامی توپ کی ہوتی
تھی جب روضون کی زیارت سے فارغ ہوے راہی مشہد مقدس ہوے ناگہان مکافات ایام زمانہ
سے منزل ابن عباس آباد و میامی جو محل رہزنی ترکمان ہے نواب نماز صبح زیر درخت
چنار پڑھ رہے تھے کہ دفعتہ ترکمان پہاڑ کی چوٹی سے اوترکر قافلے کو لوٹنے لگے اوسمین کچھ
ہندی بھی تھے بعض نواب کا نام لیکر فریاد کرنے لگے نواب نے از راہ جسارت اونپر فیر کیا بعض
نے نواب کو منع کیا کہ یہ ہندوستان نہین ہے آپ خاموش رہیے -

اس عرصے مین نواب نے تپنچہ مارا - دونون خالی گئے حالانکہ نواب اس فن کے
بڑے تادر انداز تھے ناگاہ ایک ترکمان دوڑکر نواب سے لپٹ گیا گھوڑے سے گرادیا اور
مقید کرکے پشت پہار پر جہان رہتے تھے لے گئے اور کئی من تبریزی بیڑیان پاؤن مین ڈالدین
اور ہر روز عداوت سے اشد مصائب اور آلام روحانی دینے لگے اور بہت خوش تھا کہ میرے
حصہ مین نواب ہندی اور شاہزادہ ہاتھ آیا ہر نواب اوسے سمجھاتے تھے کہ تیرا گمان غلط ہے
مین جلا الیہ فقیر ہندوستان ہون وہ کہتا تھا بہر صورت تم مجھے پانچہزار روپے دو چھوڑدونگا یہ کہتے تھے
کہ اگر یہی منظور ہے میرا خط بالیوز بغداد یا مہران کے پاس لیجا وُ وہ روپے تمہین دیدینگے
وہ کہتا تھا ہمارا آدمی وہان جاکر گرفتار ہوجائیگا - غرض اوس قافلے سے زن و مرد

جملہ آدمی اسیر ہو گئے تھے اور نواب ۶ - آدمیون کے حصے مین تھے ایکدن نواب نے تنگ ہو کر
اوس ترکمان کے آٹھ برس کے بیٹے کو مار ڈالا اس جہت سے کہ وہ حرامزادہ سب سے زیادہ آزار دیتا
تھا کبھی انپر موت دیتا تھا کبھی منہ پر تھوکتا تھا کبھی گالیان دیتا تھا اوسکا باپ نواب کی اس حرکت
سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ تمنے اس عورت کو کیون نہ مار ڈالا کہ میرا حصہ بڑھتا یعنی جتنے
آدمی ۶ سے کم ہوتے اسکا حصہ بڑھتا دوسرے دن اسکا بھائی جو شریک حصہ تھا خفا ہو کر
کہنے لگا مین آج نواب کو مارے ڈالتا ہون اور اپنے پاس سے چکہ دار سے نواب کی ہنڈلی پر
کھڑا ہو گیا صاحب خانہ نے کہا پہلے تو میرا حصہ دیدے پھر تجھے اختیار ہے ایکدن نواب
بھی بیٹھے جاتے تھے اور اپنی بیکسی پر رو رہے تھے اوس ترکمان کی جورو نے رحم کیا اور ایک
کرتہ اور لنگی نواب کو دی اور اپنے خاوند سے سفارش بھی کی کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خاندانی
ہے اسکے رونے پر مجھے رحم آیا یہ کرتہ اور لنگی مین نے اوسے دی خلاصہ نواب عجیب
مصیبت ناگہانی اور بلا مین گرفتار ہوئے کہ خدا کسیکو نصیب نکرے غرض اسیری نواب
کی خبر مشہور ہوئی شاہ جمجاہ فتحعلی شاہ نے فرمان فرمای مشہد مقدس کو لکھا کہ کوئی صورت
انکی رہائی کی ہو تو باعث نیک نامی ہے اور مزید حسنات اخروی لکھنؤ مین حضرت خلد منزل
مین یہ خبر آئی دارین نے بھی مفصل احوال بیان کیا نواب روشن الدولہ نائب تھے یہان کون
سنتا تھا غیب شہزادہ مشہد مقدس نے حکم بازندران کو لکھا اور پانچہزار روپیہ دیکر نواب کو چھوڑایا
وہان سے طہران مین آکر مہمان خانہ بالبوز ہوئے شاہ کو یہ امر خلاف گذرا ورنہ احترام اور لوازمہ
مہمانی زیادہ ہوتا بلکہ کیا عجب تھا کسی شاہزادی سے شادی ہوجاتی وہان سے عتبات
عالیات آئے پھر بصرے سے جہاز پر سوار ہو کلکتہ ہوتے ہوئے کانپور مین ڈوہان صاحب کے
بنگلے مین اترے وہی انکا متکفل اخراجات ہوا وہ تاجر جنے پانچہزار روپیہ دیا تھا انکی سافقہ با

نواب کا لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

جب حضرت فردوس منزل سریر آرائے سلطنت ہوئے انکا حال سنکر از راہ صلہ جی شفقہ طلب

بھیجکر بلوایا تاکہ شہر پر جلوس سواری بھیجا جب شرف ملازمت حاصل ہوئی خلعت دیا اور
کوٹھی آسمیل گنج محلوکہ اعظم علیخان رہنے کو دی اپنے مین حیات تک محبت کرتے رہے
تنخواہ بھی مثل اور بھائیون کے مقرر فرمائی بہرحال اوسپر قناعت کی ایکدن کمال خصوصیت
سے عرض کیا تصویر خاص مرحمت ہو کہ مین اوسے اپنا حرز جان سمجھکر ہر وقت شرف ملازمت
حاصل کرتا رہون بادشاہ نے اپنی تصویر بڑے جلوس سے بھجوائی امراسب پیادہ ساتھ تھے
نواب ہر صبح اوسکے سامنے باداب جاکر بیٹھا کرتے تھے کہ موجب خوشنودی خاطر بادشاہ ہوے

جب حضرت جنت مکان ہوے سب کی تنخواہ کم ہوئی انکے بھی بیندرہ سو روپیہ ماہواری رہے
یہ اوسے بھی غنیمت سمجھے ازبسکہ صدمات روحانی اوٹھا چکے تھے کوئی حسرت دنیا باقی نہ رہی تھی
سن نوہ سالہ کھل کر ہوگئے تھے وہ حسن وہ جوانی شباب سب جاتا رہا تھا کتب تواریخ کا بہت شوق تھا
دیکھا کرتے تھے غذا ایک وقت کی رہ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد اوسکی بھی قے کرکے نکالڈالتے تھے
انتہا مین بہت موٹے تھے انگریزی حوضہ بھر جاتا تھا ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے مشی کرنے کو
اورستے اختیار کی تھی اس سے بہت دُبلے ہوگئے تھے نواب امین الدولہ سے برابر ربط
تھا اس جہت سے کہ امام بخش خان انکے باپ تیراندازی مین نوکر تھے اس خصوصیت سے
ایک شب مجلس محرم مین بھی آئے تھے۔

حضرت سلطان عالم کے عہد دولت مین اور بھی تنخواہ کم ہوگئی تھی اوسپر بھی شکر خدا
کرتے رہے اکثر علیل بھی رہتے تھے آخر عوارض فرضہ سے ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ عیسوی
انتقال کیا حکم بادشاہ سے کربلائے نوتعمیر حضرت خلد منزل مین دفن ہوے اسباب ضبط
سرکار ہوکر نیلام ہوا ازدواج واولاد نہ تھی اور نہ اسکا مدت عمر تک شوق ورغبت تھی۔

احوال قمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی

یہ دونون احوال نواب جلال الدولہ وقمر الدین احمد خان عرف مرزا حاجی اسواسطے
لکھے کہ انکا خاتمہ اسی سلطنت مین ہوا خلاصہ مرزا حاجی مقرب خاص حضرت خلد مکان سے پانچہزار
روپیہ پاتے تھے اونتہای عنایت انپر تھی کہ بغیر از چند ساعت خواب راحت بادشاہ

بادشاہ کو انسے مفارقت ناگوار تھی اسی رسوخ سے نظامت سلطان پور ۔ بسواڑہ بیلون
انھون نے بھائیونکو بڑے بیٹے مرزا محمد کو دی تھی ہرچند یہ کام خالی خوف و دغدغہ سے نتھا کسواسطے
کہ خوف انجام اور دشمن قوی نواب معتمد الدولہ تھا ہرچند کئی برس پیشتر سلطنت سے انسے
کمال خصوصیت تھی کہ واسطے جواب وسوال بامید سلطنت بھی تھی شب کو یا خفا آیا کرتے
تھے اور تحفہ تحالیف بھی لایا کرتے تھے آخر وہ اتفاق اہل دنیا مبدل نہ نفاق ہوا ۔ جب
نواب معتمد الدولہ نائب ہوئے مرزا نو مہینے تک خانہ نشین ہوئے نواب کو معرفت دیوان
چیتا بعد عہد و میثاق صفائی باطنی منظور تھی لیکن مرزا محسن نے باوجود ادس عقل و
دانش اپنے پرسہ میانی کے کاید عقل تھے برہم کر دیا جب دوبارہ عروج نواب ارفع مدارج
پر ہوا مرزا کی مصاحبت بادشاہ کھٹکتی ہوئی خانہ نشین ہوکر پایۂ محاسبہ مین آتے بابت
قبالجات بیکا بیاسے مذکور مرزا نے باعتبار خود ۵ یا ۶ لاکھ روپیہ گھر سے دیکر مہاجنان بازار
کا دغا بھی کی اس خیال سے کہ اگر یہ قرضخواہ سرکار مین نالش کردینگے تو معتمد الدولہ کی
بن پڑیگی اور قریب تین لاکھ روپیہ کے بابت قبالجات کے انکار دیچہ سرکار مین رہگیا
پانچ برس تک اپنے گھر مین مع اپنے بھائیون کے قید رہے کوئی صورت نجات کی نہ نکلی
اور گورنمنٹ سے زبان کرنل جان بیلی صاحب رزیڈنٹ سے قطع امید ہوچکی تھی اور یہ
اسیر نادان اور مطمئن تھے کہ ہمارا ایکسو ہوجانا بادشاہ کے موجب صفائی کا ہوجائیگا معتمد الدولہ
انکے خراب کرنے سے کبھی غافل نہ تھے آخر نواب نے شیخ محمد ناسخ شاعر ہندی جو مرزا کے محرم
راز مقرب خاص تھے اور انکا فروغ و رشد سارا شہر جانتا ہے کہ انکے گھر سے انھین حاصل ہوا
تھا بطمع دنیا اپنے کو موافق و متوسل کیا انھون نے بھی اپنی قدامت سے ہاتھ اوٹھایا اور بہ
حیلۂ آبرو ریزی حاکم وقت سے جان کرا دو رفت بالکل مرزا کے پاس آنیکی ترک کی اسکے
سوا اپنا رسوخ سمجھکر درپے تخریب اپنے ولی نعمت ہوئے اور نواب سے عرض کی کہ مین فقیر
ہون دربار مین حاضر ہونا میرے واسطے موجب مشقت ہوگا بروقت ضرورت حاضر ہونگا مگر
کلاہ بغیر لباس اہل دربار یعنی پگڑی مین نے کبھی نہین رکھی اور جو بجا آوری احکام ہوگی گھر
سے بجا لاؤنگا نواب نے سب قبول کیا تھا ۔

غرض جب اپنے گھر کے بھیدی اور محرم راز جمع ہو چکے ایک سپاہی مفلوک اور پریشان حال کو دم
دیکر سکھا کر واسطے قتل نواب کے وقت شب بارہ دری مین بلایا کہ تو ننگی تلوار ہاتھ مین لیے چلا آنا
جب ہم کہینگے تلوار مارنا تجھے بہت کچھ ملے گا مرتا کیا نہ کرتا اوس اجل رسیدہ نے قبول کیا غرض
جب وہ رہبری جاسوس سے قریب نواب پہونچا اوسکے انتظار مین نواب پیشتر سے باہر نکلکر
بیٹھے تھے اور اصحاب یار غار بھی اوسی سج سلح حلقہ باندھے بیٹھے تھے اوسے دیکھکر کہنے لگے
وہ آتا ہے وہ آتا ہے ایک شخص نے پکارکر اوس سے کہا ارے مار تلوار نواب کو چاہتا تھا کہ
تلوار لگائے اصحاب نے ملکر اوسکا کچومر کر دیا پھر ان اوسے نواب کے پاس لائے کہنے لگا مجھکو
دغا کی یہ کہکر مر گیا حاضرین نے کہا یہ ہزیان بکتا ہے اسکے حواس درست نہین غرض اسکو
وسکے پانون مین رسی باندھ ہاتھی سے کھچواکر بازار مین تشہیر کیا لیکن سب پر اس جوڑ کی
اصل حقیقت کھل گئی مگر خوف حاکم وقت سے دم بخود تھے اور ایک ٹیپ ہندی تحریر بھاجی
اوسکے بازو سے کھول کر مشہور کیا تھا کہ مرزا حاجی نے اس سپاہی کو واسطے قتل نواب کے بھیجا
تھا بادشاہ کو پرچہ اخبار گذرا حالانکہ اوس ٹیپ کی پشت پر حساب مٹھائی کا لکھا ہوا تھا دوسری
طرف انعام قتل - شیخ ناسخ اسکی صداقت کو در دولت پر حاضر ہوے بادشاہ کے سامنے
روبکاری کو گئے میر غلام علی رسالدار جو مقرب مرزا تھے وہ بھی حاضر ہوے بادشاہ نے
صمصام الدولہ مرزا اجو کو حکم کیا تم گواہون سے تحقیق کراؤ یہ بہر صورت خیر خواہ دوست حقیقی
نواب تھے انھون نے پہلے شیخ ناسخ سے تصدیق چاہی کہ یہ ٹیپ کیسی تھی اونھون نے
مناسب وقت سمجھکر جواب شاعرانہ دیا مرزا اجو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سو صادق ایکطرف
اور شیخ ناسخ ایکطرف ہے انکو حکم ہوا اپنے گھر جائیے دوسری گواہی میر غلام علی کی ہوئی یہ
سید نبی فاطمی تھے کب جھوٹ بولتے کہا حاشا ثم حاشا یہ سب محض افترا اور جال ہے مجھے مطلق
اس حال سے خبر نہین حکم ہوا انھین احاطہ راجہ روشن سنگھ مین لیجاؤ وہان طوق و زنجیر مین
مسلسل ہوئے بعد کئی مہینے کے عشرۂ محرم مین اسی زندان شام مین مر گئے اور اپنے آبائے
کرام سے ملحق ہوئے یہ ادنی شعبدہ اس زمانہ کا تھا -

اب شیخ صاحب کا حال مفصل یہ ہی کہ مرزا حاجی کے قید مین ہر وقت حاضر رہتے تھے جب انتہا

خوف نواب ہوا کہ مبادا راہ سے پکڑ جائین گھر مین بیٹھ رہے جب یہ جوڑ بندھا پہلے چوبدار سلطانی انکی طلب کو آیا انھون نے کہا تم ٹھہرو جب تک مین تدبیر سواری کرون پگڑی بندھوا لون — اوسنے کہا مین خواجہ محمود کوتوال کے پاس جاکر ایک ڈولی تمھارے واسطے لے آون اوسوقت شیخ جی سمجھے کہ ننگ بے طور نظر آتا ہے سامان بے آبروئی ظاہر ہے چوبدار ڈولی لینے گیا شیخ جی گھر کے دروازہ پر زنجیر لگاکر سر برہنہ چادر اوڑھے باہر نکلے اور اپنا دوست و شاگرد خاص جانکر آغا توکل کے پاس گئے کہ مجھے دو تین دن تک اپنے گھر مین چھپا رکھو جب تک کہ شہر سے باہر نہ نکلجاؤن انھون نے خوف حاکم وقت سے ڈر کر کہا کہ میرا گھر مفت برباد ہو جائیگا ظلم نواب ظاہر ہے تب شیخ جی نے کہا کہ ایک حجام بلاؤ مین داڑھی مونچھ منڈوا کر بیراگی بنکر شہر سے نکل جاؤن آغا نے کہا اگر حجام سرکار مین کہدے تو بھی مجھپر آفت آئیگی اب شیخ جی پر ثابت ہوا کہ یہ خود اپنا رسوخ ثابت کرنے کو کہدین تو کیا عجب ہے اس عرصہ مین چوبدار آیا یہ حال دیکھکر سرکار مین خبر کی میر اسد سرکار کے حکم سے گھر پر آپکار کر کہنے لگے کہ بہر صورت شیخ جی کو امان ہے مگر اس محلے مین جسنے اپنے گھر مین چھپایا ہوگا وہ البتہ ذلیل و خوار ہوگا یہ منادی کر کے پھر آئے شیخ جی گھبرا کر ٹھیک دوپہر کو میر اسد کے دروازے پر پہونچے سپاہی سے کہا کہدو ناسخ حاضر ہے میر اسد پابرہنہ باہر آگئے اور بہت احترام سے اندر لیجا کر اپنی مسند پر بٹھایا آغا توکل نے اپنا بیٹا اونکے ساتھ کر دیا تھا کہ مبادا شہر کے باہر چلے جاوین میر صاحب سے اوسنے کہا کہ ہم امانت سرکار کو پہونچا چلے میر صاحب نے اوسے کہا کہ آپ کی عزت کے ساتھ میرا سر حاضر ہے اور نواب سے جاکر کہا۔ فرمایا اپنے پاس رکھو دوسرے دن روبکاری مذکور ہو چکی اپنے گھر بسلامت آئے سو روپیہ درماہہ نواب نے مقرر کیا۔ بس انکا رسوخ و اعتبار دن بدن بڑھنے لگا جو مقدمہ عمل و قریب کا پیش آتا تھا اسکے کہلا بھیجتے تھے یہ اوسے اپنی بندش شاعری سے موزون کرتے تھے انکے پاس اسیطرح اکثر مشاہیر لکھنؤ بھی حاضر رہتے تھے۔

دوسرا احوال شیخ جی کا یہ ہے کہ جب نواب منتظم الدولہ وزیر ہوے شیخ جی نے محض خوشنودی مزاج نواب کے لیے غزل کہی تھی بقافیہ گر ریختہ یعنی (دکا شور ہے آیتحتن شاہجہ گر ریختہ) اور پھر اونکی غزل کی تاریخ یادگر ریختہ) کلکر مشہور کی تھی محمد خان قوال نے اس غزل کو نواب کے سامنے گایا تھا

ہزار روپیے انعام کے ملے تھے بہمت نواب نے بہت خوش ہوکر اسپر مضحکہ اور تعریف
کی تھی منتظم الدولہ نے ایک چوبدار انکی طلب کو بھیجا اوسے انھون نے چند روز روپیہ دیکر
شربت پلایا اور تدبیر سواری اور پگڑی کی فکر مین ٹہلنے لگے وہ مرد پیر تھا سرد شربت پیکر
اور بازار کی مٹھائی کھاکر بصورت نشہ کی اوسے پیدا ہوگئی سو گیا شیخ جی نے عصا سے پیر کو
کوٹھری مین رکھکر باہر نکلے سیدھے فقیر محمد خان رسالدار کے پاس پہونچے خانصاحب نے منشی
کمہاری کے میانے مین بطریق سواری زنانہ سوار کرکے کول ہار بھیجدیا وہان سے کانپور
ہوتے ہوے الہ آباد مین شاہ ابو المعالی کے مہمان ہوے پھر وہان سے برخاستہ خاطر
ہوکے کانپور مین مرزا علی محمد کے مہمان ہوے جب منتظم الدولہ معزول ہوکر فرخ آباد گئے
شیخ جی پھر بسلامت لکھنؤ آئے مرزا علی محمد کے مہمان ہوے مرزا حاجی جب
وزارت اعتماد الدولہ مین لکھنؤ آے شیخ جی کو نسبت اپنے انتقام منتقم حقیقی پر رکھا-

جب حضرت فردوس منزل ہوے شیخ جی کو سو روپے ملنے لگے اور ہر سال تحفہ سال جلوس پر
خلعت بھی عنایت ہوتا تھا اور اعظم الدولہ کی سفارش مرزائی صاحب دوست قدیم شیخ جی کو
دو سو روپیہ ماہواری کا نوکر رکھوا دیا تھا حضرت جنت مکان کے عہد دولت مین ازراہ تخفیف
برطرف ہوے مگر صاحب سلیقہ تھے جسقدر سرکار نواب محسن الدولہ سے کمایا عبث بجا نہین
تھا بیٹون کی تعلیم مین قصور نہین کیا تھا حکیم زین العابدین انکا بیٹا شاگرد حکیم مرزا محمد کے
طبابت کرتا ہے جہان سے چلتا ہے بعد کئی برس کے شیخ جی نے انتقال کیا بموجب
اپنی وصیت کے جس گھر مین رہتے تھے اوسمین دفن ہوے فی الحقیقت فن شاعری
اور تحقیق و تصحیح الفاظ مین اونکا نظیر نہ تھا بہت سے شاگرد رشید اس شہر مین ہین غرض یہ
سب دیباچہ احوال شیخصاحب کا تھا بسبیل تذکرہ جسقدر آنکھون سے دیکھا نہ یہ کہ ازراہ
نفسانیت بیان کیا ہو کئی برس تک مرزا حاجی کے دربار مین ندیمے کا اور اونکا
ساختہ رہا ہے خلاصہ نواب معتمد الدولہ کئی برس تک مرزا حاجی کے اخراج شہر کی
فکر مین رہے جب بادشاہ سے اونکے اخراج کو عرض کرتے تھے بادشاہ فرماتے تھے اپنے
گھر مین رہتا ہے تمہارا کیا نقصان کرتا ہے ایکدن نواب نے غصہ مین مرزا کو

ہوتی ہی تھی لیکن اپنے دل سے گذشتہ را صلواۃ پڑھکے مرزا کو بلوا بھیجا دو سو روپیہ درماہہ
کردیا اور اپنا قوت بازو سمجھکر ہم پیالہ ہم نوالہ بنایا اور اس زمانہ مین جتنے شہر بدر ہوے
تھے سبھون نے اپنی عافیت سمجھکر اور یا سید ہی کہ اگر وزیر ہو جائینگے ہمارا بھی بھلا ہوگا اور منتظم الدولہ
بقدر حال ہر ایک کی اعانت بھی کرتے تھے چنانچہ صاحب اخبار کلکتہ نے چھپوایا کہ معتمد الدولہ
کی صحبت سے فرخ آباد و کانپور رشک شہرہ نیکولن ہوگیا ہے غرض بسبب اتفاق خوب
منتظر تائید غیبی رہتا تھا اور منتظم الدولہ کیواسطے سامان امارت جیسا چاہیے حاصل
تھا مگر وزارت لکھنؤ کے متردد رہتے تھے اور جب یہان کی بے انتظامی اور بگڑی
سنتے تھے افسوس کرتے تھے مرزا ہادی علی خان انکے بڑے بھائی کہتے تھے یہ کیا
اگر وہ گھر برباد ہوتا ہے یہ کہتے تھے جس گھر کی بدولت ہمارا گھر بنا ہے وہ بگڑا جاتا ہے
ہمین کیونکر افسوس نہو خلاصہ جب حضرت خلد منزل نے نواب کو بلوایا مرزا حاجی بھی رفاقت
اونکے ساتھ آئے عیال اور بھائی بھی اونکے ساتھ آئے منتظم الدولہ کی صورت قیام
اعتماد الدولہ کی صحبت سے شوقی مرزا حاجی اونسے علیحدہ ہوکر بموافقت اعتماد الدولہ
لکھنؤ مین رہے املاک پدری جو فرنگی محل مین تھی بحکم سرکار ملی اور وہی دو سو روپے کا
مواجب جو منتظم الدولہ دیتے تھے سرکار سے مقرر ہوا اور املاک ذاتی اونکی جو گھریالی مین
تھی نواب محسن الدولہ کے صحبت سے نہ ملی مرزا دربار مین وقت چاہے پانی جاتے تھے
سلام کرکے چلے آتے تھے ہرچند منتظم الدولہ کو انکی وضعداری سے خلاف گذرا بلکہ ایسا
جانتے تھے کہ میری رفاقت سے ہاتھ اوٹھائینگے مگر اہل دنیا اپنی غرض کو مقدم
سمجھتے ہین انکو شہر کا رہنا غنیمت ہوا۔

جب نوبت وزارت بہ نواب روشن الدولہ پہونچی مرزا بہت خوش ہوے کہ الحمد للہ ہمارے
عزیز ہین بہت خوش ہوے کہان تک حقوق صلہ رحمی سے پیش نہ آئینگے اور کیا عجب ہے کہ صورت
فلاح بھی نکلے۔ نواب روشن الدولہ ایک دن انکی مان کے پاس آئے یعنی خانم صاحبہ کو
جنھون نے نذر دی کسیطرح کا دغدغہ نہ رہا وہان تسلط صاحبان کمپوہ تھا وہ محرک انکے
اخراج بلد کے ہوے نواب نے کسیطرح [illegible] بہادری نہ کی بلکہ قطع صلہ رحم کیا

چوبدار سلطانی اخراج کو متعین کیا مرزا مع مرزا علی حسن اپنے بیٹے کے کانپور پہونچے دوسرے دن نواب نے اپنی رفع ندامت کو مرزا محمد بڑے بیٹے و مرزا مبارک علی کو خلعت و دوشالہ ورومال دیا مرزا علی حسن سے ایک طریق خاص سے چشمک تھی اور دو ہزار سالانہ مرزا کے واسطے مقرر کردیا وہی دو سے روپے مہینے کے حساب سے گویا تمام زی کا لگا تھا۔

مرزا کا پھر لکھنؤ آنا اور انتقال کرنا

القصہ مرزا صاحب حالت تعطل و خانہ نشینی مین رامپور گئے نواب سعید خان بہت احترام سے پیش آئے اس جہت سے کہ کرنل جان بیلی صاحب کی رزیڈنٹی مین یہ بہت اونکے کام آئے تھے لیکن اپنے پاس انکو نوکر رکھا مرزا علی حسن انکے بیٹے کو اخبار و افسری پلٹن دی مرزا رامپور سے پھر کانپور آئے اوسی دو ہزار مین اپنی بسر کرتے رہے۔

جب نواب امین الدولہ کانپور اور لاہور کی توپین دیکھنے گئے مرزا نے ملاقات کی بڑی دی کربلا کے قریب جو باغ تھا انھین نذر دیا نواب نے سات ہزار روپے انھین دیے حالانکہ اس باغ کے پختہ کنوئین مین سترہ ہزار روپے صرف ہوے تھے اسکا قصہ بھی چند در چند ہے بنگلہ کانپور کا رہن تھا اوسے چھوڑایا نواب سے صورت آشتی پیدا ہوئی بلکہ نواب کو منظور تھا کہ انھین اپنا پیشدست کرین لیکن اہلکارون نے نہونے دیا حالانکہ یہ اونکا گمان فاسد تھا ایسے بھی نہو سکتا گو کہ نام مرد بہ از مرد تھا۔

خلاصہ حضرت سلطان عالم کا زمانہ علی نقی خان حضور عالم ہوے یہ بھی اسکے قدردان تھے نواب اکرام الدولہ بیٹے نواب شریف الدولہ احمد علیخان نے نظر باتحاد قدیم و قرابت مرزا محمد بڑے بیٹے کے کانپور سے بلوایا وہی دو ہزار روپے سالانہ ملتے تھے بلکہ لکھنؤ مین نہ تھے اکرام الدولہ حضور تحصیل تھے اوسمین سے دیتے تھے بعد چند روز کے عرضداشت کی اجازت قیام لکھنؤ ملی چنانچہ ۸ تاریخ ماہ مبارک رمضان ۱۲۶۵ھ مطابق ماہ فروری ۱۸۴۹ء پہلے کربلا سے میر خدا بخش مین آئے اکرام الدولہ انکے لینے کو آئے روبروے ضریح مبارک جاکر ان سے عہد و پیمان لیا کہ اگر احیاناً بادشاہ سے اور تم سے مشل

زمان سابق کسی طرح کا سوانح نکلے تو حضور عالم سے نہ بگاڑنا پھر ابلکا۔ وزیر نے چاہا کہ یہ کانپور مین
پھر جا بسین اکرام الدولہ سینہ سپر ہوئے کہ انکے ساتھ مین بھی کانپور چلا جاؤنگا جب نواب مجبور ہوئے
اکرام الدولہ نے ساتھ نواب کے پاس لیگئے خلعت دیا املاک پڑی مین آکر رہے مجالس محرم
یا اور کسی تقریب مین حضور عالم کے پاس جاتے تھے مرزا حیدر صاحب سے موافقت قدیم تھی
اکثر ان سے ملاقات رہتی تھی لوگونکا گمان غلط تھا انکی طرف سے وہ زمانہ حضرت خلد مکان کا
تھا جس وسیلہ اور خدمت گذاری سے انکا تقرب ہوا تھا یہ سوائے مصاحبت کے کسی کام کے
نہ تھے آخر ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء انتقال کیا پہلوے باپ مین دفن ہوئے سوائے چند
ابنیہ کے جتنی املاک انکے باپ کی تھی جسپر چھپتر ہزار روپیہ صرف ہوا تھا اور کسی غریب کا مکان بجبر
حکومت نہین لیا تھا داخل سرکار شاہی عام ہوئی اسیواسطے گھر مین قبر کرنا اچھا نہین۔

جنرل سلیمن صاحب بہادر کا سیاحت و مساحت ممالک محروسہ کا جانا

شوکت الدولہ سفیر شاہی کا سفارت سے موقوف ہونا مسیح الدولہ کا ہونا

۱۲ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۴۹ء جنرل سلیمن صاحب بہادر مع کپتان
بڈ صاحب واسطے سیر و سیاحت ممالک محروسہ بادشاہ کے پاس آئے روز شنبہ یکم دسمبر
مع عملہ دفتر فارسی و انگریزی روانہ بہ سمت بہرائچ ہوئے یعنی براہ العین ممالک محروسہ تھا کہ
صاحب ممدوح کل معمورہ و غیر معمورہ و حال رعایا راجہ تعلقدار سرکش و متمرد کا دیکھین اسکے سوا جو باطن
مین مکنون خاطر تھا جسکا نتیجہ بعد اسکے ظاہر ہوا خالی عبث نہ تھا۔ رزیڈنٹ ہمیشہ حاکم وقت کے ساتھ
رہتا تھا شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر شاہی راجہ بختاور سنگھ مہتمم لشکر رسد رسانی وغیرہ
[illegible] حضور عالم بہشت تک مشایعت کو گئے صاحب بہادر نے ابتدا و انتہا مرضیات
کا سفر کیا اور نہین ممالک محروسہ اور پیداوار اور محاصل بگیہ کا تخمینہ کیا۔ تعلقدار
ناظم حاضر ہوتے تھے [illegible] سفیر شاہی حاضر ہوتے تھے جو ان سے پوچھا
[illegible] پایا جب علاقہ بیسواڑہ سے مین نواب گنج امین الدولہ مین۔

مین آئے حضور عالم بھی تشریف لے گئے بعد ملاقات کے شکار کھیل کر چلے آتے - اور صاحب موصوف اس دورے مین راجہ دگبجے سنگہ رئیس موروثی راج بلرامپور سے بہت محظوظ رہے اور ساتھ لائے اور بعدازین وقت روانگی ولایت یہ چٹھی یادگار بدستخط و قلم خود لکھکر دی -

(ترجمہ چٹھی جنرل سلیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ لکھنو)

مین دگبجے سنگہ راجہ بلرامپور کو دو برس سے جانتا ہون آدمی خوش چلن ذی لیاقت نہایت ہوشیار ہین اور شاہ اودھ کی رعایا خوش کردار ہین نہایت نیکنام ہین مجکو یقین ہے کہ یہ شخص بہت ایماندار ہے اور جو ہمیشہ جو کچھ مناسب ہے اوسکا شوق رکھتے ہین انھین لڑکپن ہی مین یتیم ہوجانے کے باعث عمال ضلع بہرائچ کی بدطینتی سے اپنے علاقے کے بندوبست مین بڑی بڑی مصیبتین جھیلنا پڑی ہین "فقط -

دستخط - ڈبلیو - ایچ - سلیمن -

مقام لکھنؤ - ۲۵ - مارچ ۱۸۵۲ع

غرض بعد مرور ایام صاحب موصوف ۱۴ - ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ الیہ مطابق ۲۷ - فروری ۱۸۵۲ع وقت شام بیلی شاہ منزل مین تشریف لائے اس جہت سے کہ مرزا ولیعہد استقبال کو گئے تھے اور بادشاہ تفریحاً کہین تشریف لے گئے تھے اوسدن ملاقات نہوئی پان عطر لیکر رخصت ہوے - ۶ - مارچ قریب شام بادشاہ رزیڈنٹی مین تشریف لے گئے تعارفات معمولی کے بعد کچھ احوال سیر و سیاحت ملک راجہ و تعلقداروں کا مذکور ہوا - بعدازان مراجعت فرمائی -

شوکت الدولہ سفیر شاہی ۱۵ مارچ مطابق ۲۰ - ربیع الثانی عہدہ سفارت سے موقوف ہوے وہ جو مولوی ذاکر علی نے انسے کہا تھا کہ ذرا سمجھکر مرزا وصی علیخان سے مقابلے کا ارادہ کرنا وہ صادق آیا عجب اتفاق ہوا کہ لشکر مین سفیر کی لونڈی آکی بی بی کے جور و ظلم سے بھاگ کر رزیڈنٹ کے خیمے پر جاکر فریاد کی اور صاحب سے بالمشافہ سب احوال جور و ظلم کا بیان کیا صاحب نے کمال انصاف سے احوال خانگی سنکر اپنے دربار سے منع کیا

اور مقدمہ کنیز سپرد مرافعۂ شرعیہ جناب مجتہد العصر کیا۔ غرض چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہے مرزا وصی علی خان کو جناب مجتہد سے خصوصیت تقلیدی تھی بعد رد بحالی فتوی مزین بدستخط خاص ہوا کہ ایسا ظالم قابل ایسی خدمت جلیلہ کے نہوتا۔ پس اس علت خارجہ سے عہدے سے موقوف ہوئے سہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

روز شنبہ ۲۷۔ ربیع الثانی مطابق ۱۲ مارچ خلعت سفارت محض بہ تجویز خاص بادشاہ مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر معالج خاص بادشاہ کو عنایت ہوا محمد خان مع عیال و اطفال روانہ فرخ آباد ہوئے انکے بڑے بھائی تحمارخانہ رئیس فرخ آباد کے تھے

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بہٹائی ممالک محروسہ

گنگا بخش زمیندار تعلقہ بہٹائی بسبب تمردی اور سرکشی زر واجبی سرکار مین نا دہندی کرتا تھا فوج شاہی اوسکے استیصال کو گئی اور بحکم صاحب رزیڈنٹ چھاونی سے ایک پلٹن مع توپ اور افسر انگریز موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ بھی گئی تھی اوسکی گڑھی کو گھیر لیا ایکدن صاحب افسر نے دلیرانہ حملہ کیا گڑھی کو ناچیز و بے حقیقت سمجھکر اور فوج سرکار پر طعنہ زن ہوا افسرون نے کہا کہ زمیندارون کی لڑائی کا ڈھنگ اور ہوتا ہے آپ اتنی جلدی نہ کیجیے اسمین اکثر خطا دیکھی ہے صاحب نے نمانا دفعتہً یورش کی زمیندار گھبرا کر پھاٹک کھول کر باہر نکلے ایک باڑھ ماری قضارا گولی صاحب کے لگی کام آئے اونکی نعش چھاونی سنڈیا ون مین لانے دفن کیا زمیندار خوف جانسے بھاگا فوج سرکار تعاقب مین رہی۔

جب سر چارلس نیپیر صاحب کمانڈر انچیف نے یہ ماجرا سنا بہت ناگوار گذرا اور خلاف رائے نواب گورنر جنرل بھی ہوا کئی مہینے تک ایکی تحریر صاحب رزیڈنٹ سے رہی زمیندار ہر طرف کئی مہینے تک بھاگتا پھرا جب موسم برسات آیا بہت گھبرایا کہین مقام روبوش دنپاہ نپایا اکثر اسکے نوکر بھی بہ مجبوری عمل شاہی سے ساز کرنے لگے اور عورات جو اسکے ساتھ پھرا کرتی تھین وہ بھی اپنی جان سے تنگ آگئی تھین کہ اس سرگردانی سے کوئی ہمین مار ڈالے تو بہتر ہے چنانچہ نواب منور الدولہ نے کہ ناظم تھے گنگا بخش حاضر ہوا

عرض کی کہ اگر آپ میرا جرم صاحب سے معاف کروا دیجیے تو میری جان بچیگی اور آپ کی نیکنامی
ہوگی نواب نے اوسکو اطمینان کیا کہ جب لکھنؤ پھر آؤنگا جہان تک ہو سکیگا صاحب سے
کہونگا اس امید پر اوسکا وکیل نواب کے پاس حاضر رہتا تھا اس عرصے مین مرزا
وصی علی خان معتوب رزیڈنٹ متوقع رسوخ صاحب اس کارسازی کے وسیلے سے ہوے
اور اسے اپنے حق مین مژدۂ غیبی سمجھکر ہمت باندھی کہ اگر یہ مجرم سرکار مین میرے ہاتھ
آجاویگا تو غالب ہے کہ موجب دفع ملال خاطر صاحب ہوگا اور سرکار شاہی مین زیادہ
موجب وثوق و نیک نامی ہوگی اوسکی صورت یہ کی کہ شیخ قطب الدین شیخ زادہ ہای لکھنؤ
خویش شیخ احمد بخش داروغہ دیوانخانہ نواب امین الدولہ انکا علاقہ دیہات زمینداری ایسی
زمیندار کے علاقے کے قریب تھا زمیندار زمیندار سے مطلئن ہوتا ہے مرزا وصی علیخان
سے بھی خصوصیت تھی آپسمین تصفیہ کرکے شیخ نے دم دیکر اور اپنے رسوخ اور اعتماد
سے زمیندار اور راضی کیا کہ ہم تمہارا تصفیہ بخوبی کرا دینگے اور نواب منور الدولہ سے تمہارا
تصفیہ بخوبی ہو جاویگا اس اجل گرفتہ کو اسکا یقین ہوا چنانچہ پہلے ایک خط مہری احمد علیخان
لا کراوسے دیا کہ یہ خاص اونکی قدیم مہر ہے اور قرآن شریف بھی بضمانت دیا وہ بہت
صاف اور خوش ہوا نہ سمجھا کہ ایسے نام کی مہر بہت ہوتی ہے ۔ مرزا وصی علی خان
نے اپنے رفع الزام کو یہ پیام اس باب خاص مین سرکار شاہی سے رزیڈنٹ کو بھجوایا
اجازت کلی لے لی خلاصہ زمیندار اوسی خط مہری اور شیخ کے اطمینان سے غافل خط
تقدیر جریدہ میانے مین سوار ہو مع اپنے بیٹے کے مقام معینہ پر آیا اور اپنے ہمراہیونکو
جدا اگانہ چھوڑا شیخ جی کے ساتھ لکھنؤ کو چلا مرزا وصی علی خان کو اپنا استقبال استیصال
تصور کیا مرزا صاحب نے مع اپنے معتمدین و جان نثار کے کمر ہمت باندھی ۵ شوال
روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۸۵۰ء مع ایک جاسوس اور چوبدار سلطانی
و فرمان شاہی درباب اطاعت فوج سرکار لیکر چلے اس خیال سے کہ
مبادا افسران فوج وقت دستیابی اپنی ناموری سمجھکر اسیر کو چھین لین تو بیڑا
بگڑ جاے گا ۔ غرض جب گگرال ندی سے شہر سے شام ہو گئی تھی اودھ

واجل گرفتہ آتا تھا دفعۃً جب نزدیک پہونچا ایک دفعہ باد ہوائی نہ دتین رعیب کے واسطے
مارین اوسوقت وہ دام بلا خواب مرگ سے چونکا بہانے کو دپڑا سپاہی ہر طرف سے
دوڑ پڑے جھٹ پکڑ کر مشکین باندھ مرزا کی قفس بین ڈالدیا دروازے بند کر دیے اسی
طرح اوسکے بیٹے کو بھی پکڑ لیا تھوڑی دور تک مرزا اوسکی جلو سے سواری بین بیٹھے پھر
باطمینان ایک چوکی پر ٹھہرے اس عرصے بین فوج شاہی بھی اپنی سرخروئی کو آ پہونچی
جمعدار نے فرمان شاہی دکھادیا سر حساب ہوگئے قریب نصف شب در دولت پر پہونچے
اتفاقاً اوس شب بادشاہ رونق افروز خورشید باغ نواب مخدرۂ عظمیٰ اور [illegible] راہ
کربلای تال کٹورہ تھے جب خبر اسیر پہونچی حکم ہوا راجہ ٹھاکر سنگھ تہسیدی کپتان کے سپرد کرو
اوس پنجشنبہ کو نوچندی تھی بادشاہ وقت عصر کربلای میر خدا بخش مین بھی زیارت کو
آئے تھے خلقت شہر کا بڑا ہجوم تھا صبح روز جمعہ مرزا کے حضور عالم سے ساری کہانی
بیان کی ہر طرف سے صدائے این کار از تو آید و مردان چنین کنند - کی دھوم تھی روز یکشنبہ
خلعت ۱۷ - پارچہ مع ہاتھی پالکی ملا شیخ قطب الدین جنھون نے حق نیابت
زمینداری ادا کیا تھا فقط دوشالہ رومال دوسرے دن مرزا کی سفارش
سے دس ہزار روپے سرفروشی کو انعام ملے ۲۶ - ماہ اگست کو صاحب
رزیڈنٹ بہ تقریب تہنیت عید بادشاہ کے پاس آئے اطلاع اس سانحہ کی
اور نتائج حسن خدمت مرزا کے گوش گزار صاحب کردیے کہ اکنون حاجت مشاطہ نیست
روے دلارام را ایک دوست مرزا سے کہا اب آپکے باب مین صاحب سے احتیاج
کسی کی گواہی کی نہ رہی فی الحقیقت آپ ایسے ہین مگر صاحب رزیڈنٹ آپ سے
کبھی صاف نہونگے جس رستم کو چاہیے آپ پکڑ لائیے -

خلاصہ اسکی روبکاری صاحب رزیڈنٹ سے ہوئی بعد تحقیقات وبموجب فتویٰ قتل مجتہد العصر
سلطان العلما دسوین تاریخ شہر ذیقعدہ روز چارشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۰ء
[illegible] اور اوسکے بیٹے کو وقت صبح زیر اکبری دروازہ مسلخ قصاص مین باہتمام لائی گردن
مارنے کو لیکن تادم قتل مقتولین کو تجبر ضمانت قرآن شریف پر تھا یعنی واللہ عزیز

دو انتقام سے چنانچہ تین دن پیشتر اسکے یہ باپ بیٹے سپرد کوتوالی ہوئے تھے آب و دانہ چھوڑ دیا
تھا کوتوال نے سمجھایا کہ چودھری اب غم و غصہ کھانے کا وقت نہین ہے جو ہونا تھا ہوا اب
کچھ کھاؤ میری خاطر سے اوسنے چند سنگھاڑے بازار کے کھائے اور کہا کہ اے ہم گنگا نہین
جانتے مگر قرآن شریف کو جانتے ہین اوسوقت حاضرین کے آنسو نکل پڑے کوتوال نے کہا
مین حکم حاکم سے مجبور ہون اب تمھارا اعتقاد قرآن شریف پر ہے تو اسکی عدالت بھی دیکھوگے
وہی صورت ہوئی۔

دنیا عجب مقام عبرت اور انتقام بہ عدالت ہے مرزا اس کارفرمائی سے بہت نازاں
تھے مگر سوائے بدنامی کے اسکا ثمرہ کچھ نہوا بہت تعجب ہے کہ ایسا مومن نماز گزار دیندار مجالس
مین ہزار ہا روپیہ صرف کرنیوالا مرتکب ایسے قصاص بے محل کا ہوا اور پھر اوسکا حاصل بھی نہو دیکھیے
امام سے کیسی خصوصیت ہو مگر وہان بھی عدالت ہے قید کسی مذہب کی نہین خلاصہ اسیر چند
روز نہ گذرے تھے کہ مرزا ایک خاص مرض لاعلاج مین گرفتار ہوئے مگر نسبت سب کے اسمین بھی
ممتاز ہوئے اپنی حلق سے کوئی چیز نہین اُترتی تھی اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت ہچکی اور
سوکھتے جاتے تھے ہر اطبائے حاذق اور عملیات ماثورہ اور نذر و نیاز ہر اماکن متبرکہ
مین بہت خشوع و خضوع کرتے رہے بلکہ عوام کے کہنے سے بطریق ہنود ہوم بھی کیا ضائع
عامل ہوم سے زنبیدار نے کہا کہ مین اسکی چھاتی سے نہ اترونگا آخر مرزا کا مقولہ یہ تھا کہ میری
املاک اور سب مال دولت دنیا کوئی لیلیوے اور مجھے ایک دوکان رہنے کو دیدے اور
کچھ سد رمق کھانیکو دے مگر اجل اور انتقام نے نچھوڑا مرگئے اسمعیل گنج کی حویلی اپنی ہمین ثنا
اب وہ سارا محلہ داخل شرک ہوگیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

انتقال حضرت مریم مکانی

۱۲۔ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ ۱۲۶۶ھ مطابق ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۵۰ء قریب شام حضرت مریم
مکانی نواب ملکۂ آفاق عرف لکھنؤ بیگم صاحبہ خاص محل فردوس منزل بیٹی نواب امام الدین خان
نے ہیضہ وبائی سے انتقال کیا بعد حضرت جنت مکان جب بادشاہ دولتخانہ قدیم اور

قبضہ باغ میں رہنے لگیں اور فرح بخش کو بھی چھوڑ دیا حالانکہ وزارت سے تخت نشینی تک مقام
سے ہوئی تھی ہرچند صاحب رزیڈنٹ نے سمجھایا فرمایا مجھے یہاں کی آب و ہوا موافق نہیں
اور آپ بھی تو رعایت ہوا کی کرتے ہیں مگر حکم لکھا گیا تھو۔ تین دن جو روز دربار عام مقرر کیا
تھے سب حاضر ہوا کریں بعد چند روز کے یہ صورت بھی نہ رہی ۔ غرض حضرت مریم مکانی
حسین باغ میں جا کر رہیں اور روضہ دوست شبیہ امام بارہ عسکریین تو تعمیر خود جب منزل
انیس آباد معرفت حاجی مرزا محمد علی تیار کیا تھا مدفون ہوئیں فی الحقیقت صاحب وقار
تھیں روز و شب عبادت خدا میں بسر کرتی تھیں اور مصائب خامس آل عبا میں مصروف
رہتی تھیں اور از راہ مال اندیشی چھ لاکھ روپیہ مہر جو حضرت فردوس منزل نے معرفت
نواب امین الدولہ بھیجے تھے اور باقی اپنے پاس سے تیرہ لاکھ روپے کے نوٹ اپنے
نواسے مرزا عالی قدر کے نام لیکر بقید وصیت دیے تھے جسکا نفع چھ ہزار روپے ماہواری
ہوتا ہے ۔ بطریق قرضہ موبد گورنمنٹ سے معرفت نواب منور الدولہ کے اس کے صرف سے
امام باڑے میں رونق رہتی تھی اور بعد وفات تقسیم شد ۔ حسب تقسیم ہوا ایک حصہ کم
وزنت یعنی بادشاہ دولہا جناب عالیہ نواب ملکہ کشور ... متوفیہ ... نواب حسین الدین
خان مرحوم تیسرا حصہ بڑی شاہزادی زوجہ نواب محسن الدولہ دو تہائی چھوٹی شاہزادی زوجہ
نواب منیر الدولہ کا ہوا تھا غرض کہ اس پانچ لاکھ روپے سواے ... ماہواری کے ملا اور تنخواہ
داران محل میں قدیم زن و مرد کے واسطے داخل وصیت تھا کئی برس تک یہ انتظام رہا اب سنتے
ہیں کہ وہ سب نوٹ گورنمنٹ سے نواب محسن الدولہ لیکر اپنے خرچ میں لائے فقط

سفارت شاہی کا رزیڈنٹی سے موقوف ہونا پھر بحال رہنا

یکم ماہ ستمبر ۱۸۳۱ء مطابق ۲۶ محرم ۱۲۴۷ھ روز یکشنبہ از روی پرچۂ اخبار مرسلہ صاحب رزیڈنٹ
عہدۂ سفارت شاہی رزیڈنٹی سے موقوف ہوا اس جہت سے کہ سفیر ہندوستانی ہر سرکار
کے بموجب حکم و تجویز کونسل نواب گورنر جنرل کے موقوف ہوئے اور منظور ہوا کہ ہر مہینے میں

طرفین سے دو مرتبہ بادشاہ رزیڈنٹ کے پاس اور دو مرتبہ صاحب بادشاہ کے پاس
موافق دستور قدیم جنت آرامگاہ اور خلد مکان آیا کرتے اسکے سوا جب ضرورت ہو صاحب
اسسٹنٹ حاضر حضور بادشاہ ہوا کرتے لیکن بادشاہ کا یہ پیام بہ تصریح تمام کیا اور اوسکے
نہونے کا سبب معقول لکھا یہ تجویز ملتوی رہی کسواسطے کہ نسبت اور سرکارون کے
اودھ اس سرکار سے سفر مین فرق نہین وہ زمان ہے لیکن صرف اکثر مصارف رزیڈنسی
مثل خرچ عمارت باغ وغیرہ جسمین داروغہ تعینہ کا بھلا ہوتا تھا وہ سرحساب ہوگیا ہے
ایک مرزا زمان بیگ باپ مرزا خاقانی خواصی کے فقط داروغہ عمارت تھے بہت کچھ حاصل
کیا تھا فرنگی محل مین بہت سی حویلیان بنا لی تھین وہ کرایہ جاتی تھین یہ امر محض دولتخواہی
جنرل سلیمن صاحب کی بدولت ہوا ورنہ کسی رزیڈنٹ کو اسکا خیال ہوا تھا کہ جزرسی سرکار کرتا
چنانچہ بعد انتقال جنت آرامگاہ دوسری کوٹھی ضیافت رزیڈنسی مین بنی وگرنہ پیشتر اسکے
خیمے مین چاے پانی اور ضیافت ہوا کرتی تھی رکٹس صاحب نے پہاڑی منڈیاؤن مین بنگلا
وسیع اور ایک بڑی باولی بنوائی تھی بعد اونکے جانے کے سب باغ معہ نہر سرکار شاہی
مین خرید ہوے جنرل صاحب نے تجانہ وغیرہ ملحق کوٹھی قدیم جنرل صاحب بنوایا چار پانچ
لاکھ روپیہ کے ظروف نذر ضیافت کے رہتے تھے سال مین دو ضیافت بادشاہ ہوتی
تھی ایک سالگرہ ملکہ لندن دوسری پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ سب گورنمنٹ
سے موقوف ہوئی ۔

شادی صاحب زادی حضور عالم بہادر

۲۲ - شہر جمادی الاول ۱۲۶۶ھ مطابق اپریل ۱۸۵۰ء شادی بڑی بیٹی حضور عالم
کی نواب باقر علیخان اقربا سے قریبہ سے بڑی دھوم سے ہوئی طرفین کا اخراجات بہم
نواب وزیرالمالک سے ہوا باغ گاؤ گھاٹ مین بادشاہ مع صاحبات محلات رونق افروز
تھے اور میدان وسیع دولت خانہ قدیم کنارہ دریا خیام سلطانی نصب تھے اہتمام کل جشن شاہزادہ
اور اکابر سلطنت متعلق مرزا وصی علیخان تھا اور پخت طعام مہمانی مین کئی [illegible]

تین دن کی روشنی شاہ نجف وغیرہ باغ سے قیصر باغ تک متعلق شرف الدولہ تھا دونون طرف کنارہ دریا روشنی بڑے لطف سے تھی آتشبازی مقابل اوس بارہ باغ کے تھی ہجوم کثرت تماشاے اہل شہر از حد تھی بادشاہ رات کو ملاحظہ روشنی کو سوار ہوئے اور رسوم عروسی سب محل مین روبروے بادشاہ ہوے ۔

کتخدائی خود بادشاہ اور ایک شہزادی جنت مکان

۴ ۔ رجب روز جمعہ سنہ الیہ مطابق ۱۷ مئی سنہ الیہ مین شادیان ہوئین ایک جنت مکان کی شاہزادی کی اور دو بادشاہ کی شاہزادیون کی اٹھارہ تاریخ روز دوشنبہ ماہ مذکور وہ شاہزادی جو مرزا عالیقدر نواب محسن الدولہ کے بیٹے سے منسوب تھی پرستارون کی غفلت دیکھی ہوا دسے ہیضہ محتبس ہوا انتقال کیا نواب ممدوح کو اس سانحہ ناگزیر نے صدمہ روحانی ہوا حضرت جنت مکان کی شاہزادی مسماۃ سلطنت آرا بیگم معز الدولہ محمد تقی خان عرف منجھلے آغا دوسری بیٹی مرزا ابوالقاسم خان سے یعنی بھانجے نواب محسن الدولہ سے کتخدا ہوئی حضرت سلطان عالم کی شاہزادی سپہر آرا بیگم جو نواب سلیمان محل سے عظمت الدولہ عرف محمد رضا خان چھوٹے بیٹے مرزا ابوالقاسم سے کتخدا ہوئی اس شادی کی نسبت سے مرزا ابوالقاسم خفا ہوکر بادشاہ سے رخصت ہو روانہ عتبات عالیات ہوے ۔ تبدر بمبئی تک ڈاک مین گئے وجہ اسکی یہ تھی کہ اونھین اپنے بیٹون کی شادی اپنے اقربا مین منظور تھی انکی بی بی نے انکا کہنا نہ مانا اس جہت سے بتوفیق خیری راہ نیک اختیار کی الحمد للہ کہ کئی برس تک مجاور رہے زیارت مشہد مقدس حاصل کی مصیبت تکلیف خرچ بھی بہت اوٹھائی آخر پنشن سرکاری وہان پہونچتی تھی اوسمین بسر اوقات خود فقیرانہ کرتے تھے سب صرف مجاورین ومحتاجین مسافرین ہند وغیرہ اور کئی مکان خرید کیے تھے اوسمین زائرین قیام کرتے تھے جب تک جیتے رہے اسی زہد وتقوی سے بسر کیا کیے زائرین بالاتفاق اوسکے شکرگزار آتے تھے اور نواب منظر علیخان سندراچی بھی اونسے زیادہ بڑھی ہوئے تھی اور کئی ہزار کی تنخواہ بھی اونکی آتی تھی مجاور رہتا ایسے ارض اقدس کی اس صبح رتبے اختیار کرے تو

سبحان اللہ جو شاہا سے وگرنہ اہل لکھنو کا حال ظاہر ہے خدا ہدایت کرے آخر دونوں صاحبوں
نے وہین انتقال کیا۔

اخراج بلد رضی الدولہ و قطب الدولہ مقربان بادشاہ

روز جمعہ ۱۵ - رجب سنہ الیہ مطابق ۲۴ - مئی سنہ الیہ صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے
پاس آئے بعد خلوت جب تشریف لے گئے حضور عالم کو خلعت ملبوس خاص اور گاڑی
چار اسپہ عنایت ہوئی مصاحبان خاص و مقربان خاص جنکا پیالۂ ثروت دنیای ناپائدار لبریز
ہوچکا تھا گنجایش ظرف ذاتی مین نرہی اور جوشش بادنخوت سے بہ نکلا اور فہمایش صاحب
رزیڈنٹ مرتکز خاطر اقدس ہوئی اور حضور عالم کی یاوری اقبال سے رضی الدولہ نجیب الدولہ
قطب الدولہ و تاج الدولہ نثار علی خان وغیرہ دفعۃً گرفتار قہر سلطانی ہوئے اصطبل سیلاخ آہنی
مین قید ہوے انکی سب خدمتین خواجہ سراؤنکو ملین ہرچند ثابت الدولہ و تاج الدولہ وغیرہ
دو برس سے معتوب شاہ تھے مگر وظیفہ شاہی ملتا تھا سو فقت حضور عالم وہ دربار مین حاضر رہتے
تھے بعض رکن اعظم سلطنت جو ردیف وار حریف کمین تھے فرصت وقت پاکر انکو بھی داخل
فرقۂ خارجیہ کردیا یعنی مہاراج بہادر مدت سے دانت پیس رہے تھے۔

خلاصہ ۲۰ - رجب روز یکشنبہ مطابق ۴ - جون سنہ الیہ محبوسین خاص مع عیال
اطفال گارڈ پونیر سوار تلنگہ خاص بردار گرد گھیرے ہوے میر محمد اکبر کمیدان افسر تھا فتلین ساتھ
روانہ کانپور ہوے اور دو روز قبل از اخراج منادی شہر ہوئی تھی کہ جو شخص تنخواہ ہو یا جسکا مطالبہ
ہو سرکار مین نالش کرے چنانچہ انہین سے وحید الدولہ رضی الدولہ بہ علت مطالبہ وواب وغیرہ
کئی دن کیواسطے رہ گئے اور سب روانہ ہوے عنایت اللہ خان رسالدار ترکسوار لفظ رفاقت
رضی الدولہ سے رخصت لیکر رامپور اپنے گھر گیا تھا وہ آکر شریک حال ہوا اور رفاقت سے ہاتھ
نہ اوٹھایا صد آفرین اس سپاہی کی ہمت پر اس زمانے مین ایسی بات بہت کم ہے بلکہ
استعجاب ہوتا ہے اور اب وہ سرکار آنریبل سر مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر کے سی ایس آئی ستارہ
ہند والی بلرامپور و تلسی پور وچردہ وغیرہ مین ملازم ہے نجیب الدولہ قطب الدولہ و

روانگی ایک گاڑی مین سوار ہوکے نشیب و فراز راہ سے گاڑی الٹ گئی دونون کے چوٹ
خوب لگی راہ مین میر محمد اکبر بہت سختی سے پیش آئے با امید طمع زر کے انسے کچھ ہاتھ آوے
ثابت الدولہ کے ہاتھ مین کئی انگوٹھیان تھین لے لین اور کچھ نہ ملا پانی نہین دیتے تھے پیاس
سے تڑپتے تھے ہزار خرابی دریا کے پار اترے جان بچی ایک مکان کرایہ کا لیکر رہے پھر ہر
ایک اپنی تلاش معاش کو ہر طرف گیا ۱۱ - ماہ رمضان روز دوشنبہ مطابق ۲۲ - جولائی رضی الدولہ
وحید الدولہ پہلے در دولت پر حاضر ہوے جب حکم ہوا برنڈن صاحب کی گاڑی ڈاک مین روانہ
ہوے یہ صاحب انکے ساختہ پرداختہ تھا کانپور تک پہونچا آیا انسے حق احسان کے ادا ہوا
رضی الدولہ ان سب مین صاحب ثروت تھا وہ رامپور چلی گیا اتفاقاً قطب صاحب کے
میلے مین بہادر شاہ موافق معمول آئے تھے یہ بھی وہان گیا لوگون نے بادشاہ کے سامنے
پیش کروایا اسپر مضحکہ ہوا اسواسطے کہ اسنے علم موسیقی سے بہرہ تھا قطب الدولہ فن ستار مین کامل
تھا اور صاحب علم بھی تھا نواب محمد علیخان کا چند روز تک نوکر رہا نواب نے ایکدن ثابت الدولہ
و [illegible] الدولہ کو بڑی خواہش سے بلایا یہ چلے گئے یہ اپنی نخوت سے نہ گئے آخر قطب الدولہ کے
سمجھانے سے گئے کچھ گاتے دوشالہ رومال ملا نواب محل مین چلے گئے خدمتگارون نے
کہا تمنے نذر خلعت کیون نہ کیا تمہارے دماغ سے بولے تقریب شاہی نہین گئی گفتگو بڑھی
پھاٹک بند کرکے خوب پیٹا دیوار پھاند کر ہزار خرابی سے سڑک پر نکلے کپڑے پھٹ گئے گھڑیان جو
ملی تھین چھین لین ارادہ نالش کا کیا وکیلون نے کہا ایسا نہو الٹا جرمانہ تمپر ہو جاے پھر
کرسکے بعد چند روز کے مر گئے قطب الدولہ علداری سرکار مین لکھنو چند روز تک
نواب ممتاز الدولہ نے نوکر رکھا پھر رامپور جاکر نوکر ہوے - رضی الدولہ کلکتہ
گئے مگر ناکام رہے مصاحب الدولہ نفیس الدولہ ملازم بادشاہ ہین -

شادی مرزا نوشیروان قدر خلف ارشد بادشاہ

۲۶ - ربیع الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۲۸ - فروری ۱۸۵۱ء شادی مرزا نوشیروان قدر بہادر

بڑے بیٹے مسند حضرت سلطان عالم جنرنکلیت بشری نہ تھی نواب اکرام الدولہ مرزا حسینخان کی بیٹی سے حضور عالم کی فہمایش سے ہوئی حسب دستور سلطنت تکلفات شادی محض خوشنودی والدین کے واسطے ہوئی

شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان خلف ارشد حضور عالم

شہر رجب ۱۲۶۷ھ مطابق مئی ۱۸۵۱ء شادی نواب عنایت الدولہ سجاد علیخان بہادر سگی بھانجی حضور عالم سے ہوئی اس شادی مین نسبت سالگذشتہ سب طرح کا سامان ادر تکلف تھا بادشاہ مع صاحبات محل سب رونق افروز تھے۔

روز جمعہ ۲ شہر مذکور وقت عصر سائیس اور تلنگون سے دو پیسے کی مٹی کی ناند پر جھگڑا ہوا نوبت کشت وخون پہونچی طرفین مین مجروح و مقتول ہوے کوتوال کے سپاہی اور رجہ بختاور سنگہ نے آکر تصفیہ کیا بعد اسکے بادشاہ بھی سوار ہوکر قیصر باغ تشریف لائے۔

اخراج مولوی حسن بلگرامی

اگر چشم انصاف سے کوئی دیکھے تو لکھنؤ بھی تماشاگاہ عالم ہے اس شہر کی قدر ونسبت اہل شہر کو کم معلوم ہے مگر وہ لوگ جو دنیا کی خصوصًا بلاد ہندوستان کی سیر و سیاحت کر آئے ہین اور ہر درجے سے معاشرت کی ہے البتہ جانتے ہین اکثر خوش باشان لکھنؤ کو بے محنت بے مشقت فراغت معاش سے ہوتی ہے اور شہر مین فقط اعتبار ظاہری سے مشہور ہو گئے ہین انہین مولوی علی حسن بلگرامی بھی شہرہ آفاق ہوے لوگ انکے بھی آسیب کی قسم کھاتے ہین چنانچہ حکیم سید رضا خان کی بدولت نواب مبارک محل کے وثیقے سے سو روپے ماہواری علیحدہ ملتے ہین اور اسیقدر نواب مخدرہ علیہ کے نوشتے سے بمنت پہونچتا ہے اور یہ مشاہرہ اختیار متولی اور مختار کار سے باہر ہے گورنمنٹ سے بموجب تحریر وصیت علیحدہ ہوکر ملتا ہے میر سید جان محمد ولد انکے میر منشی نواب گورنر جنرل کی سعی و سفارش سے یہ صورت ہوئی لوگ کہتے ہین کہ انھون نے طریق تحریر وغیرہ تعلیم کیے تھے اسکے بعد نواب سلطان عالیہ بیگم صاحب سے بہت کچھ حاصل ہوا وہ انکی شاگرد تھین

اصول فقہ تعلیم و تلقین احکامات شرعیہ اور دینیہ سے پس پردۂ عصمت سے دیا کرتے تھے
نواب ممتاز الدولہ کو انکا تسلط و اختیار اندرون و بیرون بہت ناگوار تھا مگر کچھ بس نہیں چلتا
تھا بیگم صاحب کی بدولت فراغت دنیا تھی حضور عالم سے اور نواب سے بہت خصوصیت ہوگئی
تھی آخر باستصواب رزیڈنٹ و بحکم بادشاہ وقت ترلفیہ نماز عصر سلخ شہر رجب ۱۲۶۷ ہجری
مطابق یکم جون ۱۸۵۱ء چپراسی دیوان عام سلطانی و سپاہی خدمت مولوی صاحب میں اسلے
و دگوش بیٹی پیادہ پاسیان خاص و عام مولوی صاحب کو شہر کے باہر نکالدیا کئی گاڑیاں
عیال کے پیچھے روانہ ہوئیں وقت روانگی جو کچھ گھر میں تھا عین المال سیاہ ہوا ہر چند جناب
عصمت مآب لنظر بحقوق تعلیم امور شرعیہ مانع و فراحم ہوئیں مگر کچھ اثر نہوا مولوی صاحب
نے کانپور سے اپنے بیٹے کو ڈاک میں روانہ کوہ شملہ کیا میر منشی کو عرضی استغاثہ دی بحکم نواب
گورنر جنرل صاحب رزیڈنٹ نے استرداد اسباب کروادیا حتی [illegible] یاب ہو سکا۔ بلگرام سے
بھی جو کچھ آیا تھا لیکن بیگم صاحب نے اوسکا نعم البدل عنایت کیا ۔

شادی حضرت سلطان عالم

۴۔ شہر شعبان روز پنجشنبہ ۱۲۶۷ھ مطابق جون ۱۸۵۱ء عروسی حضرت سلطان عالم تیمی
صاحبزادی حضور عالم سے بشرط و شروط حسب الرضی بادشاہ ہوئی ہر چند حضور عالم کو بپاس
خاطر نواب مخدرہ عظمی اور بظاہر از راہ ہندوستانیت آبھی اس کثرت ازواج مطہرات پر بہت ناگوار
تھا مگر اطاعت و فرمانبری بادشاہ و قیام عہدہ وزارت مقدم تھا اور خلاف اسکے کرام بھی یہ ام
تھا خاندان طیفوریہ اور اس خاندان عالیشان سے آجتک قرابت چلی آئی [illegible] سواے
نواب مخدرہ عظمی اسب محلات معلی اور عنا لیعا الیہ تحریک عروسی بعض صاحبات محل موجب خوشنودی
بادشاہ شغل خواص کام خدمت کرتی تھیں بعد چندیکے نواب مخدرہ عظمی کا رنج ملال حضور عالم
سے ہوگیا یہ احوال اسیقدر سلسلہ کتاب کو تحریر کیا گیا بادشاہ [illegible] کثرت ازدواج موجب استعجاب
نہیں بہادر شاہ بھی ہر مہینے میں دو دفعہ بنتے تھے سلطان [illegible] کی البتہ
ایک جورو سے بھی خراب رہتی ہے اس خاندان میں اب یقدر [illegible] بیگم کے

مدت عمر کسی عورت سے واقف نہوئے یا ناصر الدین شاہ طہران اس کثرت سے محرم ہین حالانکہ اہل ولایت ہین۔

شادی مرزا ولیعہد بہادر

کیوان قدر مرزا ولیعہد بہادر کی شادی نواب سرفراز الدولہ کی صاحبزادی سے ہوئی نسبتی بھائی بادشاہ کے ۱۶۔ ذیحجہ روز یکشنبہ سنہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۸۵۱ء کو سانچق روز دوشنبہ حنابندی روز سہ شنبہ ۱۸۔ ماہ مذکور کو برات ۱۹۔ کو رخصت عروس ہوئی بادشاہ لباس شہانی سے موافق دستور زمان قدیم جامۂ زنگین تاج شاہی صیغہ پیچ سے اور سب اقربا اور ارکان دولت لباس سے جوڑے بھاری پہنے ساتھ تھے جلوس سواری بہت پرتکلف ہجوم اہل شہر سے کوچہ و بام بھری ہوئی شہر کے بازار اطعمہ و فواکہات کا تھا یہ جلسہ بھی غنیمت تھا

شادی جرنل صاحب بہادر

شادی مرزا فریدون قدر جرنل صاحب بہادر حضور عالم کی صاحبزادی سے ہوئی ۲۲۔ ذیحجہ روز یکشنبہ مطابق ۱۸۔ اکتوبر سنہ الیہ سانچق و حنابندی روز دوشنبہ برات صبح سہ شنبہ ۲۵۔ ذیحجہ ۲۱۔ اکتوبر ۸ بجے بادشاہ جلوس خاقانی سے مع ارکان دولت و اقربا لباس سرخ پہنے سوار ہوئے جب برات گاؤگھاٹ کے باغ کے دروازے پر پہونچی سب وہین سے رخصت ہوئے مرزا ولیعہد مع نوشاہ و بادشاہ داخل باغ ہوئے کہ محرم تھا سہ پہر کو رخصت ہو داخل چتر منزل ہوئے تین دن تک روشنی وغیرہ کا اہتمام شرف الدولہ سے رہا روز چہارشنبہ ۲۲۔ اکتوبر صاحب رزیڈنٹ مع صاحبان عالیشان بارہ دری فرح بخش مین بہ تقریب ضیافت تشریف لائے۔

انتقال نواب جعفر علی خان

۱۳۔ شوال روز سہ شنبہ مطابق ۱۲۔ اگست سنہ ۱۸۵۱ء کو عماد الدولہ نواب جعفر علیخان

مرشدزادہ آفاق جنت آرامگاہ نے مرض الموت ہیضہ وبائی سے انتقال کیا نواب حسین علیخان
اور انکا سگا بھائی اولاد مین تھا اور ایک پوتا خاص محل سگی بہن میر محمد اکبر کمیدان اور محمد اصغر
رسالدار مینہان حضور عالم مین ہوگئے تھے باقی اور خواصین تھین نواب نے بہت سلیقہ سے
چھ سات لاکھ روپیہ جمع کرکے اور سکے نوٹ گورنمنٹ سے علی قدر حال سب کے خریدے
تھے اور بظاہر کسی طرح جسکا فساد و خدشہ تو کیا تھا اس انتظام خاص سے سب متعلق شکرگزار
تھے اپنے گھر مین اپنی مان کے پہلو مین دفن ہوے عہد دولت حضور عالم مین حضرت
میر محمد حسین فاضل بموجب فتواے مجتہد العصر سب متروکہ مرحوم لتی لاکھ روپے کا داخل مہر
مساۃ وزیر بیگم خاص محل ہوا بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ کے ایک انکی بی بی مساۃ حسینی خانم
ایک شہزادے کی خدمت مین آئی الہ آباد مین مرگئے وزیر بیگم بھی محتاج نان شبینہ ہوگئین
حضور عالم کچھ کفالت کرتے رہے بیبیون کا یہ حال ہوا لونڈیون کا کیا حال ہوا ہوگا اونکی
مقبرے مین کوئی صاحب بکرایہ رہتا ہے اوسے اپنے طور پر درست کرلیا ہے ۔

انتقال خاص محل نواب معتمد الدولہ

۲۱ - شہر شوال روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق ۲۰ اگست سنہ ۱۸۵۱ء نواب بیگم
خاص محل نواب معتمد الدولہ مرض الموت سفتہ سے مرگئین نواب شیر جنگ کے باغ مین اپنی بیٹی
کے پہلو مین دفن ہوئین انکی تنخواہ وثیقہ دو ہزار عطیۂ حضرت عالیمکان اور ساڑھے بارہ سو
متروکہ نواب اور ہزار روپے منجملہ وثیقہ بیٹی کے ازراہ حق یادہی بموجب تحریر وصیت نامۂ نواب
وارثان شرعیہ مساۃ پیاری بیگم سگی بھانجی اور امانی بیگم اونکے دو بھائی اولاد میر شاہ علی
سگے بھائی مرحومہ پر تقسیم ہوا تنخواہ لونڈی غلام اور خرچ مجالس وغیرہ موقوف برضامندی وارثان
رہا مرزا جمشید قدر شاہزادہ بیٹا مرزا آسمان قدر نواسہ داماد مرحومہ نے چار لاکھ روپے
کے قرضے کا دعوی کیا کہ بعد ادائے دین تقسیم وثیقہ ہو لیکن اسکی شنوائی نہوئی ہرچند بہت
ہاتھ پاؤن مارے بامید انشاءاللہ تعالی کوئی عمل موافق نہوا اگرچہ بظاہر تحریر علیت
قرضہ موافق قانون دستخط حکام کا پورے سے ہوئی تھی مگر سب جعل تھا اور وہ بھی بڑا کال

کامل اس فن مین تھا سب اپنے معاصرین کو اپنا طفل مکتب سمجھتا تھا خاص محل کے پاس اسّی
لاکھ کا نقد و جنس تھا کئی برس کے عرصے مین سب کا ہنوز مین بعیاشی و لغویات لا طائل اوڑا دیا
اور خود بیدرد سے کہتا تھا مینے چالیس لاکھ اپنے ہاتھون صرف کیا سنہ ۱۲۹۲ھ مین مر گئے کربلای نواب
امین الدولہ مین دفن ہوے فقط اوقات ایکسو اکتیس روپیہ حق زوجیت سے ملتا تھا باقی کچھ ترکہ
پدری سے - یہ احوال تو خاص محل سیدہ کا گذرا دوسرا محل نواب مرحوم خرد محل حسطرح فرقہ
خاص سے بیقین ظاہر ہے امین الدولہ آغا علیخان اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ روا رہتیبات
عالیات ہوئین مدت حیات تک مجاور رہین اور غربای مومنین کے ساتھ سلوک کرتی رہین وقت
مرگ لاکھ روپیہ یا انکو بزلفیداد کو صفائی نہر حسینی کو دیکر مر گئین روضۂ مقدسہ مین دفن ہوئین تھرد
دونون اپنے پوتون آغا علیخان کے بیٹونکو احمد آغا وغیرہ کو دگئین نیکنام ہوئین تا حین حیات
کیلئے اونکو یہ نام نہین کیا کوئی ہو چلین و رفتار نیک سبکو پسند ہے -

رزیڈنٹ کا ملاقات نواب گورنر جنرل کو جانا

۱۱ - ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۱ء مطابق ۱۷ - ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۶ھ جنرل سلیمن صاحب بہادر
نواب گورنر جنرل ارل ڈالہوزی صاحب بہادر کی ملاقات کو مع دفتر فارسی و انگریزی تشریف
فرما ہوے نواب محتشم الیہ شملے سے بعد سیر و سیاحت رامپور رونق افروز ہوے نواب محمد سعید
خان کے حسن انتظام سے بہت خوش ہوے ولیعہدی نواب یوسف علی خان اونکے بیٹے کی
منظور فرمائی وہ بھی مطمئن ہوے کہ حکومت اس ریاست کی میری اولاد مین رہی دہا سے
فرخ آباد کمپ فتحگڑہ کانپور سے الہ آباد الہ آباد سے روانہ کلکتہ ہوے مسیح الدولہ سفیر
شاہی راجہ بختاور سنگہ مہتمم لشکر جو صاحب رزیڈنٹ کے ساتھ تھے فقط راجہ کو نواب
گورنر جنرل نے ملازم قدیم خبت آرامگاہ جانکر خلعت سرفرازی دیا روز یکشنبہ ۱۸ - ربیع الثانی
مطابق ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۵۲ء شام کے وقت صاحب کوٹھی رزیڈنسی مین داخل ہوے - مرزا ولیعہد
حضور عالم بہادر ناکہ چارباغ تک استقبال کو گئے اور باتفاق ایک ہی گاڑی مین تشریف

لائے روز سہ شنبہ ۲۰ - جنوری صاحب بادشاہ کی ملاقات کو آتے سرگذشت سفر حالات راہ کا
ذکر ہا رخصت ہوئے نواب گورنر جنرل کا نپور سے سیدھے چلے جانا اور اس قرب پر لکھنؤ
تشریف لانا اور سفیر شاہی کا بار بار ملازمت ہونا اور مستعمل لشکر کا خلعت ہونا موجب تفکر
اور اندیشہ انجام کا سب کو خیال آیا نواب معتمد الیہ کی ملاقات شاہ کے ترک کرنے سے نتیجہ انتزاع
ملک ظاہر ہوا کہ ملحوظ خاطر یہ تھا پھر کیونکر ملاقات کرتے اور یہ خیال جب بھی ادھر کسی کو نہ آیا
کہ اپنی ہی فوج و حکام جو صدہا ہیں اپنا ہی علاقہ و رعایا کو بے سبب لوٹتے ہیں
ایسے صریح ظلموں سے تو باز رکھیں۔

ایک اور جملہ معترضہ یہ ہوا کہ ۱۷ - جمادی الاول ۱۲۶۸ھ روز سہ شنبہ مطابق ۹ مارچ
۱۸۵۲ء صاحب رزیڈنٹ بادشاہ کے پاس تشریف لائے عرض ہوا بیٹے علیخان
بہادر خلف ارشد حضرت جنت مکان محبوس و مایوس سلطنت [illegible] ۳۶ اشخاص ثقہ
رکن رکین سلطنت قدیم و جدید نے دی جو از راہ استغاثہ تھا [illegible] گورنر جنرل کلکتہ بھیجی تھی اور جب
سررشتہ دستخط وغیرہ جو معمول دفتر ہے سب تھا - صاحب رزیڈنٹ [illegible] فریب
کارسازی نسبت مرزا وصی علی خان ثابت ہوگیا اور مشو اعزاز الدین کا نام لیا چنانچہ نواب
منور الدولہ نواب امین الدولہ سے پوچھا کہ یہ مہر آپ کی ہے عرض کی فی الحقیقت مہر ہماری ہے مگر
ہم نہیں واقف اور نہ خود ہم نے مہر کی بڑے صاحب نے کہا یہی خوب ثابت ہے کہ
یہ کام فقط وصی علیخان کا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مہرکن جو مہر کندہ کرتا ہے ایک
نقل اوسکی اپنے پاس رکھ لیتا ہے مرزا صاحب نے اوسی مہرکن کو [illegible] یہ مہریں ثبت
کی تھیں اور لطف یہ ہے کہ اوسی مہرکن نے خود بڑے صاحب سے یہ احوال کہہ دیا اور
خود کانپور چلا گیا غرض جب اس امر خاص کی تحقیق بموجب تحریر صاحب رزیڈنٹ اہل دفتر کلکتہ
سے ہوئی کئی شخص اس تمام و فریب سے موقوف ہوگئے مگر مطلب اس مستغیث کا کچھ حاصل
نہ ہوا وجہ اسکی تو ظاہر ہے کہ خدا کو اور ہی پاداش اعمال منظور تھی پھر کسکے حق اور مستحق
ہونے کا خیال کرتے۔

۲۰ - مئی سنہ الیہ مطابق ۱۹ رجب سنہ الیہ کپتان برڈ صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ بسبب خلاف

اور ناموافقت رزیڈنٹ جو مدت سے نیما بین ہو رہا تھا رودا نہ ہجر ہوئے جنرل لو صاحب کی
اسسٹنٹ ہوئے ذقت روانگی بادشاہ کے پاس تنہا بے صاحب رزیڈنٹ خلاف معمول اُسکے
رزیڈنٹ اسکے خلاف ہونے سے ساتھ نہ لائے کپتان ہنر صاحب جبرئیت اونکے مقام پر ہوے

احوال پراختلال نواب روشن الدولہ اور انکا انتقال

نواب روشن الدولہ محمد حسین خان عرف مرزا نقو۔ صاحب ہمت مرد فیاض سیرچشم
صاحب اقبال مصاحبت سلاطین اور اپنی گردیدگی مین کامل تھے لیکن جراح و مصرف خاطر
کال اندیشی سے شمہ انکا احوال عبرت الناظرین سمجھ کر لکھا جاتا ہے کہ بعد انتقال اپنے باپ
نواب اشرف علیخان بموافقت مرزا حاجی لاکھون کا ترکہ پدری ان دونون کے حصے مین آیا
مرزا عباس انکے بڑے بھائی بڑے چلن سے رہے اور بہت امارت سے بسر زندگی کی ترکہ
منسوب بمہر مادری دے سے کر کروالیا ہرچند جب ازواج اور اولاد مرحوم جنت آرامگاہ
کی دردولت پر دادخواہی کو گئے سجوتی شنا اور محول نواب گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ صاحب کی
تشریف آوری پر رکھا تھا منجملہ اور سب مقدمات کے اس عرصہ مین اہمال ہو گیا یہ مقدمہ بھی
رہگیا فضل علیخان اور مرزا حاجی کی بدولت مستحقین اپنے حق سے محروم رہے تین لاکھ
روپیہ اپنی دلالی کا لیا چنانچہ امیر مرزا نے طیبہ بیگم سمجھایا کہ پھوپھی صاحبہ یہ سب حقدار اپنے
حق سے محروم رہے جاتے ہین ایک لاکھ کی تقسیم مین یہ راضی ہو جا ئینگے مظلمہ آخرت سے
آپ بچ جائیے کسی نے نہ سنا مرزا بہادر علیخان اور اشرف الدین علیخان یہ دونون بھائی بھی
دربار مین حاضر رہتے تھے اور صغیر السن بھی تھے اور دونون صاحب لیاقت بھی تھے خصوصًا
بہادر علیخان بہت صاحب سلیقہ تھے حضرت خلد مکان بھی بہت چاہتے تھے نواب روشن الدولہ
کے مقرب و مخرب خاص بڑے مرزا بیٹے مرزا بھورا کے تھے جتنا ترکہ پدری کئی لاکھ روپیہ کا
ہاتھ آیا وہ مہاجنون نے اپنے قرض مین لے لیا اور اخراجات بیہودہ اوسیطرح رہے مگر اپنی یاوری
قسمت سے نواب معتمد الدولہ سے موافقت کلی حاصل تھی اور یہانتک نواب کی غیر حاضری
حاضر و غائب کی کہ موجب وثوق اعتماد کلی ہو گیا تھا اسی جہت سے داخل زمرۂ مقربان خاقان

ہوے اور نواب بھی قایم مقام اپنا سمجھتے تھے کسواسطے کہ نواب کو باوجود اس تسلط تام کے
پھر بھی بادشاہ کی طرف سے کھٹکا رہتا تھا اور روشن الدولہ ہر پاہ میں بیخ سے تا وقت استراحت حضور
رہتے تھے اور بجا آوری احکام سلطانی کیا کرتے تھے میر مرزا کاظم بھائی مرزا حاجی کے نظامت
بیسواڑہ سے موقوف ہو گئے تھے کئی مہینے تک نظامت اشرف الدولہ رمضان علیخان کو رہی
بعد اسکے نواب روشن الدولہ کو نظامت ہوئی اور انہوں نے مرزا کے کہنے سے میر سکندر خان
بیٹے میر زین العابدین خان کو اپنی طرف سے مقرر کر کے روانہ کیا چنانچہ مرزا کاظم نے ۱۲۲ لاکھ
تحصیل کیے تھے میر صاحب نے ۲۶ وصول کیے اسپر تین برس کی نظامت سے ۲۲ لاکھ
باقی المال اپنے صرف میں لائے نواب معتمد الدولہ نے معاف کر دیے تین دن تک
روشن الدولہ حاضر نہ ہوے جب طلب ہوے بادشاہ نے معاف کر دیے پھر خلعت نظامت
کیا بعد ازاں نظامت راجہ بختاور سنگھ کو دی انہوں نے اپنے بھائی راجہ درشن سنگھ بہادر
کو دی اونھوں نے اونسے بھی زیادہ ظلم و تعدی سے لیا مگر روشن الدولہ کو زر واجبی اتفاق
اقرار کے دیا مثل مشہور ہے مرتی بھار و مرے بجور انہیں خصوصیات سے نواب معتمد الدولہ
نے نظام الدولہ سید علیخان اپنے بیٹے کی شادی انکی بیٹی سے کی بہت تکلف اور دھوم
دھام سے شادی ہوئی کہ آج تک شہر میں زبان زد خاص و عام ہے اس زمانہ میں مثل افسانہ

خلاصہ بعد معزولی و خرابی معتمد الدولہ نواب روشن الدولہ [illegible] خانہ نشین ہوے اور
معتوب بادشاہ اور بحال عسرت و تنگی معاش و اخراجات [illegible] حد سے زیادہ گذرا
حالانکہ راجہ بختاور سنگھ اپنی تحریری اور [illegible] نامی سے پانسو روپے دیے جاتے تھے مگر انکے
اخراجات کب وفا ہو سکتے تھے جب منتظم الدولہ وزیر ہوے اپنی نامورئ [illegible] سے پانسو
روپے مقرر کر دیے تھے اور اپنے دربار کی اجازت دی تھی یاد سے اپنی فتوح سمجھے تھے جب
نواب منتظم الدولہ موقوف ہوے بسفارش صاحبان عالیشان اور تجویز ارکین سے وزیر اعظم ہوے
تاج الدین حسین خان جو بہ تمنائے وزارت منتظم الدولہ نے خیال خام کیا تھے ہوے تھے
وہ بھی سبحان علی خان کی بدولت ناکام رہکر [illegible] کا ظہور ہوئی تب بعد چند روز کے نواب روشن الدولہ
کو مزاج اقدس شاہی میں مداخلت کلی ہوئی اور رتق و فتق مہمات سلطنت انکے ہاتھ سپرد معتمد الدولہ

دیکھ چکے تھے اپنے تسلط سے سب طرح سے رخنہ بندی کرکے خوب ہاتھ صاف کیا خان بہادر
اور انکی اولاد رشید سے مرجعیت جمیع امور سلطنت متعلق رہی جب خلد منزل نے موافق روایات
مشہور بتقاضائے عمر یا بسلوک سے اس جہان فانی سے انتقال کیا حضرت فردوس منزل ہوئے نواب
خوف و رجا مین تھے بادشاہ کو بدل انکا منسوب رہنا منظور تھا مگر اس شرط سے کہ حضرات
کنبوہ کو اپنے پاس نہ رکھین لیکن نواب اپنی نیابت سے مستوفی ہوے انکی مفارقت گوارا نہ
کی ۲۲ لاکھ سرکار شاہی مین دیے ۸ لاکھ عملے کو دیکر نجات پاکر روانہ کانپور ہوے۔

جنرل صاحب محمد حسن خان انکا بیٹا وہ بھی انسے ناراض تھا اور سمجھا کہ یہ اپنے ہاتھ
سے لٹنے تیئن برباد کرینگے مین بھی انکے ساتھ خراب ہوجاؤنگا کنبوہ انکے جدا ہونگے
دس لاکھ اپنے رسوم جرنیلی وغیرہ لیکر علیحدہ ہوگئے اکبرآباد جاکر قیام کیا اور آجتک اچھی
طرح سے بسر کرتے رہے حکام بھی انکے چلن سے راضی رہے عقبیات عالیات بھی ہوآئے
خلاصہ کئی برس کے عرصہ مین تقریباً پچاس لاکھ روپیہ صرف کیا تین لاکھ روپیے
کا علاقہ راجہ رسدھان کے راجہ کا لیا تھا بسعی قیمت حضرات کنبوہ وہ بھی بے نقصان ہاتھ سے
گیا پشمینہ پوشاک تین لاکھ روپیہ کا خریدا تھا تیس ہزار روپیے پر ساہوجی کے پاس رہن
ہوا لاکھ روپیہ کی تلوارین مول لی تھین احمد علی خان داروغہ سلحخانہ رشتہ کنبوہ ہوسکے
تھے گھر مین آگ لگاکر کہا وہ تلوارین سب جل گئیں نواب امین الدولہ کے پاس وہ تلوارین
آئی تھین اس عاصی نے بھی اونھین دیکھا تھا کلکتہ مین جاکر بکین اسیطرح سب
اسباب گھر کا نواب کی غفلت و بے خبری سے تلف یا بخیانت ہوا یا کوڑیون پہ
بکا محبوبا کسبی جو انکے گھر مین تھی وہ بھی مرگئی پہلے منی کسبی تھی وہ بھی مرگئی ایک
بی بی نکاحی فصل علی خان کی بیٹی جسکی بیٹی کی شادی سید علی خان نواب
معتمد الدولہ کے بیٹے سے ہوئی ایک حسینی جس سے جرنیل صاحب ہین محبوبا
سے مہدی علیخان بیٹا ۱۴ برس کا اور ایک بیٹی تھی ان صدمات اور آلام روحانی سے
نواب روشن الدولہ گرفتار مرض الموت ہوے جرنیل صاحب باپ کے دیکھنے کو اکبرآباد سے
آئے چاہتے تھے کہ مہدی علیخان کو میرے سپرد کرین مین تعلیم و تربیت کرون ہمانا آخر ۱۲ شہر

رجب ۱۲۶۹ھ مطابق ۲۳ - اپریل ۱۸۵۳ء ۶۰ برس سے کم ہوکر مر گئے سپرد خاک کا پیوند کیا یعنی
کربلاے معلی تابوت بھیجنے کی تجویز تھی بعد ممکن نہوا نعش لکھنو لاتے اونکی ماں کے پہلو مین دفن کیا
اب وہ املاک پدری و مقبرہ داخل حصار بھی بھون ہوگیا بعد اسکے مہدی علیخان اور اونکی بہن
مصلح السلطان و نجم الدولہ کے پاس آکر رہین حضور عالم نے سو روپے ماہواری مقرر کر دیے
مہدی علیخان عارضہ چیچک سے مرگیا بہن کی شادی ڈپٹی کلب حسین خان سے ہوئی میان عنبر
نے حق نمک نواب روشن الدولہ ادا کیا یعنی جسقدر اسباب زیور وغیرہ اس صاحبزادی کا انکے پاس
رہ گیا تھا اوسے بامانت دیا اتفاقاً وہ صاحبزادی بھی مرگئی مدفون کربلاے میر خدا بخش مرحوم
ہوئی بے اولاد رہی میان عنبر کی دیانت و امانت سے مختار خانہ ڈپٹی صاحب ہین ڈپٹی
صاحب دو برس کی رخصت لیکر سیر لندن بھی کر آئے ۶ ہزار روپیہ سرکار سے زاد راہ بھی پایا
خلاصہ امراے ہندوستان کا ایسا ہی حال اکثر دیکھا ہوتا ہے مال اندیشی نہین جانتے ہین
اور وقت فراغت قدر روپے کی نہین کرتے آخر انجام یہی ہوجاتا ہے اس ریاست مین دو
وزیرون کے گھر کا قیام فی الجملہ ایک نواب منتظم الدولہ کا دوسرے نواب امین الدولہ مرحوم کا
اگرچہ بعض وارثون نے اپنے ہاتھ سے اپنی بربادی و خرابی کی ہے مگر ریاست و املاک
سے ابھی تک فی الجملہ نام باقی ہے۔

روبکاری خاص جو بادشاہ نے برفع مظنہ رزیڈنٹ کی

ایکدن مسیح الدولہ سفیر شاہی نے رزیڈنٹ سے عرض کیا کہ چار آدمی رات کو کوٹھی
مین آئے تلنگے نے بندوق ماری وہ پائین باغ سے بھاگ کر چلے گئے اسکا مظنہ آپ کو وصی علیخان
کی نسبت ہوا ہی بس بادشاہ اسکی خاص روبکاری اپنے سامنے کیا چاہتے ہین فرمایا بادشاہ کو اختیار
ہے ہمین اس روبکاری سے کچھ سروکار نہین غرض حکم بادشاہ سے کپتان بارلو ملازم کپتان آر صاحب
و جیکب جوانس وصی علیخان حضور عالم حاضر حضور ہوے پہلے بادشاہ نے قرآن شریف
اپنے ہاتھ مین لے کر فرمایا خدایا تو شاہد حال ہے کہ کبھی مجھے ایسا مظنہ یا خیال برا ایسے امر باطل
کا خاطر مین نہین گذرا و نگذرتا ہے اور نہ گذریگا اور ہرگز ایسا امر گوارا نہ کرونگا اور

اور حاشا مین اس سے واقف بھی نہین اور جو مرتکب ایسے فعل قبیح کا ہوا ہو وہ میری سلطنت کا اور میرا دشمن جان ہے بعد اسکے حضور عالم نے بھی یہی صورت کی اسکے بعد وصی علیخان نے بھی قرآن سر پر رکھکر قسم کھائی بعد اسکے یہ روبکاری لکھی گئی حاضرین نے دستخط اور مہرکیے شریفا کے پاس بھیجا لیکن کچھ مفید مطلب نہوا اگران چاریارین سے ایک بھی پکڑا جاتا تو کچھ قلعی کھلجاتی اور معتبرین یہ کہتے تھے کہ یہ چال اور رفتار بھی نسبت مرزا صاحب کے تھی کسواسطے کہ وہ اکثر برادران کشمیر کو جمع کر کے عمل پڑھوایا کرتے تھے چنانچہ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صاحب رزیڈنٹ سلطانی مین کھانے جاتے تھے عربی گھوڑے سے گر پڑے جان بچی مگر پانوٗن پر صدمہ پہونچا روایت زبانی اوسی شخص کے ہے جو شریک عمل ہوتا تھا - دوسرے یہ کہ ایک دن بڑے صاحب ہوا کھا کر کوٹھی کے برآمدے مین آ ترے راجہ بختاور سنگھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ راجہ ہمنے سنا ہے کہ وصی علی اور کوئی مظفر حسین ہے تین لاکھ روپئے ہماری بدلی کے واسطے بادشاہ سے مانگتا ہے ہم چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہمین ملجاے تو ہم بہت خوشی سے اپنی ولایت چلا جاے یہ کہکر کوٹھی مین چلے گئے - پس جہان ایسی تدبیرین ہوتی ہون انجام اوسکا کیا ہو واہ صاحبان اولوالعزم -

محبت نامہ گورنر جنرل بادشاہ کے واسطے

خارج سے بہ قرائن مضمون محبت نامہ معلوم ہوا کہ لارڈ ہیرڈنگ صاحب بہادر کے زمانے مین طریقہ رسل و رسائل محبت نامہ بوجوہ معطل رہا تھا پھر وہ مجدداً جاری کیا یعنی اس مدت ۷ برس کے جلوس شاہی مین کوئی مراتب تفہیم از راہ دولتخواہی اور خیر اندیشی انتظام ممالک محروسہ کیواسطے متواتر تحریر ہوئی اور فہمایش صاحب رزیڈنٹ بھی حد سے گذری باوصف ان سب تاکیدات طبع مدار المہام ہوے سلطنت کوئی صورت اصلاح عمل مین نہ لائے لہذا پھر نیازمند باب انتظام امور سلطنت مین گزارش کرتا ہے لہذا مناسب ہے کہ موافق راے صوابدید و حسن وتدبیر صاحب رزیڈنٹ مقدمات سلطنت جیسا کہ چاہیے اہل لیاقت خاص منضبط ہون کہ موجب فلاح و رفاہ خلایق اور نیکنامی سرکار اور دولتخواہی نیازمند ظاہر ہو

بمجرد ملاحظہ نظر اقدس حسب دستور سلامی توپ کو حکم ہوا اوسکا جواب رکن رکین سلطنت حسب ضابطہ بنا بنا کر رنگین کرکے لکھا اگر صاحبان فہم ایسی تحریرات سے حیران ہوتے تھے کہ بادشاہ کا ضرر ہر فائدہ گورنمنٹ چاہتی ہے اور بادشاہ خود اپنے فائدے کو اپنے ہاتھ سے چھوڑے دیتے ہین یہ کسیکو گمان نہ تھا کہ ان الزامون سے سرکار کو خود منظور ہے۔

مرزا وصی علی خان کا شہر سے نکالا جانا

مرزا وصی علی خان متواتر بڑے صاحب کے حکم سے شہر سے نکالے گئے گروہ اپنے کردار سے باز نہ آئے اور حضور عالم نے بھی بڑے صاحب سے فہمایش کی اونکے بہکانے سے کسیطرح نمانا اور ہمیشہ بیباک سمجھتے رہے ہرچند دولتخواہون اور خیر اندیشون نے متواتر عرض کیا کہ اگر آپ کو انسے سلوک کرنا منظور ہے سب طرح کا اختیار ہے اسکا مآل اچھا کبھی نہوگا بڑے صاحب کی ناراضی اپنے ہاتھ سے سلطنت کا بگاڑنا ہے مگر وہ کب سنتے تھے خلاصہ یہ تاریخ ششم ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۶۸ ہجری مطابق ۹ دسمبر ۱۸۵۲ع مرزا وصی علیخان پینس مین سوار ہو روانہ قصبہ کاکوری ہوے ۹ بجے رات کو اپنے دوست خالص قدیم میر منشی معزول گورنمنٹ سید الہیار کے گھر مہمان ہوے صبح کو اونکے عیال بھی جا پہونچے پھر وہان سے بیٹھکر رات کو میانے مین سوار حضور عالم کے پاس آنے لگے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان وغیرہ بڑے صاحب کو خبر پہونچاتے تھے ایکدن بڑے صاحب نے ایک رئیس کاکوری سے پوچھا کہ یہ شخص مہمان خانہ منشی ہوا ہے عرض کیا کہ اونھون نے قربان ہمکنیامی اپنی حسن خدمت کا پایا ہے اوسمین مندرج ہے کہ ممالک محروسہ شاہی مین جہان چاہو بود و باش اختیار کرو پس اس صورت مین خصوصیت منشی کے گھر کی نہ رہی غرض اب ہر دن کے انقلاب تازہ سے لوگونکا توہم زیادہ ہوا کہ خدا خیر کرے خدا کے مارے کو فقیر جلاتا ہے فقیر کے مارے کو کون جلائے آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔

نکلنا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کا حکم بادشاہی اور منڈیاؤن مین بیجانا

پہ پیام شاہی صاحب رزیڈنٹ کو اس مضمون کا آیا کہ جیسا آپکا منشا نسبت مرزا وصی علیخان کے

ہمکو ایسا سلطنہ ان مجموع آتش افروزیون کا شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کیطرف سے ہے۔ پس ایسا شخص جو متنازعہ فیہ سرکارین عالیتین ہو چاہیے کہ وہ شہر سے نکالدیا جاے اوسکا جواب دیا یا وہ کو کیا کہ آپکو اپنی قلمرو ملک مین ہر شخص کے رہنے نہ رہنے کا اختیار ہے۔

روز یکشنبہ ۹ ربیع الاول مرزا علی رضا بیگ کوتوال شرف الدولہ کے پاس آئے حکم قضا شیم اخراج بلد سنایا شرف الدولہ حکم محکم سرکار کو عین طریقہ نجات اپنا سمجھکر متوجہ و سرگرم طلب کرانچی ڈاک اور تیاری اسباب سفر ہوئی اور دو ساعت کے توقف مین اپنا کام بانجام کیا یعنی ایک عرضی اپنی مصیبت تازہ کی مثل بادصرصر صاحب رزیڈنٹ کے پاس ہندلیاو مین بھیجی حکم ہوا تم اپنے گھر سے سوار ہوکر لوہے کے پل سے سیدھے چھاونی مین چلے آو خلاصہ کوتوال بھی صاحب رزیڈنٹ سے خائف رہتے تھے اور دربردہ اپنی خیرخواہی دکھاتے رہتے تھے اور سرکار کے ایسے کام کو خوب سمجھتے تھے شرف الدولہ کو گاڑی مین سوار کر دمی دروازے تک ساتھ آئے خود داخل بڑے امام باڑہ ہوے وہ لوہے کے پل سے حاضر حضور بڑے صاحب ہوے۔ عرض حال کیا حکم ہوا کہ انکے بنگلے مین جاکر رہو اور یہ کیفیت رپورٹ صدر کی کہ شرف الدولہ بہتم اہل وثائق فردوس منزل انکی حفاظت اور کفالت و وکالت متعلق سرکار ہے ہمنے وصی علی خان کو مفسد و فتنہ پرداز سلطنت سمجھکر شہر سے نکلوا دیا بادشاہ نے اپنے نافہمون کے کہنے سے انکے بدلے شرف الدولہ کو نکلوا دیا ہمارا موجب توہین ہوا یہ ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بدلائی ہوتی جاتی ہے۔

غرض جب خبر چھاونی مین رہنے کی سرکار مین پہونچی جو بیداد سلطانی اور کوتوال کی روبکاری ہوتی کوتوال نے کہا مجھے گھر سے کانپور روانہ کرنے کا حکم بھیجا تھا تاکہ شہر تک نکالنے کا حکم نہین پہونچا اور نہ حکم ساتھ جانے کا ہوا تھا وگرنہ مین دریاے گنگا تک پہونچا دیتا بعد اسکے جب پرچہ پیام صاحب رزیڈنٹ بعد حصول جواب صدر اوسی مضمون احمد کا پہونچا حکم سلطانی ہوا کہ ہمین بہرحال خلاف مرضی نواب گورنر جنرل کوئی امر ملحوظ خاطر منظور نہین قیام شہر کا اختیار ہی لیکن شرف الدولہ نے صاحب سے عرض کیا اہلکاران شاہی کی بدگمانی جو مجھسے ہے آپکو معلوم ہے مین کہانتک آپکو تکلیف ہر امر خاص مین دیا کرونگا کوئی اور

شگوفہ نونکالین بہتر یہ ہے کہ جب تک اونکا رفع بدگمانی میر پطرنسے ہو چندے آپ کے قریب رہون خلاصہ بعد چند روز کے پھر بسلامت اپنے گھر مین آئے اب صاحبان فہم دیکھین کہ نکتہ مقابل چوٹ ہوئی مگر وار خالی گیا۔

بیلی گارد کے تلنگے سے چھتری چھین لینا بڑے صاحب کا خفا ہونا

ایک دن حضور عالم کی سواری بڑی دور باش سے بیلی گارڈ کی سڑک سے در دولت پر جاتی تھی ایک تلنگہ بیلی گارد کا تھالی مین جنس طعام رکھے دھوپ مین چھتری لگا اپنے مقام رسوئی کو جاتا تھا سواری کے لوگون نے خلاف داب ہندوستان سمجھکر اوسے چھتری کو منع کیا سپاہی نے کچھ تامل کیا آخر بعد قیل و قال چھتری اوس سے چھین لی صوبہ دار نے رپورٹ رزیڈنٹ سے کیا حکم ہوا جب ادھر سے سواری وزیر نکلے تم چھتری لگاؤ جو منع کرے اوسے سونٹے مارو جب یہ خبر حضور عالم نے سنی راہ راست چھوڑ کر طریق خط منحنی اختیار کیا گولہ گنج ہوکر کبھی بسواری بجرہ در دولت پر جانے لگے جب یہ بھی رپورٹ صدر ہوا حکم آیا کہ اپنی چھاؤنی مین سپاہی چھتری لگایا کرے۔

ورود ضریح مبارک کربلاے معلی

۲۶ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق مئی سنہ ۱۸۵۴ع سید مہدی حسن ہندی قدیم ساکن لکھنؤ تقریبا ۲۰ برس سے مجاور روضۂ اقدس کربلاے معلی تھے اپنا وسیلہ رفاہ و فلاح سمجھکر ایک ضریح خاک پاک وہان سے مول لیکر یا کسی صورت ہاتھ آئی ہو مجتہدین کے خطوط سفارش لیکر دیانت الدولہ کی کربلاے تو تعمیر مین اوترے خطوط سفارش سکیو دیے باتفاق خواجہ سراؤن نے ملکہ بادشاہ سے عرض کیا کہ فقط آپ کے اقبال سے ایسا امر جدید آپکی سلطنت مین ہوا کسی دوسری سلطنت مین نہین ہوا اس ضریح کا احترام تو نواز ایمان ہے بادشاہ ذکی بانونکو تر دسے شنتے تو حکم دیا کہ سب ارکان دولت سیہ پوش ہوکر ضریح کے استقبال کو جاوین چنانچہ حسب الحکم شاہزادی امرا و سید عابد سکانین تعمیر شرف الدولہ غلام رضا خان و کربلا مین آکر جمع ہوے

شہر کی خلقت کو ٹھوں پر سر راہ جمع ہوکر بیٹھی اور عوام الناس نے شہر مین دھوم مچائی جب شام ہوگئی سب اپنے اپنے گھر چلے گئے ضریح کے انتظار مین تھک کر اوٹھ آئے ۹ بجے صندوق مقفل مین ضریح مقدسہ بند زیر شامیانہ مثل تابوت اوٹھاتے ہوئے چلے جلوس شاہی بسبب ظلمت جابجا متفرق ہوگیا تھا روشنی بہت کم تھی مرزا ولیعہد جرنل صاحب اور شاہزادی امرا ضریح کے صندوق کو سلام کرکے چلے گئے تھے فقط مصلح السلطان اہتمام الدولہ سا تھ تھے آدھی رات کو صندوق در دولت پر پہونچا بادشاہ نے آداب ایمانی سے استقبال دروازے تک کیا اور قیصر باغ کی بارہ دری سنگی مین رکھوادیا دو شالہ رومال خلعت سات روپے سید حامل ضریح کو ملے یہ بھی اسقدر مشقت وجانکاہی اور مدت سفر دور و دراز اور سفارش مجتہدین سے حاصل ہوا کوہ کندن اور کاہ برآوردن ہوا اور توقعات جو دل مین سوچتے تھے کچھ نہوے بہت دنون تک خواجہ سرا ون کے پاس آیا کیے پھر کسی نے احوال اوس تابوت سکینہ کا نسنا کیا ہوا اوسمین ضریح مقدسہ تھی کیا صورت ہوئی اسکے بعد دوسرے زوار صاحب ایک ضریح چھوٹی بنوا کر لائے۔ طمع نفسانی سے چاہتے تھے اوسے بیچکر کچھ فایدہ اوٹھاوین سہوا ایسی خاک پاک کی چیزین ارض اقدس مین ہر طرح کی بنتی ہین کوئی تبرک سمجھکر لیتا ہے اوسے فائدہ ہوتا ہے۔

اخراج شیخ قطب الدین

شیخ قطب الدین مسبوق الذکر جو شریک کارپرداز ی مرزا وصی علیخان تھے متعہد تحصیل گنگا بخش رہیندار رہشائی ماہ شوال سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق جولائی سنہ ۱۸۵۴ء حکم حضور عالم سے از راہ مصلحت وقت میر ناور حسین مہتمم روند شہر کے ساتھ روانہ کانپور ہوے یعنی اقعی کشتن وبچہ اش را نگاہداشتن کار خرد مندان نیست ہرچند متعہد گنگا بخش مین بہت عرق ریزی وجانفشانی وخیر خواہی سرکار کچھ سمجھ کر کی تھی اور امیدوار رفاہ وفلاح کے تھے مگر مقسوم سے زیادہ حاصل نہوا اور نیک نامی خلایق تو ظاہر ہے بعد چند روز کے پھر اپنے گانون مین آکر رہنے لگے اب مر گئے۔

رخصت جنرل سلیمن صاحب

جنرل سلیمن صاحب نے بسبب علالت مزاج بہ تجویز ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ سے ۱۵ مہینے کی رخصت طلب کی اور یہ پیام بادشاہ کو بھیجا کہ نیاز مند بسبب تبدیل آب و ہوا ایک مہینے تک چھاؤنی منڈیاؤن میں رہیگا کپتان ہیز صاحب قائم مقام انصرام مقدمات سرکار میں کرینگے ایک مہینے پیشتر سے صاحب ممدوح نے اسباب فضول جیکب جوانس تاجر کی کوٹھی میں نیلام کو بھیجدیا تھا بعدہ انکی وہ نیلام ہوا اور صاحب ۵ - اکتوبر ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ محرم ۱۲۷۱ھ روز پنجشنبہ شام کو ۷ بجے مع میم صاحبہ ڈاک میں روانہ میرٹھ ہوئے راہ میں ڈاکٹر صاحب کی تجویز میں کچھ خدشہ گذرا کہ شاید موافقت کار پردازون سے اسی پردہ میں میرے اخراج لکھنؤ کی تدبیر کی ہو اسلیے رفع خلجان سے میرٹھ نے گئے ڈاکٹرونکو جمع کرکے موافقت آب و ہوا علالت مزاج بیان کیا باتفاق سبھون نے کہا کہ ہمارے نزدیک آب و ہوا شملہ تمہارے واسطے اچھی ہوگی ملک لکھنؤ کی آب و ہوا اچھی نہ تھی چنانچہ صاحب نے یہ تجویز ڈاکٹرون کی صدر کو لکھی مگر مقبول نہوئی کسواسطے کہ جنرل اوٹرم صاحب عدن سے مقرر ہو چکے ہین بعد انقضاے مدت رخصت البتہ اختیار ہے -

اس حکمت عملی کو اکثر سمجھے کہ دشمن کمین نے اپنا وقت پاکر یہ صورت صاحب کے اخراج کی نکالی اور مدت رخصت کو صاحب کی خواب پریشان سمجھے اور اپنی کوتاہ اندیشی سے اہل اخبار کلکتہ کو کچھ دیگر افعال کردار صاحب موصوف کو جو مدت رزیڈنسی میں کیے تھے اپنے ذہن ناقص سے مضمون رنگین کرکے چھپوائے نہ سمجھے کہ اونٹ کس کل بیٹھے گا چنانچہ برنڈن صاحب تاجر کو بھی صاحب نے حرکات ناشائستہ دیکھکر شہر سے نکلوادیا تھا اونھون نے لندن میں جاکر نالش کی بہت سی خاک اڑائی خاک ہوا - صاحب آگرہ اخبار نے سناجان کے باب میں بہت کچھ لکھ بھیجا جرنل لو صاحب کہتے تھے کہ جب ہم کسی کو چی سنے نکلتا ہی اکثر کتے دور سے بھونکا کرتے ہین پاس نہین آتے - ایسا ہی اہل اخبار بھونکتے ہین ہمین کیا پرواہ ہی البتہ سرکار سے انھین اجازت عام ہے -

مرزا وصی علی خان کا کاکوری سے لکھنؤ مین آنا

جب جنرل سلیمن صاحب روانہ منزل مقصود ہوے اور لیفٹننٹ کپتان کا کشکا تنہا ا۔ تاریخ شہر صفر روز جمعہ ۹ بجے صبح کو سنہ ۱۲۷۱ھ مطابق ۳ نومبر سنہ ۱۸۵۴ء مرزا وصی علی خان شادان و فرحان کاکوری سے حاضر حضور عالم ہوے پانچ اشرفیان نذر دین اور جناب عالیہ قدرت مآب کے پانؤن سے لپٹکر بہت سا شکر گذار ہوے اور بالاجمال شکایت ناقہمی و ناانصافی رزیڈنٹ اور اپنا بچاؤ بیان کیا پھر عصمت مآب جناب بیگم صاحبہ کو نذر دے کر گھر آئے اور بکمال فارغ البالی سے اپنے کاروبار مین مشغول ہوے مجالس عزا اندر و نیاز صدقہ دل سے کی۔ انما یتقبل اللہ من المتقین سے غافل تھے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا تشریف لانا

اس مدت رخصت جنرل سلیمن صاحب مین کئی صاحبون کی خبر آمد آمد مشہور ہوئی چنانچہ سر جارج شکسپیر صاحب بھتیجے بھائی جنرل لو صاحب کی شہرت زیادہ تھی مگر حسب تجویز نواب گورنر جنرل۔ جنرل جیمس اوٹرم صاحب جو رزیڈنٹی حیدر آباد سندھ سے عدن مین تشریف رکھتے تھے لکھنؤ کے رزیڈنٹ مقرر ہوے۔ پہلے کلکتہ آکے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ لکھنؤ ہوے۔ مسیح الدولہ سفیر شاہی عارضہ دنبل وغیرہ مین گرفتار تھے لیکن کشان کشان بذریعہ چٹھی کپتان ہیز صاحب کانپور گئے۔

۲۔ تاریخ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲۔ ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۱۲۷۱ھ نصف شب کو داخل کوٹھی دلکشا ہوے۔ ۵۔ تاریخ موافق دستور مرزا ولیعہد بہادر حضور عالم شاہزادے امرا جلوس شاہی سے استقبال کو گئے شاہ منزل مین چاء پانی تیل خنگی وغیرہ ہوئی بعد اسکے صاحب رزیڈنٹ اور صاحب اسسٹنٹ مرزا ولیعہد حضور عالم کے ساتھ ملاقات بادشاہ کو آئے بعد چند کلمۂ شوقیہ عطر و پان لیکر رخصت ہوے تھوڑی دیر کوٹھی رزیڈنسی مین ٹھہر کر چھاؤنی منڈیاؤن مین تشریف لے گئے متوجہ کاغذ خزانہ رزیڈنسی ہوے باقی سب امر دل کے چین

ہنیر صاحب پہ ہوے -

چندروز پیشتر کپتان موصوف نے بہ علت ارسال پرچہ پیام آغا علیخان ناظم سلطانپور منشی جانکی پرشاد رزیڈنٹی کو عہدہ سے موقوف کرکے بانکے بہاری محرران دفتر وثیقہ سے بعد بیکاری منشی معزول مقرر کیا تھا منشی مذکور ڈاک مین روانہ میرٹھ ہوے جنرل سلیمن صاحب سے اپنی چٹھی صفائی لائے مگر مفید مطلب نہوئی کسواسطے کہ صاحب منسوب کو اختیار کلی ہوتا ہے عدالت کام نہین آتی انکے باپ منشی روشن لال نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے وقت سے رزیڈنٹی مین نوکر ہوے تھے بہت سے انقلاب اور گرم و سرد رزیڈنٹی کے دیکھے چکے تھے اور اسی نوکری سرکار مین مر گئے - بعد اسکے منشی مذکور ملازم سرکار شاہی ہوے -

تاج الدین حسین خان احسان حسین خان کا آنا پھر شہر سے میر تصدق حسین جانا

تاج الدین حسین خان کو جب نواب محمد سعید خان رامپور نے روزگار سے برطرف کیا الہ آباد مین اپنے داماد مظفر حسینخان کے مہمان ہوے انکی بیٹی عجب باخدا اور عابدہ تھی مر گئی جس سے عالت تعشق انھین تھا اس صدمہ روحانی سے اوسکا تابوت لیکر ارادہ کربلا ے معلی کیا تھا واسطہ محل سے اکثر بادشاہ کو عرضداشت باب خیرخواہی مین بھیجا کرتے تھے ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ فدوی شکستہ حال و کم استطاعت ہوگیا ہے متمنی زیارات عالیات ہے امیدوار ہے جب تک فصل روانگی جہاز ہو دار المومنین مین چند روز اکر بسر کرون - بظاہر حضور عالم کو بھی انسے کچھ خدشہ نہ تھا عرضداشت قرین بہ دستخط خاص بمعیت شتر سوار روانہ الہ آباد ہوا احسان حسین خان بھی اپنے ماموں کے ہمسفر ہو کر ڈاک مین چلے ۸ - تاریخ ماہ صفر روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۷۱ھ لکھنؤ مین شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر منشی فضل حسین کے گھر مین آ اترے پریشان حال لکھنؤ جوق جوق جمع ہو کر ملاقات خوانین کو آنے لگے اس خیال خام سے کہ انکے طالع ستارہ نے پھر عروج پہ شرف کیا ہے حالانکہ میعاد ون تاریخ تینوں بہمین تھے انکی تاثیر اخیر ظاہر ہوگی اکثر اہل مقدور نے خوردہ تصدق خوان طعام ضیافت بھی بھیجے مگر خوانین نظر باحتیاط ملاقات بہت کم کرتے تھے ایکدن آغا باقر کے امام باڑے مین مجلس کی سبت سے مرثیہ خوان تعلیم جمع ہوے

جب شرف ملازمت حضور عالم حاصل کی خلعت دوشالہ رومال پایا تاج الدین حسین خان نے
عذر ضعف پیری عرض کرکے اپنی حاضری تخلیہ کی چاہی اجازت ہوئی جو طلب دیا بس
باتین خیرخواہی کی کہین ازراہ دلسوزی گوش گزار کین اپنی طرف متوجہ کیا مرزا وصی علیخان
کو انکے تقرب سے کھٹکا ہوا اتفاقاً میر تصدق حسین صدر اعلیٰ کانپور کے برخصت اخفا مہمان
حضور عالم ہوے ہر روز خوان نعمت نوش جان کرتے تھے انکے پاس مصاحب الدولہ وغیرہ
مقربان بادشاہی ہر روز حاضر رہتے تھے اس عرصہ مین حریفان کمین نے ایک شخص مجہول
سے عرضی کیفیت صدر اعلی کی شارع عام سے صاحب جج کانپور کو دلوادی کہ صدر اعلے
نے آپکے نام سے حضور عالم سے بہت کچھ لیا ہے کہ آپ واسطہ فہمایش صاحب رزیڈنٹ
اونکے واسطے ہون عملہ کچہری نے عرضی کو خوب تیز کرکے صاحب کو سنایا صاحب نے برہم
ہوکر صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ صدر اعلے کو روانہ کانپور کرین حکم قضا شیم سے صدر اعلی تو
راہی کانپور ہوگئے اور مبادلہ فتحپور کو ہوگیا اور جو انہین کیواسطے لکھا تھا کہ ان لوگون کا
اخراج شہر سے زمان سابق مین بہ بدنامی ہو چکا ہے ہمین تعجب ہے کہ کیونکر انکا رہنا گوارا کیا

خلاصہ برکت ہمین ماہ صفر سے تاج الدین حسین خان قصبہ بجنور کو گئے پھر کاکوری ہوکر
وہان ہمین حکیم فرزند علی خان کے مہمان ہوے اوسکے بعد الہ آباد گئے حضور عالم سے نوبت
رخصت بھی نپائی احسان حسین خان بھی کاکوری سے ہوکر کانپور گئے حضور عالم نے محض بپاس
یا بخوف خاطر صاحب رزیڈنٹ کچھ اسمین مداخلت نہ کی اس خیال سے کہ تازہ وارد ہین مبادا
مثل جنرل سلیمن صاحب انسے بھی وہی صورت بدگمانی پیدا ہو طرح دے گیے مگر نہ سمجھے کہ یہ کارروائی
مرزا صاحب کی تھی اب اونکا وار سنیے کہ مثل کانپور لکھنؤ مین ایک عرضی بڑے صاحب کو راہ
مین دلوادی کہ وصی علی خان کو جنرل سلیمن صاحب نے کس شد و مد سے شہر سے نکلوا دیا
تھا پھر یہ کیون شہر مین آنے پانے اسیطرح ہمارا بھی کچھ قصور نہ تھا لیکن یہ عرضی کچھ مفید
مطلب نہوئی یا خود بڑے صاحب نے طرح دی۔

اجرای احکام عظام بنام حضور عالم بہادر و مصلح السلطان نجم الدولہ

من ابتداء ۱۳ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۱ ہجری سے سال یوم المبارک شروع سال نو قرار پایا ہے

سالہاے مذکور مفصلہ ذیل کا حکم سب دفترون مین پہونچا دین کہ بعد سال ہجری مطابق اسکے تاریخ
و سال موصوف بقید سنہ الیہ اور بعد اسکے سنہ جلوس والا لکھے جاوین

ماہ واجدی – ماہ محمدی – ماہ اکبری – ماہ سکندری – ماہ حسینی – ماہ اثنا عشری
ماہ آفاقی – ماہ منصور – ماہ قمراتب – ماہ منصوری – ماہ سلیمان – ماہ نبی –

مرقومہ ۱۲ – شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ماہ واجدی سنہ احد یوم المبارک
مطابق سنہ ۹ جلوس والا فقط شروع سال شہر ذیقعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پیدائش بادشاہ
اسی مہینے مین ہوئی تھی ؎

ورود مہاراجہ دلیپ سنگھ و مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ

مہاراجہ دلیپ سنگھ بہادر مع ڈاکٹر لوگن صاحب فرخ آباد سے ماہ جنوری ۱۸۵۴ء
مطابق ۱۲۷۰ھ لکھنؤ مین آئے بہت تھوڑے سے شاگرد پیشہ او جلوس سواری ساتھ تھا
بعد سیر و تماشا مکانات شہر وغیرہ روانہ کلکتہ ہوئے وہانسے بعد ملاقات گورنر جنرل لندن کو
گئے آمد و رفت کی سلامی توپ ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تلقین سے ولایت مین عیسائی ہوئے
کسی پادری کی بیٹی سے شادی ہوئی طفل نابالغ کو جس مذہب کی ہدایت کرو ہو جائیگا فقید اور راجہ
کا عیسائی کرنا مشکل ہے ؎

مہاراجہ جیاجی راؤ سندھیہ بہادر والی گوالیار مع صاحب رزیڈنٹ جمعیت قلیل سے
پہلے فیض آباد اجودھیا کا نہان کیا پھر لکھنؤ آئے صاحب رزیڈنٹ کی کوٹھی مین اترے حضور
عالم سے بڑے صاحب نے ملاقات کرائی قیصر باغ دکھانے کو لے گئے بادشاہ کو ناگوار
ہوا کہ میرا مکان تماشا گاہ ہے مگر بلحاظ صاحب رزیڈنٹ کئی دن رہکر شہر کو دیکھکر چلے
گئے ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲۷۱ھ

منصوبی میر منشی رزیڈنسی

۹ – ماہ مئی ۱۸۵۵ء منشی باسنگھ بہاری جیفین کپتان ہینز صاحب نے میر منشی رزیڈنسی کیا تھا

جنرل اوٹرم صاحب نے بہ تقرر رسالہ دفتر وثیقہ مین مامور کیا اور منشی تفضل حسین ساکن
قصبہ امیٹھی قریب لکھنؤ بیٹے مولوی عبدالاحد کے مولوی فایق کو میر منشی دفتر فارسی کیا اس
ارزیڈنٹی مین میر منشی غلام قادر خان حیاتی ہو جنکا ہزار روپیہ کا مشاہرہ و پنشن مادام حیات
رہا اور اکثر انصرام کار دربار سرکار ریدن بہت نیکنام رہے اسکے بعد مرزا باقر علیجان کرنل
کالونس صاحب اور بیرجان منش صاحب کے میر منشی رہے پھر منشی علی نقی خان جو ۹۰ لاکھ روپیہ
نقد سواے املاک کے چھوڑکر مر گئے اونکے تین بیٹے تھے بڑا تپنچہ سے بعلت کسبی مارا گیا
دوسرا مدقوق ہوکر مرگیا چند روز تک وہ بھی میر منشی رہا صاحب لیاقت تھا تیسرا جو صاحب
عیش دنیا مین سب مال دولت لٹاکر حالت افلاس مین مرگیا املاک داخل حصار ضبطی
گارد ہوئی پھر منشی التفات حسین خان دلکش صاحب کے منشی ہوئے بہت صاحب
عزت پر غرور اپنے بیٹیون کی شادی بڑی عظمت و شان سے کی اپنی مدت خدمت
مین ۱۶ لاکھ روپیہ حاصل کیا تھا صاحب اخبار آگرہ نے لکھا تھا کہ میر منشی سرکار سے دو
سو روپیہ ماہواری کا ۸ یا ۹ برس تک رہا نہین جانتا اسقدر روپیہ اونسے کس
حساب سے جمع کیا تھا ایک کسبی پر عاشق ہوے قوت جوانی کے واسطے کشتہ کھایا تھا
وسی مین مرگئے پھر اونکے بھی بیٹون نے وہ مال اور دولت سب لٹاکر مفلس ہوگئے۔

خلاصہ انکے بعد کوئی صاحب عزت اور صاحب لیاقت اور صاحب مال تا انتزاع
ملک رزیڈنٹی مین نہین ہوا سواے ملازمی سرکار کے یا فائدہ تعدیات کے سیکو
کسی قدر حال سرکار شاہنشاہی سے بھی ملتا رہا اوسکا حساب نہین ہے۔

جنرل اوٹرم صاحب اور جنرل سلیمن صاحب سے رسل و رسایل بوسیلہ جاری رہا حضور والا
باب انتظام ممالک محروسہ اور خرابیان جو اونکے وقت مین ہوتی رہین اور اشخاص متعدد اپنی بہبود
خرابیون کے ہوتے تھے لیکن اسکے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ جنرل سلیمن نے دو برس کی رخصت
طلب کی ہے غالب ہے کہ کانپور سے روانہ کلکتہ ہون اور بعد ملاقات گورنر جنرل ولایت جاوینگے
اونھین دو عارضے مہلک تھے ایک دیابیطس دوسرا آشوب چشم قیاس یہ ہے جب کلکتہ سے جہاز
پر سوار ہوے کئی دن کے بعد مرگئے غریق سمندر ہوے تا قیامت اوس عاقبت اندیش مہربان کا

اونکے لکھنؤ مین آنے سے بہت خوش ہوئی تھی کہ خدانے ہماری دعا مستجاب کی مگر اون ثمرات کو نہ سمجھے جو اونھون نے اپنے تردد سے اوس زمین پر کشتکاری کی تھی کہ یہ اپنی فصل نشو ونما کرکے اپنا ثمرہ دکھلائیگی چنانچہ اونکی بلبو بک خالی نہ گئی

میلہ قیصر باغ شاہی

۱۲- شہر ذیقعدہ روز پنجشنبہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء میلہ سلطانی موافق دستور انتظام سال گذشتہ وپیوستہ ہوا ہزار ہا اہل شہر بے فکرے ملازم لباس رنگین فقرانہ پہنے ہوے داخل قیصر باغ ہوے اور حقیقتا سامان جشن وعیش اور جلوس اور تکلفات حسب الحکم شاہی ہوا- فی الحقیقت ایسی کیفیت خاص قابل دید ہے نہ شنید- ۲۳ تاریخ میلہ کا خاتمہ ہوا- پہلے دن صحبت حال وقال مشایخ صوفیہ بھی روبرو بادشاہ ہوئی اور ہر سالک مسالک طریقت اپنے جذب شوق سے اس مجمع عام مین ایک حال سے دوسرے حال مین ہوگیا،

سانحہ حیرت افزاے سید امیر علی شہید جو باعث بدنامی اہل اسلام ہندوستان ہوا نقول کاغذات مقدمات فیض آباد

جو ہندو مسلمان مین بناے ہنگام فساد عظیم ہوا آخر نوبت مقابلہ ومجادلہ پہونچی واقع ۱۲- ماہ ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۷۱ھ مطابق جولائی ۱۸۵۵ء-

استفتا اہل سنت دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

ماقولکم ایہا العلما شکر اللہ سعیکم- اندرین صورت کہ مقتولان فیض آباد کہ خود یا رُ مسلمان می گویند وبظاہر خالصًا لوجہ اللہ از کفار جنگ کردہ قتل شدہ حکم شہادت برایشان درست است یا نہ وبہ تقدیر مسلمانا نرا در انتقام آن قتال وجدال بالفرہ فخرہ باید یا نہ وکسی کہ مسلمانانرا از انتقام کشیدن کفار باز دارد ومنع کند در حق او چہ گفتہ آید-

جواب- بہ احکام اسلام ورفع شر کفرہ لیام از اہل ایمان واسلام لازم است واللہ اعلم-

استفتاء مرسلۂ اثنا عشری مذہب دستخط مجتہد العصر سلطان العلما

سوال ما قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسئلۃ اگر در مسجدی اہل اسلام مقیم باشند در حالت غفلت کہ آنہا در خواب باشند گروہی از اہل کفار عمدۂ عظام یورش کردہ اہل اسلام را کشتند کہ از خون آنہا مملو و پر شد و آنہا در مسجد بول کردند و کلام اللہ را پارہ پارہ کردہ زیر پای خود انداختند و دیگر بے ادبیہا آن ساختند و جمیع عظیم مجتمع شدہ ہر کسے را از اہل اسلام یافتند بکشتند و مسلمانان ساکنان آن مقام بخوف جان و آبروی خود جلای وطن شدند پس محاربہ ہمچو کفار مسلمانان دیار و امصار را فرض است یا نہ و اگر کسے درین جنگ از دست کفار کشتہ شود مصاب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا۔

جواب ۔ پناہ بخدای عز و جل از شر کفار بر حکام اسلام و از اہل ایمان و اسلام رفع شر کفرہ لئام لازم است واللہ اعلم۔

ایضاً ۔ ما قولکم ایہا العلماء بحکم اللہ کہ وقت ہجوم کفار مشرکین بر مسلمانان و ہدم مساجد و انداختن مصاحف مجیدہ در نجاست والقاب چون خار بر در مساجد و قتل مسلمانان و دیگر امور ہتک اسلام و اعراض حاکم اہل اسلام پس درین صورت بر مسلمانان قتل و قمع آنہا واجب است یا نہ و اجازت والدین ہم شرط است یا نہ بینوا و توجروا۔

جواب حکام را بمتابعت حاکم دفع کفار از اہل اسلام و اہل ایمان و اجرای حدود بر محاربین مشرکین و قصاص مسلمانان واجب و ہو العالم۔ مہر طغرا

چہ ارشاد میشود در باب کسانیکہ برای جنگ ہنودان در فیض آباد میروند زیرا کہ ایشان ارادہ انتقام اینچنین بے ادبیہای ہنودان کہ با قرآن مجید و مسجد نمودہ اند میدارند جنگ و رفتن ایشان عند الشرع جائز است و ثواب دارد یا ممنوع بینوا توجروا۔

جواب ۔ بدون مشارکت و معاونت حکام عرف یا حاکم شرع تدارک چنین امور صورتے جواز ندارد و ہو العالم۔ مہر طغرا

استفتاء دستخطی اہل سنت ۔ چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ اہل اسلام

یا دعاے اینکہ موذان مسجد کندیدہ شامل مکان وامامہ بتخانہ کردہ اند اجتماع عزیمت جہاد دارند
و بادشاہ و والی ملک کہ اہل اسلام است اقرار تدارک در صورت ثبوت و رفع حجت طرفتانی می فرمایند و
ممانعت و ہجوم عزیمت کہ در ضمن تشکل آن دیار خونریزی اہل اسلام است می نماید درینصورت
تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید یا نہ بینوا توجروا ہو المصوب —

جواب - تعمیل امر سلطان و فسخ عزیمت می باید واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف صحیح الجواب
حررہ محمد رحمت اللہ الجواب صحیح تحریر نمودہ احقر العباد خادم احمد قد اصاب من اجاب کتبہ محمد
سعد اللہ الجواب صحیح الراے نجیح واللہ اعلم حررہ ابو البرکات المدعو تراب علی عفی عنہ رکن الدین تراب علی

کیفیت

زمان سابق مین اودھ کی بلندی پر جسکا نام ہنودنے ہنومان گڑھی رکھا ہے ایک
مسجد بناے سلاطین ماضیہ تھی ایک فقیر مسلمان اوسکی جاروب کشی کیا کرتا تھا اور پہلوے
مسجد مین بڑا چبوترہ تھا اوسپر عشرہ محرم مین تعزیہ رکھتا تھا بعد ایک مدت کے ایک فقیر ہندو
بھی املی کے نیچے جھنڈی گاڑ کر رہا ایک چھوٹی سی کوٹھری بنائی اوسمین بت رکھکر مقام ہنومان
قرار دیا عہد جناب غفران مآب نواب برہان الملک مین بعض ہنود کوتاہ اندیش نے مسجد جو بلندی
مذکور پر تھی اوسے منہدم کردیا تھا فوج قاہرہ سرکاری پہونچی اون کوتاہ اندیشون کو سزای
اعمال دیکر بتخانہ کو توڑ بدستور سابق بناے مسجد قائم کی بعد مرور ایام بیراگیون نے پھر بتخانہ
بنایا مسجد سے کچھ متعرض ہوے جب تک حکومت چھپم راٹ وغیرہ علاقہ سرکار سے راجہ
درشن سنگھ بہادر کو ہوا کفار اوس دیار کو قوت و ثروت زیادہ ہوئی اوس مسجد کو گراکے
مکان گڑھی مین ملالیا اور مسجد واقع رام گھاٹ دریا کو خراب کرکے اوسکے صحن مین اپنے
مسکن بناے اور اوسکے اندر گھوڑا باندھنے لگے اوسپاس بیراگیون متعلق اہل اسلام کو توڑ کر اونکی
اینٹین اور پتھرون سے بڑی شان و شوکت سے بتخانے بنائے یہان تک کہ مسجدین پست
اور بتخانے [illegible] ...
[illegible] [illegible] [illegible] شاہ [illegible] جمعیت اسلام سے کوشش ہمراہ لیکہ سنبھال

تباہی مسجد ہنومان گڑھی مین رونا ہی تک پہونچا مرزا اعلی علی منصرم کچہری سندیلہ سے پہونچے نہ
سے اونھین پھیر دیا اور اونکے دو چار ہمراہیونکو جو فیض آباد پہونچے تھے نائب کوتوال وکپتان
الگزنڈر آر پٹرک آر نے باہر نکالدیا جب یہ پرچۂ اخبار پیشگاہ شاہ جمجاہ گذرا حکم تحقیق مسجد
آغا علیخان ناظم اور مرزا منعم بیگ کوتوال کے نام مزین بدستخط خاص ہوا غلام حسین شاہ بھر
کئی اشخاص سے جامع مسجد جو ستیا کی رسوئی مین ہے مقیم ہوا اور کسیکے کہنے سے وہان سے
نہ نکلا پھر غلام حسین شاہ لکھنو سے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر اوس مسجد مین پہونچا اور با وصف
عدم استطاعت وقلت جماعت کمر ہمت مسجد سے بیراگیون کے نکالنے کی باندھی کپتان آر صاحب
مرزا منعم بیگ مرزا اعلی علی نے مسلمانونکو شارکت غلام حسین سے روکا اور بیراگیون کی
مدد راجہ مان سنگہ بہادر اور زمیندار گرد و پیش سے جوق جوق پہونچنے لگے یہانتک کہ دس
بارہ ہزار آدمی جمع ہوے اور سبز دریا بند کردیا اور غلام حسین کے پاس سواے چند
غربا کے اور کوئی نہ تھا۔

روز جمعہ ۱۲۔ شہر ذیقعدہ سنہ الیہ تقریباً دو سو آدمی اہل اسلام سے نماز جمعہ کیواسطے
مسجد جامع مین جمع ہوے بیراگی انکا مجمع شکر بلوا کرکے اونکے سر پر پہونچے ہمراہی غلام حسین
نے قصد باہر نکلنے کا کیا سپاہی کوتوال اور سوار ہمراہی آر صاحب جو رفع شر کو متعین تھے دیکھکر
آ گئے اور مانع فساد ہوے کپتان موصوف بھی خبر بلوا سنکر وہان پہونچے رفع شر کردیا
لیکن مسلمانونکو اس ہنگامہ مین اداے نماز جمعہ کی نوبت نہ پہونچی دوسرے دن شنبہ کو جان ہرسی
صاحب مشارکت کپتان آر صاحب کیواسطے لکھنو سے پہونچے اور مسجد کو آ کر دیکھا اوسمین دروازہ
نہ تھا کہا یہان کا دروازہ لگانا مناسب ہے جس سے حفاظت ہو جاے اور ایک شخص کو ہمراہی
غلام حسین سے افہام وتفہیم کو بلوایا اس عرصہ مین غلام حسین کے ساتھی دو تین آدمی محلہ
بیگم پورہ مین جاکر جوڑی کواڑ کی اٹھا لائے راہ مین ہنومان گڑھی کی ہنود نے اونھین گولیون سے
زخمی کردیا اونھون نے کواڑ چھوڑ اونپر حملہ کیا پسپا کردیا اس عرصہ مین باران رحمت نازل
ہوا ایک ساعت تک جدال وقتال موقوف رہی اوسیوقت ایک کبڑیا ہمراہی غلام حسین کیواسطے
جو دو دن سے بے آب ودانہ تھے کھانا لایا کپتان آر صاحب اور جان ہرسی نے اپنے سپاہیونکو

بھیجکر کہلا بھیجا کہ تم کمرین کھولکر بہت اطمینان سے جامع مسجد مین بیٹھو باہر نہ نکلو کوئی تمسے فساد
نہ کر سکیگا انھون نے کمرین کھولکر کھانا کھانے لگے اب زبانی مرزا اعلیٰ علی کے ہے جو مؤلف
کتاب وقت روانگی کربلا کے اوس شب خاص کربلا مین ہیر پاس رہے تھے بیان کرتے تھے
کہ یہ دونون انگریز اور مین خود اور مرزا نثار حسین مع اپنی سپاہ اور توپ وہان سے ہٹ کر
بڑی دور درخت کھرنی کے نیچے جا کھڑے ہوے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ بیراگی ہزارون
گولر سے نعرہ مارتے آکر مسجد کو گھیر لیا اور رجب علیشاہ فقیر کے کوٹھے سے چڑھکر غلام حسین کے
ہمراہیونکو گولیان برسانا شروع کیا اور مسجد مین آکر ۲۶۹ آدمیونکو ذبح کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
مسجد مین لہو بہنے لگا اور قرآن شریف جو اکثرون کے حمائل تھا پرزے پرزے کر کے منفا وانتشار
پانون سے روندا اور جلا دیا چنانچہ واسطے تصدیق کے جلے ہوے ورق بھی ملفوف سرکار
کیے اور خیکہ جو حکم سرکار سے چبوترہ جامع مسجد پر تیار ہوا تھا توڑ ڈالا اور دیوار مسجد کو خراب کر دیا
چھلنی کر دیا نعشین مقتولین کی بے گور و کفن پڑی رہ گیئن دوسرے دن مرزا نثار حسین نے در مسجد
ایک غار بڑا کھدواکر گل دفن کر دیا بعد اونکے دفن کے بیراگی جوتیان پہنے مسجد مین آتے
ہوم کیا سنکھ بجایا بہت بے ادبیان کین اوسکے قریب قبر خواجہ میٹھے کی قبر شہداے سید سالار کی تھی
اوسے توڑ ڈالا ظاہر ہو کہ جمعیت بیراگیون کی اسقدر نہ تھی لیکن سیکڑون دوڑ ہی ملازم راجہ
مانسنگھ اور پانڈے راجہ کشندت رام اور زمینداران گرد و پیش مدد کو پہونچی دس بارہ ہزار کی کثرت
ہو گئی آخر نوبت یہان تک پہونچی باوجودیکہ بیگم پورہ کے رہنے والے نزدیک غلام حسین تھے مگر ہر وقت
سوکہ نخچی گھر مین تھے بیراگی اور گوہار کے لوگ گئے اونپر حملے کیے اون بیچارون نے جسطرح ہوسکا حفظ
ناموس کیا ایک شخص افضل بیگ زخم کھاکر صاحب فراش ہے اور اب محلہ مذکور کے رہنے والون اور
مسلمانون نے اثاث البیت گھر مین چھوڑکر مع اہل و عیال قیام فیض آباد اختیار کیا ہے
اور اسقدر قوت بیراگیون کو ہو گئی ہے کہ کسی مسلمان کو ہنومان گڑھی سے گذرنے نہین دیتے
اور سب اہل اسلام کو ڈرانے اور دھمکاتے ہین یہ حال شورش اور بدعت بیراگیون کا ہے اور ہنومان
گڈھی مین مسجد کو بہت سے لوگون نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بلکہ اوسمین نماز بھی پڑھی ہے اور محضر سیکڑون
برس کا قاضی یار علی ابن الدین قاضی حبیب اللہ کے پاس موجود ہے چنانچہ ایک اونمین سے

مورخہ ۹ - ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ ملفوف یہ کیفیت ہی اور کیا عجب ہے کہ اورنگ عالمگیر شاہ دہلی
نے جسکے تعصب مذہبی سے سلطنت دہلی کو ضعف و خرابی ہوئی بیشتر اماکن و معبد مذہب ہنود
مین کچھ نہ کچھ مداخلت کی تھی یہان بھی مسجد نبوادی ہو مگر محضر آئندہ سے ثابت ہی کہ زمانہ
حال خلد مکان کے عہد مین مسجد بنی ہے دعوی مسجل - محضر ہے سالیں اسصورت مین اگر
سرکار ابد اقتدار سے تحقیقات عدالت خسروانی سے تدارک ان سب نزاع بیراگیون کا اور
اونکے حامیونکا استیصال کما ینبغی سے اور حکم تعمیل و ترمیم مسجدون منہدم واقع گڑھی مذکور کا
موافق بناء قدیم نہ ہوگا خدا جانے کہ بیراگی اس بغاوت و شورش سے دلیر ہوکر حال مسلمانون اور
توہین اسلام کا کسدرجہ پر کرینگے بلکہ بود و باش اہل اسلام اودھ مین دشوار ہوگی اسی جہت سے سب
نالان ہین اور امید تدارک واقعی کی رکھتے ہین -

حفیظ اللہ | محمد نہال الدین

۱ رضوی قاضی آغا علی - لاریب فیہ ساکن لکھنؤ -
۲ میر رجب علی ساکن اودھ - مسطور المتین بیان واقع ہے -
۳ سید محمد اصغر - بیان واقع ہے - خطیب اور مسجد بابری کا ہونا
۴ محمد حسین - بیان واقع ہی - ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد
۵ عنایت علیخان فاضل - ساکن فیض آباد
۶ میر محمد حسین ذاکر سید الشہدا - ساکن فیض آباد المتخلص بہ لطف -
۷ مرزا محمد سوزخوان - ساکن فیض آباد لاریب فیہ -
۸ میان فرحت علیخان ناظر خرد محل - بیان واقع ہے
۹ مرزا جان نواسۂ نظر علیخان چکلہ دار رئیس اودھ مسطور المتین بیان واقع ہی کہ مسجد بمنوبان
گڑھی بہ بارہا اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -
۱۰ ابراہیم بیگ ساکن حیدرآباد واقع فیض آباد مسطور المتین واقع ہے
۱۱ میر بخش حسین مفتی - بیان واقع ہے -
۱۲ سید نصیر الدین - ساکن محلۂ چراغ دہلی -
۱۳ حسین علی زمیندار محلۂ قصاب نگرادلا ودستی لطف اللہ حیدر سعید اپنی آنکھ سی مسجد دیکھی ہے

۱۴ محمد بخش بیر سج ریشدار محلۂ بیرا نپور متحلات بلدۂ اودھ - بیان واقع ہے

۱۵ سید جعفر علی - بیان راست ہے -

۱۶ سید باقر علی - مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۱۷ منور علی - بیان واقعی

۱۸ مرزا محمد حسن صاحبزادۂ خردمحل - بیان واقعی

۱۹ چھیدی ابن نندرام ہندو قوم سنیوتی - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

۲۰ محمد مہدی - بیان واقعی

۲۱ میر عابد علی - لاشبہہ فیہ -

۲۲ گواہ شد - یوسف خان -

۲۳ گواہ شد محمد علیخان ساکن اودھ - بارہا مسجد اپنی آنکھ سے دیکھا ہے - ۱۰۴ برس کی مسجد تعمیر ہنومان گڑھی -

۲۴ علی مرزا - بیان واقعی -

۲۵ میر محمد علی ساکن فیض آباد مسجد ہنومان گڑھی پر دیکھی ہے اور سمت او سکے سیاٗت بھی یاد ہے محراب اوسکی نقش بسم اللہ تھے

۲۶ محمد مرزا ولد مرزا اصغر علیخان - بیان واقع -

۲۷ امین الدین حیدر خان بہادر - صاحبزادہ خردمحل

۲۸ محمد مہدی ״ ״ بیان واقعی -

۲۹ میر عابد علی - لاریب فیہ -

۳۰ آغا علی - لاشبہہ فیہ -

۳۱ گواہ شد - محمد روشن خان مسجد جامع واقع ہنومان گڑھی کو آنکھ سے دیکھا ہے -

۳۲ علی مرزا - بیان واقعی -

۳۳ گواہ شد علی محمد - لاریب فیہ مسجد متعلق ہنومان گڑھی بچشم خود دیکھی ہے -

۳۴ گواہ شد مرزا علی ساکن اودھ مسجد ہنومان گڑھی بچشم خود دیکھی اور اوسکی سیاٗت بھی یاد ہے -

۳۵ گواہ شد۔ کرم خان ساکن اودھ بیان واقعی۔

۳۶ گواہ شد۔ عبد الکریم ۔ ״ ״ ״

۳۷ ۲ وضی سنگھ چپراسی عدالت فیض آباد۔ قرقی کو حسب الحکم سرکار نیابت منتظم الدولہ مین گیا تھا مسجد کو دیکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سابق ازین محمد عاقل درویش نے بمہر محمد عادل و شیخ بہاء الدین فوجدار اور سوانح نگار و واقعہ نگار اور میر محمد صادق کوتوال وغیرہ ارباب عدالت اور اہل خدمات اور اکابر اور اصاغر نے مسجد تیار کی تھی کہ زمان حضرت خلد مکان مین بلندی ہنومان گڑھی پر مسجد درست ہوئی تھی بعد اسکے بیراگیون نے مسجد مذکور کو مسمار کر کے بتخانہ تیار کیا ہے چنانچہ محضر مذکور مع عرضی نظر بندگان عالی نواب صاحب مین گذرا دستخط خاص فرین محضر ہوا کہ پروانہ فوجدار کے نام لکھا جاوے جب یہ خادم شرع حضور سے داخل بلدہ اودھ ہوا درویش نے محضر دکھا کر نالش کی اس خادم شرع نے وہ محضر اور عرضی خدمت بندگان عالی مین گذرانی چنانچہ غازیان لشکر ظفر پیکر نے بموجب عرضی بندگان عالی بتخانہ مرقوم کو مسمار کر کے بدستور سابق مسجد تیار کر کے رواج دین و اسلام دیا بعد کوچ کرنے فوج کے بعض ہنود منبر و محراب مسجد کو مسمار کر کے چلے گئے موذن نے یہ خبر پہونچائی اس خادم شرع نے دیکھا کہ اس مقدمہ مین سستی دین و اسلام ہوتی ہے بنا برعبرت روز جمعہ مسجد جامع مین بیٹھکر شہرت دی کہ جس شخص نے مسجد مذکور سے بے ادبی کی ہے اوسے بیراگی حاضر کرین تا موافق شرع محمدی اسے تعزیر دیجاوے چنانچہ شیخ کریم نائب رفعت پناہ شیخ بہاء الدین فوجداری کہنے لگے کہ نام مسمار کرنے والے کا معلوم نہیں ہوتا لیکن بیراگی اقرار داد کرتے ہین کہ من بعد کوئی گرد مسجد مذکور کے نجاویگا اور ہم بھی مسجد کے ہونے سے وہان خبرداری کرینگے پس یہ خادم شرع اور جماعت مسلمین اُٹھکر اپنے گھر چلے آئے اور بنیے کہا کہ بیراگی جمعیت خاطر سے اپنے گھر مین آباد رہین مسجد مین دخل نہ کرین چنانچہ بیراگی اپنے مقام مین آباد ہین اور اراضی و بیسہ وغیرہ ملک و املاک پر اپنے قابض اور متصرف ہین اس خادم شرع کو اونسے مزاحمت نہین جن لوگون نے اور طرح سے از راہ عداوت دینی خدمت بندگان عالی

میں ظاہر کیا ہے کذب و افترا ہے یہ کیفیت صورتحال ہے۔ تحریر تاریخ نہم شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۹ ہجری۔

مواہیر

(۱) مفتی شرع محمد ابو تراب ۔ ۱۱۳۵ ۔
(۲) خادم شرع محمد عربی ۔ لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین علی عبدہ قاضی وزیر ۱۲۶۱ ۔
(۳) مہر قاضی خان مطابق مہر اصل باضیہ ہے ۔
(۴) خادم شرع رسول اللہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ۔ قاضی محمد نعیم اللہ ۔
(۵) خادم شرع مبین مفتی محمد معین الدین ۱۱۴۳ ۔ عقد اللسانی رب الشرح لی صدری ویسر لی امری اصل
(۶) سجت شاہ حامد علاء الدین عبدہ ۱۲۶۵ ۔
(۷) خادم شرع مفتی محمد لطف اللہ ۱۱۴۰ ۔
ذلک الکتاب لا ریب فیہ اللہ محمد شاہ بادشاہ غازی لطف فدوی ۱۱۳۸ ۔ ان اللہ یامرکم فی العدل والاحسان ۔
(۸) محمد شاہ بادشاہ غازی رشید فدوی ۱۱۳۲ ۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ ۔
(۹) ز نور شہرت یافت عنایت علی ۔ بیان واقع ۔
(۱۰) محمد رکن الدین ۱۱۴۳ لا ریب فیہ ۔
(۱۱) افضل جلیل پناہ جمیل ہے ۔ ؍؍
(۱۲) نور محمد غلام احمدی ۱۱۱۳ (۱۳) معز الدین محمد ۱۱۴۲ (۱۴) شیخ ابن محمد انصاری ۔ لا ریب فیہ
(۱۵) میر محمد ۔ بیان واقع ۔
(۱۶) حسن بن آدم جلال ہی لا ریب فیہ (۱۷) سکندر خان ۱۱۴۳ بیان واقع ۔
(۱۸) فخر علی ۔ بیان واقع ۔
(۱۹) خاکپای محمد راست علی ۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ جو لکھا ہے بیان واقع ۔
(۲۰) محی الدین شاہ فخر شاہ فرید واقع کذلک مسطور ۔ بیان واقع ۔
(۲۱) خاکپائے نبی مظفر بیگ ۔ بیان واقع ہے ماما لی ذلک کذلک ۔

۲۲ حبیب اللہ - لاریب فیہ

۲۳ نعمت اللہ یا حفیظ شک و شبہ نہین -

۲۴ شیخ وزیر علی انصاری - بیان واقع ہے -

نقل کیفیت

منشاء فساد فیما بین ہنود و مسلمین بلدۂ اودھ و فیض آباد اور کیفیت مجملی واقعہ جو اس عرصۂ قریب مین خاص اودھ مین واقع ہوا جو شعار سلاطین اہل اسلام اور آثار عمارات مساجد کرام سے اور اظہار جو تھوڑے سے مشائخ عظام اور اقرار بعض ہنود ساکن اودھ سے بپایۂ اختیار و ثبوت کو پہونچا یہ ہی کہ بادشاہان سلف نے تمامی معابد ہنود شہر اودھ مین جہان بڑے بتخانے تھے مسجد جامع بجاے بتخانہ مختصر ہوا کر موذن اور جاروب کش مقرر فرمایا تھا چنانچہ عظمت و شوکت مسجد جامع بنا سے بابر بادشاہ واقع جنم استان یعنی مسقط راس رام پسر راجہ دسرت متصل مکان رسوئی ستیا زوجہ رام مذکور سے ظاہر ہے بلکہ رسوئی ستیا زبان جمہور پر جاری ہے شاہد عادل ہے اور علی ہذا القیاس شہادت دیتی ہے ارتفاع شان مسجد واقع مقام رام گھاٹ کنارہ دریا کہ بالفعل بہ سبب خراب و منہدم کرنے کفار کے فقط دو مینار اور تھوڑی دیوار باقی رہ گئی ہے عہد عدالت مین حضرت جنت مکان کے اوسکی ترمیم کا حکم محکم ہوا تھا لیکن اجل نے امان ندی حکم نافذ ہوا اور مسجد مذکور اوسی دستور پر حصار معابد کفار مین رہی بالجملہ ازین قبیل دوسری مسجدین مختصر بعض قناتی اور سقفی گنبد دار بہت سی ہین از انجملہ باہندی ہنومان گڑھی پر مسجد قناتی نہایت مختصر متصل مندر فقیر تھی جسکے پاس ایک مندر تھا اور سب کفار اوسکی پرستش کرتے تھے اور جو ملتا تھا وہ فقیر مسلم جاروب کش مسجد اپنے ہمسایہ کو بانٹ دیتا تھا بعد مدت دراز کے وہ فقیر مایہ دار ہوا بعض حکام ذی اقتدار اوس جوار کے اوسکے معین و مددگار ہوکر حوالی مندر مذکور حصار تیار کر ہنومان گڑھی نام رکھا اور فقیر مسلم کو کچھ بطور سالانہ یا ماہواری کرکے مسجد سے خارج کیا اور مسجد کو داخل حصار ہنومان گڑھی کیا چنانچہ مسلمین معتمدین اسے ظاہر کرتے ہین اور عہد جناب عالیہ مرحومہ مین ایک دن بہ طریق سیر و تماشا ہنومان گڑھی

کے ٹیلے پر گئے تھے وقت نماز داخل ہوا اوسی مسجد مین نماز پڑھی تھی اور بیراگیون سے کوئی
متعرض ہوا اور بعض نے ایک مدت تک بعد وفات مرحوم اسے دیکھا ہے اب اوسکا نشان بھی نہین
ہے کہتے ہین جب وہ فقیر جاروب کش مرگیا بیراگیون نے رفتہ رفتہ داخل مکانات ضلع ہنومان گڈھی
کرکے نابود کر دیا ہے جسکا نشان بھی پایا نہین جاتا المختصر اس ماجرے کو سنکر غلام حسین شاہ
فقیر نے مسلمانون کو لیکر مسجد بابری مین آیا ۱۶۹ – آدمیونکو تہلکہ ہلاکت مین ڈالا اب وہ گوشہ
نشینی سے معلوم نہین کس سمت کو بھاگ گیا اور تفصیل توڑنے کنھرے کی جو دو برس پیشتر حکم
حضرت سے مخاطب مسجد کیواسطے بنا تھا اور قتل ہونا مسلمانون کا اور غلبہ بیراگیون کا اور انکا
ظلم و بدعت کرنا نسبت جامع مسجد اور قرآن جو مسلمانون کے حمایل تھے کیفیت مولوی نہال الدین
امین اور مولوی محمد حفیظ اللہ داروغہ عدالت فیض آباد نے جو سرکار مین بھیجی ہے مفصل
ظاہر ہوگا الغرض بیراگی اور گوہار کے لوگ جو قرب جوار راجپوتون کے بھیجے ہوئے آئے تھے
کیا کیا ظلم بدعت مسلمانونپر اونھون نے نہین کیے اور ابتک اوسکا فخر و مباہات کرتے ہین بلکہ
انکے زور و شورش اس حد پر پہونچی ہے کہ جابجا اطراف شہر مین مسلمانونکو راہ چلنا اور
بسلامت نکلنا دشوار ہے اس جہت سے شرفاے شہر اودھ نے گھر چھوڑکر فیض آباد مین
اپنے عزیز و اقارب کے گھر جاکر رہنا اختیار کیا ہے اگر خدا نخواستہ سرکار دولتمدار سے
مدد اشرار کفار ظاہر ہوئی مظنہ وقوع غدر تمامی ممالک محروسہ مین ہے – علی ابن محمد الحسینی ۱۲۳۹

نقل عرضی مولوی حفیظ اللہ داروغہ عدالت عالیہ فیض آباد مورخہ ۲۲ – شہر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ
غریب شہر کہ غلام حسین شاہ فقیر کئی آدمی لیکر بیراگیون ہنومان گڈھی واقع اودھ کے ساتھ
باظہار ہدم مسجد نزاع رکھتا ہے لہذا فریقین کی طلبی در دولت سے ہوتی ہے بمقتضی حکم پہونچا ہے
کہ وہان کے رہنے والون سے تحقیق واقعی اور تفصیل عرض کرو اظہار ہر ایک کا باشتراک رای
مولوی نہال الدین لیکر بلا رعایت فریقین کیفیت اس باب مین تاکید مزید جان کر حسب الحکم
عمل لاؤ بعد معرکہ جدال و قتال فریقین اور مارے جانے ۱۶۹ مسلمانون کے مسجد بابری مین
۱۹ آنا ٹیچ شہر مذکور بسبیل ڈاک سلطانی شرف ورود فرمائی لہذا باشتراک رای مولوی
موصوف ساکنین فیض آباد اور اودھ سے تحقیق واقعی کرکے کیفیت تفصیلی اونکی گواہی

سے بھیجی ہے نظر انور سے گذریگی بعد ملاحظہ کے در باب تدارک ہنومان گڈھی جس میں مسجد میں
مسلمانون کو قتل کیا قرآن شریف کے بے ادبی کی کٹہرہ مسجد بابری مسجد جامع جو حکم سرکار سے
ہوا تھا توڑ ڈالا در و دیوار کو بندوق کی گولیون سے چھلنی کر دیا مانع اذان و نماز کے مسجد میں ہوئے
جو رائے جہان آرا اقتضا فرمائے۔ واجب تھا عرض کیا۔ الٰہی آفتاب دولت و اقبال تابان
و درخشان رہے۔ عرضی بندۂ خاص حفیظ اللہ ۱۲۰۳ داروغہ عدالت فیض آباد
معروضہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ۔

نقل اقرارنامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و مہنت کشن داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سید ہم
ہیں۔ غلام حسین وغیرہ نے ہنومان گڈھی میں اظہار مسجد کیا ہے اور اسباب میں فیما بین
نزاع واقع ہوئی اس جہت سے پیشگاہ بندگان سرکار ابد قرار سے واسطے تحقیقات کے
آغا علیخان کپتان آر صاحب بہادر اور راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ مامور ہوئے ہیں اور
لکھے دیتے ہیں کہ اگر حاکمان موصوف از روئے تحقیقات ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی میں ثابت
پہونچائیں اور تینون حاکم متفق ہو کر ہمسے کہین ہمیں بسر و چشم منظور و قبول ہے اور کسیطرح
کا عذر نسبت اوسکے نہوگا۔ بنا بر آن یہ چند کلمے بہ طریق اقرارنامے کے لکھ دیے گئے کہ ثانی
الحال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے۔

مرقومہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ۔ دستخط مہنت بلرام داس

نقل اقرارنامہ

مایانکہ مہنت بلرام داس و کشن داس و مہنت دیبی رام بیراگی چار سید ہم ہیں
غلام حسین وغیرہ نے دعوی ہونا مسجد کا ہنومان گڈھی میں کیا ہے نوبت بکار زار کی پہنچا اور
مسمیان جعفر علی محمد حسین شیخ بدھو وغیرہ باشندے اودھ کے بوجہ شراکت غلام حسین
رنج پیدا کیا اب بنظر رابطہ سابق ہمیں اونسے رنج و کدورت نہیں رہی اور اب آغا علیخان بہادر
راجہ مان سنگھ بہادر قائم جنگ کپتان آر صاحب بہادر درمیان دیگر قسم جہا پیر سوامی سے
قرار کرا دی ہیں اور لکھے دیتے ہیں کہ بشرط عدم وقوع زیادتی اوسیطرف کے ہم زنہار اور صلاحیت فساد و تکرار

نزاع لفظی بھی اوس سے نہ کرینگے اور ہم بیراگی جارسید ہیہ خلاف تحریر ہذا عمل نکرینگے اور جسطرح
کہ قبل از معرکہ فیما بین ہمارے اور جعفر علی مذکور کے راہ و رسم تھا وہی ضبط اب بھی صلح اور راستی
سے جاری رکھینگے اور کسیطرح کی بغاوت نہ کرینگے اگر منافی اقرار اور تحریر ہذا کے کرین مجرم
اور گنہگار ہوکر جو سرکار سے سزا تجویز ہو اوسکے سزاوار ہین بنا بر آن یہ چند کلمے بطریق صلحنامہ
کے لکھدیے گئے کہ ثانیاً حال سند ہو اور عند الحاجت کام آوے مرقوم ۲۶ - ذیقعدہ ۱۲۷۱ھ

دستخط ہندی - بابرام داس

سانحۂ یادگار معرکۂ سید امیر علی شہید ساکن قصبہ امیٹھی متصل لکھنؤ

جب فساد و ہنگامۂ ہنود و بیراگی اختر گڈھ یا ہنومان گڈھی کا غرباے اہل اسلام سے بڑھا
اور بظاہر ثابت و متحقق ہوا کہ رعایت و پاسداری ہنود بطمع دنیا ارکین دولت کو منظور ہے
مولوی سید امیر علی بندگی میان کے پوتے ساکن قصبۂ امیٹھی نسبتی بھائی شیخ حسین علی کارندہ
راجہ نواب علیخان رئیس محمود آباد بسبب جوشش حرارت اسلام چاہا کہ دفع توہین اسلام کرین
چنانچہ پہلے شہر لکھنؤ مین اہل اسلام نے مولوی کی تحریک سے بعد شورۂ اجماع کمر جہاد پر باندھی بعض
ناعاقبت اندیش نے منع کیا کہ یہ امر اچھا نہین حاکم وقت اور صاحبان عالیشان سے آخرکو
مقابلہ ہو جائیگا پھر کچھ بن نہ پڑیگا عبث عبث توہین اسلام سب کے واسطے ہو جائیگی غرض ایک نے
نمانا مولوی صاحب کے سر پر اجل تو آگئی تھی جب رکن رکین سلطنت حضور عالم اس امر سے مطلع
ہوئی شاہ جمجاہ سے عرض کی کہ فدوی ہر چند چاہتا ہے کہ یہ بیہودہ فساد کسی حکمت عملی سے موقوف ہو جائے
لیکن خانہ زاد سلطنت یعنی خواجہ سرا پردۂ غفلت مین بانی مبانی اس فساد کے ہوئے ہین یعنی
مولوی امیر علی بیرحید منشی متوسل بشیر الدولہ کے عزیزون سے ہے وہ چاہتا ہے کہ اس آتش فتنہ
و فساد کو خوب بھڑکائے اور مفت مین میری بدنامی اور نارسائی ظاہر ہو —
بشیر الدولہ جب اس سے واقف ہوے اپنے رفع الزام کو بواسطہ منشی مولوی صاحب کو بلوا بھیجا
اور حضرت جنت مکان کے امام باڑہ مین اوتارا جب تک رہے اونکی ضیافت کی اور اپنے ساتھ حضور عالم
کے پاس لیگئے اونھون نے سب طرح کے نشیب و فراز سے سمجھایا اور چاہا کہ خلعت سرفرازی دیکر رخصت

کرین لیکن مولوی صاحب نے خلعت لیا اور جیا دہاتھہ نہ اوٹھایا بلکہ بہت بے لطف گفتگو ہوئی کہ
باعث ملال خاطر ہوا بلکہ ازراہ مآل اندیشی چاہا کہ انھین قید کر لیجیے تاکہ طول فساد نہو نے پاوے
منشی نے بشیر الدولہ سے کہا کہ یہ صورت ہوئی تو پہلے مین گلا کاٹ کر مرجاؤنگا آخر اوسی شب
مولوی صاحب کو بسلامت اونکے گھر بھیجا اور اونکا نکلنا اپنے واسطے بہت غنیمت سمجھے۔

مولوی صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھی اور تقریبًا ۲۰۰ آدمی مجاہدین سے روانہ ہوئے راہ
مین ایک فقیر آزاد نے مولوی صاحب سے کہا کہ زنہار نجاؤ لامحالہ مارے جاؤگے مولوی صاحب
اس الہام غیبی سے کچھہ خبر نہوے جب سرکار مین یہ خبر پہونچی میر صفدر علی کارندہ اہتمام الدولہ حسینعلی اور
تہور خان کو حضور عالم نے مع فوج و توپخانہ روانہ کیا کہ جاکر انسداد فتنہ و فساد کرین مگر
جا بنرمی و آشتی سمجھانا اوسکے بعد تہدید چنانچہ شیخ حسین علی مذکور اور تہور خان موکد اختتام
تک واسطہ سوال و جواب رہے اور کوئی دقیقہ فہمائش نچھوڑا آخر بسبب قریب ہونے عشرہ محرم کے
بعد عہد و میثاق وعدہ ایک مہینہ کا ہوا کہ اس مدت معینہ مین مسجد گڑھی مذکور مین نجاوے تو
پھر آپکو اختیار ہے مگر تہور خان نے اپنی جوشش ایمان سے ازراہ سپہ گری یہ کہا کہ اوسوقت ہم
بھی آپکے شریک جہاد ہونگے کسواسطے کہ ہم حضور عالم سے جو اونھون نے وعدہ فرمایا ہے
مطلین ہین چنانچہ ۲۴ تاریخ روز مبارک ذیحجہ ۲۴ محرم سنہ ۱۲۷۱ھ تک کا وعدہ موکد ہوا۔

مولوی صاحب اس مدت معینہ تک سہالی علاقہ راجہ نواب علیخان مین رہے ہر روز سونمن
جنس غلہ اور تھوڑا خرچ نذوری ملتا رہا اس عرصہ مین یہ خبر وورود دراز شہرون مین پہونچی تمام
جہاد نکر غافل جاہل مسائل سے نکری بے روزگار فاقہ کش آوارہ وطن لوگ شریک مجاہدین ہوے
تقریبًا جمعیت دو ہزار کی ہوگئی رامپور پیلی بھیت کے پٹھان پہلے جمع ہوے اور کئی سو فقیان
دلایتی تہمد دھاری کوہی دشتی لباس سیاہ سے آئے علیحدہ سب سے اترے چند روز مین
رنگ بیرنگ دیکھکر اولٹے پھر گئے بعد اسکے ہر روز لشکر مجاہدین سے پچاس سگئے دوسرے دن پچاس
اور آگئے اوس مدت مین یہ غلغلہ ساری مملکت ہند مین پھیلا ہر ایک موافق عقیدہ خاص کی
اپنی جگہ مستعد و آمادہ ہوا اور بعض رئیس خوف صاحبان عالیشان سے بدل متمنی اور بظاہر
متردد و خائف ہو کر ساکت و خاموش رہگئے۔

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب شاہ جمجاہ کے پاس آئے شہرہ گیا بیان کیا کہ ہندوستان مین
درمیان ہندو مسلمان کے فساد عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مبادا نوبت کشت و خون کی پہونچے
ہزارہا بندگان خدا کا ناحق خون ہو جاوے اہالیان سرکار پر اسکا تدارک انتظام واجب و لازم ہے مولوی
امیر علی بانی مبانی اس شر و فساد کا ہوا ہے اوسے سزا قرار واقعی دینا چاہیے اوسے لکھنؤ سے کیون
جانے دیا قید کرنا مناسب تھا حضور عالم نے عرض کیا کہ مینے اونکو بہت بلوایا ہے کہ وہ دردولت
پر حاضر ہون صاحب نے فرمایا شاید وہ بے ضمانت نہ آوین بادشاہ نے فرمایا یہ کیا آپ نے کہا ہمارے
رعیت نہین ہین پھر کیا سبب نہ حاضر ہونے کا اسکا جواب نرمی و نیکی سے دیکر رخصت ہوئے —
امر عجیب یہ ہے کہ اسی ہنگامہ مین ایکدن کپتان ہیر صاحب نے صمصام الدولہ بتوسط شاہی
سے کہا کہ اس فساد کا بہت جلد بندوبست کیا جاوے کہ حتی المقدور طرفین سے خونریزی نہونے
پاوے ورنہ سلطنت پر آفت آجاویگی۔ چنانچہ بعد اس معرکے کے جب صمصام الدولہ کے پاس آئے
کہا تھا ہمارا پیام بادشاہ وزیر سے جاکر کہدو اجل برد شاہی رسید جب یہ تبلیغ رسالت کی فرمایا ہمین
دھمکاتے ہین حسب الحکم شاہی بعض موکل گئے مذکور راجہ مان سنگھ کپتان پارلو صاحب کی ضمانت
سے دردولت پر حاضر ہوئے حضور عالم نے اونھین اپنا مہمان کیا آخر بے خبر اور کوتاہ اندیشون
نے بطمع دنیا اپنا کام کیا اور اونھین بسلامت سرکار سے رخصت کروا دیا اور بظاہر اپنے بچاؤ
کی باتین لاطائل ذہنی تراشین اور بادشاہ سے باتفاق ہمزبان ہو کر عرض کیا اور پرچہ پیام مشتمل بر تفصیل
رزیڈنٹ کو بھیجا کہ بنائے مسجد منہومان گڑھی مین کسیطرح ثابت و تحقیق نہین ہوتی بعد ملاحظہ
پھر طائفہ فریقین کو خلاف بجا آوری حکم محکم بروقت سرکشی و متمردی سزائے اعمال دیجاویگی صاحب
رزیڈنٹ نے یہ حال صدر کو رپورٹ کیا اور جواب پرچہ پیام یہ بھیجا کہ اہالیان سرکار نے اس بات
مین حق انصاف ادا کیا اور ہرگز رعایت مذہب و ملت نہ کی عدل و انصاف حاکم وقت کو یہی
چاہیے اور اس مدت حکومت مین کبھی ایسا امر واجبی اور مناسب حال جیسا کہ چاہیے ہنود
پس اس پرچہ پیام نے خاتمہ کر دیا غافلون نے چاہا کہ کسی حیل و فریب سے یہ امر
رہجائے مگر چارہ علاج خود بند کر دیا تھا اب مدت وعدہ مولوی صاحب بھی تمام ہوتی بنائے
تعمیر مسجد بہ تعویق ہر چند کہ بنائے مسجد بموجب کیفیت مرسلہ اور مشاہدہ اکثر ثقات سے ثابت و متحقق ہو چکی تھی

چنانچہ نبیرۂ مؤلف کے بھائی کی ٹپالین تعین فیض آباد ہو چکی تھی عملداری غدر نبیرہ احمد مرحوم مین
وہ بھی کہتے تھے کہ ہمنے اوس مسجد کو دیکھا اور جب ہم گڑھی مین گئے مہنت نے ہمین سُمجھائی
دی ہے خلاصہ مولوی صاحب بعد اس عہد و وعدہ تسکین کے مایوس ہوے چار و ناچار مستعد
مرگ ہوکر وہانسے پانسہ مین کوچ کر گئے اور وہان سے پھر دریاباد باغ عیدگاہ مین مقام کیا
حسب الحکم سرکار حضرت توپ فوج تلنگہ و نجیب مع افسران اہل اسلام کپتان بارلو
صاحب و نائب مرزا حسین علی کمیدان ٹپالن گلابی یہ سب روانہ ہوے اور حکم محکم ہوا
کہ تمہارے مولوی صاحب کو آگے بڑھنے نہ دینا اور رزیڈنٹ سے متواتر پرچہ پیام آنے لگے
کہ جلد انسداد اس فتنہ کا کرو اور حریفوں اور چاشت خورون نے بادشاہ سے نسبت
خلاف مولوی صاحب کی باتین اپنے بچاؤ کی بنا بنا کے کہنی شروع کین اودھر حضور عالم سے
خائف تھے اور متفق تھے اور اپنی جیب طمع بھر چکے تھے پھر کیونکر صاف صاف خدا سے
ڈر کر عرض کرتے غرض پندرہ دن تک مولوی صاحب وہین رہے اس عرصہ مین وہ مولوی
جو سلسلہ مین محرک جہاد شد اہوے تھے حسب الحکم حضور عالم متفق ہوکر فہمایش کو آگے چاہا
کہ مجاہدین کو مرتد کرین اور مسجد عیدگاہ مین گول گول باتین خوف حاکم وقت اور خوف جان
و آبرو از راہ موعظہ بیان کین جاہل یہ سنکر سب سے پہلے بگڑے کہ وہ مولویو تم سب اہل دنیا
ہو کل تمنے ہمکو آمادۂ جہاد کیا تھا اب حاکم وقت کے سمجھانے سے ہمین مرتد کرتے ہو اب
ہمین فریب نہ دو یہ فضیلت مال دنیا جاہلون کے ہاتھ سے جاتی رہیگی یہ سنکر عوام سے
ڈر کر چپکے چلے آئے —

پنجشنبہ کو وقت عصر لشکر مولوی صاحب مین نقارۂ کوچ ہوا سب نے کمر باندھی ہتھیار
لگائے فوج شاہی بھی ادھر تیار ہوئی توپون مین چہرۂ دیگر مہتاب روشن کی لیکن کیسکی جرات سامنے
آنے کی نہ پڑی پھاٹک حصار دریاباد بند کر دیا تھا مولوی صاحب نے جب اپنے مجاہدین
کے رعب سے پھاٹک کھولدیا وہانسے کنار قصبہ مقابل بنگلہ ڈاک مولوی صاحب نے مقام
کیا سات دن تک وہین رہے جب فوج شاہی نے سبب حرکت پوچھا کہا مقام اول مین قلت
پانی اور کثرت عفونت ہوگئی تھی اس جہت مقام ثانی اختیار کیا —

جب مولوی صاحب مسجد عیدگاہ مین تھے نماز جمعہ مین ہزارون آدمی مع افسران فوجی
پیچھے نماز پڑہتے تھے جب نماز پڑھکر اپنے لشکر مین آتے تھے کمر قتل پر باندھے تھے جب اس حال
کا پرچۂ اخبار سرکار مین گذرا حکم ہوا آب و دانہ رسد غلہ مجاہدین پر بند کردو اور عرصہ تنگ ہو جاے
مولوی صاحب نے از راہ اتمام حجت ایک عرضداشت منظوم بادشاہ کو بھیجی کہ رسول مقبول نے
دو ثقل بزرگ اپنی امت مین چھوڑے ایک عترۃ طاہرہ دوسرے کلام اللہ عترت پر وہ حال گذرا
جو چاہا کیا اب فقط کلام خدا باقی رہا تھا اسکی کفار کے ہاتھ سے اوسی کے گھر مین یہ صورت گذری
بہت تعجب ہے کہ ایسے عہد معدلت مین اسکا انتظام نہو سکے اس بندہ مسکین نے جبتہً للہ کمر
باندھی ہے اوسکی عقوبت مین مستحق ایسی پاداش کا ہوا اگر حیف ہے کہ ارکان دولت نے اپنی
طمع نفسانی سے یہ عرضداشت نظر انور مین نہ گذرانی کسواسطے کہ اپنے اظہار سے خود جھوٹے ہوتے
جب مجاہدین پر رسد بند ہوئی کئی فاقے گذرے اس کڑی پر بہت سے تمارج ہو گئے ناچار
ہوکر مولویصاحب نے شیخ حسین علی اپنے بھائی سے کہا الحمد للہ کہ تمنے اور تمہاری فوج نے مثل زمانہ
سابق کئی برس کے بعد آب و دانہ بند کیا ہے جزاک اللہ ایسا جواب دیا کہ ایسا امر مجھسے کبھی نہوگا اسیوقت
غلہ وغیرہ ضروریات چھکڑون پر بار کرکے بھجوا دیا اور بہت سی برادرانہ دلجوئی کی جب کثرت لوگون
کی بڑھی مولوی صاحب بخوف گرفتاری شریک نماز نہوتے تھے اسکا بھی دغا بازونسے کچھ
عجب نہ تھا تین آدمی محافظت کو ہر وقت تلوارین کھینچے کھڑے رہتے تھے اور ہر شخص کو پاس
نجانے دیتے تھے سواے شیخ حسین علی کے یا کبھی تہور خان جایا کرتے تھے ایکدن شیخ حسین علی
نے بعد بہت سی منت و فہمایش کے کمر سے تلوار نکالکر مولوی صاحب کو دی اور پاؤن پر سر رکھکر
کہا کاشکے مجھے آپ اسوقت جان سے مارڈالیے بہت آفتون سے بچونگا اور اپنی بہن کو رانڈ نہ دیکھ
سکونگا پھر شیخ حسین علی آئے اور حضور عالم سے عرض حال کیا ارشاد ہوا بہر صورت اس فتنہ
وفساد کو بند کرنا چاہئے اب خوف تزلزل سلطنت ہے اور بناے مسجد بسہولت وقت مناسب مین
ہو جائیگی مولویصاحب ایسے اقوال سرکار کو بے اصل و بیفروغ سمجھے کہ جب انسے ایفاء وعدہ نہ
ہوسکا تو انسے بناے مسجد کبھی نہوسکے گی اور نہ وقت مناسب ہاتھ آئیگا۔

اس عرصہ مین حسب الحکم بادشاہ اور فہمایش حضور عالم سے سلطان العلما نے بھی اسباب مین کچھ

تحریر کیا مولوی صاحب کو پہونچی لیکن اوسے خلاف نفس الامر سمجھے پھر سلطان العلما نے کوئی
فتوی بتصریح حکم سرکار سے دستخط نہ کیا بلکہ جواب دیا کہ ایک شخص نے غرض نفسانی برفع
توہین اسلام پہ کمر باندھی ہے اور تن بہرگ دیا ہے سر اسر اوسکے حق بجانب ہے کیونکہ خلاف
شریعت غرّای احمدی بخوف حاکم لکھوں لیکن مقام حیرت یہ ہی کہ تمام ہندوستان مین لکھنؤ
دار المومنین مشہور ہے ایک مسکین ضعیف و نحیف نے ہمت مردانگی کی ہے مقام عبرت
ہے علماے فرنگی محل نے بھی اسی طریق سے تحریر کیا بلکہ راضی ہوے اس امر پر حاکم وقت کو
اپنے شہر مین رہنے دینے کا اختیار ہے کبھی ہم فتوی قتل اس شخص کا نہ دینگے مولوی محمد اصغر
قنوا سے نے بھی فتوی دستخط کیا علماے ظاہر اہل سنت مثل مولوی حسین احمد غلام جیلانی
وکیل عدالت انگریزی مولوی محمد یوسف مولوی فضل حق خیرآبادی مولوی محمد سعد اللہ جو حج خانہ کعبہ
سے مشرف ہوکر آئے تھے اور بعض علماے گمنام نے بھی محض لطمع دنیا بخوف حاکم حکم فتوی قتل
عبارات مختلف سے رنگین کر کے دیا اور بعض علماے شاہجہان آباد نے بھی ایسی حجت و براہین سے
لکھا یعنی جب اہل اسلام قلیل ہون اور غلبہ کفار ہو اوسوقت خلاف حکم اولی الامر یعنی حاکم وقت صاحبان
عالیشان یا اہل اسلام جو انکی اختیار مین ہون جہاد حرام ہی پس جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو وہ طاغی و باغی ہی
سراج الدین خان کمیدان بھی بحکم سرکار فہمایش کو گئے اونکے کہنے سے کچھ لوگ بریلی رامپور چلے
بہت سے بزدل ہوکر اپنے گھر چلے گئے اونھین بقدر ضرورت کچھ زاد راہ بھی دیا اور کچھ لوگ
افغان ولایتی کو ہی بہ مجرد سننے فتوے کے اوٹھ گئے اب مجاہدین متفرق و پریشان ہو کر فقط
چھ سو کے تن بہرگ دیکر رہ گئے اونپر فاقے ہونے لگے سوقت سب کی نظر مین تھی پچاس روپیہ
یومیہ نواب علیخان راجہ محمود آباد اپنے پاس سے اور پچاس روپیہ روز حسین علی اونکی کارندہ سبیل کرا کے کفالت مجاہدین
کی دیتے تھے میر عباس ہمشیر زادہ میر کجان نامی پسر ایک مشہور شہر کوتوال الشکر تھے اونکی معرفت تقسیم ہوتا تھا
غرض ۲۶ تاریخ ماہ صفر روز چارشنبہ مطابق ۷ نومبر ۱۸۵۵ء مطابق ۱۲ ماہ کاتک سنہ ۱۲۶۳
مولوی صاحب نے نماز صبح بہ جماعت پڑھی اور روانہ محمد پور ہوے اوسوقت تقریبا تین سے آدمی
سے زیادہ ہمراہ نہ تھے باقی منتشر قطار ایک بعد ایک کے متفرق ہوکر چلے بعد ایک ساعت کے کپتان
بارلو کو یہ خبر پہونچی - چار کمپنی دو توپ لیکر پیچھا کیا اور ۳ کمپنی گلابی حاجی مرزا حسین علی تیار رہے

اس عرصہ مین مولوی صاحب آٹھ کوس حیات گنج مین ہو پہنچے زوال شمسی قریب تھا ایک باغ مین
جانب جنوب ٹھہرے منظور تھا کہ بعد فریضۂ ظہر ردولی تین کوس ہے وہان جاکر رہینگے تلنگے نمازی
تھے وہ سوار جہان ایک ایک ردولی کو چلا شاہی فوج جانب دریاباد روانہ راہ کمپنی گلابی جوار
کے کھیت مین بارلو کی کمپنی اور توپین کھیت کے سرے پر تھی اتفاقاً کئی تلنگے اپنی قطار سے
بڑھکر راہ پر کھڑے ہوئے تاکہ مجاہدین جو ردولی کو جاتے تھے منع کرین اور کپتان بارلو نے
تو مولویصاحب کے پاس آکے کہا کہ مولوی صاحب خلاف حکم بادشاہ نشاے صاحب ریزیڈنٹ
بہادر آپکو آگے جانا مناسب نہین ہے اپنی جماعت کو منع کیجیے اور آپکو بھی مناسب ہے کہ اس
حرکت سے باز رہیے ورنہ ہمکو حکم ممانعت کا ہے مولوی صاحب نے کپتان بارلو صاحب کو ٹھہر
کے کہا کہ کافر سامنے سے ہٹ جا ورنہ کوئی جہادی مار ڈالے گا ـ

کپتان بارلو گھوڑا دوڑا کے اپنی فوج مین آیا اور حکم دیا کہ آگے بڑھین توخالی توپ اول دغوا
کے پھر جہادین اور مجاہدین گولیان مارنے لگے لیکن اسی آدمی مجاہدین سے جوار کے کھیت سے نکلا
دفعۃً توپ پر جا پڑے بند کردی ہرچند ہر طرف سے گولیان برس رہی تھین مگر مجاہدین دل کھولکر
تلوار سے خوب لڑے اور اونکے غول سے صدا تکبیر بلند تھی نہ خیال گولیون کا تھا کرتے تھے جب
یہ صورت ہوئی بارلو الگ ہوگئے اور گلابی نے پیچھے سے آکر مارا غرض نیم ساعت مین
سب خاک مین ملگئے اور تین توپین خالی جانب مغرب سے چلین کہ جو فرار ہوئے

مولوی صاحب اوس باغ مین ۱۷ یا ۱۸ آدمی سے اپنے سجادے پر مشغول نماز تھے
تلنگون نے دور سے جمعیت لوگون کی دیکھکر دفعۃً ایک توپ ماری آم کے درخت سے لگکر
ٹہنہ سر پر نمازیون کے گرا لیکن تلنگے یورش کرکے گولیان مارنے لگے دوسری طرف سے راجہ [illegible]
ضلع گونڈہ کے تعلقدار آ پہنچے سب کا کام بمقابلہ مارے گئے اور زخمیون کو ذبح کرکے تلوارون سے
تمام کیا مولویصاحب نے سجادے پر رو بقبلہ گرے اور اچھا [illegible] اونکی دعا تھی کہ مین کسی
مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاؤن خدا نے اونکی دعا مستجاب کی باقی نمازی گرد اونکی نعش کے
پڑے تھے بمثل بنات النعش تلنگون نے دوڑ کر بارلو سے کہا کہ مجاہدین کا کام تمام کیا ایک تلنگہ
مولویصاحب کا سر کاٹ کر لایا بارلو نے اوسیوقت از راہ فخر فتح و فیروزی سمجھکر روانہ سرکار کیا جب حضور عالم

پھر ہوئی حکم کیا یہان کیون سر کو لاتے اب چاہتے ہو لکھنؤ مین بھی کوئی ہنگامہ بپا ہو وہ تلنگے اونٹ
شتر سوار لیکر آئے تھے حکم ہوا کہ اس سر کو دھڑ کے ساتھ جاکر بعد ملاحظہ کرانے بڑے صاحب کے
دفن کر دیو ڈر ہے کہ اگر پھر کر لیجاوینگے مبادا کوئی مجاہدین اسے دیکھکر چھین لے اور وہین مار ڈالے
بڑے صاحب کو ملاحظہ کراکے معلوم نہین کہان سر کو پھینک سیدھے بار بو کے پاس چلے گئے
اسکا سبب تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب متواتر کہتے تھے کہ بیٹے سر راہ خدا مین دیا ہے پھر انکا
سر بھی کیونکر ملکر دفن ہوتا مگر یہ بات فہم عوام سے باہر ہے اکثر علما نے ایسے مشاہدہ ہستی سے بھی
مقام سکوت اختیار کیا تا بتی مذہب کو دخل نہ دیا کسواسطے کہ سب نے اونکے مقام وحدت
پر نظر کی نہ کثرت پر ۔ العلم عند اللہ ۔

الغرض تلنگون نے اسلحہ حرب لباس مقتولین سے اوتار کر آپس مین تقسیم کر لیا تین
کوس دہارے سے محمد پور تھا جاکر مقام کیا مقتولین کی نعش اسیطرح خاک و خون مین غلطان چھوڑ
دی نصف روز چہارشنبہ سے تا دوپہر پنجشنبہ یہی صورت رہی کسی درندہ صحرائی نے اونکی نعش
کو نہ کھایا برخلاف اسکے بعض نعش ہنود جو علیحدہ پڑی تھین اونھین درندے کھا گئے اس حال کو
کثرون نے بچشم ملاحظہ کیا ہے اس لیے بے تکلف نہین لکھا جو فی الحقیقت تھا تحریر کیا انکی بیکس
نعش کو درندون اور سیارون نے بھی چھوڑ دی آخر زمیندار مسلمان جو قریب رہتے تھے زن و مرد جمع ہوکر
آئے محض خوف خدا سے ہر ایک کو اوسی درخت آم کے نیچے دفن کیا اور حاکم وقت سے نہ ڈرے
مولوی صاحب کے پہلو مین اونکے جوان بھتیجے کو دفن کیا جو حالت نماز مین مولوی صاحب کے ہاتھ
پر گر پڑا تھا باقی اور مقتولین کو گڑھا کھود کر پیوند زمین کر دیا اسکے سوا جہان جسکی نعش متفرق
پڑی تھی اوسے وہین دفن کر دیا ۔

ایک امر عجیب یہ ہے کہ بعد دو مہینے اس ہنگامے کے جب زمیندار وہان کے گئے کھیت
کو کاٹتے تھے اوسی مین ایک شخص کو دیکھا کہ چار زانو اسلحہ حرب لگائے بیٹھا ہے اور ایک بندوق اوسکے
ہاتھ مین ہے لیکن گولی سے اوسکا کام تمام ہو چکا ہے اوسکے دیکھنے کو بہت سے زمیندار اور مسافر
جمع ہو کر تماشاے قدرت خدا دیکھتے تھے اوسے وہین دفن کر دیا نواب جعفر علیخان مرحوم فیض آباد
سے آتے تھے راہ مین یہ ہنگامہ دیکھکر آئے اور اپنی آنکھ سے اوسے دیکھا اور اس مؤلف کتاب سے

بیان کیا ۱۱۳ - آدمی اوسوقت جان سے مارے گئے مجروحین کا حساب نہین اور ایک عجیب امر یہ تھا کہ مجروح خوف جان سے آٹھ یا دس کوس تک بھاگے مردمان راجہ شیر بہادر سنگھ نے بحکم کپتان بار لو صاحب سب چھ سو مجروحین مفرور کو تہ تیغ کیا صرف ایک میر عباس کوتوال لشکر بہزار خرابی اپنے گھر پہونچے۔

مادہ تاریخ اور قصاید منظوم اس معرکے کے بہت سے کہے گئے بعد طبع سارے ہندوستان مین مشتہر ہوے ازانجملہ بلغ العلی بکمالہ۔ رسولی مین ایک مجذوب سے مقتولین کے باب مین پوچھا اوسنے جواب دیا دانہ علی ذلک فشہید ۲۷۲ ہوتے ہین۔

فوج سلطانی کے مجموع مقتول و مجروح ۱۲۵۰ - آدمی -

میر محمد حسن خان ناظم بہرایچ واسطہ اصلاح حال مولویصاحب نواب محسن الدولہ بہادر کیطرف سے ہوے تھے کسواسطے کہ حین حیات مولوی صاحب نے انسے کہا کہ جب تک سرکار سے تعمیر مسجد ہو آپ میرے ہمراہیون کے متکفل اخراجات ضروری رہیے کیا مضایقہ مین توقف کرونگا مگر سرکار کو بلطایف الحیل ٹالنا منظور تھا ایفاے وعدہ کون کرتا اور اپنی خاطر جمع ہر صورت کر چکے تھے انجام کار پر کون نظر کرتا ناظرین چشم بصیرت سے ایسے سوانحات کو دیکھین اسکا انجام بھی سب نے دیکھا۔ جب انقلاب سلطنت ہوا ایک شخص نے دیوان حافظ سے تفاول کیا یہ شعر نکلا دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چندان امان نداد کہ شب را سحر کند + اور رزیڈنٹ پیشتر ہی خبردے چکے تھے کہ مولوی کو فساد سے منع نکیا تو سلطنت لیجاویگی۔ تاریخ قتل خود مولویصاحب شہید بذکر حق سراپا گوش دارم + می حب علی در جوش دارم شدہ تاریخ او قبل از شہادت سر میدان کفن بر دوش دارم
۱۲۷۲

نقشہ معرکہ

شمال کنار دریاے گھاگرہ

نالہ

مجاہدین

کمپنی بارلو تلنگہ کمپت جوار کمپنی گلابی

توپ تلنگہ تلنگہ تلنگہ

جنوب

رودلی

جنرل اوٹرم صاحب کا کلکتہ سے آنا انتزاع ملک کا ہونا کانپور مین فوج کا آنا اور غفلت رکن رکین سلطنت وغیرہ سوانحات یادگار زمانہ

سی ام جنوری روز چہارشنبہ سنہ ۱۸۵۶ء مطابق ۲۱ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ کپتان ہیر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے استقبال کو ناکہ چار باغ تک گئے توپ سلامی کی چلی بعد زوال شمسی حضور عالم باطمینان کلی استقبال کو تشریف فرما ہوئے اوسوقت تک کسیطرح کا کھٹکا و وسوسہ بلکہ گمان بھی پیرامون خاطر نہ تھا اور جو کچھ افواہ خلایق یا دوستان دور دراز سے سنتے تھے اوسے زٹل اور افسانہ بازاری جانتے تھے ہرچند سوا تر تجار بمبئی اور عملہ انگریزی نے بواسطہ خطوط اور بعض نے بالمشافہ خبر پہونچائی اور بعض صاحبان عالیشان نے تجویز اہالیان پارلیمنٹ ولایت کی اور اسکی صورت اصلاح امکانی بھی بتائی بے طمع غرض نفسانی گویا حسبۃ للہ لیکن ان سب کو لغو و مہمل سمجھے اور کسی نے مقربان بادشاہ سے کہا مثل خواب پریشان سمجھکر اڑا دیا۔ غرض سات بجے جنرل صاحب داخل ریزیڈنسی ہوے پھر سلامی توپ ہوئی اوسوقت صاحب نے حضور عالم سے کہا کل دس بجے ہمارے پاس آؤ اور احکام نواب گورنر جنرل تمھین سنائین گے و فوج سرکاری انتظام ممالک محروسہ کو آتی ہے کسی امین کو اہتمام رسد کو روانہ کردو۔ ایک اور امر تازہ امر یہ ہے کہ جب اجتماع فوج انگریزی کا نپور مین مشہور اور زبان زد خاص و عام ہوا بادشاہ نے صاحب اسسٹنٹ سے اس باب خاص مین پوچھا جواب دیا کہ راجہ نیپال کے آدمیون کے لیے مقام پیشکش کو جاتا ہے اوسکے اہتمام کو فوج سرکارہ جمع ہوتی ہے لیکن آپ تشفی رعایا کو اشتہار حکم فرماین کہ دہشت فوج کا دل سے جاتا رہے اور درصورت قصور خلاف حکم سرکار ہوگا اور نیاز مند بھی صاحب مجسٹریٹ کانپور کو منادی شہر کو لکھتا ہے غرض اوسیوقت حسب الحکم راجہ جے لال سنگہ اہتمام رسد کو روانہ ہوے

پنجشنبہ کو حضور عالم گویا خواب غفلت سے بیدار ہوے معلوم نہین تمام رات کس خواب خیال مین گئی اب ہجوم افکار بیش یا افتادہ خاطر اقدس مین گذرے وقت خاص صاحب کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی اشتہار کمپنی بہادر

۱۲ لاکھ سالانہ مصارف ذات بادشاہ تین لاکھ علاوہ شاگرد پیشہ مجموع پندرہ لاکھ مقرر فرمایا ہے
اور تنخواہ اولاد نواب شجاع الدولہ اپنے ذمے لی ہے اور انتظام ممالک محروسہ موافق دستور سرکار
کمپنی بہادر ہوگا مجبت نامہ بھی اخیں احکام کا بادشاہ کو پہونچیگا اور یہ عہدنامہ جدید مجوزہ نواب
محتشم الیہ ہے چاہیے کہ اسپر بادشاہ اپنی مہر کمال رضامندی سے فرمائیں اور اس بات
مین تمھاری بڑی خیرخواہی سرکار مین ہوگی کسواسطے کہ تحقیق دخل کلی خراج بادشاہ مین ہی
اسکے جلد و مین لاکھ روپیہ کی جاگیر سالانہ نقد یا بدستور قدیم قصبہ مجھر ہٹہ نسلاً بعد نسل تمھارے
واسطے ملیگی وگرنہ درصورت خلاف مجرم سرکار ہوسگے ۔

بعد زوال شمسی جس سے نیر اقبال سلطنت پر زوال آیا دستور معظم نے رجعت کی لیکن ہمراہ
پریشان حال ہوکر حقیقت حال مشرحاً بادشاہ سے عرض کی اور ترغیب و فراد بہت سا سمجھایا
مقربان خواص نے بھی باتفاق ہمزبان ہوکر بخوف حضور عالم بھی صلاح بقای دولت عرض کی
بلکہ مہاراج نے اصل مطلب کا راضی نامہ لکھکر نظر انور مین گذرانا اس عرصہ مین جنابعالیہ جنرل
صاحب بہادر سنگے بھائی رونق افروز ہوے ارکان دولت و مخبران دون ہمت سے خوب
واقف ہوے کلمات پرغضب دردِ دل سے ارشاد کیے اور اس نقش کا نجر کو نقش آب سمجھے
روز جمعہ وقت عصر رزیڈنٹ تشریف لائے احکام صدر کا اعادہ فرمایا یعنی نواب گورنر
جنرل بہادر نے بحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس باجازت وزیر اعظم سلطنت جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا نظر باتحاد و بہ روابط قدیم اس خاندان عالیشان کے کمال عطوفت و خیرخواہی سے
مشاہرہ مذکورہ بالا مقرر فرمایا اور مجموع بار تکالیف شاقہ انتظام بندوبست ممالک محروسہ بذات
خود گوارا کیا ہے بہرصورت پرورش رعایا اور آبادی ملک اور دادرسی مظلومان اور دولتخواہی
و خیراندیشی سرکار مد نظر خاطر مبارک ہے اب حضرت ان تکالیف لاحقہ سے فارغ البال ہوکر
شب و روز اپنے عیش و عشرت مین بسر فرمائیں اور انصاف شرط ہے کہ بادشاہ دلی جو
مالک تمام صوبہ ہندوستان کا تھا لاکھ روپیہ مقرر ہوے پس آپ کے واسطے سب طرح سے سمجھکر مقرر فرمایا
گیا اور اب کوئی مقام افہام و تفہیم باقی نہین رہا کسواسطے کہ جنرل سلیمن نے اپنی مدت منصوبی مین
ہر خیر و کل مین کسطرح سے سمجھایا اور ہر امر مین آپکو فہمایش دیکر آپکے ممد و معاون رہے لیکن ایسی خیرخواہی

صاحب ممدوح کو مدار المہام سلطنت محض اپنی طمع نفسانی و فہم نا درست سے برابر پرکاہ بھی نہ سمجھے
بلکہ اوسکے خلاف مین کوشش بیفایدہ کرتے تھے اور موافق عہدنامجات پچاس برس کے جو بنیت استحکام
کے سد دولت سے آجتک ہوی وہ سب منسوخ ہوی کسواسطے کہ جب تعمیل اونکے خلاف
ہوئی ہمنے تامل و تساہل مین ملتوی رکھا لہذا عہدنامہ جدید بدات چند کا ہے حضرت اپنے استرضائے
خاطر مبارک سے بلا اکراہ و اجبار مہر خاص مزین فرمائین کہ مدت دوام تک بقای دو دولتین مین
کسی طرح کا خلاف واقع نہوگا اور طریق روابط اتحاد قدیم و رسوم معاشرت و ملاقات و شقوق
تعظیم و تکریم بالاتر ایام سالقہ ستے طرفین سے عمل مین آئیگا جو موجب خوشنودی خاطر اقدس
اور مزید اعتبار خاص و عام ہوگا اور در صورت ناراضی اور نامنظوری و ناگواری خاطر
ہمایون اس باب خاص مین موجب ملال خاطر مبارک نواب گورنر جنرل بہادر ہوگا۔
جب بادشاہ نے یہ پیام غیر الیتام سنا کمال ضبط و ربط سے فرمایا کہ مین ایسے جبر و ظلم
صریح پہ ہرگز راضی نہونگا اور کیونکر یہ وبال سلطنت اپنے اوپر گوارا کرون اگر کمال غفلت امور
رجوعۂ سلطنت مدار المہام اور اہالیان سرکار کی نسبت ہے اسصورت مین اوسکی اصلاح اونکے
تبدل و تغیر سے ممکن ہے نہ یہ کہ اسی لطائف الحیل سے موجب تفویض ممالک محروسہ اور معطلی تنبیہ خلق
محض وارث سلطنت سے ہوجاے نواب گورنر جنرل کے ارشاد سے تعجب ہے کہ مواخذہ ہمارے آبای
کرام کا جو مدت دوام سے مکنون خاطر ہوتا چلا آیا ہے وہ سب تغیر زمانے پر منحصر رکھا تھا مواثیق
موثقہ جو سرکارین مین ہوے ہین کیونکر سراسر اونکے اور خلاف عدالت نہوگا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بہ کمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ مرکوز
خاطر اہالیان عالیشان ہوا ہر امر ناسخ کو جب چاہا منسوخ کرکے دوسرا داخل کیا ہمارے آبای کرام نے
اوسے بکمال رضامندی بلا اکراہ قبول کیا اور کبھی سبقت اپنی طرف سے کسی عہدنامہ کے تبدل و
تغیر کی ہی کی بہرحال تابع مرضی صاحبان ممدوح رہے اور ہر وقت مہمات اعانت فوج روپیہ اسباب
سامان ضروریات سے مضائقہ نہین کیا اور آپ نقصان کھا روپیہ کا گوارا کیا کبھی اوسکی شکایت
نہین کی اور بعض اقربا اور رعایا سلطنت کی حمایت سرکار نے خلاف اپنی عدالت کے کی اُسکے واسطے اتنے تحمل
بردباری سے اپکی خوشی اور مرکوز خاطر کو مقدم سمجھا اسکی توضیح بعد معرکہ بکسر جو تحریر نواب شجاع الدولہ سے ہوئی طاہر

کہ اہالیان سرکار نے ۲۲ لاکھ کا ملک بنارس و جونپور و غازیپور بمواقفت مختارالدولہ بروقت جلوس نواب آصف الدولہ لیا جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان کلکتہ گئے نواب گورنر جنرل نے بطیب خاطر پھیرنا چاہا لیکن خلاف ہمت سمجھے پھر بنارس مین عہدنامہ جنت آرامگاہ سے تنصیف ممالک محروسہ کا لیا پھر فردوس منزل سے عہدنامہ لیا دشمسم ڈھائی ۲ لاکھ فوج کی کننجنٹ مقرر کیے کب کوئی عذر پیش کیا یہ تفوق درجہ بدرجہ ناسخ و منسوخ اہالیان سرکار نے کیا یا ہمارے آبائے کرام نے۔

جناب عالیہ متعالیہ جو اوسوقت شریک صحبت تھین پس چلمن سے بہت سے کلمات آشتی جو مناسب حال تھے فرمائے کہ یہ ٹکڑا زمین کا جو ہمارے قبضہ اختیار مین رہگیا ہے محض عطیہ عنایت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ہے گورنمنٹ کی ہمت سے اوسکا چھین لینا بہت بعید ہے کہ خود تاج بخشی کرین وزارت سے مرتبہ بادشاہت دین اب ایسے صدور قصور خلاف شان و شوکت شاہنشاہی ہے فقط حیلۂ غفلت ٹھہرا کر ایسی اہانت و توہین سے ملک چھین لیوین ہندوستان مین جن ریاستون مین فتنہ و فساد نوبت جدال و قتال پہونچی پھر انکا ملک اونکے وارثون کو دیدیا ہے اور ہمسے باوجود اس اطاعت و فرمانبرداری کے جو مدت دوام سے ہوئی ہے یہ الطاف ظاہر ہوا اگر امور سلطنت مین غفلت اور بعدم توجہی نسبت بادشاہ ہے تو آپ نے پہلے بروقت جلوس امتحان لیاقت و قابلیت کا لیا ہوتا اور اگر نسبت مدارالمہام سلطنت ہے پس قصور نارسائی منتظمان سلطنت ہے مواخذہ سیاست اونکے ذمے ہے اوسکا آپ کو اختیار رہے کوئی بھی انتظام اور اصلاح حال کے حیلے سے کسیکا گھر چھین لیتا ہے انصاف سے دور ہے یا جس سے منظر تخریب آپکو ہوا ہو جیسا مہاراجہ چھاؤ لال سے نواب آصف الدولہ کے زمانے مین ہوا تھا ہم اوسے آپ کے حوالے کردین۔

صاحب نے جواب دیا ہمکو مواخذہ جمیع امور کا نیب سے چاہیے نہ نائب سے جناب علیہ نے فرمایا کہ جب آپ یا نواب گورنر جنرل ہماری فریاد نہ سنین تو اوسوقت ہم اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے کرین اور یہ تاج و عصا خاص عطیۂ عالیہ سے جسے ہم اپنا مزید تفاخر سمجھتے ہیں اونکی سرکار کو سرکار مین دیدیوین جواب دیا کہ ہمین اور نواب گورنر جنرل کو اسمین کچھ دخل نہین

اور یہ تصور نہ فرماتے کہ بے اجازت صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس اور بے اجازت حکم جناب
ملکہ معظمہ ایسا امر عظیم از خود کیا ہے اگرچہ رای سلطنت آپکو اجازت ولایت جانے کی دین
اسوقت بعد تنقیح کلی البتہ تفویض ملک کا جناب ملکہ معظمہ کو اختیار ہے پھر جناب عالیہ نے ارشاد
کیا کہ اگر آپ واجد علی شاہ سے ناراض ہیں تو میرے دوسرے بیٹے جنرل سکندر حشمت کو وارث
سلطنت کیجیے یا مرزا ولیعہد کو اور اجرای امور سلطنت موافق تجویز اور بدستور العمل سرکار [illegible]
[illegible] عمل میں آوے یہ انتہا کے کلام جناب عالیہ تھا۔
نواب مخدرۂ معظمہ نے ارشاد کیا کہ سب سے بالاتر یہ ہے کہ مصطفی علیخان جنت مکان
نے [illegible] کہا تھا کہ اگرچہ ہماری غیر مجلس ہے کہا اونکی مضبوطی سے تحسین کیا فائدہ فرمایا اسے
[illegible] کہ نام سلطنت باقی رہے اور یہ بدنامی ہمارے نام سے جاتی رہے یہ سنکر جنرل صاحب
[illegible] اگر سرکار کو تھوڑا لیاقت ہوتی تو البتہ کچھ نہ کچھ ہو جاتا اور جب ایسا ہی منظور ہوا پھر [illegible]
[illegible] وشہرت ہونے اس خبر وحشت اثر کے محلات معلی اور تمام شہر میں گھر گھر عجب ماتم برپا
ہوا کہ مثال شب عاشورہ اور روز عاشورہ ہر ایک کا نالہ و فریاد سے ظاہر تھا اور ایک وحشت
در و دیوار سے برس رہی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ سب کو اپنی فلاح اور رفاہ کی جسطرح ادنی [illegible]
اور ملازم سرکار شاہی سے ہو جاتے تھے اوس سے قطع امید و یاس کلی ہو گئی تھی یہ نقشہ [illegible]
[illegible] اضطراب و اضطرار کا ہر قلب میں پیدا ہو گیا تھا میں دن تک کسی نے کچھ نہ کھایا خصوصاً جنرل
صاحب کا جو حال رہا بیان سے باہر ہے۔
خلاصہ اب ہر شخص باخبر یا خواب غفلت سے چونکا کہ موافق اپنی رسائی فہم و فکر کے [illegible]
لوگ جو حقیقت میں خیرخواہ سلطنت اور مدت عمر تک جانفشانی و دلسوزی سے کارگزاری سرکار میں
مصروف رہے تھے بقدر جوہر استعداد اسکے چارہ و علاج کے ہوے چنانچہ بعض اشخاص متشخصہ
اور نامی کو خود سرکار نے طلب فرمایا نواب محسن الدولہ بہادر نواب ممتاز الدولہ بھی حاضر ہوے
اور بواسطہ صحت الدولہ باجازت صاحب رزیڈنٹ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بھی حاضر ہوے
غرض سب نے خاص و عام و صغیر و کبیر کو فہم و نافہم کی اسپر قرار پائی کہ بادشاہ سے جو مہر راضی نامہ
انکار کیا ہے اوسپر مستقل و قایم رہیں اور بنا بر رفع ملال و شک و شبہ صاحبان عالیشان [illegible]

ملازمین شاہی کو حکم قطعی پہونچا کہ کوئی شخص ہتھیار نہ باندھے اور لوگ جہاں جہاں ہیں جیبخ سی گرا دیجائین اور دربار دولت کے سپاہی گارد اور پہرے کے اپنے اپنے ہتھیار گودام مین داخل کر دیوین اسلحہ فقط جو بدستی سے بہرہ دین یہ اول مرحلہ رفع خدشہ صاحبان ممدوح ہوا ضمن خیال سے نظر باحتیاط دو کمپ انگریزی داخل شہر ہوے اس عرصہ مین فوج انگریزی پلٹن گورہ رجمنٹ سوار رسالہ ترکسواران ہندوستانی وگورہ توپخانہ اسپی ۱۲ ضرب توپخانہ شترگاوان ۱۲ تقریباً دو کمپ قریب کربلای تال کٹورہ میدان مقابل عالم باغ سضرب قیام تھے۔ فوج کہتی تھی کہ ہم راہ دور دراز سے ڈبل مارچ کرتے آئے ہین جانتے تھے کہ اگر نوبت محاربہ آئیگی تین ساعت تک لوٹ سارے شہر کی ہمین معاف ہونے کا حکم ہوا ہے کہ موجب تسکین ہمارے چار پانچ مہینے کے سفر راہ کا ہوگا اور افسران فوج یعنی صاحب قیصر باغ کو قیصر گڈھ جانتے تھے وگرنہ اسقدر فوج کا لانا فعل عبث تھا مگر از راہ تقدم بالحفظ اور کیونکر شبہہ نہوتا جبکہ فوج شاہی سوا کثرت رعایا کے پچاس ہزار سے کم نہ تھی سوا مردم سپاہ زمیندار و تعلقہ دار اور راجہ ہاے ممالک محروسہ اکثر لوگ شہر کے جو فوج دیکھنے جاتے تھے افسران اہل اسلام اپنا راز نہانی حمیت اسلام بیان کرتے تھے کہ ہمین یقین تھا کہ لکھنؤ بے لڑائی ہاتھ نہ آئیگا اور ہم سب وقت کارزار شریک ہوجائینگے کسواسطے کہ لکھنؤ چراغ ہندوستان ہے اسکے بجھنے سے سارے ہندوستان مین اندھیرا ہوجائیگا مگر افسوس ہے کہ یہان سبنے نامردی کی اور اہلکارون نے بڑی نمکحرامی کی ۔

روز دوشنبہ ۴ فروری کو ریزیڈنٹ و کپتان ہیز جرنل ویلا صاحب کمان افسر فوج باتفاق بادشاہ کے پاس آئے محبت نامہ نواب گورنر جنرل کا چند بدات بہت توضیح سے لکھا ہوا تھا اور تفصیل مقدمات ماضیہ ابتدائے مسند نشینی جنت آرامگاہ سے تا اس عہد دولت تھی اور ہر امر جزئی و کلی مین عدم التفات سرکار اور بعض الفاظ در باب غفلت اور عدم توجہی بادشاہ مندرج تھی جو سراسر خلاف شان و قرب منزلت اولیاے دولت و سلطنت تھی بادشاہ نے اوسے جب پڑھا بے اختیار ایک آہ دل پر درد سے کھینچکر وہی مبارک خطاب کبریائی کرکے فرمایا خداوندا تو شاہد حال ہے کہ مجھے پر جو بنا اور جبر صریح ہین قوی حیلہ انتظام سے میرا گھر مجھسے چھینا جاتا ہے ہین کبھی گوارا

نہ کرونگا کہ یہ آبرو ریزی خاندان سلطنت کی میری جہت سے ہو بعد چند دقیقہ کے جب کچھ افاقہ
ہوا رزیدنٹ نے ازراہ دلجوئی تسکین خاطر مبارک کہا کہ بخدا ہمارا قلب بھی متحمل نہین ہوسکتا کہ آپکو
ایسے صدمہ روحانی مین دیکھین جب نواب گورنر جنرل نے یہ احکام ارشاد فرمانے تھے میرے
قلب کا بھی عجب حال ہوا تھا بہرحال یہ راضی نامہ انگریزی و فارسی مضمون واحد کا حاضر ہے
برضا و رغبت اوسپر مہر فرمائیے کہ جسنے تفویض ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کو کیا اور
شاہرہ محدود ولطیب خاطر بلا اکراہ قبول کیا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ اگر حکم صدر بنسبت بدعملی و
بے انتظامی اور عدم تعمیل سے تفویض ملک مضایقہ نہین وگرنہ از راہ جبر و تعدی نہین
ہوسکتا اوسکے بعد رزیدنٹ نے کہا کہ سات مکان وسیع شاہ منزل مبارک منزل خورشید
منزل سکندر باغ بادشاہ باغ قیصر باغ رمنہ کوٹھی دلکشا واسطے سیر و تفریح قبضہ اختیارات
مین رہین گے باقی مجموع املاک قدیم و جدید ہمارے اختیار مین رہیگی جنمین عدالت کچہری قیام
احکام ہوگا اور بقدر مخزون املاک شاہی ہماری تجویز سے ہوگا۔ آج سے تین دن تک آپ کو اختیار
ہے بعد اسکے ہمارے احکام جاری ہونگے غرض اس سوال کا جواب شافی دیا صاحب ساکت
ہوسے اور راضی نامہ جو بواسطہ دستور معظم ملا تھا اوسے دیا بادشاہ نے فرمایا کہ میری
مہر درست ہے لیکن جب مین نے برضامندی مہر کی ہو تو پھر میرے انکار کا کیا سبب ہے اور جب
آپ خود ہمراہ خبری کو بالمشافہ کہتے ہین پس ایسے امر عظیم کو مجھسے کیون نہ پوچھا اور یہ مہلت
تین دن کی کیا ضرور ہے آپ کو ہر وقت اختیار ہے پھر صاحب نے کہا اگر بموجب ہماری
رضامندی کے کیجیے گا ہم وہ امر کرینگے جو باعث مزید مسرت اور سبب استقلال و بقائے سلطنت
دوام ہوگا اور اگر ناراضی ہماری منظور ہے شاید قیام لکھنؤ بھی دشوار ہو جائے بلکہ فیض آباد میں
سکونت ہو جناب عالیہ نے ارشاد کیا جو خرابی اس گھر کی تمہاری بدولت ہونی تھی ہو چکی اس سے
بدتر اور کیا ہوگا اب قیام اس شہر اور دوسرے کا اور جو جا ہو دونون برابر ہین اس سے زیادہ
ہماری آبروریزی کیا ہوگی اور جبر صریح اس سے زیادہ کیا ہوگا کہتے ہین کہ شاید جنرل صاحب
اس کیفیت خاص سے واقف نہ تھے اور نہ جواب سوال زبان اردو سے بلا ہر سبب کہ جوش
چہرے سے ظاہر ہوتا تھا بعد اسکے رخصت ہوے جب وہ دولت پر پہونچے گارڈ نے دستی سلامی کی

تھا بجا پہروں کو بے اسلحہ دیکھکر متعجب ہوے مصلح السلطان سے پوچھا عرض کیا بادشاہ نے آمد فوج سرکار سے رفع جھگڑے صاحبان ملازمین اور رعایا شہر سے ممانعت ہتھیار باندھنے کی فرمائی ہے اور توپین بھی اسیواسطے چرخ سے گروا دی ہین -

روز پنجشنبہ ۷ - فروری اول صبح سے ایک تلاطم عظیم شہر مین برپا ہوا اور کوچہ و بازار مین رعایا منادی دم صور اسرافیل کی منتظر رہی کوتوال شہر بھی کوٹھی رزیڈنٹی مین اسی منادی کو حاضر تھا لیکن منادی موقوف رہی رعایا شہر خاص بازار سے بیلی گارد تک جمع تھی -

اس عرصہ مین حسب الحکم قضا شیم بادشاہ حسب الطلب رزیڈنٹ پہلے حضور عالم اپنی تجمل سواری سے داخل رزیڈنٹی ہوے اور بعد ملاقات صاحب پھر آئے اسکے بعد مہاراجہ بالکرشن افسر غلام رضا خان منصف الدولہ سید باقر صاحب عدالت مرزا علی رضا کوتوال شہر میر نادر حسین مہتمم روزنامچہ اور اہل خدمت مثل نبیرہ علیخان دیانت الدولہ احسن الدولہ اعظم علی بیگ طالب علی وغیرہ حاضر ہوے ہرایک حاضر ہوکر صاحب سے اپنی خدمت کو عرض کرتا تھا چیف کمشنر ہرایک کو بہر صاحب کے سپرد کرتے تھے باقی درجۂ دوم کے اہلکار انکو حکم ہوا کہ ہرایک کام اپنے تعلق سے ہوشیار رہو خلاف حکم سرکار نہ کرنا ورنہ تارسا ٹھہروگے - بعد اسکے یہ سب رخصت ہوے -

روز جمعہ کپتان دسٹن صاحب کوتوالی چبوترہ چوک مین آتے اجلاس کیا عملہ کوتوالی نے موافق طریق ہندوستانی نذرین دکھائین ہرایک کو انصرام و اہتمام کار سرکار کی تاکید کی اور بارہ دری نو تعمیر حضور عالم واقع چوک مین کچہری مقرر ہوئی اور ایک کمپنی تلنگہ بھی متعین ہوئی مرزا علی رضا کوتوال شہر نے بمقتضائے شرافت اور حمیت سپاہ گری اور مدت قدامت نمکخواری سرکار انقلاب رنگ زمانہ دیکھکر چاہا کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائین لیکن چیف کمشنر نے بکمال قدردانی انکا استعفا قبول نہ کیا بلکہ دو سو روپیہ اضافہ تنخواہ کیے اور شہر کی کثافت دور کرنے کو حکم دیا اور ۲۰ تھانے ۲۰ کمان افسر شہر مین تھے دو ہزار سپاہی قدیم و جدید تھے حکم دیا صبح تمام سپاہی تیار رہا کرین اور ہر صبح و شام رپورٹ ہر تھانہ پر کیا کرین -

نقل اشتہار سرکار جو ہر تھانہ پر لگا یا گیا اوسکو بھی بہ ضرورت عبرۃ الناظرین کے داخل کتاب کیا -

اشتہار گورنمنٹ

واسطے ساکنان ملک اودھ بموجب حکم محکم بندگان نواب مستطاب معلی القاب نواب گورنر جنرل
بہادر دام اقبالہ کے جاری ہوا واقع ہفتم فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ
بموجب اوس عہدنامہ کے جو ۱۸۰۱ء مین موکد ہوا سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر نے حفاظت
بقیہ ملک اودھ کے ایسے سررشتہ بندوبست کے جاری کرنے کی معرفت اپنے اہلکارون کے جملہ
معاندان درونی و بیرونی سے اپنے ذمہ قبول کرکے اور والی اودھ خود ذمہ دار ہوا کہ ایسکے باعث
سے رفاہ خلایق و حفاظت جان و مال ساکنان ملک اودھ کی حاصل ہوئی چنانچہ ذمہ داری اس
عہدنامہ کی رو سے سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر کو عائد ہوئی زیادہ پچاس برس کے عرصے
تعمیل اوسکی وعدہ وفائی کی ساتھ علی الاتصال کمال ہوتی رہی اگرچہ سرکار دولتمدار درمیان عرصہ
مذکور کے جنگ و جدال مین متواتر مصروف رہی تاہم ملک اودھ کی زمین پر کوئی دشمن بیرونی
قدم نہ دھرنے پایا اور سپاہ جسکا فساد عظیم تحت اودھ کی پانیدازی مین خلل انداز نہین
ہوا افواج سرکاری ہموارہ شاہ اودھ کے قرب حضور مین حاضر باش رہی اور جب کبھی بہ نسبت
اقتدار بادشاہ کے ناحق کسینے دھمکی دکھلائی تو افواج مذکورہ کی اعانت دینے مین ہرگز دریغ
نہین ہوا باوجود اس معاہدہ عظیم و استوار عہدنامہ کے جملہ والیان ملک اودھ کیجانب سے
برعکس اسکے علی الاتصال بالکلیہ تساہل و تغافل ہوتا چلا آیا اور جو میثاق واسطے اجراے ایسے سررشتہ
بندوبست کے ظہور مین آیا کہ وہ بموجب حفاظت جان و مال رعایا و سکنائے ملک اودھ و نتیجہ
رفاہ کے ہوے تاہم وہ گویا دیدہ و دانستہ بطور اپنے رویہ کے اس سے انحراف کرتے رہے
بسبب انحراف اس میثاق کے ممکن تھا کہ سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر اسکے کہین پہلے
عہدنامہ مذکور کو ناجائز کردیتی - اور بہ نسبت خبرگیری والیان ملک اودھ کے انکار کرتی معہذا
تاحال سرکار کمپنی انگریز بہادر کو اجراے ایسے امورات کے جو محل اختیار و اقتدار ایک دو تاج
عالیشان کے ہو تھا لہذا اونھون نے اپنی رعایا کی نسبت کیسے ہی احکامات خلاف عدل و انصاف
کیے ہون مگر ہموارہ نسبت کمپنی انگریز بہادر کے دوستی و وداد پر قایم رہی تاہم کمپنی انگریز بہادر نے واسطے

بحالی رعایاے ملک اودھ اوس تعدی عظیم و پریشانی سے جو عاید حال رعایا کے علی الاتصال رہی بکمال
کوشش متوجہ رہے بہت برس گذرے کہ گورنر جنرل بہادر لارڈ ولیم بنٹنک نے بنظر اسکے کہ جو جو بہ
واسطے بہتری احوال رعایاے ملک اودھ پیشتر ظہور مین آیا تھا اسکی مزاحمت فرض ہوئی جب شہر دربار
لکھنؤ مین اطلاع دی کہ ضرورتا تمام و کمال انتظام ممالک محروسۂ اودھ کو باہتمام اہلکاران سرکار کمپنی
انگریز بہادر کے داخل کرنا پڑیگا چنانچہ جو کلمات تنبیہ لارڈ ولیم بنٹنک کے تب سے ظہور مین آئے اسکو
۸ برس کا عرصہ گذرا کہ لارڈ ہیرڈنگ بہادر نے بذات خود اعادہ کیا اس زمانے مین والی ملک اودھ
کو بڑے اصرار کے ساتھ سمجھایا گیا کہ آئندہ ایسا ہی واقعہ وقوع مین آوے یہ بات تمام عالم پر روشن
ہوگئی کہ بطور دوستانہ بر وقت مناسب تنبیہ و آگہی دی گئی مگر بسبب متمردی و نالایقی و یا
سہل انگاری وزرا و بادشاہان اودھ کے مقاصد دوستانہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کا رایگان
ہوا پچاس برس کے عرصے سے زیادہ تک جو صلاح بغرض جیتم نمایاں ہی غضبانہ مع تنبیہات و
اعتراضات و تہدیدات متواتر و متوالی وقوع مین آئین اونمین سے کوئی بھی اصلاح پذیر نہوئی
اور رعایاے ملک اودھ بیچاری مایوس عہدنامہ کی اصل میثاق پر عمل نہوا شاہ اودھ کے وعدہ کی
تعمیل نہوئی یہ سبب نالایقی و خیانت و تعدی ضلیع و بربادی ہوتی ہے فقط -

یہ بات تمام ملک مین مشہور ہے کہ شاہ اودھ مثل اکثر والیان پیشین مالک مذکور کے اس
ملک کی مہمات کے انتظام مین کما ینبغی مداخلت نہین کرتے ہین - تمام ملک اودھ اختیار حکومت
عموماً یا مقربان کمین یا اشخاص جابر و خائن کو جو کارگذاری مین نالایق و درجہ اعتبار سے ساقط
ہین تفویض ہوتا ہے محصلان مالگذاری اپنے علاقجات مین سرخودی کے ساتھ حکمرانی کرکے رعایا
سے بلا لحاظ تعہد سابق یا حال کے جبراً کوڑی پیسے تک مواخذہ کرتے ہین اکثر افواج شاہ اودھ کے ضبط و ربط
بسبب بداعمالی بخشیان فوج شاہی سے محروم ہین اور اپنی محنت کیواسطے دیہات کو گویا لوٹنے کے مجاز
ہین یہانتک کہ جس ملک حفاظت کے واسطے وہی متعین ہین اوسپر وہی جابر اور قاہر ہوتے
ہین غول کے غول ڈاکوون کے علاقہ جات کو غارت کرتے ہین آئین و عدل کا نام و نشان نہین
ہے ہتھیار بند ہمکر خانہ جنگی اور خونریزی رات دن رہتی ہے اور کسی جگہ لحظہ بھر بھی حفاظت جان و
مال کی مطلق نہین ہے فقط -

اب وہ وقت آیا کہ سرکار انگریز بہادر زیادہ تر متحمل ان برائیون اور خرابیون کی نہین ہو سکتی
جنکو بسبب تعلق کرنے سرکار کے عہدنامہ مذکور کی روسے مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور سرکار دولتمدار
انگریزی والیان ملک اودھ کے جنکے باعث صرف وہ اقتدار کہ نتیج خرابیون مذکور کا ہے بحال و
برقرار نہین رکھ سکتے پچاس برس کی تحریرات سے بخوبی ثابت ہوا کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ء منتج رفاہ و خیریت
سکنا ے اودھ کے نہین ہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ حفاظت سکنا ہی ملک اودھ کی اس تعدی
عظیم سے جو کہ مدت سے لاحق ہے کسیصورت سے ممکن الوقوع نہین ہے بجز اسکے کہ انتظام ملکی
ملک اودھ مستدام سرکار کمپنی انگریز بہادر کو مفوض ہووے اس غرض سے حسب الحکم خاص
و استرضاے آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے یہ بات ٹھہری کہ عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ء مین کہ اس سے
ہر ایک والی اودھ نے انحراف و تجاوز کیا ہے آج کی تاریخ سے تمامہ ناجائز و ساقط ہے چنانچہ واجد علی
شاہ بادشاہ اودھ کو واسطے انعقاد ایک عہدنامہ جدید کے نصیحت کیگئی کہ جسکی روسے دوام و
استدام نظم و نسق ملک اودھ کا بلا اشتراک غیر سرکار انگریز بہادر کو تفویض کیا جاے و مراتب
ضروری واسطے بحالی و برقرار رکھنے منزلت و دولت و توقیر شاہ و اقرباے اوسکے ظہور مین آوے
معہذا شاہ موصوف نے ایسے عہدنامہ دوستانہ کے انعقاد سے انکار کیا۔

ازانجا کہ شاہ اودھ واجد علیشاہ امثال جملہ والیان پیشین ملک اودھ کے اس تقیید
استوار عہدنامہ سنہ ۱۸۰۱ء کی تعمیل مین مستکر یا سہل انکار یا غافل ہوا جبکی روسے اصرار ایسے نیک و سیئہ
کا اپنے ممالک مین کہ موجب رفاہ و خیریت رعایا کے ہو لازم گردانا گیا ازانجا کہ عہدنامہ جسکے
رو نہین انحراف ہوا ناجایز و ساقط گردانا گیا اور چونکہ شاہ موصوف انعقاد عہدنامہ سے جو بجاے
عہدنامہ سابق ملحوظ تھا منکر ہوا اور چونکہ بہر الحال عہدنامہ سابق جبکہ بحال تھی نسبت مداخلت بالیں
کمپنی انگریز بہادر ملک اودھ مین نافع ہین اور بدون ایسی مداخلت کے اجراے شہرت نیک و بندوبست
شایستہ اس ملک مین ممکن نہین ان وجوہات سے تمام عالم کو واضح و ہویدا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر
کو سواے دو صورت کے اور کوئی چارہ نہین یا تو ملک اودھ کی رعایا کو ترک کرین اور اونکے ہاتھ
پاؤن باندھ کے سپرد جن ظلم و تعدی مین ڈالدین جو کہ ظاہرا سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بہ نظر
شرائط نصیحت عہدنامہ مذکور مدت تک روا رکھے یا سرکار موصوف اپنے اقتدار عظیم کو بحق اون لوگون کے

انتفاؤ کرین جنکی رفاہیت کے واسطے پچاس برس کے عرصہ سے دست اندازی کا وعدہ کیا تھا اور تمام
وکمال نظم ونسق وبندوبست ممالک اودھ ہمیشہ کیواسطے اپنے اختیار مین کرلیوین ان دونون
صورتون مین سرکار کمپنی انگریز بہادر نے بلا تامل دوسری صورت کو اختیار کیا ہے لہذا اشتہار
دیا جاتا ہے کہ آج کے دن سے نظم ونسق ممالک اودھ بلا شرکت غیرے دوام واستدام بقبضۂ
اختیار کمپنی انگریز بہادر آگیا ہے سب عامل و ناظم وچکلہ دار وجملہ نوکران دربار اور سب اہلکاران
جو مالی وملکی دیرینہ دیوانی وفوجی اور سب سپاہیان دربار اور جملہ ساکنان اودھ کو لازم ہے کہ
آئندہ کمپنی انگریز بہادر اہلکارون کی اطاعت وفرمانبرداری کلی کرتے رہین اگر کوئی اہلکار دربار و
یا جاگیردار و یا زمیندار و یا کوئی دوسرا شخص ایسی اطاعت وفرمانبرداری سے اعراض کرے اگر کوئی
مالگزاری دینے مین غدر کرے یا اور کوئی طرح سے سرکار کمپنی انگریز بہادر کی حکومت مین
تعرض و مزاحمت پہونچاوے تو شخص مذکور مفسد گنا جائیگا اور مقید بھی کیا جائیگا اور جاگیر یا اراضی
اوسکی ضبط سرکار کمپنی ہوگی اور اون لوگونکو جو فوراً بلا تعذر تابعداری سرکار کمپنی انگریز بہادر کی
قبول کرینگے عامل ہون یا اہالیان دربار یا جاگیردار یا زمیندار یا سکناے اودھ سبکو وعدہ
کیا جاتا ہے کہ وے حفاظت ولحاظ والتفات اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے پاوینگے یا پاتے
رہینگے تعین تعداد مالگزاری ازروے انصاف وبندوبست واجبی کے عمل مین آویگا وتدریج
تائید آبادانی اور آراستگی ملک اودھ کے جد وجہد برابر ہوتی رہیگی ہر کسیکو بلا طرفداری
احدے عدل گستری ہوتی رہیگی جان ومال کی حفاظت کیجائیگی اور ہر ایک شخص اپنے حقوق
واجبی پر بلا اندیشہ وبلا دست اندازی کسیکے قابض ومتصرف رہیگا فقط
محررہ شب یازدہم جمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری -
جواب اس اشتہار سرکار کے اہل اخبار کلکتہ وآگرہ - دلّی وغیرہ نے انگریزی فارسی
اردو مین متواتر چھاپے اور سب کی نظر سے گذر چکے ہین - بس اتناہی لکھنا کافی ہے -
امور مملکت خویش خسروان دانند

تفصیل حکام صاحبان عالیشان ممالک محروسۂ اودھ

قسمت اول - کمشنر و سپرنٹنڈنٹ خیرآباد و محمدی	۱ جی آف کرسین صاحب -
ڈپٹی کمشنر درجۂ اول -	۲ تھارن ہیل صاحب -
	۳ کپتان نارمن ارگش صاحب -
	۴ - کپتان آر صاحب -
اسسٹنٹ کمشنر -	۵ - گون صاحب -
	۶ - لفٹنٹ بلاک صاحب -
	۷ لارنس صاحب -
	۸ - ویٹشیٹ صاحب -
	۹ - نشتر صاحب
قسمت دوم لکھنؤ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ -	۱ - ہیجر نیگ صاحب -
ڈپٹی کمشنر -	۲ - سمن صاحب -
	۳ - امنوٹر صاحب -
	۴ - پالک صاحب -
اسسٹنٹ کمشنر -	۵ - کیپر صاحب
	۶ - لفٹنٹ بلاک صاحب -
	۷ - خیگرا صاحب -
	۸ - لفٹنٹ اندرسن صاحب -
	۹ - سوائنٹن صاحب -
	۱۰ - کپتان کارنیگی صاحب سیٹی مجسٹریٹ
	۱۱ - کپتان دیسٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جنگی
قسمت سوم - بہرائچ کمشنر و سپرنٹنڈنٹ -	۱ - ونیگفیلڈ صاحب -

ڈپٹی کمشنر ۲۔ خاربیس صاحب۔
۳۔ کپتان ہنری صاحب۔
۴۔ بائیلو صاحب۔
اسسٹنٹ کمشنر۔ ۵۔ نبن صاحب۔
۶۔ کیانٹ صاحب۔
۷۔ لفٹنٹ کلارک صاحب۔

قسمت چہارم فیض آباد کمشنر وغیرہ۔ ۱۔ کرنل گولڈنی صاحب۔
ڈپٹی کمشنر۔ ۲ ونس صاحب
۳ کپتان الکزنڈر آر صاحب۔
۴۔ کپتان برڈ صاحب۔
۵۔ لفٹنٹ ریڈ صاحب۔
۶۔ تھان مل صاحب۔
۷۔ گرانٹ صاحب۔
۸۔ لفٹنٹ ماک صاحب۔
۹۔ اسٹرین صاحب۔
۱۰۔ تھارن برن صاحب مہتمم فیض آباد

چیف کمشنر لکھنو خاص۔ میجر جنرل سرجیمس اوٹرم صاحب بہادر سی بی چیف کمشنر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر افسر کل۔

سکرٹری دفتر کچہری نظامت۔ آر کوپر صاحب۔
فینینشیل کمشنر دفتر دیوانی۔ گبنس صاحب۔
مصاحبان وغیرہ نخواہداران اہل وثایق وپنشن سلطانی و ڈیپٹی سکرٹری
کپتان فلیچر ہنر صاحب۔

عدالت فوجداری	آر کپتان ولسن صاحب -
دواب و توشخانہ	آر بیچ بنک صاحب -
جوڈیشل کمشنر عدالت دیوانی	ام سی انانی صاحب -

حکمنامہ مہر کچہری خاص سلطان عالم

بنام مہدی حسن خان بہادر تحصیلدار سلون وغیرہ تعلقداران و مالگزاران و زمینداران و افسران فوج و تھانہ داران و صیغہ داران و سایر رعایای قلمرو سرکار ابد اقتدار در ینولا حسب الحکم سرکار کمپنی انگریز بہادر کارگزاران سرکار موصوف برای انتظام قلمرو اودھ مامور شدہ دخل خود خواہند کرد لہذا باید کہ پیش عالیان سرکار رجوع آوردہ بتعمیل احکام تمشیہ آدای زر مالگزاری و اطاعت رعیت گیری دانند زنہار مرتکب تمرد و انحراف نشوند و ارباب فوج را میباید بنوعی دیگر دنگہ و فساد ننمایند الا در باب تدارک اہالی آن سرکار را ہرگونہ اختیار است و ہنگامی کہ ما بدولت و اقبال برای اظہار حال خود و حصول دولت ملازمت بسامی خدمت کثیر الافاضت اریکہ آرای سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت نواب مستطاب معلی القاب اشرف الامرا گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ و گذارش حال بحضور لامع النور جناب فلک قباب ہلال رکاب کیوان بارگاہ خلایق پناہ سلطانیہ عالم و عالمیان ملکہ معظمہ انگلستان لازالت شموس سلطنتہا طالعہ و شوارق دولتہا ساطعہ روانہ دار الحکومت کلکتہ و ولایت شویم زنہار ارادہ ہمراہی نسازند - ۲۷ - جمادی الثانی سنہ ۱۲۷۲ ھ - مطابق سنہ جلوس والا

حکمنامہ مہر خاص سلطان عالم

تمام افسران فوج تعیناتی و ملکی محالات سلون و نانک پور بہاری باید کہ آنہا بکار خود مستعد باشند و بنوعی فتنہ و فساد نسازند و کدامی بی انتظامی شدن نباید و تنخواہ آنہا بعد مجرای وصول از سرکار کمپنی انگریز بہادر عنایت خواہد شد بعد ازین انتظام جنبش نسازند -

۲۶ - جمادی الاول سنہ ۱۲۷۲ ھ سنہ ۱ جلوس والا

نقل حکمنامہ قلمات انتہا حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب نواب اشرف الامرا نواب

گورنر جنرل بہادر خلد اللہ ملکہ مورخہ امروزہ نزد ایشان فرستادہ میشود باید کہ مضامین مندرجہ آنرا بگوش اذعان جا دادہ وفہمیدہ زود برطبق تحریر کاربند شوند و در علاقجات خود ہستند ساختہ کیفیت تعمیل حکم معلی باتشریح مربان ارسال نمائید فقط

حکمنامہ دستخطی چیف کمشنر بہادر

بنام کل افسران فوج ملازم سرکار جناب بادشاہ اودھ

قرداد وقت نواخت دہ گھنٹہ روز درخصوص تنخواہ فوج نوکر سرکار بادشاہی جلسہ کمیٹی بکوٹھی لفٹنٹ کمشن صاحب بہادر قرار یافتہ لہذا رقمی می گردد کہ ایشان پیشتر از وقت مذکور آنجا حاضر شوند و یا از حیثیت راہی نجتی و نہی و ہر نائب و نوعی مجوز شورس و پرخاش نگردیدہ بہر نوع مطین و متامل بودہ بدانند کہ ہر قدر کہ زر تنخواہ واجبی بعد مجرای وصول مستحق خواہد شد از سرکار دولتمدار کمپنی انگریز بہادر خواہند یافت و مردم جان نثار قابل کار ریجال قدیم المتان کہ چہل و پنجاہ سال چاکری بودہ باشند بہ عطای پنشن سرفراز خواہند شد فقط ۱۲- فروری ۱۸۵۶ء

نقل نقشہ تحصیل علاقجات گذرانیدہ مہاراجہ بالکرشن بحضور چیف کمشنر بہادر

نمبر	مقام جنگلہ	نام پرگنہ	جمع
۱	باڑی بسوان	۱۱	دو لک [illegible]
۲	سندیلہ بانگرمئو	۱۰	[illegible] لک [illegible]
۳	شاہ آباد	۰	[illegible]
۴	محمدی	۱۲	دو لک [illegible]
۵	خیر آباد	۲۲	[illegible] لک [illegible]
۶	سرون برکوان	۰	[illegible]
۷	رام پور کلان	۰	[illegible]
۸	محمود آباد	۰	لک [illegible]

نمبر	نام چکلہ	پرگنہ	جمع
۳	اللیا	۰	اسالوعہ
۴	بونڈی	۰	صلعہ للوعہ
۵	دہتر پور	۰	حار لعہ
۶	تلسی پور	۰	لا عہ
۷	پرسن پور	۰	معہ لاعہ
۸	حسام پور	۰	صللعہ عیہ
۹	دہنا لوان	۰	عہ سا للعہ
۱۰	ایکونہ	۰	لک عہ ما للوعہ
۱۱	کرنل گنج	۰	عہ حار لعہ
۱۲	اٹنا	۰	سہ لاعہ
۱۳	خالصہ بہرائچ	۰	ہمہ ما معہ
۱۴	فخر پور خراپور	۰	سعہ اما
۱۵	سائر وغیرہ	۰	معہ مار للوعہ
۱۶	بہور گنج	۰	لعہ لما موعہ
۱۷	کوسراکس	۰	لک موللعہ مار لعہ
۱۸	سکھا چند	۰	دو لک سہ ما للوعہ
۱۹	جنگل	۰	ما للعہ
	قسمت چہارم فیض آباد		جمع موعہ لک معہ ما رعہ
۱	دلمؤ برپٹی	۶	دو لک موللعہ معہ
۲	سلون	۱۱	سہ لک لعہ ما معہ
۳	سلطان پور	۲۲	عہ لک رعہ مار

اور لوگ اب کہتے ہیں کہ محاصل ممالک محروسہ ایک کروڑ ۳۲ لاکھ خرچ ایک کروڑ ۶۲ لاکھ یہ حساب سمجھ میں نہیں آتا

اشتہار

محکمۂ چیف کمشنر بہادر ملک اودھ ایجنٹ نواب گورنر جنرل بہادر واقع ۲۳ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ

اکثر اشخاص باشندۂ بیت السلطنت لکھنؤ قطعات اراضی و باغات و گنج واکنہ و تنخواہ وغیرہ عطیات واقع این شہر سوائے جائداد متعلقہ بیرونجات بصیغہ معافی از سرکار جناب بادشاہ اودھ یافتہ اند بظاہر اسناد بسیر و ملک پیش خود داشتہ باشند لہٰذا اشتہار دادہ میشود کہ جملہ معافیداران اسناد مذکورہ اندرون میعاد یکماہ شہر تاریخ امروزہ بنا بر ملاحظہ اینجانب حاضر سازند بعد انقضائے مدت مذکورہ اگر کسے سندے پیش خواہد آورد دعوی او قابل سماعت و پذیرائی نخواہد بود فقط۔

تفصیل ہدایات بست گانہ کہ از حضور نواب گورنر جنرل بہادر برای تعمیل چیف کمشنر بہادر حکم دادہ شد

۱۔ برائے مصارف بادشاہ پانزدہ لک روپیہ مقرر شود

۲۔ بر تفویض نامہ از بادشاہ مہر کنانیدہ شود

۳۔ اگر بادشاہ نکنند کیفیت نزد صدار رند از ینجا حکم آن بعمل خواہد آمد

۴۔ بادشاہ در عرصہ دو ماہ اسباب خود بر داشتہ خواہند برد

۵۔ بادشاہ در لکھنؤ و شاہجہان آباد نمانند

۶۔ اگر قرب گوالیار خواہند باشند بعد کمیٹی حکم دہد۔

۷۔ درجائیکہ کلکٹری باشد برائے بادشاہ اختیار است

۸۔ جملہ اضراب بادشاہ ضبط گردد

۹۔ جملہ اہلکاران شاہی معطل شوند انچہ مبالغ وصول شود تنخواہ سپاہ دادہ شود

۱۰۔ دادن تنخواہ عملہ تعلق بادشاہ است با سرکار سروکار نیست

۱۱- تا دو سال نبدوبست جزئیلی نمائید-

۱۲- بعد دو سال نام زمینداران مندرج کتاب شود-

۱۳- آنچہ مبالغ از عملہ وصول گردد تنخواہ سپاہ دادہ شود-

۱۴ جملہ عزیزان و اقربایان بادشاہ خارج الوطن شوند-

۱۵ از بادشاہ و لاٹ صاحب ملاقات تخلیہ نشود دربار عام گردد-

۱۶ زر از زمینداران و اسامیان وصول کنند-

۱۷ ضامنی چکلہ داران گرفتہ آید-

۱۸ اگر از چکلہ داران زر وصول نشود جائداد چکلہ دار نیلام گردد-

۱۹ تا تکارو سیر زمینداران جملہ ضبط کنند-

۲۰- ہر انتظام کہ شود رفتہ رفتہ شود تا بلوہ نگردد-

ان احکام کا کچھ انجام کار معلوم نہوا-

(ترجمہ چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر بسبیل تاربرقیہ)

بادشاہ اودھ واسطے استغاثہ کے اور امداد چٹھی راہداری و رسد وغیرہ کے درخواست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے چاہتے ہیں اس باب مین جو ارشاد ہو-

(جواب صاحبان کلکتہ)

شاہ اودھ کی خاطرداری اور تکریم ہم سب کو بیجان و دل منظور ہے اسواسطے چٹھی سررشتہ گورنر جنرل بہادر بنام جمیع صاحبان و مجسٹران کلکٹران عملداری کمپنی بہادر کے جاری کی گئی کہ جب بادشاہ اودھ با ضابطہ اور باقاعدہ آئین کمپنی انگریز بہادر عملداری کمپنی بہادر مین قدم رکھین تو ہر ایک مجسٹر اپنے عمل مین پیشوائی کرے اور وہان کی چھاؤنی مین ۲۱- ضرب توپ سلامی سر ہون اور وہان جو کوٹھی سب سے بہتر ہو شاہ اودھ کی استقامت کو مقرر ہو اسیطرح جب کلکتہ کے قریب پہونچین گے تو گورنر جنرل بہادر مع جمیع صاحبان عالیشان کے پانچ کوس سے پیشوائی کر کے لاوینگے ۲۱ ضرب سلامی کلکتہ خاص قلعہ شاہی مین سر ہونگی پس شاہ اودھ کو آگاہ کر دیا مع جلوس شاہی تشریف لائین ہم سب کی خوشی ہے اسکا نتیجہ بھی خلاف ہوا یعنی کہین نہ توپ چلی نہ پیشوائی

اتفاق رای جمہور واسطے سفر کلکتہ و لندن اور اوسکی تدبیر و تجویز

غرض رایے با صواب جمہور یہ ٹھہری کہ اس صورت مین کوئی چارہ نہین بجز اسکے کہ بادشاہ مع لواحقان و متعلقان خاص اور تھوڑے سے ضروری شاگرد پیشہ اور اہل خدمت سے روانہ کلکتہ ہون پہلے اوسکا اہتمام بحیث انتظام حال نواب گورنر جنرل بہادر سے فرمائین جب وہ بھی نسنین اور اپنے حکم حاکم سے مجبور ہون اوسوقت مع الخیر راہی لندن ہونا بہتر ہے ممکن نہین کہ نقش مدعا کرسی مراد سے حاصل نہو کسواسطے کہ صاحبان کورٹ آف دائرکٹرس اور وزرایے سلطنت کمال انصاف سے پیش آئینگے استرداد و عطیہ اونکے جود وہمت و نیکنامی دنیا سے کچھ دور نہین اور از رہ جبر صریح راضی نامہ پر مہر کرنا صلاح دولت نہین بشرطیکہ استقلال اگر قیام رہے پس خیرخواہان دولت ذکور وانات موافق اپنے حوصلہ فہم و فراست کے متلاشی اون لوگون کے ہوے جو سررشتہ مقدمات دستور العمل انگریزی سے واقف و ماہر و نیکنامی رہے ہون اسی وسیلے سے ہمارا رسوخ اور فایدہ بھی سرکار سے حاصل ہو چنانچہ دو چار اشخاص اسکے بیان کیے جاتے ہین۔

حضور عالم نے پہلے جامع الوقت تاج الدین حسین خان اور احسان حسین خان کو تجویز کیا جو کئی مہینے پیشتر سے مہمان لکھنؤ اور مورد عنایات اور محل اعتماد اونکے تھے احسان حسین خان شرف قیام ملازمت ہوے بادشاہ نے محبت نامہ خیر الیتام اونکو سنایا اور اوسمین جو جو خاطر مبارک مین تھے وہ بھی ارشاد کیے - خان نے اوسے تسلیم کیے اور بعض مقدمات جو قابل گزارش تھے شروع عرض کیے اس عرصہ مین حکیم ابو الحسن بڑے مشاہیر اور ناموران بنگالہ حضور عالم کے نزدیک معتمد تھے وہ بھی سر سیدان ہو کر ڈاک مین کلکتے گئے بہت سے کاغذ کے گھوڑے دوڑائے جب کہین قدم نہ ٹھہرا ناکام پھر آئے مرشد آباد کی سرکار مین محیط رہے وہین مر بھی گئے

بعد اسکے مولوی غلام جیلانی مشاہیر وکلا عدالت آگرہ وغیرہ جنکو صاحب سکرٹر اعظم سے کچھ تعارف سابق تھا حور رہا کہ مناسب پر مقرر ہو کر کلکتہ گئے بر وقت ملازمت صاحب سکرٹر سے عرض کیا مین سفیر شاہ اودھ ہون مجرد سننے اس بات کے صاحب نے نہ خیر جواب دیا کہ تم بے اطلاع ہمارے پاس خلاف سررشتہ چلے آئے ہمنے تمھین بخیال تعارف سابق بلا لیا تھا جلد میرے پاس سے چلے

چلے جاؤ چنانچہ صاحب سکرٹر نے جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا کہ غلام جیلانی نے بھیجے بہ فریب ملاقات کی عرض وہ بھی مایوس و ناکام رہ گئے پھر سرکار شاہی سے دعوی تنخواہ کیا

مولوی مسیح الدین خان میر منشی معزول نواب گورنر جنرل کو بہ سبب روابط قدیم مرزا وصی علیخان کو حضور عالم نے طلب کیا سات سو کا درماہہ مقرر کیا دو ماہہ پیشگی خرچ ڈاک دیگر روانہ کلکتہ کیا اور دو ہزار روپیہ واسطے ضرورت کے بھی ملا اسواسطے کہ تم کوٹھی کرایہ قابل گنجایش لشکر و متعلقان شاہی جاکر لو اور حال کرایہ لندن دریافت کرو اور جو حسن رسائی تدبیر سے مناسب حال ہو اطلاع کرو کسواسطے کہ نسبت اور اشخاص کے دستور العمل سے وہان کے واقف ہو اور سابق مین عہدہ جلیلہ پر مامور رہے منشی جب کلکتے پہونچے اپنے دوستان قدیم اور محرم راز سے اظہار حال کیا باتفاق سب کی تجویز ہوئی کہ تمھارا بااخفا کلکتہ مین رہنا مناسب نہین پہلے سپریم کونسل مین اپنی اطلاع کرو چنانچہ منشی نے پرایوٹ سکرٹر کو چھٹی اپنے حال کی لکھکر بھیجی پھر اونکی ملاقات کو گئے صاحبان کونسل نے اونکے جواب چھٹی مین تامل کیا اور جنرل اوٹرم صاحب کو لکھا اور وہ تحریر نواب گورنر جنرل بہ طریق اعلام بادشاہ کو بھیجی حاصل مضمون یہ تھا کہ تشریف آوری شاہ اودھ سمت کلکتہ محض سفارش اور مطالب مطلوبہ کے واسطے ہے اور جیسا کہ چاہیے عمل مین آوے اور بعض وجوہات سے غالب ہے کہ ملاقات بھی نہو اور بادشاہ کے ساتھ پانسو آدمی سے زیادہ نہون کسواسطے کہ کثرت مازمین سے احتمال تکلیف ملازمان عالی ہوگا بعد ملاحظہ اس تحریر کے بادشاہ نے کچھ ارشاد نہ کیا کسواسطے کہ کوئی مخاطب نہ تھا۔

منشی نے جب اپنی جواب چھٹی مین تعویق دیکھی پھر درخواست فارسی مین صاحبان کونسل سے کی اوسمین بعض امور جو خلاف دستور چیف کمشنر سے ہوے تھے وہ بھی مندرج کیے تھے اور تجویز کوٹھی کرایہ اور حال جہاز دخانی کا ارسال دربار شاہی کیا

لو صاحب کمشنر الہ آباد روانہ ولایت ہوے اونکے ساتھ مظفر حسینخان کہ بنوہ اپنا آقا اپنا حقیقی سمجھکر بندر بمبئی تک گئے اونکا بنگلہ الہ آباد مین حضور عالم نے معرفت مظفر حسینخان خرید کیا تھا اس خیال سے کہ شاید ولایت مین انسے بھی کوئی صورت نکل سکے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے مظفر حسین خان وہان سے رخصت ہوکر چلے ایک نصیحت کی کہ خیر داریکم بادشاہ کی نوکری

خیال نہ کرنا ورنہ خراب ہوگے یہ کب سنتے تھے بدل متمنی ملازمی شاہی کے رہتے تھے ہرچند صاحب نے کئی چٹھیان سفارش او جین وغیرہ لکھکر دی تھین اور وہان روزگار بھی ہوتا تھا مگر انکو آب و خورش نے مجبور کیا پھر انکا ارادہ کربلا جانے کا بھی تھا کہ بمبئی سے بہت آسان ہے وہان بھی نہ گئے موقوف رکھا خلاصہ حضور عالم نے مامور متوسط دربار صاحب سکرٹر اعظم کیا چند صحبت مین بعض انکے جواب گستاخی سے ناراض ہوے بادشاہ تو پہلے سے انسے کہتے تھے اور صاحب کی لفیحت ظاہر ہوئی۔

وزیر خان خانہ زاد باوفا حضور عالم دار وغہ دیوانخانہ وزارت عمل انگریزی سے خائف ہوکر مبادا اسیطرح کی نالش رعایا شہر مین گرفتار ہوجاؤن تو مفت مین ذلت لاعلاج حاصل ہوگی حسب الحکم دستور معظم اپنا معتمد جان کر مع میر عنایت اپنے رفیق کے روانہ کلکتہ کیا ڈاک مین گئے وہان کے جلساؤن سے بیچ کے کسی علت مین دھر لیے گئے سمجھے کہ لکھنؤ سے زیادہ مفت مین بدنامی حاصل ہوگی۔ پانچہزار روپے نذر سپریم کورٹ کے غرت بچائی چندروز شہر کو دیکھکر پھر آئے انکی لیاقت سب سے زیادہ تھی مگر اہل کلکتہ کا کچھ بھلا ہوگیا۔

مولوی خلیل الدین خان کئی برس سے معطل اپنے قصبہ کاکوری مین خانہ نشین تھے فقط سو روپیہ پنشن سرکار سے پاتے تھے حسب الطلب بادشاہ حاضر حضور ہوے ساری حقیقت حال ارشاد فرمائی اور رہنے منزل مین اپنے قریب رہنے کو حکم ہوا

احمد علی خان وکیل عدالت کانپور بواسطہ احباب خود اور متقربان دربار حاضر حضور عالم ہوے اور ہزار روپیہ صبح کو ملے اونھون نے اپنی تجویز سے منجز صاحب تاجر مرزا پور کو چاہا کہ عہدہ جلیلہ سفارت پر مامور کرین بعض دانشمندون نے عرض کیا کہ پہلے ایسے شخص غیر کا امتحان کیا جاے کہ وہ بعد دریافت حقیقت حال کے کس طریق سے اور کیونکر جوابدہی مقدمات شاہی کی پیش کرینگے بعد امتحان کے کیا مضایقہ کارپرداز ان سرکار نے اونکا دو ہزار روپیہ درماہہ مع اپنے حقوق کے تجویز کیا اور نکا آنا کانپور ہوا اونھون نے جنرل اوٹرم صاحب سے اپنی حقیقت حال اور بعض امور جو خلاف سررشتہ سرزد ہوئی تھی بیان کیے صاحب نے اونکے سوالات پر کچھ اعتنا نہ کی اور دوستانہ عہدہ سفارت سے منع کیا ایک ڈاکٹر کا نیو بھی انکے شریک حال ہوئے تھی منجز صاحب نے از راہ تہا ر چاہا

کہ وارثان پیشوا سے بھور کے بھی وکیل ہو جاوین پانسو روپیہ دربار ہے وہان سے مقرر ہوا ارکان دولت
جب کانپور پہونچے حال ایک باہم دو ہوا کا معلوم ہوا میان کی سفارت کو بیرسم کیا احمد علیخان
جو صاحب عدالت کانپور سے برخصت آتے تھے حضور عالم نے چاہا کہ اونھین تین سو روپیہ درماہہ
پر نوکر رکھین کہ وہ اپنے عہدہ قدیم سے ہاتھ اوٹھائین لیکن رنگ اہلکار دیکھکر اور بعض رنگان
وطن کے سمجھانے سمجھانے سے اپنے کاسہ قدیم پر قناعت کرکے چلے گئے سرکار
شاہی کی بیرنگی دیکھکر قبول نہ کیا۔

ایک دن جنرل اوٹرم صاحب نے نواب امین الدولہ سے فرمایا کہ آخر بادشاہ نے
تمھارا کہنا سمجھانا بھی نمانا انجام کار دیکھا اب تم بہر جاؤ اونھین بخوبی سمجھاؤ کہ بہر صورت راضی نامہ
پر مہر کرنے مین سراسر اونکی موجب بہتری کا ہے اوسکے خلاف مین بہت سی قباحتین عاید حال
ہونگی غرض طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جب ایسے رکن رکین اعظم سے جنرل صاحب ازراہ اتمام حجت
ارشاد فرماتے تھے سب اپنی خوف آبرو سے بہت خوب وہی کہکر چلے آتے تھے کسیکی مجال
اور طاقت نہ تھی کہ جواب شافی اونھین دیتا اور جب بادشاہ کے سامنے جاتے تھے سب بھول
جاتے کہ مبادا انمک حرامون مین شمول ہو جائین کسیکو کچھ بن نہ پڑتا تھا ازین سو اندیشہ و ترسان
اندہ ہوتے تھے خلاصہ نواب موصوف چار و ناچار حاضر حضور بادشاہ و جنرل صاحب و جنابعالیہ
ہوکر ادائے تبلیغ رسالت کی لیکن بسبب تسلط اغیار کچھ مفید مطلب نہوا بلکہ سبھون نے یہی
خیال کیا کہ تخم انھین کے بوئے ہوے ہین جیکا بر و ثمر اب ہوا

اس عرصہ مین نواب امین الدولہ بیمارہ فالج گرامی عذر آسمانی باعث انکی عافیت کا ہے
اپنے واسطے بہت متردد رہتے تھے کہ اگر اسوقت خاص مین بادشاہ کا شریک حال نہونگا
مورد طعن و تشنیع خاص و عام ہونگا چاہیے کہ مین نواب منور الدولہ سے بڑھکر کچھ اپنے حق نمک
قدامت سے ادا ہون تو موجب سرخروئی ہوگا اور مرحوف جنرل صاحب کی ناراضی کا لاحق حال تھا چنانچہ
اپنی علالت مین اکثر شکر خدا کرتے تھے کہ مجھے یہی حیلہ عارضہ لاحقہ باعث میری عافیت کا ہوا
کئی مہینے اسی علالت مین رہے آخر انتقال کیا اس اجل نے اونکی عزت رکھہ لی

ایکدن جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان کو بھی طلب فرمایا اور محل خاص مین

استشارہ چاہا انھون نے بھی کچھ گون مگون عرض کر کے جان بچا کر چلے آئے تماشا یہ ہے کہ سبکو خوف سرکارین تھا کیونکہ ایک سرکار مین مشروحاً عرض کرتے کہ اپنے عہد دولت مین وہ کیا جسکا انجام یہ دیکھا یا دوسری سرکار مین عرض کرتے کہ اگر بے انتظامی آپ کے نزدیک ثابت ہے انتظام جسطرح چاہیے کیجیے دبے یہ صورت کو گھر بیٹھے کی سے ہے نہ کیجیے یہ کیا مجال تھی کہ سکتے آخر یہ بجز کینگی سنی محبت کا مال سمجھون نے اودھر گھر کو لوٹ کرا تے تھے اودھر سبکو جمع کر کے پوچھتے تھے تم سب نے راضی ہوا اسکا کیا جواب ہے سوا اسے حکومت کے

نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان عم نامدار نواب محذرۂ عظمیٰ نے حسب دستور منتظم لینے بیاد بستی کا یہ حال دیکھا کہ سب کے نزدیک بدنام و انگشت نما ہوے انجام کار سمجھکر بظاہر یکانگت و یکجہتی سے ہاتھ اوٹھا کر لب بشکوہ آشنا کیے اور ان مقدمات سے بری ہوکر شریک شوری خاص نواب محذرۂ عظمیٰ ہوے اونکے نزدیک بھی انکی کنارہ کشی باعث وثوق اعتماد ہوئی اس جہت سے وہ بانی مبانی پیش کرنے نواب منور الدولہ کے ہوے نواب موصوف از بسکہ اپنی دیانت و امانت و نمک حلالی سرکار نازان تھے مردانہ وار کمر ہمت باندھ کار فرمائی سلطنت کو بہتر سمجھے اپنی اور قدامت اور خیر خواہی سرکار قدیم کو مقدم سمجھے کہ ہمین دوسری سرکار مین وثوق اسی اپنی سرکار کی جہت سے ہوا ہے اگرچہ منزلت اپنی سرکار سے رکھتے دوسری سرکار کیونکر جانتے اسی جہت سے جنرل اوٹرم صاحب کو انکا یکسو ہونا ناگوار گذرا مگر کھل کر انھین سمجھا نہ سکے۔

بیجر برڈ صاحب جو جنرل سلیمن صاحب سے بد دماغ ہوکر راجپوتانہ مین گئے تھے وہان سے کیسے برخصت گئے پھر کلکتہ سے کانپور کانپور سے لکھنؤ گھوڑ دوڑ کے واسطے آ لے خواجہ سرایان شاہی سے بڑا تعارف تھا بشیر الدولہ کے واسطے سے باخفا بادشاہ تک پہونچے اور بشرط شروط سفارت پادشاہ قبول کی اور اپنے عہدۂ سرکار سے مستعفی ہوے فی الحقیقت اگر چشم انصاف سے دیکھیے تو اس صاحب جلیل القدر نے بمقتضائے اپنی شرافت و منفعت دنیا جو اپنی حکومت مین بہر طریق حاصل کی تھی عجیب کار نمایان کیا اگرچہ دولت مین اپنی اسٹیٹ زمینداری وغیرہ سے مستطیع تھے اور بدنامی اپنی سرکار قدیم کا خیال نہ کیا مگر اس سرکار عالیشان نے انکی بھی قدر کچھ نہ جانی جیسا بیان کیا جائے گا۔

غرض جب یہ تدبیرین ہوچکین راے عالم آرای بادشاہ مین عزم بالجزم سفر وسیلہ الظفر اختیار کیا ہرچند حریفان و مخربان سلطنت نے ہر طرح سے اسکا انسداد چاہا جوڑ توڑ شروع کیے - ازانجملہ شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی بر آمد جنرل اوٹرم صاحب سے کی کہ مین نے ازراہ دولتخواہی سرکار ہر طرح کے نشیب و فراز سمجھا کر بادشاہ کو سفر راضی نامہ پر راضی کیا مگر آپکے خیرخواہون نے اوسے برہم کر دیا جب صاحب نے شکایت خان موصوف سے عرض کی مخبر افتراے مین بے اجازت آپ کے کب بادشاہ کے پاس گیا تھا اور نہ کسی امر مین متمنی تھا جب سے خان مذکور نے لیلا ہر آمد رفت شاہی موقوف کی ایسے افتراے بے فروغ سے مگر علی اصغر خان و منشی کرم احمد حاضر رہے نواب مخدرہ عظمی نے پانچ ہزار روپے خرچ سفر عنایت فرمائے کلکتہ تک ہمراہ سفر رہے -

الغرض جس دن سے یہ فتنہ و فساد برپا ہوا تھا جناب عالیہ نواب مخدرہ جنرل صاحب مثل نبات النعش محیط دائرہ ذات سلطانی رہتے تھے اور عورات پہرے کو تاکید تھی کہ کوئی شخص بغیر ہماری اجازت نہ آنے پائے مبادا کسی فریب سے اپنا کام کر جائے اور حضور عالم بھی اپنے مقام خاص سے باہر نکلتے تھے بعد دو دن کے بیگم صاحبہ یعنی بی بی حضور پردہ عصمت سے شرفیاب بادشاہ ہوئین اور بکمال الحاح و زاری سے عدم حضوری حضور عالم عرض کی حضور عالم باجازت حاضر ہوی اور یہ کلمات خیرخواہی و دوراندیشی بہر خاص مین بیان کیے اوسدن سے حکم ہوا کہ تم بھی داخل شوراے خاص ہوا کرو

دو تین دن کے بعد حضور عالم نے بسبب تہدید جنرل اوٹرم عرض کی کہ اب غلام کی عزت و جان مفت برباد ہو جائیگی اگر حضرت سفر نہ فرمائینگے وگرنہ یہ قراولی اور پہرا سے حاضری پہرے والی نے جب قراولی کو دیکھا چلائی کہ نواب نے اپنا کام تمام کیا یہ مجرد سننے آواز کے دفعۃً صاحبات محل چلی آئین اور بنسبت حضور عالم زبان کلمات بے ادبی سب نے کھولی سب جناب عالیہ جنرل صاحب مضطربانہ تشریف لائے بادشاہ نے رحمدلی سے صاحبات محل کو کلمات سخت سے منع فرمایا آخر ع رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت -

ایکدن جنرل صاحب نے خلوت مین سفر کے باب مین بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ بی بی

سلطنت آبائی کرام جو نمک حرام اور نا عاقبت اندیشون کے ہاتھ سے ہورہی ہے اب نظر خلاف
مین ہم خود اپنے تیئن سبک و حقیر سمجھتے ہین بعد از زندگی اپنی بہت ناگوار ہے اب کوئی صورت نسبت عافیت
اپنے واسطے نہین سوا اسکے کہ ان رعایا کے امانت خدا سے چشم بستہ ہو کر عتبات عالیات جاکر
مجاورت اختیار کرین آئندہ آپ کو اختیار ہے ارشاد کیا کہ بعد ازین بھی مجبور ہون اور رعایا لفت
ہون کسیصورت سے مہر نہ کرونگا اور سفر سے بھی ہاتھ نہ اوٹھاؤنگا بہرحال تم خاطر جمع رکھو
مین نے تمھین اور جناب عالیہ کو اختیار کلی دیا ہے -
اسکے بعد مفتاح الدولہ سے ارشاد کیا کہ تم فقط میرے ساختہ پر داختہ ہو تمھارے حقوق
نمک خوارئی آبائی کا یہ ہے کہ اگر مین بھی کسی طریق سے اغوائے مفسدین سے مہر طلب کرون
نہ دینا عرض کی جب تک غلام مین دم مین دم ہے خلاف حکم محکم نہ کرونگا اور مہر غلام کے
بھی قبضۂ اختیار سے باہر ہے وہ سپرد جناب عالیہ و جرنل صاحب ہے اگر اجیانا ارشاد
بھی ہوگا بغیر از نوشتہ سند چار صاحبون کے حاضر نہ کرونگا چنانچہ اوسیوقت مہر خاص صندوق
مین رکھی گئی اوسپر مہر جنرل صاحب مرزا و لیعہد کی ہوئی -
ایک پرچہ پیام چیف کمشنر کو عزم سفر کلکتہ اور اطلاع نواب گورنر جنرل اور خفاظت راہ
اور رسد رسانی بھیجا گیا اوسکا جواب آیا کہ نیازمند نے نواب محتشم الیہ کو اس باب خاص مین
رپورٹ کیا ہے لیکن مشروط ہوگا ارقام ہو کہ اہلکارون سے کون کون ہمراہ رکاب ہوگا اور جمعیت لشکر
کسقدر ہوگی بعد ہفتہ عشرہ دوسرا پرچہ پیام اسی مضمون کا آیا اسکا جواب یہ بھیجا کہ نیازمند اس
باب مین محض بے اختیار ہے جب تک کہ کلکتہ سے جواب رپورٹ نہ آئے اور نہ صاحبان حکام کو
حکم بھیج سکتا ہون -
جب سے یہ ہنگامہ بپا ہوا تھا اکل و شرب انسانی گم ہو گیا تھا مگر بے خبر محافظان دواب
سے حیوانات بیزبانکو بھی کئی دن سے خوراک یومیہ میسر نہوئی تھی جب یہ خبر مشہور ہوا چیف کمشنر
کو پہونچی پرچہ پیام آیا کہ یہ حیوانات روز و شب کے فاقہ سے مرجائینگے لہذا مناسب ہے کہ جو اونمین
سے بہتر ہون منتخب کیے جائین باقی سب کا حکم نیلام دیا جاوے دانشمند حاضرین نے چاہا کہ اسکا جواب معقول لکھین لیکن حضور عالم کی
ملوقع اپنی رائے عالم آرا سے جواب یہ بھیجا جیسے کہ اونکو کمال انصاف و حلم سے جیسا تا نیر باپر رحم آیا لیکن بلا زمین اقدس و اعلی یہ طرح

رحم نہ آیا کس امر کو آپنے ہمسے پوچھا ہی جو چاہا وہ کیا اس باب مین بھی آپکو اختیار ہی۔ پس چیف کمشنر
نے جو پایہ تخت غیر کو حکم تیلام دیا از بن قبیل اب طرفین سی ہر امر مین خلاف ہونا شروع ہوا جو باعث ناگواری فریقین ہوا
سہ شنبہ سی صبح و شام اور زوال شمسی کی بھی توپ بند ہو گئی اس جہت سی کہ توپخانہ سرکار ضبط ہوا بعد
دو ہفتہ کے توپ صبح و شام و زوال شمسی موافق دستور چھاونی انگریزی حسین آباد سے چلنے لگی۔
الغرض خاص و عام اس حرکت و سکون سفر سے متردد ہوے حریفون نے ہر روز
ایک نئی بندش خود تراشنی شروع کی اس خیال سے کہ اگر ہمارے حیلے سے سفر موقوف
ہو جائیگا تو البتہ باعث رسوخ چیف کمشنر بھی ہوگا اور حضور عالم پر بھی بڑی خیر خواہی
ثابت ہوگی چیف کمشنر نے پرچہ پیام بھیجا کہ حضور عالم اور مہاراج اور اہل خدمت
درجہ دوم ہمراہ رکاب نہ جائینگے کسواسطے کہ بازپرس اور تحقیقات اکثر مقدمات
ضروری اون پر منحصر ہے وگرنہ ہرج کار سرکار ہوگا اسی جہت سے جب
تحریر صافی نامہ دستور معظم کی نواب مخدرہ عظمی اور اکرام الدولہ کی سفارش و
فہمایش سے پیش ہوتی اوسے جنرل صاحب نے بھی منظور نہ کیا حاصل مضمون یہ
تھا کہ اس مدت عہد معدلت حضور عالم مدار المہام سلطنت نے کوئی امر بے حکم و
مرضی شاہی نہین کیا لہذا اوسکی بازپرس ماہدولت کے ذمہ ہے جب یہ مسودہ تصدیق
نہ ہوا اکئی سطرین دستخط خاص سے مزین فرمائین کہ جو کچھ مدت وزارت مین حضور عالم
نے کیا اوسکی بازپرس کا اختیار ماہدولت کو ہی دوسرے کو اوسکا مواخذہ نہ چاہیے اوسکا
جواب یہ آیا کہ نیاز مند کو جو حکم نواب گورنر جنرل پہونچا ہی اوسکے خلاف تعمیل نہین کر سکتا
غرض اسوجہ سی جب سررشتہ ضمانت حضور عالم نواب محسن الدولہ سی اوسپاہ جی سی ضمانت مہاراج کی لیگئی
اس عرصہ مین تار برقی سے چیف کمشنر نے صدر کو اطلاع کی کہ بادشاہ واسطے
استغاثے کے تعجیل سفر لندن کرتے ہین ہمنے حکمت عملی سے ملتوی رکھکر اطلاع کی
اب اجازت اور عدم اجازت مین جیسا حکم ہو۔
اوسکا جواب یہ آیا کہ بادشاہ نے تعمیل حکم سرکار مین از بسکہ فرمانبرداری اور
عجز ظاہر کیا ہم سرنگون ہوے کسیطرح منع نہ کرو آنے دو فقط

یہ مجرد سننے اس خبر کے تیاری سفر کی دھوم ہوئی اس عرصہ مین ایک محبت نامہ نواب گورنر
جنرل جدید لارڈ کیننگ بہادر پہونچا صحت الدولہ نے سر بمہر حضور شاہی گذرانا خلاصہ اوسکا مضمون
یہ تھا کہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈالہوزی بہادر روانہ ہوے احوال ماضی اریکہ آرای سلطنت
کا منکشف ہوا غالب کہ جو مقتضاے محبت واتحاد قدیم الایام سے ملحوظ خاطر سرکار مین رہا ہے
اوسی طریق سے ہر امر طرفین سے عمل مین آتا رہے فقط

بعد ملاحظہ بادشاہ نے فرمایا کہ باطن مین بدل مسرت حاصل ہوئی مگر بظاہر اگر توپین
بجنج سے نہ گرائی جاتین حکم شلک سلامی ہوتا اب یا خالصی چھاونی انگریزی سے یہان آدمین
یا چیف کمشنر خود حکم سلامی اپنے توپخانے مین دین غرض یہ امر داخل تکلفات ہوکر ملتوی رہا
جب رعایا و برایاے شہر اور متوسلین شاہی کا طعن وتشنیع بڑھا ہر شخص کو یقین ہوا کہ سفر مین تامل
ہوا اور روز سہ شنبہ سوم رجب بادشاہ مستعد اور آمادہ سفر ہوے شام تو چاہا کہ بادبہاری
پر سوار ہون لیکن مقربان خاص نے بمنت و سماجت نحوست یوم سمجھا کر روکا بادشاہ اسوقت
برہم ہوکر کسی سے مخاطب نہوے مقام خاص مین تشریف لیگئے۔

تشریف فرمائی بادشاہ سمت کانپور و حالات قیام وہانکے

الغرض پنجم شہر رجب سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۳ - مارچ سنہ ۱۸۵۶ء بادشاہ نے بادبہاری طلب
فرمائی حاضرین نے جانا کہ حسب معمول یومیہ دورہ گشت قیصرباغ ہوگا حضور عالم مضطربانہ
ہوکر چلے راہ مین پاے ثبات نے ٹھوکر کھائی دو تین اور مقرب بھی حاضر ہوے ہر ایک کو بچشم دیکھا
کسیکو جرأت عرض نہوئی بلکہ سامنے سے ہٹ گئے ۹ بجے ساعت سعید مشتری مین مع
جنرل صاحب رونق افروز برج سعادت بادبہاری ہوے اور مثل نیرین در حسدین مرکز جادۂ مستقیم
سے منزل مقصود کو میل فرمائی راجہ یوسف علیخان ہمنشین بریڈن صاحب کوچ بخش ہوے
اسواسطے کہ اوسوقت کی عنان اختیار اوسکے ہاتھ مین تھی اور کئی دن پیشتر سے اہتمام ڈاک
اوسکے ذمے ہوگیا تھا اور بکمال خصوصیت خیرخواہی کے ہمراہ رکاب ہوئی تھی ہر چند جنرل سلیمن
صاحب نے دفعتًا کئی منزل پیشتر سے شہر سے نکلوا دیا تھا بشیر الدولہ احسن الدولہ گھوڑون پر سوار تھے

تھوڑے سے ترک سوار اور ملازم پیادہ جلوس سواری مین تھے جب سوار ہونے لگے ڈنکا ہوا
پھر بھنور ٹی جاکر منع فرمایا حضور عالم نے ایک سوار کو دوڑایا کہ غلام کو کچھ عرض ضروری ہے
لیکن وہ سوار گرد سواری تک نہ پہونچ سکا سبب جو لوجلدی تھی کربلا سے میر خدا بخش بین بینین
و سوزنات جمع تھے مجلس عزا مین مرثیہ خوان نے پہلے مناقب استغاثہ تصنیف بادشاہ
سنو دل پڑھی عجب حال سب کا ہوا ہر شخص بدعا بقای ملک و سلطنت مصروف ہوا —
بادشاہ کی گاڑی کے پیچھے نواب معشوق محل صاحبہ اور چھوٹے جنرل صاحب تھے اونکے
بعد متفرق صاحبان خاص مسیح الدولہ سفیر شاہی بعد ایک دو سیکڑے گاڑیون پہ چلے شہر سے
شہر کے در دولت سے تا دریاے گنگ پیادہ زبان طعن و تشنیع ہیا کاٹ کھولے ساتھ رہی
پہر رات رہے اونام مین سواری پہونچی وہان سے عبد الہادی خان قندھاری بھی کئی
سوارون سے ہمراہ رکاب ہوے کچھ تھوڑی رات رہے کنار گنگ پہونچے بادشاہ خیمہ مین
رفع ضرورت کو تشریف لیگئے دیر تک تخلیہ مین نماز ہوگئی اول صبح صادق کے پار اترے
بریڈ صاحب کے بنگلہ مین رونق افروز ہوے ہر چند تاج گھر اونکی بنگلے گرد و پیش کے
پیشتر سے خالی ہو چکے تھے مگر لشکر سلطانی بھی پڑا تھا جب طلوع آفتاب ہوا خبر تشریف
آوری عام ہوئی فوج منتخب سلامی کو پریڈ پر آگئی بادشاہ نے العام حسب معمول بھیجدیا
اور سلامی توپ کو منع کیا افسران فوج نے عذر کیا کہ سوا اسکے عتاب اپنی سرکاری نہو
مگر دوسرے دن سلامی ہوئی جب حکم محکم تار برقی سے پہونچا کسواسطے کہ ایک ہفتہ پیشتر سے
جو آمد لشکر فوج رہتی تھی بعد انتظام چلی جاتی تھی اسطرح سے داخلہ کا یقین نہ تھا —
روز جمعہ وقت عصر نواب منور الدولہ مع امجد علی خان حکیم میر محمد میر علی منشی باقر علی
روانہ کانپور ہوے منزل بمنزل روز یکشنبہ شرف ملازمت مین پہونچے جناب عالیہ نواب
مخدرہ عظمیٰ مرزا ولیعہد بہادر اور زوجہ طاہر عصمت مآب حضور عنایت الدولہ نواب
سجاد علی خان روانہ ہوے صاحبات محل تاج گھر مین اترے باقی مصاحب وغیرہ متفرق
بنگلون مین اترے سبکو ملاقات حضور رہی ہوئی مگر بوقت طلب جب یاد فرماتین
نواب منور الدولہ بہادر صاحب سفیر سفر راسخ الاعتقاد شاہی بوقت خاص

شاہ جہاں کے حضور پر نور رزیڈنٹ حاضر ہوا کرین برنڈ صاحب کا اہتمام تھا انھون نے اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا تھا ہر وقت بدل مصروف کاروبار رہتے تھے اور حفاظت حرمسرا سلطانی اور بجا آوری احکام مین سرگرم تھے تحائف ولایت گذرانتے تھے جسمین بادشاہ کا دل بہلے۔ شاہزادے نواب ملکہ کشتی صاحبہ کے مرزا دارا شکوہ اور نواب ملکہ عہد صاحبہ کے مرزا سلیمان قدر اور بعض اقربائے شاہی اپنی سعادت سمجھکر روانہ ہوئے شاہزادون کو دو لاکھ روپئے زاد راہ سفر دیکر بھیجا دیا تھا اکثر خوشباش اور رئیس شہر بھی ہر ایک وسیلے سے روانہ ہوا تھا مگر شاہزادے فردوس منزل کے نواب یحیی علیخان مرزا اعظیم الشان مرزا رفیع الشان نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر تشریف فرما ہوئے خصوصاً ان دونون صاحبونکو حضور عالم سے بھی ایک خصوصیت بلکہ قرابت بھی ہو گئی تھی۔

امیر الدولہ سید مہدی علیخان عرف امیر الامرا اگرچہ خانہ نشین بلکہ معتوب تھے روز بد سمجھکر روانہ ہوئے اور پھر آنے کیلئے خبر بھی نہ کی بلکہ بشرط شرف یابی بواسطہ اپنے ندرانے ٹھہرائی تھی احسان حسین خان کو حضور عالم نے دفتر انشا سپرد کر کے روانہ کیا لیکن نواب منوّر الدولہ کی جہت سے مدخل مخفی رہے ہر چند خان مذکور نے بہت سی تدبیرین اپنی کین لیکن بے سود ہوئین اور میر منشی قدیم راجہ بہندن لال کے خاندان سے منشی دولت رائے شوق تخلص واسطے جواب نویسی کے ساتھ کئے گیے

مدبر الدولہ راجہ جوالا پرشاد بہ ضعف قوی و سن پیری کانپور تک گئے لیکن بادشاہ نے کمال عطوفت و رحم سے بواسطہ مصلح السلطان فرمایا کہ تم تکلیف سفر نہ کرو حسام الدولہ کے پاس حاضر رہو جب بادشاہ کانپور سے تشریف فرما ہونے لگے حسام الدولہ خویش نواب ملکہ کشتی صاحبہ اور بھائی نواب محسن الدولہ کو مختار و مہتمم صاحبان عالی اور امور مرجوعہ رطب دیابس اور بجا آوری احکام شاہی کا مختار فرمایا تھا اور کوٹھی خزانہ جواہر خانہ و غیرہ مفتاح الدولہ کے سپرد تھی اونھون نے اپنا قایم مقام اپنے سگے بھائی کنز الدولہ کو ہمراہ رکاب کیا تھا کس واسطے کہ اونسے بہتر کون مستحق و سزاوار ایسے اعلیٰ ذکا تھا اونھون نے حق برادری ادا کیا مگر اونھین جیسا سچا ہے تھا وہ ادا کیا۔

بادشاہ نے قبل از تشریف فرمائی حکم محکم بیگمات و صاحبات محل کو دیا تھا کہ جسے قیام
دولت سرای شاہی منظور ہو وہ اپنے اختیار سے چلی جائے چنانچہ اکثر بیگمین چلی گئیں اور بہت سی
ثابت قدم رہیں اور بسر مو حکم قضا شیم سے انحراف نہ کیا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبات محل کیواسطے
علی السویہ سو روپے ماہواری اکل و شرب و دستہ ضروری کیواسطے ہر ایک کے مقرر فرمائی انہین
سے اکثرون نے قبول نہ کیا کہ ہمارا [illegible] بتصدق حضرت بہت کچھ بسر اوقات کرنیکو ہے اور جبسے کہ
عملداری سرکار ہوگئی تھی ہر محل نے عملہ شاگرد پیشہ بیرونی و اندرونی کو تنخواہ سب کی دیکر بر
طرف کیا تھا فقط بہ ضرورت کچھ لوگ رکھ لیے تھے اس برطرفی مین ہزارہا زن و مرد محتاج
ہوکر حالت یاس مین خانہ نشین ہوئے اور ہر گھر مین ماتم برپا تھا —
اکرام الدولہ مع اپنے بیٹون کے روانہ کانپور ہو مرزا حاجی کے بنگلے مین اوترے
مولوی محمد خلیل الدین خان جو حسب الطلب حاضر ہوئے تھے بادشاہ نے ہمراہ منزل مین رہنے
کو حکم دیا تھا بعد تشریف فرمائی اپنے وطن بالہ [illegible] چلے آئے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ جب ساتھ
چلنے کو ارشاد کیا انھون نے عذر کیا عرضداشت کی کہ تین چار ہزار روپے کا قرضدار ہون تنخواہ
پنشن بھی سرکار سے نہین ملی نئی عملداری شروع ہے مبادا کوئی قرضخواہ نالش کردے امیدوار ہون
کہ اس سے گلو خلاصی ہوجائے آئندہ ہزار روپے کی تنخواہ مقرر ہو کسواسطے کہ جب کلکتہ مین عہدۂ
سفارت پر تھا پانچہزار تنخواہ تھی بادشاہ نے حضور عالم کو عرضداشت تجویز کو عنایت فرمائی
انھون دو ہزار خرچ کے اور تین سو کی تنخواہ تجویز کی خلاصہ یہ کہ کوئی پرسان حال نہوا
وجہ اسکی یہ تھی کہ حضور عالم انسے صاف نہ تھے اور انکو بھی ہمراہ جانا منظور نہ تھا بہت
غنیمت سمجھے اور سب کا انجام سمجھتے تھے میر حسن علی لندنی بھی حسب الطلب نواب
منور الدولہ باوجود کبر سنی و ضعف پیری کانپور تک جاکر پھر آئے —
شوکت الدولہ نواب محمد خان سفیر معزول شاہی اخراجی جنرل سلیمن صاحب کانپور
مین تھی اہلکارون نے سفارش سے بجای محمد خلیل الدین خان انھین مقرر کیا اور دو ہزار روپے
زاد راہ اور درماہہ انکے واسطے معین ہوا ہر چند بادشاہ نے ازراہ استعجاب مولوی صاحب
کو لوچھوا کہ بھیجنے جواب شافی عرض نہ کیا —

جناب سید نقی بیٹے سید العلما کے مرحوم حسب تجویز اکرام الدولہ و نواب منیر الدولہ مستعد و آمادہ سفر لندن ہوئے کہ واسطے کار آپ کے سفر دور و دراز میں ایسے شخص کا بھی ساتھ ہونا ضرور ہے کہ بروقت تشریف آوری در ملک الموت کیسی مٹی خراب ہوا اور انشاء اللہ لندن میں نماز جمعہ و جماعت ہوگی یہ امر بھی باعث یادگار زمانہ ہوگا لیکن خوبی اعمال مومنین سے وہ کانپور پہونچکر ایسے علیل ہوئے کہ وہین سے آگے جانے کا قصد ترک کیا مع المخبر ہمراہی منصف الدولہ سید باقر خان اکبر جناب سلطان العلما پیشتر سے لشکر کانپور میں موجود تھے جب یہ رنگ سفر دیکھا اور امانی صاحبہ نے شکایت اونکے جانیکی تہدید خیال کرکے مراجعت کی ورنہ شاہ اولوالعزمی میں اون سے زیادہ تھا۔

ادنی ترین رعایا کا شہر میاں محمد نانبائی بھی اپنی منفعت فروخت اشیا کی بالکل بھولکر دل آزردہ شاہی ہو نواب منور الدولہ نے پخت طعام خاصہ اونکے سپرد کی۔

نواب سیف الدولہ قد علی خان نواب مجاہد الدولہ بہادر دونون پھوپھیا بادشاہ کے کمر ہمت باندھکر روانہ کانپور ہوئے بادشاہ نے تکلیف سفر سے منع کیا عرض کیا ہم کسطرح آپکی تکلیف دہ ہونگے اور ایسے وقت میں ہاتھ ہمراہی نہ اوٹھائینگے بعد اسکے یہ دونون صاحب قبل از روانگی بادشاہ روانہ بنارس ہوئے غرض ہر شخص رعایا شاہی کا یہ حال تھا کہ بہر صورت دامن دولت سے ہاتھ نہ اوٹھائی اور شریک مصیبت سفر تازہ رہے۔

کہتے ہیں کہ نوروز کو کانپور میں اٹھارہ من سے زیادہ قند شربت کیواسطے بسر ہوا لوگوں نے اس جہت سے نذر نیاز مختلف طعام و شیرینی پر دی وہاں کے اہل دربار کو تعجب ہوا اور سرکار شاہی کیواسطے دست بدعا ہوئے کہ یہ گھر قائم رہے اس قلت لشکر اور عدم مکان سے ہر شخص موافق اپنی صرف بیتاب کی مجبور تھا

اس عرصے میں کلکتہ سے خبر آئی کہ ۲۰۔ پانچ بجے شام جہاز فیروزہ پر پانچ بجے شام کو لارڈ ڈلہوزی صاحب روانہ ولایت ہوئے اور نواب گورنر جنرل جدید داخل کلکتہ ہوئے چنانچہ اخبار وہین کلکتہ سے ورود نواب معظم الیہ لکھا جاتا ہے

ورود نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ مین

۲۹ فروری ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ روز جمعہ کی شام رائٹ آنریبل چارلس جان وای

کونٹ کیننگ بہادر فیروز جہاز پر جب مقام اج یو سے گذرے قلعہ فورٹ ولیم بنگالہ سے توپ
سلامی کی چلی پرایوٹ سکرٹری دلیٹری گورنر جنرل اور دو مصاحب گورنر جنرل وتوپن بھیجہ
واسطے استقبال ہولنڈ تک گیے چھاونی خضرپور مین لنگر کیا وہان سے نواب محتشم الیہ سنو ٹکھی
ٹفنس پر سوار ہو کے چاندپال گھاٹ پر نزول اجلال کیا اوسوقت ۱۹ توپین فیروز جہاز سے چلین
اوسکے پیشتر گھاٹ پر سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ چیف مجسٹریٹ کلکتہ سپرنٹنڈنٹ مرین یعنی مہتمم جہازی
اور ماسٹر اٹنڈنٹ وشرائف کلکتہ استقبال کو آئے تھے جب نواب گورنر جنرل نے زمین کلکتہ پر
قدم رکھا ۱۶ توپین چلین بعد اسکے داخل ایوان گورنری ہوے وہان بڑے پھاٹک پر لفٹننٹ
گورنر بنگالہ اور لب دالان پر نواب گورنر جنرل ڈالہوزی صاحب اور ممبران سپریم کونسل
استقبال کو آئے صاحبان نظامت گورنمنٹ اور سب افسران قلعہ اور جنرل اشاف
ایک طرف دوسری جانب افسران خدمات دارالریاست لباس دربار پر تکلف سے حاضر
تھے جب کرسی گورنری پر جلوس سواری چاندپال گھاٹ سے تالی بڑے پھاٹک تک ایوان
گورنری کی ترتیب سے دورویہ قطار بستہ کھڑے ہوے تھے یعنی سپاہی دوسری
باڈی گارڈ تیسرا رجمنٹ چوتھا رجمنٹ ملکہ تیسرا رجمنٹ سپاہیونکا ۱۳۔ پیادہ ہندوستانی
۴۔ رجمنٹ ۴۳۔ لائٹ انفنٹری فسون کلکتہ یعنی محافظان شہر لباس سے آراستہ اسلحہ
سے مکمل باتحت انتظام لفٹننٹ کرنل پال صاحب صف بصف آراستہ تھی جب گھاٹ
مذکور سے سواری چلی تھی ایوان گورنری تک دورویہ سلامی ہوئی اور توپ بعد ایک دوسرے
کی چلی جب اس تزک تجمل سے نواب موصوف داخل ایوان ہوے ۶ ساعت ۵ دقیقہ شام
پر سوگند معمولی اپنے عہدے کی دیکر کرسی گورنری پر جلوس فرمایا کما نڈر انچیف انس جناب
سپہ سالار افواج ہندوستان عہدہ ممبری زائد کونسل ہند پر جوزف الگزنڈر ڈارنہ صاحب
اسکوئر ہیجر جنرل جان لو صاحب وئی بی جان سیویہ گرانٹ اسکوئر سپرنٹنڈنٹ عہدہ ممبری اول
دوم وسوم وچہارم کونسل ہند پر مامور ہوکے پھر حسب دستور اشتہار منصوبلی ومعزولی نواب گورنر
جنرل سابق دیا گیا کہ تاقیام شہر حفظ مراتب بدستور نواب محتشم الیہ کے واسطے رہے۔

نواب گورنر جنرل بہادر بہت تندرست وتوانا وقوی القوی ہین پر بیٹے لارڈ جان کیننگ کے

ہین وہ ایک زمانے مین وزیراعظم سلطنت بھی ہوچکے تھے اونکی مان سومن سے میجر جنرل اسنکاٹ کی بیٹی تھین سنہ ۱۸۱۲ء مین گلاسٹر راج برائٹن مین پیدا ہوکے ۴۴ برس کا سن ہے پہلے اسکول مقام آٹون مین پڑھے بعد اسکے کالج اکسفرڈ مین کتب علمیہ حاصل کین سنہ ۱۸۳۳ء درجہ اول کالج مذکورہ مین علوم درجہ دوم بفن حساب وہندسہ مین ترقی کی بعد اس کے لیڈی کیننگ سے کتخدا ہوئے وہ بیٹی لارڈ اسٹوٹ ڈی رایتھی کی ہین پھر کاروبار سلطنت مین مامور ہوکے اور بتدریج ترقی کرکے عہدہ سررشتہ ڈاک سلطنت برطانیہ پایا بعد اس کے بہ سفارش لارڈ پامرسٹن اس عہدۂ جلیلہ گورنری پر منصوب ہوئے ۔

حالات قیام کانپور و سوانحات لکھنؤ روانگی بادشاہ کانپور کو

بعد تشریف فرمائی بادشاہ خزانہ جواہرخانہ اسباب پرتکلف و بیش قیمت جو جناب ملکۂ معظمہ دام اقبالہ کیواسطے طیار ہوا تھا کپتان کنز الدولہ حفاظت فوج انگریزی مین لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر بہادر کانپور سے مسیح الدولہ مصلح السلطان دیانت الدولہ احسن الدولہ شفاء الدولہ آفتاب الدولہ اکرام الدولہ اہتمام الدولہ حیدر حسین خان اہلکار کارخانجات سلطانی واسطے ضمانت کے حاضر حضور چیف کمشنر ہوئے چنانچہ ۱۲ اشخاص تا می بموجب ڈاک حاضر ہوگئے مگر اہتمام الدولہ بہ علت باقی دس ہزار روپیہ بابت علاقہ کے ٹامنیدنٹ صاحب نے انکی ضمانت کردی اور تدرو حساب باجبی اونکے چودہ ہزار سرکار مین فاضل تھے اکرام الدولہ نے حاضر ہونے مین مکث کیا حالانکہ صاحب مجسٹریٹ نے از راہ عزت و تکریم پہلے ڈپٹی میرزا صبر علی کو اونکے لینے کو بھیجا تھا یہ نواب مخدرۂ عظمیٰ کے پاس جاکر بیٹھ رہے چاہا کہ کسی حیلے سے ٹالدیا جائے جب ڈپٹی صاحب تنگ ہوکر چلے گئے حالانکہ انکا دس دن مسہل تھا مگر حکم حاکم سے آئے تھے جب کیفیت مشروحہ صاحب سے بیان کی صاحب نے چپراسی و سوار انکی طلب کو بھیجے یہانتک مجبور ہوکر خود صاحب تشریف لائے اب کیا عذر کرسکتے اونھین اپنے ساتھ کچہری مین لیلئے راتکو روبکاری کا حکم دیا رات بھر کچہری مین رہو صبحکو روانہ لکھنؤ ہو لیکن کہنے سننے و عذر بیمار سے گھر آئے صبحکو روانہ لکھنؤ ہوئے یہ ان صاحبون کی نسخہ و فہرست

تھی وجہ ظاہر ہے کہ خائن تھے جو کچھ نوشیجان کیا تھا اوسکے واسطے ڈرتے تھے چنانچہ یہی ہوا

پرچہ پیام شاہی چیف کمشنر کو اسی باب خاص مین پہونچا کہ ایک لاکھ ۳۶ ہزار روپیے ازروے حساب شیر الدولہ اور مہاراج بالکرشن بہادر بابت باقی علاقہ حضور تحصیل اکرام الدولہ کے ذمہ نکلا ہے اگر انکا عملہ کھا گیا ہے اسکا مواخذہ انکے ذمہ ہوا اور اگر ذمے بہادر موصوف ہے بس مال سرکار ہے اسکے لینے اور نہ لینے کا مابدولت کو اختیار ہے اسقدر تاکید و شدت ضمانت سے کیا فایدہ متصور تھا اسکا سبب لکھیے

جواب شافی اس پرچہ پیام کا نہ کیا مگر مقابلہ و مواخذہ حساب بدستور رہا جب یہ ۱۲ شخص کانپور مین آئے چیف کمشنر کے پاس گئے وہان سے کپتان ہیز صاحب کے پاس حاضر ہوے پھر ایک سمسن صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس حاضر ہو بعد ضمانت و مختار کے پھر کانپور آئے مگر اکرام الدولہ بعلت حساب رہ گئے -

بعد دو چار دن کے اہتمام الدولہ حیدر حسین خان حسب الحکم بادشاہ لکھنؤ آئے کو مع خدام راضینامہ اقربا شاہی افسران فوج اور ہر گروہ ہر فرقہ رعایا شہر سے لیکر چلے گئے

ایکدن منجھلی بیگم صاحبہ خواہر محترمہ دستور معظم نواب اختر محل سے تحسین گنج کو جانے لگین دربان ڈیوڑھی تلاشی لینے لگے سواری کے سپاہیون سے تکرار ہوا حضور عالم نے برہم ہو کر فرمایا مین انگریزی پہرے بلوا سکتا ہون حسام الدولہ مہتمم محلات متردد ہو کر کانپور گئے بادشاہ سے عرض حال کیا کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیدا ہو چیف کمشنر کے پہرے اسی حیلے سے ہوجائین اسی باب خاص مین حضور عالم کو دستخط خاص مزین فرماتے پھر آتے

ایکدن مفتاح الدولہ کسی امر ضروری کی غرض سے کانپور گئے بعد عرض حال پھر آئے الحق کہ بہادر رندگور کی نمک حلالی و خیرخواہی و جانفشانی مین کچھ شبہہ نہین جیسا اُنسے امانت و دیانت سرکار ہوئی دوسرے سے ہوتی اسی جلدو مین سرکارین سے اپنے حق پنشن سے محروم رہے

سبحان اللہ چیف کمشنر نے دستور معظم کو بھیجا کہ دولتسرے شاہی سے اپنے گھر چلے جاؤ - عرض کیا کہ بادشاہ نے دستور قدیم کو ارشاد کیا ہے حکم ہوا کس سند سے آنھون نے دستخط شاہی جو معرفت حسام الدولہ آئے تھے اونسے بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ آدمی کو جسقدر راحت و آرام

اپنے گھر مین ملتا ہے دوسری جگہ نہین ملتا لہذا مناسب وقت یہی ہے کہ حسب الحکم تم اپنے گھر چلے جاؤ غرضکہ
چار دن کے بعد ایک اشتہار شہر مین لگایا گیا کہ فلان تاریخ ۹ بجے دن کو تماشای عجیب رعایای شہر
کو دکھایا جائیگا کہ کبھی کسی نے آنکھ سے نہ دیکھا ہو ہر شخص کو ایک توحش ہوا آخر روز سہ شنبہ
۸ - اپریل کو دولت سرای شاہی سے پہلے سواری نمس خس مین نواب اختر محل صاحبہ نکلی اوسکے بعد
حضور عالم گاڑی دو اسپہ نواب ممتاز الدولہ مین مندیل وزارت زیب سر ہر طرف سے جھلی گاڑی
پہ چوبدار چیف کمشنر کوپنج بخش پر برآمد ہوئی گئی سوار بھی بحالت کذائی پیچھے کچھ خاص بردار بے
اسلحہ لباس کثیف سے گرد ور شاہی سے تحسین گنج تک زبان طعن و تشنیع بپا کان شہر ہر طرف سے
بارش بے وقت برسا رہے تھے اگر چوبدار چیف صاحب نہ ہوتا غالب ہے کہ ڈھیلے اور پتھر بھی بجای
اولے برستے ۔ العیاذ باللہ ۔

پردگیان عصمت و طہارت دستور معظم جو کانپور مین نواب معتمد رہ عظمی کے مہمان تھے
اس مدت قیام کانپور مین ایک دن مشرف پابوس شاہ ہوئے کلمات الحاح و زاری حد
سے زیادہ عرض کیے کچھ سود مند نہوئے آخر بہ مجبوری ہرنگ لوٹی کنارہ دریا مین جاکر رہے
جب وہان سے لکھنؤ آنے لگے راہ مین شہدون کی زبان طعن سے چین نہ ملا

کوتاہ اندیش و مخبران خاص باتفاق اپنی گھات مین تھے کہ بہت وسوسے و اندیشے
سفر لندن و کلکتہ کے عرض کرکے خاطر اقدس کو اس سفر سے باز رکھین کانپور سے پھیر لائین
تاکہ رسوخ و نیکنامی سرکار انگریزی مین بھی ظاہر ہو لیکن با وصف سننے ان سب اخبار موحشہ
کے استقلال سفر کو جنبش نہوئی فی الحقیقت اگر اہل انصاف چشم بصیرت سے دیکھین شاہ جہجاہ
جنھنے ایسی عیش و عشرت سے بسر کی ہو وہ دفعتہ ایسے امراض لاحقہ پر کس موسم تابستان مین
ایسے سفر کا متحمل ہوا اور رہا بیم موہوم اور در حقیقت کا فہ انام کیواسطے کہ یہ امانت خدا ہین

نواب منور الدولہ نے جب صحبت اغیار کا یہ حال دیکھا اپنی نازک فراجی اور لکھر ہی بین سی بید
و بے دماغ ہوے اور اپنے فرخ آباد چلے جانے کو بہتر سمجھے اور یقین ہوا کہ یہ بیل کبھی منڈھے
چڑھیگی بہت متردد ہوے اور اپنے ارادے پر منفعل تھے لیکن انکے اصحاب مشوری نے سمجھایا کہ
بے اتمام صحبت چلے جانا بھی اچھا نہین بہرحال جو دیکھنا تھا سب دیکھ چکے انجام کار بھی کھل گیا غرضکہ

مشروحاً بادشاہ سے عرض کرکے رخصت ہو جیے اس عرصے مین انکی خوش نصیبی سے مصلح السلطان انکے لینے کو آتے تے جب شرفیاب ملازمت ہوسے بالمشافہہ عرض کیا کہ یہ بار غلام نے محض رضائے خدا اور حقوق نمکخواری قدامت سمجھکر اوٹھایا نہ واسطے طمع دنیا عہدۂ وزارت کو لیا لیکن افسوس ہے کہ مقربان خاص اپنی عادات جبلی وخوکردہ سے اب بھی باز نہین آتے ہر چند کہ یہان تک خانہ بربادی وطن آوارگی کی نوبت پہونچی ارشاد کیا جو تمنے اسوقت کیا اسقدر نجھے چشمداشت نہ تھی حضرت جنت مکان بھی اس سے زیادہ نہ کرتے بہر صورت امر جزئی وکلی مین تمھین اختیار ہے اور ہمنے بھی یہ شفقت محض رعایا کو امانت خدا سمجھکے اختیار کیا اور اپنی بربادی ہرطرح سے گوارا کی ہے اب تم جہان لیجلو چلونگا تم بھی میرا استقلال مزاج کو دیکھتے ہو حضور عالم کیواسطے کیا اب تک ادسی پر قائم ہون اس سکے بعد بہت سے الفاظ کسر نفس ارشاد کیے کہ حاضرین کو موجب تعجب ہوا

خلاصہ روز دوشنبہ سلخ شہر رجب مطابق ۷ - اپریل شام کو بادشاہ نے ہلال ماہ شعبان دیکھکر گرد ونک بادبہاری پر سوار ہو سمت الہ آباد تشریف فرما ہوے فقرا اور رعایا کی بہت جمع ہوے تھے کچھ اونکو عنایت ہوا سب دست بدعا ہوے اوسوقت گاڑی ڈاک کی دار وگیر مین طرفہ ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ خاص بردارن سلطانی مین قریب تھا کہ آپسمین صورت فساد برپا ہو نواب صاحب نے تہدید اس ہنگامہ کو دور کیا -

جناب عالیہ متعالیہ بنفس نفیس مین جنرل تھا بسبب ناسازی عارضہ لاحقہ صبح سہ شنبہ کو روانہ ہوے ڈاکٹر ہندوستانی بھی اونکے ساتھ تھا باقی صاحبات محل ملازمین بعد ایک دوسرے کے نواب منور الدولہ بعد روانگی سب قافلہ کے روانہ ہوے

قبل از روانگی بکمال لطف واخلاق عرضداشت مہاراجہ ایشری پرشاد نراین سنگہ بہادر مہاراجہ بنارس معرفت نواب نظر اقدس مین گذری کہ بحسب خیر طلب موروثی ہے اور ممنون قدیم اس خاندان عالیشان کا ہے امیدوار مرحمت خسروانی ہے کہ حضور بنارس مین ایک کلبۂ فقیر اندیش مین رونق افروز ہون -

شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

راہ مین الہ آباد تک ہر مقام خاص پر سامان ضروری درست تھا جب الہ آباد پہونچے بصلاح

بہ مدن صاحب جج گھر مین نزول اجلال فرمایا ادھیوں تھا جہان بادشاہ گاڑی سے اترتے تھے پہلے سائر قنات کھنچ جاتی تھی وہان چھہ مقام ہوئے جب بنارس کو تشریف فرما ہونے لگے صاحب جج گھر نے دو ہزار چار سو روپے کرایہ کا دعوی کیا گفتگو مین طول ہوا صاحب نے گاڑی روکنے کو سڑک پر رسی باندھ دی آخر نوبت بعدالت دنشمندون کی بدولت پہونچی کسی دلال کی معرفت چوبیس سو دیکر تصفیہ ہوا اب وہ جو بہتر کوٹھی ہر مقام پہ تجویز سرکار ہوئی تھی معلوم نہین ادسکا کونسا سبب نہ ملنے کا ہوا۔

۱۶- اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۹ شعبان بنارس کی چھاؤنی سکرور مین کوٹھی راجہ عنا موصوف مین رونق افروز ہوئے بیٹے اکرام الدولہ کے کانپور سے اپنی خسرال مین مہمان ہوئے تھے اور کانپور سے خرچ ماہواری سرکار شاہی واسطے سفر کے ۱۲ ہزار روپیہ کا ضبط ہو کر نواب مخدرہ عظمی سے محول ہوا تھا کانپو مین اکثر صاحبان عالیشان مشتاق ملاقات شاہی ہوئے ملکہ ایک دن لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور بھی تشریف لائے لیکن ملاقات نہوئی نواب صاحب استقبال کرکے اپنی کوٹھی مین لے گئے اور عذر علالت مزاج اقدس کیا کہ اکثر کیفیت مزاج جادہ اعتدال سے منحرف ہو کر رہتی ہی۔

نیلام دواب شاہی اور برطرفی فوج شاہی وغیرہ حالات لکھنوٴ

چیف کمشنر نے پہلے کاغذ جمع خرچ کارخانجات سلطانی اور ملازمین شاہی کا جایزہ لیا خیا سب مجموع تراسی لاکھہ روپیہ تنخواہ ملازمین و اثر باشاہی کا مع کارخانجات نکلا سوا خرچ ضروریات ذات اقدس و خرید اسباب جدید وغیرہ اور ۸۰ ہزار آدمی سب مجموع ملازم ہر فرقہ و پیشہ و سپاہ کے تھے چنانچہ بعد برطرفی چہارم فوج زمان خلد منزل فردوس منزل حضرت جنت مکان کے ۵۲ پلٹن نجیب و تلنگا اور ساڑھے تین ہزار سوار سوائے ترکسواران سوار و چودہ ہزار علاقہ شاگرد پیشہ سلطانی اور کچھہ کم دو ہزار سپاہی متعلق جیدتره کوتوالی شہر تناکجات اور سات ہزار چوپایہ اور دو سو ہاتھی سوار کیی مع کشتی کے اور ایک لاکھہ کئی ہزار رکبوتر اور ایکسو سات تیسرا بیطرح اور بہت سی چیزین تھین اور اگر عہد دولت آصفی کا حساب کیجیے تو

اوسکا عشر عشیر بھی نہ تھا دواب جنت آرامگاہ جو متعلق نواب رمضان علی خان کے تھا وہ ۴ سو روپے
روز کا تھا اور جب جناب عالی نے انتقال کیا سات ہزار اس گھوڑی گھوڑیان ٹانگن ٹٹو تھے اوس
اس عہد دولت مین دواب یومیہ فقط بارہ سو روپیہ کا رہگیا تھا وہ نائر الدولہ خواجہ مرد تریاکی
کے سپرد تھا اوسکے کارندون نے خوب ہاتھ صاف کیا تھا وہ بے خبر محض تھا۔

غرض تمام ممالک ہندوستان مین اشتہار نیلام دواب وغیرہ بقید تاریخ پہونچا خلاصہ وہ حال
کم قیمتی نیلام کا لکھا نہین جاتا پہلے اچھے ہاتھی سرکار کمپنی کے واسطے علیحدہ کئے گیے باقی ہتھنیان
شہر نے بپردۂ غفلت آنکھو پر ڈال کے مول لیے تھے اور کسیطرح کی حمیت شرافت و بیگانگت
نکی اکثر ولی کے لوگون نے ازراہ تجارت مول لیے تھے اونکا ستیاناس ہوا فائدہ کا کیا ذکر
ہے کچھ گھر سے دنیا پڑا لاہور کے نیلام کا حال مشہور ہے مگر قصاب لکھنؤ نے گائے بیل سرکاری
کے لینے مین عذر کیا کہ ہم قدیم سے چوپائے بیرونجات سے خرید لاتے ہین مرزا علی رضا کوتوال
نے کئی سو کبوتر شاہی مول لیے تھے حیلے سے کہ انشاء اللہ تعالے بادشاہ کو بعد مراجعت نذر
دونگا اکثر ہاتھیون کو وقت نیلام سر پر خاک اوڑاتے آنسو آنکھون سے بہتے دیکھا اکثر صاحبون کو
شبہ آشوب چشم ہوا فیلبانان نے کہا ہم تیس برس سے نوکر ہین یہ مثل ہمارے خاک اوڑاتے اور روتے
ہین پھر زر نیلام کا حکم دیا کہ اگر مشتری سرکار نہو دے تو بعد تین مہینے کے روپیہ لیا جاویگا لیکن
ضمانت اور نشان گھر کا لے لیا تھا غرض دلارام کی کوٹھی مین نیلام اسباب و رمنہ مین نیلام
چوپایہ ہو رہا تھا مقام عبرت تھا۔

چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے فرمایا چوپایہ اور توشہ خانے سے جو چیز تحفہ و کمیاب ہو
نیلام نہونے دو آگے خرچ دواب ایک ہزار کئی سو یومیہ کا تھا اب قریب نوے روپیہ یومیہ کا
رہگیا ہے مفتاح الدولہ جب کانپور گئے تھے نواب مخدرہ عظمی نے فرمایا کہ اس بقیہ دواب کو خیرات کر
ڈالو ہمارے کس مصرف کا ہے غرض کہ اس بقیہ دواب مین دہ گھوڑیان رہ گئی ہین جنکی اصل نسل مین
جنت آرامگاہ نے بڑی کوشش سے خانہ زاد بچھیرے پیدا کئے تھے افسران فوج نے اپنے گھوڑی
گھوڑیون کا نیلام مین داخل کیا سرکاری نیلام سے بہت تحفے کم قیمت پر مول لیے۔

چنانچہ نواب منور الدولہ کا کانپور مین ایک شخص سے ایک گھوڑا نیلام شاہی ڈیڑھ سو روپے کا

مول لیکر ایک صاحب کے پاس بھیجا بہت پسند کیا ہزار روپے اوسکی قیمت دینے لگا اوسے
نواب نے اوس شخص کو صاحب کے پاس بھیجدیا اور کیفیت نیلام سے آگاہ کیا بلکہ گواہ کیا
کہ ایسے نایاب گھوڑے شل مال غنیمت کوڑیون پر نیلام ہوئے اسیطرحسے اور اسباب
کمیاب کا نیلام حکم سرکار سے ہوا —

گورنمنٹ نے چالیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ فوج سلطانی اپنے ذمہ لیا کہ اگر اس سے
زیادہ حساب سے نکلیگا سرکار شاہی سے مجرا لیا جاوے گا اور اگر اس سے کم تقسیم ہو ہمین اختیار
ہے پس ہر رسالہ اور پلٹن کا پہلے جائزہ لیا اسکے بعد حکم سنایا جب سرکار کمپنی کی نوکری منظور
ہو اور قابل محنت و مشقت کے ہو اختیار کرے اوسوقت دو صفین علیحدہ ہوجاتی تھین
بہت کم ایسے نکلے جو تنخواہ برطرفی لیکر چپکے اپنے گھر چلے گئے کئی متمردیون کی اس تقسیم تنخواہ
مین خوب بن پڑی ہرچند سرکار نے اسنے پہلے ایک اقرارنامہ بجرم سنگین لیلیا مگر بہرصورت
انھون نے اپنا کام کیا اور سپاہ مین جنھے تیس برس سے زیادہ نوکری کی تھی اوسے پنشن ملی
باقی انعام ایک مہینے سے تین مہینے تک کا ملا اور سپاہ سے بعد تنخواہ اسلحہ ضرب لے لیے اور
وردی سرکاری راجہ ٹھاکر سنگہ کپتان تربیدی کا کچھ تصرف تنخواہ سپاہ ثابت ہوا یا بجولان
مقید ہوئے پھر کچھ دیکر چھوٹے اب گھر مین بیٹھے چین کرتے ہین —

احسن الدولہ و دیانت الدولہ کے ترکسوارون کے گھوڑے نیلام ہوئے منجملہ مجموع
سوار شاہی اٹھارہ سو سوار چھانٹ کر تین رسالے کیے اونکے افسر انگریز بعتید وردی قواعد
انگریزی حسب دستور اور تین مقام چھاؤنی مقرر ہوئے ایکہزار توپ سو توپ آہنی برنجی خرید لکھا
روپیہ منتخب ہوکر علیحدہ ہوئین باقی سب کو بیکار سمجھکر چرخ سے گرا کر گولی آہنی و غبارہ دس
آٹھ سیر بازارمین بکے ہزارہا من باروت پانی مین گلمی جاکر بہادی —

مرزا علی رضا بیگ کوتوال کے سپاہیونکو حکم ہوا نواب آصف الدولہ کے امام باڑے مین
حاضر ہو تقریبا چارسو مسلح حاضر ہوئے اوسکے بعد علی رضا بیگ کپتان ہیر صاحب میجر کارنیگی صاحب
سمسن صاحب کو ہاتھیون پر لے آئے ہم کمپنی تلنگہ دو ضرب توپ جلوہ خانہ امام باڑے مین آئی
اور اوسیوقت پلٹن حسین آباد اور چھاؤنی منڈیاؤن سے اور کوتوالی چوک سے طلب ہوئی ہے

پہلے سپاہیوں کو حکم دیا تین صف باندھکر روبرو کمپنی کھڑے ہو وے چہار سے کھڑے ہوگئے
مگر روت قالب سے سب کی نکلی کہ تقسیم تنخواہ ہے یا قربان گاہ افسرون نے حکم یا کمپنی نہدوقف
کو پھیرے کارنیگی صاحب نے کوتوال کے ساتھ سپاہ کو حکم کیا اپنے سلاح رکھدو پھر تنخواہ لو و گرنہ ہم تم
سبکو ابھی اوڑا دینگے کوتوال نے عرض کی حضور تھوڑا توقف کرین اور سپاہ سے منت اپنی
پگڑی اوتار کر کہا واسطے خدا کے میری عزت تمہارے ہاتھ ہے تمنے میرے باپ کے وقت سے
نمک کھایا ہے اپنے ہتھیار حوالہ کردو یہ کہکر تلوار اپنی پہلے صاحب کو دی اور رونے لگے جب
یہ حال سپاہ نے دیکھا سبھون نے اپنے ہتھیار دیدیئے باقی جتنے رہے خوف جان سے مسافرخانہ
کی دیوار سے کود ے اکثرون کے ہاتھ اکثرون کے پانون ٹوٹے اکثر مجروح ہو سیدھے اپنے
گھر پہونچے تنخواہ سے ہاتھ اوٹھایا یہ فقرہ کوتوال صاحب کا خود تراش تھا کوتوال صاحب سپاہ کی
تنخواہ خود نوشجان کر چکے تھے سرکار مین پہلے کہدیا کہ یہ سپاہی برسر فساد ہو رہی ہین یہ حیلہ و فسانہ
سب ضبط تنخواہ ہوا پھر سپاہ نے داد و بیداد شروع کی کہ سرکار سے تنخواہ دو مہینے کی اور
انعام مرحمت ہوتا ہے اور ہماری تنخواہ مختلف چھ مہینے سے ۱۲ مہینے تک کی چاہیے چنانچہ جو تحریر
کے تلنگون نے بھی پوری تنخواہ پائی ہے اور بحال بھی رہے ہمنے کون سی عدول حکمی سرکار کی
ہے جو اپنے اصل حق سے محروم رہے جاتے ہین پھر افسرون نے چاہا عرض کرین کہ آیا دستور
سرکار یہی ہے کہ بروقت تقسیم تنخواہ سپاہ کو زیر تفنگ لین اور تقسیم تنخواہ کے بہانے سے بلائین
کوتوال نے منع کیا کہ زنہار ایسا حرف زبان پر نہ لاؤ خلاصہ کارنیگی صاحب نے کوتوال کو فقط
اونکی تلوار دیکر اور سپاہ کے ہتھیار لیکر چلے گئے اور حکم دیا کہ ہمارے جانے کے ایک ساعت
بعد یہ سپاہی اپنے مقام پر چلے جائین زبانی جگنناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج تحریر
کیا وجہ اسکی یہ تھی کہ تنخواہ جو آپ کھا گئے تھے وہ روپیہ ماہواری تنخواہ کوتوالی کی تھی باقی
تنخواہ جو جرمانہ سرکار مین جاتی تھی آنکی اونکی بسر وقات تنخواہ سپاہ یا معاملات شہر اور چوری
پر تھے اسکا احوال بھی سب پر ظاہر ہے ۔
دوسری صبحکو ہر کمان افسر تھانہ کو حکم کوتوال پہونچا کہ حسب الحکم صاحب تم اپنے بستر اوٹھا کر
چلے جاؤ ورنہ گرفتار بلا ہو کر مدت معینہ مین رہو گے جگنناتھ سنگھ کمان افسر تھانہ حیدر گنج نے سوا سیر آسمانیہ

کوتوال کو عرضی کی حکم ہوا کہ جو ہمنے حکم دیا ہے وہی کافی ہے اور حضور صاحبوں نے ظاہر کیا کہ سپاہی سب تھانے شہر کے خالی کر کے چلے گئے اس قریب سے سراسر سرکشی و تمردی غریب سپاہیوں کی ثابت ہو جاتی ہے غرضکہ تین دن تک تھانے خالی رہے پھر روند میر ناد رحسین اور تلنگے میر فدا حسین کے اکثر مقام پر آگئے یہ دوسرا فریب تھا جو سرزد ہوا

بعد ہفتہ عشرے محمود خان کوتوال لاہور ساکن نجیب آباد کنگ مرزا علی رضا مقرر ہوئے وہاں تھانے شہر میں مقرر ہوئے تنخواہ تھانہ دار پچاس روپیہ ہوئی اور بدمعاشات چودہ سو بر قندراز و چوکیدار اور چار روپیہ تنخواہ کے نوکر ہوئے اور دستور العمل انگریزی دیا گیا قواعد کریں اور صبح و شام طیار رہا کریں منجملہ عمارات شاہی جلوہ خانہ پہلو سے بیلی گارد برابر کر کے صحن وسیع کر دیا اور دو تھانہ قدیم نواب احسن الدولہ میں چھاونی توپخانہ و میگزین رکھا اور دیانت الدولہ کے ترکے سوار دون کے اصطبل میں گورہ بارک اور فیلخانہ قدیم جسمین خاص ہاتھی سواری کے رہتے تھے استبال بنایا اور دونوں دروازہ حضرت گنج محلہ کہ نواب ملکہ عہد صاحبہ کو دست شارع عام کے واسطے تڑوا لیا جب بیگم صاحبہ نے چیف کمشنر سے شکایت کہلا بھیجی ممانعت ہوئی

صاحبان حکام عالیشان نے جابجا ممالک محروسہ کی توپیں جو جسقدر تھیں بیکار کر کے تحت فی النار کر دیں باروت کو نکمی سمجھ کر پانی میں بہا دیا ممالک محروسہ میں تھانے ہوئے اکثر عمال تحصیلدار شاہی بدستور بحال رہے بہت سے نئے نوکر ہوئے مگر بیرونجات کے سبب ملازم ہوئے اقساط ممالک محروسہ بارہ کیں اور میں ساڑھے چار ۷ فروری ۱۸۵۶ء تک مال بادشاہی باقی مال سرکار رہا حالانکہ معمول دس قسط کا تھا۔

فوج سوار و پیادہ کو حکم ہوا کہ بے اسلحہ حاضر ہو کر تنخواہ لے ازروی مواجبہ تنخواہوں کے اور فوج انگریزی طیار رہی بارہا صورت فساد پیدا ہوا اکثر چھاونیوں میں سپاہ کا اسباب لٹ گیا زمیندار تعلقدار و نکو حکم محکم ہوا کہ اپنی فوج برطرف کرو قلعہ گڈھی خاک میں ملا دو اسلحہ حربی توپ بندوق وغیرہ کو دور کر راجہ تلسی پور نے کچھ تمردی کی تھی گرفتار رہا راجہ مانسنگھ بعلت زر باقی سرکار ۳۵ - ہزار کچھ دنوں روپوش ہو کر بنارس اپنے بھائی کے پاس تھے پھر ہو بیت گئے وہاں سے کلکتے گئے پاخفا اور فقر جرائی نکیر ہاتھ میں تارلیے درشاہی پر پہونچے مرزا قربان بیگ

سوار کا پہرہ تھا اونھون نے پہچانا مگر انجم الدولہ کو خبر کی بادشاہ تک گئے ناکام پھر آئے اور بادشاہ نے ہر طرح سے منظور نہ کیا اور حکم دیا جو شخص اسطرح سے آئے ہم تک آنے نہ دو۔

فی الحقیقت بادشاہ کے انکار مین کچھ شبہہ نہین اگر کچھ خلاف سرکار منظور ہوتا تو لکھنؤ سے اوسکی صورت ہوسکتی تھی نہ یہ کہ کلکتہ مین اور اخراً ایسے توہمات سے قلعہ مین سرکار نے رکھا تھا باقی زمیندار سب سرحساب ہوگئے ملک و املاک و دیہات زمینداری جنسے بجبر لی تھی اور بعد تحقیقات اونکے وارثون کو ملی مگر راجہ مذکور بڑے صاحب نصیب خوش اقبال تھے ہر حال خیرخواہ سرکار رہے باعزت رہے۔

ہرکارا خبار یکہ قلم موقوف خبر رسانی ہر گھر محول خاکروبون پر رہی سات سو سقہ آبپاشی بازار نوکر ہوا اور خاکروب ہر گلی و کوچہ کو صاف کیا کرین۔ کوڑا جمع ہوکر نیلام کیواسطے لگا کرے اور کثافت شہر جمع ہوکر زراعت کے کام آوے اسکا بھی ایک دفتر مقرر ہوا سپرنٹنڈنٹی مجسٹریٹ

شاہزادہ مصطفی علی بہادر بہرام صولت صاحب عالم صاحبزادہ حضرت جنت مکان

قبل از روانگی کانپور ایکدن حسب الحکم چیف کمشنر ڈاکٹر فیرار اور ایک اور ڈاکٹر صحت الدولہ کے ساتھ باجازت بادشاہ سعادت گنج مین شاہزادہ مصطفے علی بہادر کے پاس آئے جب محل سے برآمد ہوے موافق عادت قدیم ننگے سر تھے ڈاکٹر صاحب پرسان حال ہوے نبض دیکھی کہا آپکو درد سر اکثر رہتا ہے فرمایا نہین پھر کچھ سوال سعی و بعینی امتحاناً کیے ہر ایک کا جواب شافی دیا کہا آپ بہر صورت صحیح و تندرست ہین لیکن اس مکان مین انقباض خاطر اور تکلیف ہوتی ہوگی اگر ضد سے قیام چھاونی مین کیجیے تو بہتر ہے فرمایا مین ۱۴ برس کے عرصے سے اسی قید کا عادی ہو رہا ہون اب مساوی ہے بعد اسکے خرچ یومیہ کو صحت الدولہ سے پوچھا کہا مجھے معلوم نہین شاہزادے نے فرمایا تم وکیل سلطنت ہو معلوم نہین بعد اسکے رخصت ہوے اور کوتوال کو بتاکید حفاظت کی چیف کمشنر سے جاکر کیفیت خاص بیان کی۔

دوسرے دن صبحکو کوتوال مع پلٹن لیکر آئے شاہزادہ کو سوار کرکے برج امام باڑے کے دروازے پر لائے وہان سے گاڑی پر سوار ہو بنگلہ سندیلہ ہادر میں اترے کپتان سہر صاحب آئے کلمات تشفی

دو بجوئی اور امتحان ہوا وعلم لیکر چلے گئے اور اسباب سامان ضروری اور قاصہ طعام کو حکم دیا بعد دو مہینے کے حکم ہوا اب اپنے مکان کو تشریف لیجایئے اور سولہ سو روپیہ ماہواری مقرر ہوئے بادشاہ کی سرکار سے ۶۰ روپیہ ہزار تنخواہ پاتے تھے غرض چیف کمشنر نے رپورٹ صدر کیا از روے حق وراثت پدری کہ حسب سررشتہ یہ اکبر اولاد ہین مگر جہت مکان سکنے حق تلفی کی منظور یحق رسانی چیف کمشنر کو تھا مگر لاٹ صاحب نے منظور نہ کیا ہونا اور کرنا تو یہ تھا پھر کیونکر حق ہر گز قرار رہتا —

جنرل اوٹرم صاحب کا لندن روانہ ہونا کلکتے سے

چیف کمشنر از سبب ورود بیشمرم و مہتمم کاروبار سرکار رہے دفعۃً مادہ فالج جانب راست گرا ڈاکٹر صاحب نے تجویز تدبیر کی اس عرصہ مین حسب الحکم نواب گورنر جنرل ۲۳ اپریل روز چہارشنبہ مطابق ۷ شعبان ۱۲۷۲ ہجری ۵ بجے شام کو روانہ کلکتہ ہوے اوسی دن حضور عالم بھی ایکساعت تک خلوت مین حاضر رہے اپنی شکر گزاری بیان کی صحت الدولہ باہر رہے بعد اسکے کچھ اشرفیان بطریق ایمان ہندوستانی حمایل گلو کر کے رخصت ہوے بعد ملاقات نواب گورنر جنرل روانہ ولایت ہوے بعد انکی روانگی کے میجر جنرل جان صاحب ممبر دوم کونسل واقف امور فرنگی وکلی اودھ روانہ ولایت ہوے شاید مدت ۵ سال کونسل ہو چکی ہوگی —

عملہ دفتر قدیم ریزیڈنسی موقوف ہوا اکثرون کی حسب دستور پنشن ہوگئی اکثر شہر مفصل مین نوکری کو نہ گئے وگرنہ اضلاع مین بدستور بحال رہتے بلکہ صورت ترقی بھی ہوتی —

اجارہ افیون ۶۲ ہزار سالانہ پر ہوا افیونی امر جدید سے معارض ہلاکت مین تھے سعادتگنج کے مارواڑی سرکار مین دس ہزار روپے نذرانہ دیتے تھے کہ نرخ افیون بارہ روپیہ سیر کا رہیگا اور افیون بدستور بکا کریگی مگر سرکار نے منظور نہ کیا ستاجر افیون کا بڑا نقصان ہوا غربا کی دعا کی جہت سے اور اب کل مسکرات اودھ تقریباً ڈیڑھ لاکھ کا محصول آتا ہے —

بادشاہ کا بنارس سے کلکتہ پہونچنا اور سوانحات وغیرہ

راجہ بنارس کی کوٹھی مین جتنے اسباب اور اشیای ضروری تھے تکلف سے آراستہ بادشاہ نے از

رہا ہیں تکالیف شاقہ اوٹھائی تھیں فی الجملہ صورت راحت مستعار دیکھی دوسری کوٹھی مین
جناب عالیہ جرنل صاحب نواب مخدرہ عظمی رونق افروز تھین تیسرے دن راجہ رانکو اور اونکے
بھائی مع مولوی گلشن علی اور چند اہل اسلام سفید عبا بر دوش نواب منور الدولہ کے پاس آئے
وہان اونکے ساتھ حاضر ہوے سات ہزار پیشکش ضیافت پانسو تصدق کے حاضر کیے نذر دیے
رخصت ہوے اور امیدوار تھے کہ سارے لشکر شاہی کی ضیافت بجنت الطعام سے کرین
لیکن بادشاہ نے اسے بوقت انشاءاللہ پر رکھا ہر چند پیشتر سے سامان ضیافت لکڑی گھانس
ظروف گل جاریا ہر قسم کے اجناس غلہ طیار رکھا تھا اور سواریان جتنی اونکی سرکار مین تھین
ہر وقت ملازمین شاہی کیواسطے طیار رہتی تھین کہ جب چاہین شہر مین سوار ہوکر جائین اور
اونکی داروغہ مہتمم اشیاء ضروری دیوان عام مین حاضر رہتے تھے۔
نواب منور الدولہ اونکے ہمیشہ شایق و مشتاق شکار کے رہتے تھے راجہ کے ساتھ مقام
چکیہ مین تشریف لے گئے تھے ہرچند کہ یہ حرکت اس حال مین مضبوطی تھی ایک جوڑی گھوڑی
کی بہت تحفہ راجہ نے دی بادشاہ راجہ کی حسن خدمات سے اور اونکے حضور قلب سے
بہت خوش ہوے جبدن تشریف فرما ہونے لگے خلعت معمولی عنایت فرمایا راجہ نے ایک سو
ایک اشرفی نذر اور کئی کشتیان تحفہ بنارس گذرانین دوسرے دن معرفت بشیر الدولہ نواب خاص
محل کو نذر پھر جناب عالیہ کو نذر بھیجی۔
میجر بڈ صاحب سفیر شاہی کانپور سے قبل از روانگی لشکر کلکتہ گئے تھے بنارس مین تشریف
ہمارے اقبال پھر آئے شرف ملازمت حاصل کی اور از راہ استصواب جو کلکتہ مین اپنے
دوستان خاص اور محرم راز سے جو مشورہ صلاح کی تھی مشروحاً عرض کیا وہ کسی پر مفصل نہ کھلا
خلاصہ بادشاہ ۱۹ شعبان روز جمعہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۸۵۶ء وقت عصر
دخانی جنرل مکلود پر سوار ہوے صبح شنبہ روانہ کلکتہ نواب منور الدولہ و مخصوصین خاص مقربان
شاگرد پیشہ ضروری ہمراہ رکاب تھے نواب معظم الدولہ نواب مجاہد الدولہ باقی اور متعلقین ارکان
دولت تھے کشتی بجرے کرایہ پر راہی ہوے جناب عالیہ نواب خاص محل اور صاحبات محل ڈاک گاڑی
مین بعد ایک دوسرے کے روانہ ہوے خلاصہ بنارس سے صورت انتظام خاص لشکر سلطانی

ہوگئی ہر ایک اپنے مرکز عالم خسر خاور سے مثل بنات النعش جدا ہوگیا چنانچہ یہ قافلہ شاہی بعد طے
منازل وسیر وسیاحت راہ روز سلخ ۳۰ شعبان مطابق ۷ مئی مقام رانی گنج میں پہونچا وہاں
سے ریل پر ۸ ساعت کے عرصے میں کٹرہ راجہ بردوان کنارہ دریاے ہگلی جا پہنچا آخر
ہنگام ورود سواری صاحبات محل کیواسطے قنات سائر کھنچ جاتی تھی پالکیوں میں سوار ہو
بہت اہتمام سے داخل مکان ہوتی تھیں بعد اسکے بہ تجویز مصلح السلطان پانسو روپیہ کرایہ
کی کوٹھی لیکر پیشگی ایک مہینہ حسب دستور دیا لیکن جب جناب عالیہ نے ناپسند کی کرایہ داخل
تصدق راہ ہوا آخر بصلاح مولوی مسیح الدین خان کوٹھی راجہ بردوان موچی کھولہ میں کوس ڈیڑھ
شہر سے ہزار روپیہ کرایہ پر سوائے مرمت شکست و ریخت لی ۔

مرکب شاہی نے ۸ ماہ مبارکہ روز سہ شنبہ مطابق ۱۳ مئی شام کو زیر کوٹھی مذکور لنگر
کیا راہ میں جو مصائب اور صدمات روحانی نادیدہ بسبب شدت موسم تابستان اور طوفان اور
جابجا زمین گیری جہاز اور سمندر میں گنگا ساگر کی کھاریوں سے آنا کہ قریب خلیج بنگالہ ہے پیش آئے
تحریر و تقریر سے باہر ہیں اوسوقت اشخاص منتظر کنارے سے جہاز پر جاکر حاضر حضور ہوئے فرمایا
دیکھو اس مدت سفر سے ہمارا کیا حال ہوگیا ہے یہ سنکر حاضرین رونے لگے اور اونکی بن پڑی
جنھوں نے سفر لندن اور سمندر سے ڈراکر نقش کالحجر کردیا تھا بعد اسکے کپتان جہاز کو خلعت فلاں
و نقد انعام فرماکر داخل کوٹھی ہوئی ،

تاریخ سفر وسیلۃ الظفر

وجہ این برآوردہ سال عجیب   نصر من اللہ و فتح قریب ۱۲

ایضاً   لندن کا سفر ہمیں مبارک ۱۲۷۲ھ

اسکی تصدیق بروقت پہونچنے لندن کے ہوئی ۔

ہمراہیان لشکر ظفر پیکر بھی انواع واقسام مصائب سفر نادیدہ میں حالت سفر میں گرفتار ہوگئے
تھے کچھ لباس سر پا مصلح السلطان اور اہتمام الدولہ کا غریق رحمت ہوا چوب خیمہ کے گرنے سے
چشم میں زخم بھی پہونچا ایک کشتی خیمہ سرکار کی ڈوبی نواب معظم الدولہ اور مجاہد الدولہ کا بجرہ طوفانی
ہوگیا ابتدا روز کے بسبب خستہ حالی سے پہونچے خلاصہ ہر شخص کو موافق اوسکی حیثیت کے

نقصان اور صدمہ پہونچا۔

بہت سے صاحبان اولی العزم متمنی سفارت شاہی ہوئے اور ہر ایک نے نمونہ اپنے
باغ سبز کا دکھایا چنانچہ پیرسن صاحب بجملہ نامبردان صاحبان کونسل سپریم کورٹ کلکتہ جو تجربہ
انگریزی میں بہت مشہور تھے پہلے تجویز ہوئی تھی پھر اس عرصہ میں احسان حسین خان ناجانے
دستور معظم ہوئے محمد حسین شیرازی کاتب سے ہجرت کر کے اسی زوال سے آکے خان موصوف
نے دیکھا کہ نواب منور الدولہ سے صورت موافقت نہیں ہوتی رفتہ رفتہ نواب خاص محل سے
رسائی پیدا کی لیکن نواب سے کوئی صورت نہ بنی کسواے اسکے کہ وہ اس فرقہ خاص کی رفتار و کردار
سے خوب واقف تھے ہر چند از راہ اپنی خوشامد بازی و نشاوری تدبیر بہت سے ہاتھ پاؤں مارے
ان سب کے بعد میر اولاد علی المعروف بجلسات مشاہیر لکھنؤ دستور معظم سے دو ہزار روپیہ
زاد راہ لیکر اکرام الدولہ کے سابق کے وسیلے سے نواب خاص محل تک پہونچے سبحان اللہ جو بات
الیسا مصالح جمع ہوتا ہے پھر کیونکر مفتاح فلاح حاصل ہو ہر شخص کو اپنا فائدہ مقدم تھا یہی صورت
ناکامی کی تھی کہ ادبار میں سب کی عقل زائل ہو گئی تھی

مولوی مسیح الدین خان اور میجر برڈ صاحب نے جب یہ صورت خاص مقربان سواری
خاص کی دیکھی کہ ان صاحبان سفر نادیدہ نے بھاگی رتھ دریا کلکتہ دیکھکر سمجھ لیا لندن سے آئے
اور خاطر اقدس شاہی میں اپنے خدشے دل کے مرکوز کر دیے اور نواب خاص محل کو صاحب
مقرری کے سمجھانے سے بارہ ہزار روپیہ ماہواری کے صرف سے ہاتھ کھینچا اور
یہ ہو کر اقربا سے تربیہ سلطنت ہر شخص اپنے کو کفالت خرچ اچھے پاس سے کرنے
دراوازہ نسبت جناب عالیہ و جنرل صاحب تھا اثر بہت شاق و ناگوار گذرا بلکہ صورت مخالفت
پیدا ہوئی آخر بادشاہ نے تنگ ہو کر یہ خرچ سفینہ عامرہ تحویل کنز الدولہ سے مقرر فرمایا
نواب خاص محل جو بواسطۂ اکرام الدولہ صورت موافقت نواب منور الدولہ سے ہوئی تھی اور کہ
خلاف ہوئی خان موصوف نے ایک رخنہ بندی تو کی۔

میجر برڈ صاحب طالب اپنے زر بیہودہ کے ہوئے ناقصوں نے نواب خاص محل کو سمجھایا کہ
اگر یہ صاحب جلیل القدر بے سند و اسناد کسی حیلے سے اپنی ولایت جاکر بیٹھ رہے تو اسکا چارہ

علاج کیا ہوگا آخر ایسی گفتگوی بے ربط سے موجب شکستہ دلی صاحب موصوف ہوا چار وفادار امیدوار ایک لاکھ ۳۵ ہزار زر خالص کے ٹھہرے جنکے بھروسے پر سرکار کمپنی کی نوکری استمراری سے ہاتھ اوٹھایا پھر ازانجملہ مبلغ مذکور ۲۰ ہزار روپے نواب خاص محل نے بابت رسوم سرکاری کاٹ کر باقی کا سونا کا پنور مین دیدیا تھا وہ پھرالیا خلاصہ صاحب ممدوح جہاز پر روانہ ولایت ہوے صاحب معذور تھے کچھ محتاج روزگار کمپنی نہ تھے بعد اونکے جانے کے حریفون نے مشہور کیا کہ صاحب بھاگ گئے حالانکہ اونکی حقیقت نمک حلالی و وفاداری ہم آگے معلوم ہوگی جو سوتھمٹن مین لندن سے ۷۰ کوس خاص و عام پر ظاہر دیا۔

اب مشورہ خاص یہ ٹھہرا کہ حضرت کی رونق افروزی سے ابتک حکام گورنمنٹ سے کوئی پرسان حال نہوا اب گورنر جنرل کو محبت نامہ بھیجنا چاہیے چنانچہ منشی میر باقر علی نواب منورالدولہ سکرٹر صاحب کے پاس وہ محبت نامہ لیکر گئے جسکا مضمون یہ تھا کہ ما بدولت اس قدر عالیشان مع اقربای قریب اور چند شاگرد پیشہ سے آوارہ وطن مالوف سے ہو بعد برداشت صعوبات سفر کلکتہ پہونچا بیخبری و بے اعتنائی اہالیان سرکار خلاف دستور روابط قدیم سے سراسر باعث استعجاب و موجب تحیر ہوا

اوسکا جواب یہ ہوا کہ نیاز مند کو آپ کی رونق افروزی کلکتہ کی خبر نہوئی وگرنہ تعارف معمولی مثل سلامی توپ وغیرہ حسب سررشتہ عمل مین آتا اور ورود آپکا خارج کلکتہ ہوا۔ لہٰذا حکم سلامی دیا جاتا ہے اور سفر لندن کا آپ کو اختیار ہے فی الحقیقت اس سراسیمگی و پریشان خاطری سے وطن مالوف سے نکلنا بسبب آپ کے التفات معاملات دوستانہ جنرل اوٹرم صاحب کے ہوا جو حسب تجویز پولیٹکل بحکم صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سمجھائے گئے تھے اور امورات مجوزہ نواب گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی بہادر مین نیاز مند کو کچھ مداخلت نہین۔

دوم شوال مطابق ۶ جون مرزا امجد علی خان صاحب صاحبزادہ نواب حکیم میر محمد حکیم میر علی بسبب علالت مزاج ناموافقت آب و ہوا رخصت داخل لکھنؤ ہو نواب سید امیر تقی علی خان کوئی اور بعض اقربای نواب سے وہان مین اور جتنے متعلقات ہوتے تھے نول نواب تھے صاحبان عالیشان کو رفاقت نواب لیشاہی بہت ناگوار تھی کہ ہماری متوسل ہوکر کیون شریک حال ہوے

اسی جہت سے نواب وسکریٹرسے بھی ملاقات نہوئی ہر چند کہ انھون نے چاہا مگر نہ ہوئی یہ بھی مجبور تھے کچھ بن نہ پڑتا تھا ۔

از روی اخبار لندن میل انگریزی معلوم ہوا کہ اہالی بورڈ آف دائرکٹرس نے ایک کاغذ داخل سررشتہ پالیمینٹ کیا مشتمل حساب قرض ایسٹ انڈیا کمپنی بادشاہ اودھ کا آغاز حساب ۱۸۱۴ء سے تا غایت ۱۸۵۵ء تک کہ بہمہ وجوہ مبلغ چار کرور نہتر لاکھ ۸۹ ہزار نوسے روپیہ بادشاہان اودھ سے بدفعات قرض لیے منجملہ اوسکے ایک کرور بعوض بعضے حدود مفتوحہ ملک نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کرور ۹۳ لاکھ ۸۲ ہزار سات سو ۶۵ روپیہ نقد سودی ہوا یعنی سرکار کمپنی نے ادا کیا باقی ایک کرور اسی لاکھ سات ہزار دوسو ۳۵ روپیہ جو دین شاہ اودھ ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر رہا بسبب ضبط ہونے سلطنت کے ذمہ سرکار سے ساقط ہوا ماشاء اللہ

اخبار کلکتہ سے یہ بھی کھلا کہ صاحبان انصاف ولایت متفق الرائے ہین کہ بادشاہ لکھنؤ اپنے ملک مین اختیار کلی رکھتا تھا جو مناسب جانا وہ کیا اگرچہ ہمارے نزدیک وہ غیر مناسب تھا اور درحالیکہ بادشاہ بہمہ تن اطاعت وموافقت سرکار انگلشیہ مین مطیع ومنقاد رہا اب احکام ضبطی لکھنؤ کا ہونا اگر سرکار مدعی ہو جاوے تو اسصورت مین ننگ قوم انگریز ہین ۔

چیف کمشنر جدید کا آنا اور بعض سوانحات

۸ مئی سنہ الیہ مطابق ۲ ماہ مبارک سنہ الیہ کالونل کورلی جکسن صاحب بہادر ممبر صدر بورڈ آگرہ قائم مقام جنرل اوٹرم صاحب ۸ بجے صبح کو داخل کوٹھی رزیڈنٹی ہوے تسلک سلامی ہو تکلفات ظاہری دھوم دھام جتنے تھے داخل رزیڈنٹی تھے وہ سب بادشاہت کی ساتھ گئی ایک دن چیف کمشنر کپتان ہیز صاحب بر سبیل تفریح قیصر باغ مین تشریف لائے موافق دستور قدیم منتظر تامجان کے رہے کہ جب گاڑی سے اترتے تھے سوار ہوکر داخل باغ ہوتی تھی مفتاح الدولہ نے عرض کیا تامجان سواری موجود ہے مگر کہار کہان کسواسطے کہ اس وقت بھی سلطنت کی کوئی خبر سنبھال نہین رہی حسام الدولہ بھی شریک صحبت ہوے چیف کمشنر نے کہا کہ اسی باغ کو قیصر گڈھ کہتے تھے یہ تو موسوم سے بھی نہ ہم ہے عرض کی کہ اسے بادشاہ نے محض اپنی

اور بے ترتیب دیکھکر بہت تاسف کیا اور مفتاح الدولہ سے سبب پوچھا عرض کی یہ حال
بہ سبب کارنیگی صاحب کی بدولت ہوا ایک دن سارا کتب خانہ فرح بخش کی الماریون مین بہ ترتیب
تھا باہر نکلوا کر پھکوا دیا فرمایا اب تم اونھین آراستہ کرکے رکھو عرض کی عملہ اسکا سب
برطرف ہو گیا جنھین ہزار بارہ روپیہ کی تنخواہ ملتی تھی وہ سب برطرف ہو گئے فرمایا کارنیگی صاحب
کو اسقدر زیادتی نچاہیے تھی پھر فرمایا مکان شاہی اسقدر وسیع ہے اگر یہ بلا احتیاج ہو
ہم بھیجدین عرض کی اگر ضرورت ہوگی عرض کرینگے

روانگی جناب عالیہ جرنل صاحب مرزا ولیعہد بہادر بہ لندن

مختصر یہ ہے کہ جناب عالیہ جرنل صاحب جب سب طرف سے تنگ ہوے اور کوئی صورت قیام
اطمینان کی نہ دیکھی بہت افسردہ خاطر ہوے اور چار و ناچار عزم بالجزم لندن اختیار کیا جانے
کے بہت سے اسباب ہوے اول یہ کہ مداخلت اغیار امور سلطنت مین دوسرے خلافت راے
ارکین تیسرے ناموافقت نواب خاص محل سفر غربت مین چوتھے عبث عبث زیر باری
خرچ لا یدیات لیئے پاس آوارہ وطنی بہرحال لندن جا کر اپنا عرض حال جناب ملکہ معظمہ بلند
اقبال سے باُمید موہوم جب وہ سریر آراے سلطنت برا العین ہماری سکستہ حالی کو
ملاحظہ فرمائینگی اور وزراے سلطنت رحمدلی سے ازروے انصاف عرض کرینگے بس وہ
کیونکر اپنی جود و ہمت سے استرداد سلطنت مین دریغ فرمائینگی —
غرض حضرت بسبب شدت حرارت تابستان اور عارضۂ لاحقہ اور کچھ مشاہدہ راہ کے
صدمۂ طوفان اور ارکان دولت کے سمجھانے سے اور از راہ مصلحت وقت کہ اگر خدانخواستہ
عرض حال مقبول بارگاہ سلطانیہ نہوئی تو درصورت یاس کلی پھر مراجعت ہندوستان کا کچھ
لطف نرہیگا بظاہر اسمین ایک پردہ رہنا بہتر ہے یہ سب امور باعث تشریف بری ذات خاص
ہوے — چنانچہ ایسا ہی حال نواب مرشد آباد کا ہوا کہ جب اپنے مطالب سے ناکام ہوے
اب ہندوستان کی مراجعت ناگوار ہے ہرچند اونکی مان طلب کرتی ہین نہین آتے اور نہ ایسی
توفیق ہوتی ہو کہ مشاہد مقدسہ کی مجاورت اختیار کرین —

مرزا ولیعہد بہادر جب ان حالات اندرونی و بیرونی سے واقف ہوے بسبب جوش و خروش شباب جوانی و از راہ اولوالعزمی مستعد سفر و سیلۃ الظفر ہوے پہلے اپنی مادر گرامی سے عرض حال کیا جب مقبول خاطر مقدسہ نہوا بلکہ حرکت طفلانہ سمجھکر فرمایا کہ اگر بادشاہ تشریف لیجاتے تو ہم سب کا جانا ہوتا اب تمھارا جانا فضول ہے خلاصہ یہ کلمات جو محبت مادری سے ارشاد فرمائے مایوس ہوکر نواب کے پاس آئے اپنے راز دلی سے آگاہ کیا نواب انھیں بادشاہ کے پاس لائے مشترجا عرض حال بادشاہ سے کیا بادشاہ نے محبت پدری سے ارشاد کیا اور ساجد درگاہ الٰہی ہوے الحمد للہ کہ ہماری اولاد بھی صاحب ارادہ و توفیق رفیق فہم سلیم سے متصف ہوئی نواب سے فرمایا تم سامان سفر قرۃ العین درست کردو

کرایہ جہاز دودی کلکتہ سے سوئز تک درجہ اول کا فی کس مع خوراک بارہ سو روپیہ درجۂ دوم کا چارسو مقرر ہوا چنانچہ مسماۃ بنگال جہاز ٹھہرا ایک سو دس آدمی سب ذکور و اناث تجویز ہوے مولوی محمد مسیح الدین خان سفیر شاہی کی ماہواری سات سو منشی محمد رفیع کے تین سو حاجی الحرمین شیخ محمد علی واعظ و ذاکر رفیق خاص جرنل صاحب کے دو سو دو ہزار چار سو پیشگی ملے تھے برنڈ ا صاحب مہتمم جلیس الدولہ مصاحب مرزا ولیعہد بہادر دس لاکھ واسطے اخراجات قیام ولایت وغیرہ وہدایا بے بیش بہا جو سرکار شاہی سے واسطے جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا ایک ہار الماس پر جسکا وزن تین سیر سے کم نہ تھا زبانی مفتاح الدولہ دوسرا ہار یاقوت و زمرد کنگھی پہنچی الماس جو شائل ہدیۂ ولایت مرسلہ حضرت خلد منزل بھی بہت سے مالہ مرواید انگوٹھیاں ہر قسم جواہر کی لباس انگریزی ہدیہ جناب عالیہ مثل سایہ یعنی پیشواز بہت تکلفت تیس ہزار روپیہ کی طیاری کی اور اسباب ضروری سفر جلوس سواری وغیرہ بوجہ سواری جناب عالیہ ایک نامہ شاہی متضمن حال خود جناب ملکہ دوران کیواسطے اور مختار نامہ سوم جنرل دکلی سپرد جناب عالیہ کیا گیا بادشاہ نے نواب سے بہت مبالغہ سے فرمایا کہ تم مرزا ولیعہد بہادر کے ساتھ جاؤ باعث میرے اطمینان کا ہوگا اور پھر کسیطرح کا خدشہ و خلجان کسی امر کا نرہیگا اور تشفی سمر حساب رہیگا ورنہ بہت سے خدشونکا احتمال ہوگا نواب نے عذر بیماری و پیری کے آخر بنا ہی استخارہ ذات الرقعہ پر ٹھہری پانچ رقعہ نکلے حکم مساوی آیا ملے دل نخواستہ راغذ لیا

الغرض ۲۴ شوال روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء بارہ بجے راتکو جہاز پر جاکر سوار ہوئین وقت رخصت عجیب حشر قیامت محل سے بپا ہوا نعرۂ الفراق والوداع محذرات اودس پردۂ نقب مین محیط کرۂ عالم ہوا تھا ہر ایک کی آنکھ سے مسلسل دراشک دریائے بھاگیرت بہ رہا تھا اور ہر دل جل بھنکر کباب ہوگیا تھا قریب دیوار کے رہنے والے سیکڑے سے جاگ اوٹھے تھے ہزار ہا زن و مرد در دولت پر کھڑا ہوگیا تھا اور گردش دور فلکی اور انقلاب زمانہ دیکھکر از خود گم ہوگیا تھا کہ ایسا انقلاب بھی تمام ہندوستان مین کبھی نہین ہوا تھا یہ عورات عالیخاندان شاہی جنھون نے مدت عمر تک صورت دریا نہ دیکھی ہو وہ ایسا دور دراز سفر بحر ذخار سمندر اختیار کرین دیکھیے آخر انکا انجام اس سفر کا کیا ہوتا ہی اور کیونکر کہین کہ اہل انصاف ولایت اونپر رحم نہ کرینگے الحاصل اول صبح جہاز نے لنگر اوٹھایا زیر کوٹھی شاہی گذرا بادشاہ فرط بیقراری سے برآمدے مین کھڑے ہوے جرنل صاحب نے و مرزا ولیعہد نے آداب سلام بادشاہ نے خدا حافظ کہکے رخصت کیا طرفین کو عجیب صدمہ روحانی ہوا۔

بعض سوانحات کلکتہ و لکھنؤ و آمد و رفت اشخاص مشخصہ

شوکت الدولہ نواب محمد خان قافلۂ شاہی کے ساتھ براہ خشکی سے کلکتہ پہونچے پہلے وہی قدیہ مسافرین راہ ہو یعنی دوسرے دن ہیضہ وباتی سے راتکو مرگئے اونکی نعش بیخبری سے رات بھر پڑی رہی جب مولوی مسیح الدین خان کو خبر ہوئی حمیت اسلام اور اپنے مذہب و ملت کے اہل محلہ کو خبر کرکے دفن کیا اسباب کا طالیقہ کردیا کو انخدا اسنا د مہری وغیرہ مال سرکار جو اونکے صندوقچی مین تھی میجر برڈ صاحب نے بہت سی رد و قدح کرکے لے لیے اونکے بعد شیخ مصاحب علی خدمتگار قدیم بھی اسی عارضہ سے اونکا ہمبستر ہوا

نبدہ علینقی صاحب عنان یا دبہادری سلطانی بعد گلو خلاصی خدمات تعلقات اپنے مع اسد علی اور اپنے چھوٹی بھائی کے کلکتہ پہونچا بعد شرف ملازمت حسام الدولہ و مفتاح الدولہ کے باب مین بہت جھوٹ سچ دل سے بناکر عرض کیا لیکن چاہ کندہ را چاہ درپیش ہوتا ہی چند روز بعیش کلکتہ اوٹھا کر ناکام لکھنؤ آیا چند روز بعد نواب سعید الدولہ کی گاڑی پر اوس کے بعد مہاراجہ

مہاراجہ صاحب والی بلرام پور کا نوکر رہا مر گیا۔

۲۹ شوال روز پنجشنبہ مطابق ۳ جولائی حکیم میر علی منشی منصب علی مع لوازمات طلبی کا
راہی کلکتہ ہوئے مگر حکیم میر محمد اپنی علالت مزاج سے رہ گئے شہر کے بیباکون نے ایک خطاب
ذہنی تراشکر نسبت نواب مشہور کر دیا یعنی افسر الوزرا ناصح الخاقان دبیر الملک وزیر الممالک نواب
گورنر جنرل منور الدولہ احمد علیخان بہادر وزیر ہند۔

سید عبد اللہ جایسی مقیم لندن نے عرضداشت بادشاہ کو ارسال کی متعربات بادشاہ سے
نظر اقدس سے گذری اس مضمون سے کہ استرداد ممالک شاہی حسب عرضداشت انصاف جناب ملکہ معظمہ
سے یقین واثق ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر بشرائط مددات حضور مین بھیجین گے۔ اوسکی منظوری
کا آپکو اختیار ہے اسیطرح کی دو تین باتین اپنی گرم بازاری سے بناکر مندرج کین بادشاہ نے
صلاح الدولہ کے خطاب کی مہر کندہ کرا کر بھیجی چنانچہ مفتاح الدولہ نے لکھنؤ سے اوسی ڈاک
مین روانہ کیا تھا اور یہ سب بے اصل و بے فروغ تھا۔ لندن مین یہان سے زیادہ کامل
و طامع جاکر مقیم ہوئے ہین۔

انکی حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نواسے منشی میر غلام حسین جایسی کے ہین جو رکٹس صاحب
کے زمانے مین بسفارش الگزنڈر صاحب تاجر کلکتہ میر منشی رزیڈنٹی ہوئے تھے بعد اونکے
چلے جانے کے یہ بھی اپنے وطن مین باطمینان جاکر بیٹھے تھے جب کرنل لاکٹ صاحب نے
بضرورت تحقیقات کسی امر خاص کے انھین طلب کیا یہ اوسکے اظہار مین لینے خوف آبرو سے
پنیچہ مارکر مر گئے پردہ دری سے بچے سید عبد اللہ پہلے محافظ دفتر سفارت کلکتہ تھے بعد ا
کسی طرح سے کسی صاحب کے ساتھ لندن پہونچے وہان کے رئیس از راہ جوہر شناسی
علم باعزت پیش آئے صورت معاش بھی بخوبی نکلی بعد چند روز کے بی بی ولایتی سے
کسی پادری کی بیٹی کسی افسر فوج کی تھی بعد ایجاب مذہب عیسائی شادی ہوئی کسواسطے کہ
تھی بے اختیار کیے مذہب عیسائی پادری نہ پڑھتے گا اب انقلاب سلطنت سنکر از راہ
وخود نمائی دولتخواہی اپنی رہا یا سمجھکر یہ صورت پیش کی شاید کہ ہمین منصب پا
مگر کچھ مفید مطلب نہوا کلکتہ سے یہ احوال لکھا گیا۔

ایکدن مرزائی صاحب وکیل اور بھائی آغا علیخان ناظم سلطانپور نے چیف کمشنر سے عرض کیا کہ ناظم
بسبب علالت مزاج امیدوار حاضر حضوری کے ہین دس سوار جا کر سلطانپور سے لے آوین
ناظم سوارون کی آہستی سے لکھنؤ مین پہلے داخل اپنے گھر ہوے جب سوارون نے رپورٹ
داخلہ کیا حکم برطرفی ملا اتفاقاً ناظم بھی اوسیوقت سلام کو حاضر ہوے حکم حوالات ہوا پھر حسب
سررشتہ مہاجن کی ضمانت سے نجات پائی چندروز تک مواکثر فیر صاحب سے علاج کیا کہ اسی حیلہ علالت
سے قیام لکھنؤ ہو تو بہتر ہے مگر یہ عذر مقبول نہوا پھر تاکید ہوئی کہ اپنی واصلات کو حکام ضلع کے
پاس جاؤ تو بہتر ہے زبانی مرزائی صاحب جو ہر پنجشنبہ کو کربلا مین زیارت کو آتے تھے۔

میر مہدی حسن خان ناظم سلون بہ علت ضمانت لاکھ روپیہ بابت اقساط چار مہینے کے
قید ہوے ہر چند عرض کیا کہ ۰ ۶ ہزار ارسال سرکار ہو چکے ہین اندر کے کاغذ دفتر دیوانی دریافت
کیجیے اور زر باقی کو قانون گویون سے دریافت کیا جاے کہ مین نے وصول کیے یا نہین یا
زمینداروں کے ذمہ ہین آخر بعد تحقیقات کے چھوٹ گئے۔

مرزا رفیع الشان مرزا عظیم الشان شاہزادے فردوس منزل حسب الحکم چیف کمشنر کئی
دن تک متواتر مرزا خوم بخت کے گھر جا کر منتظر طلب ٹھہرے رہے ایک دن چپراسی نے
آکر کہا کہ شاہزادون کے پانون مین ہندوستانی جوتہ نہو سادے چمڑے کے بوٹ پہنکر آوین بازار
سے خرید کر حاضر ہوے کپتان ہیز صاحب نے ملاقات کر کے ایک کاغذ مہر کر نیکو دیکر رخصت کیا۔

چیف کمشنر نے خصوص تفویض پنشن افسران فوج شاہی و مدرسین مدرسہ وغیرہ نواب
گورنر جنرل کو رپورٹ کیا حکم ہوا کہ لفیتہ بہت ملازمی ہر ایک کو پنشن دیجا چنانچہ صاحب نے افسر
اور پیادہ کیواسطے سو روپیہ کی پنشن کی اکثرون کو ملی باقی امیدوار رہا اس عرصے مین بلوا
فساد ہو گیا یہ سررشتہ درہم برہم ہو گیا جو لوگ امیدوار تھے وہ بھی محروم رہے اور تین مدرسین
مدرسہ کو لفیتہ نوکری ملی باقی امیدوار رہے۔

۲۶۔ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ مطابق ۲۹ جولائی کشتی وخانی اور کئی بجرے سلطانی
حسب الطلب بادشاہ گومتی سے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکام کے حکم سے باحتمال خزانہ و اسباب
بیش قیمت روکے گئے بعد تلاشی حکم ہو گیا جب کلکتہ پہونچے اتفاقاً پہلے نظر اقدس و نیر بڑی بہت خوش ہوے

مرمت طلب تھی پانچہزار روپیہ دیکر آراستہ کیا۔

ایکدن حکام نے چاہا کہ درگاہ حضرت عباس مین جو اسباب چاندی سونے کا ہے اوسے بھی ضبط کیجیے مفتاح الدولہ نے عرض کیا تصرف مال وقف جایز نہین مگر ازراہ حکومت اختیار ہے انکے سمجھانے سے بدستور متعلق سرکار رہا

لارڈ ڈالہوزی صاحب گورنر جنرل کا لندن مین پہونچنا

اخبار لندن میل سے دریافت ہوا کہ جب لارڈ ڈالہوزی صاحب لندن پہونچے ۱۳ مئی سنہ ۱۸۵۶ع کو صاحبان کورٹ آف ڈیرکٹرس نے موافق طریق منضبطہ روبرو ۲۰ صاحبان شوری خاص واسطے پنشن نواب محتشم الیہ بیان فرمایا چنانچہ لفٹنٹ کرنل سکس چیرمین نے شکر گزاری اونکی شروع کی کہ جو باب انتظام ممالک برطانیہ قبضہ متصرفہ قدیم مین جانب شرق وغرب ہوا تھا اوسیطرح ممالک ہندوستان وسطی مین بھی واقع ہوا چنانچہ ملک پنجاب جو قدیم سے مشہور و معروف اور نظر مفتوحات سے بعید معلوم ہوتا تھا اور فتح وفیروزی ملک پیگو جو باعث مزید چارہ علاج ہوے اور جبتک باتمام نہ پہونچے یہ طریق پیشینی اختیار وقدرت سے باہر تھا جو ہمارے مکنون خاطر تھا اور ریاست ناگپور جو بسبب ضعف وسستی وغفلت منعلیہ سے مرہٹون کے ہاتھ آیا تھا بسبب نہ ہونے مستحق وراثت کے بالفعل شامل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اسیطرحسے مملکت سلطنت اودھ جو بالفعل قبضۂ تصرف برطانیہ مین آئی اور اون ظلمون سے جو مدت درازسے وہان ہورہی تھی حیات تازہ پائی اور باعث ننگ ضمانت برطانیہ معلوم ہوتا تھا اور گورنران ماضیہ نے متواتر حکام اودھ کو سمجھایا لیکن لارڈ ڈالہوزی صاحب نے ایسے احکام مناسب حال کیے جو پایۂ قبول ومنظور مین پڑے نہ فقط رعایا بلکہ حکام بھی راضی ہوے اور بسبب عدم ارتکاب خونریزی کہ ایک قطرہ خون ناحق بھی نہ گرا باعث خوشنودی ورضامندی خاص وعام ہوا پس ان نتیجون سے قطعی خورسندی ممالک باعث تشفی وموجب تسکین ہوئی کہ ملک پنجاب ایک کرور پچاس لاکھ پیگو ۲۷ لاکھ محاصل کا ناگپور ۴۱ لاکھ کا اور بالفعل ملک اودھ بھی ایک کرور ۵۴ لاکھ کا پس یہ مبالغ ومحاصل ستارہ اور مقبوضہ حیدرآباد سندھ وغیرہ مجموع چار کرور

۲۳-لاکھ سالانہ کا ہوتا ہے لیکن اگرچہ رائے لارڈ موصوف جنگ و جدال ظاہری مین ہوتی افزونی سلطنت اور انتظام سلطنت اندرونی و نظم و نسق مفید و ترقی کا ہوا اور کام سرسبزی تجارت ایسا ہوتا اور احکام انتظام واسطے حفاظت رعایا کے ظلم سے بہادر اونکے مکنون خاطر ہوتے انہین قبیل نہر دریاے گنگ جو اونکے عہد دولت مین جاری ہوتی جسکی ابتدا لکھنؤ دینکی ماہ اپریل ۱۸۵۴ء سے ہوئی اوسکا پانی نہرا دن میل سے سرسبزی زراعت ہوتا ہے اسیطرح نہر ملک پنجاب مین جسمین کشتیان چار سے ۶۵ میل کے فاصلے سے آتی ہین ایضاً راہ سندہ مین نہرین کھدوائین پل بندھوائے اور بہت سے کارنمایان اونکے زمانے مین ہوئی اور ہر پریذیڈنسی مین کچہریان تحصیل مال حاصل کیواسطے مقرر ہوئین اسیطرح تار برقیہ جو کلکتہ مین ۱۸۵۳ء مین واسطے سہولت خبر رسانی شروع ہوا یکم فروری ۱۸۵۵ء مین اختتام پایا اور تینون پریذیڈنسی باتفاق یکدیگر ۵۰-۳۰ میل تک راہ مین گیا اور بہت سے ریل رودخانی جاری ہوئی اور مجموع محاصل ممالک محروسہ تقریباً ۲۶ کرور سے ۳۰ کرور تک پہونچا اور ترقی اسکول کالج انگریزی شفاخانہ ہندی وغیرہ کی ہوئی خلاصہ اوس طریق سے مصروف و متوجہ کار دیار سخت و دشوار کے رہے جو دوسرے اس بہادر صفرہی سے مشکل معلوم ہوتے۔

غرض بعد قیل و قال وظیفہ پنشن پچاس ہزار سالانہ لارڈ موصوف کیواسطے مقرر ہوا اگرچہ راے اکثر صاحبان شوری کی اسکے خلاف تھی پھر تقدیر پنشن سرکار کمپنی نے اپنے انصاف و قدردانی سے مقرر کیا۔

روانگی حضور عالم لکھنؤ سے سمت کلکتہ اور معاودت نواب منور الدولہ

مثل مشہور ہے آب آمد تیمم برخاست بعد روانگی قافلہ لندن نواب منور الدولہ کیطرف سے جو خاطر اقدس مین جگہ تھی وہ صورت نرہی اور بہادر موصوف بھی رنگ صحبت حاضرین و وقفت تا سوا نواب خاص محل ہے اور شکستگی چشمداشت گورنمنٹ سے اگرچہ پردہ خفی مین تھی اور نا موافقت آب و ہوا سے یہ سب عذرات مقبول کیے ہوئے خیرخواہ حضور عالم جو اپنی گھات مین تھے وقت پاکر سخن سازی شروع کی دوسرے حضرات کمینو کی موافقت نواب خاص محل سے جب سے ابتدا

ابتدا مین موافقت تھی ویسی ہی ناموافقت ان حضرات کی بدولت ہوئی یہ کب ادن دبتے تھے جب عرائض ہواخواہون کے متواتر حضور عالم کے پاس آئے اور ہر ایک نے اپنی حسن سعی سبت نبا کر لکھا اوسوقت امام خان خدمتگار مع عرضداشت مشعر بے قراری مفارقت قدم مبارک شاہی روانہ ہوا پہلے عرضداشت نظر اقدس سے گذری اوسپر اشک رحمت دیدۂ حق بین سے ٹپکنے بعد اسکے ایک دن امام خان کا بھی سامنا ہوگیا غرض شقہ خاص طلب حضور عالم صادر ہوا اوسوقت دستور معظم نے سامان طیاری سفر کیا اور ملازمین و رفقاے خاص اور رفقا گروپیشہ کو تنخواہ پیشگی دی اور اسباب ضروری چھکڑون پر بار کرکے مع اعظم علی ایجنٹ روانہ کا پختہ کیا۔

حضور عالم نے چیف کمشنر سے کئی مرتبہ رخصت طلب کی اور شقہ خاص بادشاہی دکھایا منظور نہ کیا آخر نواب ذی لواب گورنر جنرل کو عرضی ارسال کی حکم محکم باب عدم مزاحمت سفر صادر ہوا بعد اجازت بہر تہیۂ سفر باستخارۂ ایمانی پر کسی گئی خلاصہ ۱۲ تاریخ شہر ذیقعدہ روز سہ شنبہ ۱۲۷۳ مطابق ۱۵ جولائی حضور عالم مع عیال و لواحقین و ملازمین و رفقا مع فرش و ۱۹ گاڑی ڈاک ایسی ۲۰ کرانچی بیل واسطے اسباب ضروری نقد و جنس قسم طلا و نقرہ و پشمینہ و غیرہ ظروف مصرف و خادمان اناثیہ بعد نصف شب روانہ ہوے

وقت روانگی یہ صورت ہوئی کہ شام سے رفقا و ملازمین در دولت پر حاضر ہوے حضور خود مہتمم سواری پردگیان عصمت ہوے ایک گاڑی مین چار سواریان زنانی جب سوار ہوچکتی تھین ایک رفیق گاڑی کی چھت پر با سلحہ بیٹھتا تھا بعد اسکے خود بدولت گاڑی چار اسبہ پر سوار ہوے نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر بمقتضاے قرابت ہمرہ تھے تا لکہ چار باغ ہم پہلو تھے شہر کے شہدون نے شام سے دروازے پر ہجوم کیا تھا پچاس روپیہ مرحمت ہوے کہ آپس مین تقسیم کرلو وقت سواری کے شور و غل نہ مچانا کچھ منھ سے کلمات بیہودہ نہ کہنا لیکن یہ حریص کب ماننے والے تھے تا لکہ شہر تک بازارمین مثل دیمک پھیلے ہوے تھے اور شہر کے بےفکرے تماشا بین سر راہ کوٹھون پر منتظر تشریف آوری تھے جب سواری نکلی شہدے کب اپنی زبان طعن و تشنیع سے باز رہ سکتے تھے غرض جو مجھدانے سنوایا سب نے سنا جب کنار گھاٹ دریاے گنگ پر قافلہ پہونچا

چڑھا ہوا تھا تا بشام اوس پار قافلہ پہونچا
کانپور مین مہمان نظام الدولہ ہوے بعد دو تین دن کے سامان برسات درست کرکے الہ آباد
کو چلے راہ فتحپور مین ڈپٹی لکھنؤ کے تھے دعوت کی ٹھہری زبان عوام وہان بھی بند نہوئی
راہ مین درختون پر چڑھکر جو کچھ کہنا تھا کہا الہ آباد کے چوک مین اترے مظفر حسینخان کے
کارندے نے حسب الحکم خانساماں بخوبی سر انجام دعوت کیا مشقت و تعب راہ سے
بیگم صاحبہ علیل ہو گئی تھین دوسری حویلی مین نقل مکان کیا بعد ایک ہفتہ کے پانچ ہزار
پانسو روپے پر جہاز دخانی کا کرایہ ویکر روانہ کلکتہ ہوے جب بنارس پہونچے جہاز نے لنگر
کیا مرزا آغا علی خان ناظم کے گھاٹ پر منتظر تشریف آوری تھے کیونکہ تھان شروع گلبدن مطبوع
حضور گذرانے بیٹے نواب اکرام الدولہ کے کئی مہینے سے اپنی سسرال مین تھے چاہتے تھے کشتی پر
سوار ہو کر آوین نواب نے منع کیا کہ رات ہے دریا چڑھا ہے نہ آوین پھر بنارس سے گذر کر بسبب
برسات و طغیانی دریا اور تلاطم جہاز سے صاحبات محل کو بڑی تکلیف ہوئی یا لکہ جایا کہ کسیطرح
سے راہ خشکی سے جائین ممکن نہوا ناچار خوف و وہم مین کاٹا جب ہوگلی پہونچے کپتان جہاز
کو خلعت و انعام دیا اور پانسو روپے لنگر کے دیے جو زمین گیر ہو کر نہ نکلا تھا -
خلاصہ ۲۹ - جولائی صبحکو کلکتہ سے گذر کر ریہ کوٹھی خاقانی لنگر کیا اوسوقت و ستور معظم
پابوسی بادشاہ سے مشرف ہوے بدستور قدیم مرحمت خسروانی ہوئی جو موجب فخر و افتخار
حاضرین ہوا حاضر الوقت خوانین کنبوہ بھی حاضر ہوے صاحبات عصمت آیب داخل
محلسرا سلطانی ہوکے مقربان خاقان جو افسردگی خاطر اور تسلط منور الدولہ سے حالت ضیق
مین تھی شگل گل خندان و شادماں ہو کے پھر وہی چرچے ہونے لگے -
نواب منور الدولہ پیشتر سے برخاستہ خاطر اور مستعد بروانگی وطن مالوف ہو رہے تھے عرضداشت
متضمن تمارض آپ دہوا کلکتہ منشی ظہیر علی نے نظر انور سے گذرانی بظاہر کلمات تشفی ارشاد کیے
لیکن برخاستہ خاطر جانکر منظور دستخط فرمایا اوسوقت منور الدولہ حاضر ہوے اشرفی ایمانی باندھ
مبارک پر باندھکر رخصت ہوے اوسوقت حضور عالم نے بھی کچھ شکوہ و شکایت ہوئی -
غرض بعد طے مسافت راہ بنارس مین راجہ صاحب کی کوٹھی مین اترے ایام عشرہ محرم قریب تھا

وہین مجلس عزا برپا کی بعد سوم کانپور آئے وہان سے ۲۶ محرم روز شنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۸۵۶ء
داخل دولتسرائے نہیرہ ہوئے اسکی صبحکو ڈاکٹر فیرر صاحب کی ملاقات کو گئے ارکان دولت شاہی
جو لکھنؤ مین تھے باری باری جاکر حاضر ہوئے۔

نواب اکرام الدولہ کانپور سے بمقابلہ حساب علاقہ حضور تحصیل لکھنؤ آئے تھے بعد مواجبہ حساب
تین ہزار روپیہ عین المال کے ذمہ نکلا ڈپٹی کمشنر سے دو مہینے کی رخصت لیکر ڈاک مین کلکتہ
گئے بادشاہ نے از راہ مرحمت خسروانی وہ روپیہ معاف فرمایا جب لکھنؤ آئے کاغذ دستخطی
دکھا کر نجات پائی بنارس مین عقد شرعی اپنے دونون بیٹون کے نواب امین الدولہ کی بیٹیون
سے کیے منور الدولہ سے ایک اخلاص دلی ہوگیا تھا ملاقات ہوئی او سیدن راجہ سے بھی
انکی ملاقات ہوئی پھر لکھنؤ آئے۔

۱۷ شہر ذیقعدہ روز یکشنبہ مطابق ۲۰ جولائی قرۃ العین مرزا ولیعہد کسی صاحبات
خاص سے لکھنؤ مین پیدا ہوا قمر دلو آفتاب سرطان مریخ میزان عطارد سرطان زہرہ
اسد مشتری حوت زحل جوزا راس حمل ذنب میزان تحویل د [illegible] حوگ ۔ ایسمان
احتراق زہرہ وشمس تام نامی نواب خاص محل نے بروقت روانگی براتی خانم صاحبہ
اپنی مان کو کچھ روپیہ دیا تھا کہ بروقت ضرورت اسے صرف کرنا۔

زائچہ مولود بحساب اہل تنجیم

اسد زہرہ	سرطان	جوزا زحل
سنبلہ	آفتاب زہرہ	مولود
میزان مریخ ذنب		حمل راس
عقرب	جدی	حوت مشتری
قوس	دلو قمر	

۲۲ اگست کو منیجر کارخانگی صاحب محمود خان کوتوال نے شہر مین جابجا پہرے حفاظت عشرہ
محرم کو بٹھائے امام باڑہ آغا باقر خان درگاہ حضرت عباس علیہ السلام مین حکم دیا کہ مجلس عزا

بدستور ہوے لیکن تبرا کوئی نہ کہے کہ باعث فساد ہوتا ہے اور اگر کوئی خلاف حکم کریگا
مجرم سرکار ہوگا اور کسیکے ہاتھ مین لکڑی بھی نہو دوسرے دن ضعیف اور بڈھون بیدرجم کھانے کی
اجازت دی اور اہل سنت جمع ہوکر شیعون کے امام باڑے مین نجائین اور ہر گھر مین طریق
غرا بدستور رہے ۔

سمن صاحب ڈپٹی کمشنر اور کارنیگی صاحب نے کئی دن پیشتر مرزا علی رضا کوتوال قدیم سے
کہا کہ تم موافق طریق قدیم انتظام شہر عشرہ محرم تک کرو انھون نے عذر کیا اور اپنے علاقہ
دریاباد کو چلے گئے حکام نے موافق حکم چیف کمشنر کے انتظام کیا ۔

امراے لکھنؤ جو کلکتہ مین تھے اپنے گھر لکھ بھیجا کہ تعزیہ داری و مجالس بیرونی موقوف
زنانہ مین موافق رسم کے بجا لانا شرف الدولہ غلام رضا خان نے کاظمین کی تیاری روشنی
وغیرہ بدستور کی سیلہ سورج کنڈ جو ۴ محرم کو ہوا چاہتا تھا اس سال بھی موقوف رہا اجہت
سے کہ شرف الدولہ نے عرضی دستور کے موافق زبان شاہی دی چیف کمشنر نے اسے منظور
فرمایا کہ موجب شکستہ دلی رعایا شہر نہو دوسری محرم کو مطابق ۴ ستمبر سامان ضیافت
صاحبان عالیشان باہتمام مجاہد الدولہ احمد علیخان عرف چھوٹے میان مہتمم امام باڑہ حسین آباد
اور محمد بنیاہ آتشباز ہوا ارباب نشاط بسبب عشرہ محرم کے معذور رہے لیکن کتھک ہنود
حاضر ہوے امراے لکھنؤ بھی بہت حاضر تھے ۔

ایام عشرہ بہر صورت عافیت مین گذرا لیکن شب عاشورہ درگاہ حضرت عباس
مین موافق معمول کئی سو آدمی حلقہ زن ہوکر صحن مین صبح تک منتظر علم نکلنے کے زیارت سینہ زنی
کرتے تھے ناگاہ کسی گوئندے نے سرکار مین خبر کی کہ آج راتکو کئی محلے سے لوگ جمع ہوکر بہانہ
زیارت علم چاہتے ہین کہ یہان آکر شہر مین بلوہ کردین اس جہت سے بڑا خوف مفتی گنج کی
لوگون سے تھا رات بھر سارا دولتخانہ گھرا رہا بڑا بندوبست غرباے مومنین اپنے تعزیہ
خانے مین خایف رہے بر تقدیر دوسرے درگاہ مین بندوبست کیا کہ تھوڑے آدمی صحن مین ماتم کرکے
جب چلے آدین دوسرے غول باہر کے جاوے اتفاقاً محلہ مشک گنج کے بہت آدمی جمع ہوکر علم کے سنا آئے چاہا کہ سب داخل
صحن درگاہ ہون تھانہ دار نے نرمی سمجھایا جب سپاہیون کو ہی جانیکا قصد کیا زیر تفنگ لیا سبکو باہر نکال دیا

مرزا برجیس قدر

Mirza Birjis Quader,

بہرصورت حسب ل علم دو گھڑی رات رہی باہر نکالے گئے نہ نکالا
روز عاشورہ انتظام ہوا کہ سارے شہر کے تعزیے فقط میر خدا بخش کی کربلا میں جاوین اگر دوسری
کربلا میں لیجاتے تو شاید بخوبی انتظام نہو سکے اور بازار میں خلاف شکل میلہ چیز بکتی تھی عملداری
شاہی میں یہ صورت نہوئی تھی اور کمپنی سرکار میں ایسے امور کی اطلاع بھی نکی وگرنہ
عجب نہ تھا اسکا انتظام بھی ہوجاتا اسی جہت سے تبرا ہا مومنین نے میدون تعزیا اپنے
گھر زیارت عاشورہ پڑھی کسی گونیدے نے کا رنیگی صاحب مجسٹر کی مع کوتوال شہر میر محمود حسینخان کیدان
برادر نسبتی حضور عالم کے گھر میں چلے آئے اسلحہ حرب جو انھوں نے بخوف آبرو کنوئیں میں ڈالدیئے تھے
سب نکلوا کر لے گئے اور ایک اقرارنامہ بھی نسبی احتیاطًا لکھوا لیا آیکی دلی بپالٹن کے سپاہی کی لگائی ہوئی تھی
۱۷ محرم روز پنجشنبہ مطابق ۱۸ ستمبر مسٹر کارنیگی صاحب کپتان ہیر صاحب دو کمپنی لیکر آئے
نواب محسن الدولہ کا گھر گھیر لیا اور ایک کاغذ جعلی بہ علت اتہام بلوائی شہر نواب کو دیا۔
دوسرے دن مسٹر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس نواب گئے اظہار حال کیا اور بہر صورت رفع خلجان صاف
کیا کہ میں کبھی مدعی سلطنت کا نتھا اور نہ ہوں ہر چیز کا ایک قرینہ ہوتا ہے آپ خوب دریافت کریں اور ایسے تقدمات
لاطائل سے کچھ کیا فائدہ تھا جو عبث عبث اپنی عافیت تنگ کرتا غرض ۶ رسیدہ بود بلا و لی بخیر گذشت
ہر صاحب غیرت یہ آشوب تازہ دیکھکر اپنی غیرت کو ڈرتا تھا ایک تو قحط روزی معاش سے عافیت
تنگ تھی دوسرے یہ نیرنگی آشوب سے کچھ نہ بن پڑتا تھا کہ کیا کرے اور کیونکر عافیت حاصل کرے

باب تیسرا

ہنگامہ فساد عظیم بلوائی عوام ہندوستان و مقدمات خاص بغاوت نمک حرامان سرکار و انتظام خاص لکھنؤ و ریاست ناپائیدار اجمالی مرزا برجیس قدر وغیرہ

خلاصہ اکنون سخن از کذب و بلاگویم و گریم۔ جب خبر وحشت اثر فساد فوج کمپ میرٹھ و
ہنگامہ فساد شاہجہان آباد ایجنٹ نواب گورنر جنرل سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودھ کو

پہونچی روز شنبہ ۲۱ ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ کپتان ہیز صاحب کارنیگی صاحب کو آوال کم
مع برقنداز سعادت گنج گئے اور نواب مصطفی علی خان کو فینس میں سوار نواب آصف الدولہ کے
امام باڑے میں لیگئے بعد کئی دن کے داخل قلعہ مچھی بھون کیا کسواسطے کہ اس مکان کو [illegible]
بہادر سے مثل قلعہ آراستہ کیا تھا اور ۳۰ ہزار روپیہ بعلت مکان وغیرہ کے دیے
تھے اور غربا سے شہر کے جتنے مکانات زیر قلعہ تھے سب کو مسمار کر دیا تھا جابجا توپیں لگائی تھیں
دو توپیں بہت بڑی زیر قلعہ گومتی کے پل پر نصب کی تھیں حسن باغ مملوکہ نواب محسن الدولہ
باجازت تحویلے لیکر ہموار کیا تھا امرائے شہر کو حکم دیا کہ بقدر ضرورت سپاہی اپنی حفاظت کو نوکر
رکھ لو سبھوں نے تعمیل حکم کیا لیکن شہر میں بنظر مردم جنگ نادیدہ ایک تلاطم پڑ گیا تھا غربا شہر
اضطراب ناگہانی سے اپنی فاقہ کشی و بیکاری کو بھول گئے اور گرانی غلہ سے زیادہ تر موجب بلا
ہوگیا تھا کسواسطے کہ ہر قسم کا غلہ اور سامان جنگ لاکھوں روپیہ کا قلعہ مچھی بھون میں جمع ہوکر غار
اور گڑھے کھود کر رکھا گیا تھا اور زمین نقب و سرنگ کھود کر جابجا پیپے بارود کے رکھوا دیے تھے
اس خیال سے کہ بروقت غلبہ دشمن انمیں آگ دیدینگے نواب سرفراز محل ممتاز محل بیگم
محلے سے اوٹھکر شہر میں بکرایہ جاکر رہی تھیں اولاد صاحبات محل نواب آصف الدولہ زرد محل
وغیرہ سے اوٹھکر شہر میں رہی تھیں دوربین ٹیلیگراف کو مچھی بھون کے کوٹھے پر بلند لگایا تھا کہ فوج
بیرون کا حال داخلہ معلوم ہو ۳۵ لاکھ روپیہ خزانہ بیلی گارد سے مچھی بھون میں رکھا تھا صاحبان
عالیشان مع عیال و اطفال گورہ اور برقنداز کوتوالی و ہندوستانی گولہ انداز تلنگہ ملازم و اکثر
قدیم ملازم شاہی پانچہزار سے زیادہ جمع تھے مچھی بھون کی نہر سے پانی بھر دیا لیکن قرب دریا
اور رطوبت زمین سے اکثر غلہ و اجناس و بارود خراب ہوگئی اس جہت سے ہزارہا روپیہ کا
نقصان ہوا آخر خزانہ کو وہاں سے بیلی گارد میں لے گئے۔

چیف کمشنر کے کوٹھی رزیڈنسی و اطراف و جوانب بیلی گارد کی جتنی کوٹھیاں تھیں سب کے گرد
دمدمہ باندھکر مثل قلعہ مستحکم کیا اور ہر طرف توپیں نصب کیں اور دور تک جتنے مکان سامنے
تھے سب مسمار کر دیا اور درخت سامنے کے سب کٹوا ڈالے اور سب صاحبان عالیشان نے
مع عیال و اطفال ملازمین متوسلین سمیت وہیں مقام امن سمجھکر [illegible] اور گرد [illegible] کے نصب کیں

ہوگئے اور بندوقین لیکر مقابل توپ کے ہو جب توپ چلی یہ موافق قواعد کے زمین پر لیٹ گئے توپ
پر جا پڑے اور طرفین سے گولے چلنے لگے ۔ سالوین رسالہ کے دو سو سوار بھی انکے شریک ہوگئے
برگیڈیر ہاندسن کونپ اوسوقت بھی کس شفقت پدری سے ان نامردون کو سمجھاتے تھے کہ
اب بھی تم اپنی حرکت ناشایستہ سے باز آؤ ہمارے حقوق پرورش کو دیکھو اپنی قدر
عزت بچاؤ تو توا ایک نامرد نے نہ سنا آخر گولی ماری زمین پر گرے بعد ایک ساعت کے دو تین
اور صاحب بھی مجروح ہوئے مچھی بھون مین پھر آئے چیف کمشنر اوسوجہ گرچہ چھاؤنی
مین گھرنے ہوئے تھے خدا نے اپنے گھر کی برکت سے گولے سے بچایا لکھنؤ تشریف لائے
اس عرصے مین سپاہی چھاؤنی مین ہر طرف پھیلے بنگلون کو آگ لگانا شروع کی سب
بنگلے جلے اسباب بنگلون کا لوٹا اس لوٹ مین وہان کی رعایا بھی شریک ہوگئی تین ساعت تک
ہنگامہ رہا اور دو پلٹن طیار ہو کر فقط تماشا دیکھا کین اس پلٹن کے شریک محاربہ نہوئین چنانچہ
جتنی فوج چھاؤنی مین تھی سب مین بیشتر سے تقسیم ہو چکی تھی کہ تین سو سوار بیرون شہر ناکہ چاباغ
سے پہونچے اور ان باغیون پر جا پڑے یہان تک کہ وہ سب سراسیمہ ہو کر بدحواس قیام الدولہ
بخشی کے تالاب پہونچی جہان تک طاقت رہی بھاگے چلے گئے پیچھے پھر کر نہ دیکھا توپین بیچ
مین چل نہ سکین رہگئین اور خزانہ جیتا کوٹھون مین تھا تلنگون نے لوٹ کر اپنے توسدان بھر
لیے تالاب پر پیاسے ہوئے مصری و قند جو بنگلون سے لوٹا تھا تالاب مین گھولکر شربت پیا پھر
وہان سے سیدھا رستہ دلی کا لیا فوج سرکار نے بھی زیادہ پیچھا نہ کیا خاطر جمع تھی کہ کہان
جائینگے راہ سے توپین لیکر چھاؤنی مین آکر اا توپین فتح کی سرکین ۔
اس عرصے مین مفسدین و کوتہ اندیش شہر نے طرفہ ہنگامہ برپا کیا اور مستعد شریک سپاہ
باغی ہوئے چنانچہ محلہ منصور نگر سعادت گنج مشک گنج سے نشان محمدی اوٹھا کر عیش باغ
مین جمع ہونا شروع کیا اور بسکیڑون نے چھاؤنی کی راہ لی کہ ہم فوج کے جا کر شریک ہون جب
شہر سب کے بھاگنے کی سنی ہر طرف اپنی راہ لی ۔
منجملہ متمردین اجل برسر آغا مرزا ایک شخص مشہور کیبل پوش جو بسفارش حضور عالم بادشاہ کے
زرہ پوشون مین نوکر ہوا تھا سب سے زیادہ اجل اوسکی دامنگیر ہوگئی تھی کہ اوسدن صبح سے ہر طرف پھرتے

لاگون کو غیرت دلا کر برانگیختہ کرتا تھا ہر چند ایک ہفتہ پیشتر ایک خدا ترس نے اسے دردول سے
سمجھایا تھا کہ خبردار زنہار تم کبھی ایسی حرکت نہ کرنا کبھی تمسے نہ بن پڑیگی سوا اسکے کہ تم بدلت مارے
جاؤ لیکن اوسپر شیطان سوار تھا کب سنتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیجیے گا ملاصہ
انکے ہمسایہ نے ہندس کرانی محافظ دفتر گبنس صاحب فینینشیل کمشنر اودھ رہتا تھا اوسوقت وہ
اپنے برآمدے مین بیٹھا ہوا تھا انکو متردد دیکھکر کہا آغا مرزا آج کس ہنگامہ فساد کی فکر مین پھرتے
اگر ہمارے واسطے ہے عبث یہ تمھارا گمان غلط ہی کچھ تمسے نہ ہوسکے گا آغا مرزا نے جواب بدرشتی
دیا وجہ اسکی یہ تھی کہ ایک کتا آغا مرزا کا صاحب نے مارڈالا تھا صاحب نے بھی جواب سخت دیکر گولی
چلائی گولی خالی گئی آغا مرزا اور اوسکے ساتھیون نے گھر مین گھسکے اوسے مارڈالا گھر کا اسباب
لوٹ لیا یہ پہلی بسم اللہ ہوئی چھوٹے خان ایک رنگ پوش ساکن دوگانوان اور عوض علی
وغیرہ کے بدمعاش اور ایسے ہی بہت سے سرشور شامل کیے گیے۔

غرض عیش باغ مین جب تقریباً پندرہ سو آدمی جمع ہوچکا نشان محمدی اوٹھا کر چوک کو چلے
اور نواب آصف الدولہ کے امام باڑے کی زیر دیوار ہوکر گاؤگھاٹ کی راہ پہ چلے راہ مین
مجاہدین غل مچاتے ہوے مجمع عام سے گذرے انمین سے دو سو بصورت سپاہ مسلح باقی
کے پاس تلوار کسیکے صرف لکڑی اکثرون کے پاس بانس کے ٹکڑے بازار مین جس
دوکان سے چاہا جو چیز اوٹھالی دوکاندار بسبب کثرت کے منہ دیکھکر رہگئے جس مرد آدمی
کو دیکھا جہاد کی ترغیب دینے لگے اکثر آپسمین گالیان دیتے ہنستے ہوے جاتے تھے برقنداز
پہرے پر تھے اونسے ہتھیار چھین کر آپسمین بانٹ لیے میجر کارنیگی محمود خان کوتوال امام باڑے
مین تھے چاہا کہ حسین آباد سے کمپنی بلوا کر انھین روک کر سزا دین مگر پھر تامل کیا

غرض قریب دوپہر جب شہدے بے سروپا قریب چھاونی پہونچے وہان کیفیت ملنگون کے
بھاگنے کی سنی شدت حرارت سے سب پیاسے ہوے جان پر آبنی حواس باختہ ہوے بعض
کی صلاح ہوئی موسی باغ چلو آخر گاؤگھاٹ اوترکر حسین آباد آئے دکانون سے ترکاری لیکر
کھانی شروع کی تلنگے جو متعین حسین آباد تھے نرمی سمجھانے لگے کہ یہان نہ ٹھہرو چپکے اپنے گھر چلے
جاؤ یہ اجل گرفتہ اونسے بھی بدرشتی پیش آئے تلنگون نے بریگیڈ میجر کو خبر کی وہ افسر حمدل تھے

حکم دیا خالی بندوق سے دھمکا دو بھاگ جاینگے ان نامردون نے یورش کیا تلنگون نے پیچھے سے
کر ایک باڑھ ماری مجروح ہوے مقتول ہوے باقی سب بھاگے پھاٹک حسین آباد کا بند کرلیا آغا مرزا
اوس تھانے والے سے پیچھے رہگیا تھا بندوق کی آواز سنکر جلد آیا اور پھاٹک کھول کنارے تالاب جا پہونچا
قرابین ماری اتفاقاً ایک گولی شانے پہ دوسری سینے پر پڑی بدحواس پھر کر پھاٹک بند کیا اور
پہرا کا کام تمام ہوچکا اور زخم کو اپنی چادر سے باندھ کہین چھپ رہا سب بھاگ گئے اس عرصے مین
برقنداز بھی اکثر تلنگون کے شریک ہوگئے اتفاقاً گھات نہ دارگی سازش سے کئی برقنداز مرزا مہدی
چھوٹے بھائی حکیم آغا علی خان کے دروازے پر گئے وہ وہان کھڑے تھے باتہام اجماع بعد
زیر تیغ خون ناحق کیا - دو دن دو رات تک تا کجا ہات تمام شہر اس فساد کی جہت سے خالی
رہے تیسرے دن صبحکو کارنیگی کوتوال شہر منصور نگر سعادت گنج مین تحقیقات مفسدین کو
آے اکثرون کو گرفتار کیا لیکن طالب یار خان وغیرہ بانی مبانی مفسدین نہ ملے آغا مرزا بھی
پکڑے آئے اور ایک صوبہ دار پلٹن مفرور جو برخصت اپنے گھر گیا تھا سیدھا باطمینانات داخل
پھاٹک ہوا چاہتا تھا اپنا اسباب لیکر چلا جاون غرض پہلے دن شام کو صوبہ دار اور شیخ کو پچھی
بھون سے باہر لائے دروازے سنگی جلوہ خانہ مین پھانسی دی ایک حلقہ برقنداز دوسرا
گوردون کا حلقہ محیط چوب پھانسی ہوتا تھا اور اونکے افسر کھڑے ہوتے تھے باقی ہزارون تماشبین
جسطرح زیر اکبری دروازہ بروقت گردن مارنے جمع ہوتے تھے دوسرے دن عوض بیگ آغا مرزا
کئی تلنگون کو پھانسی دی عوض بیگ نے کہا مین عیسائی ہوتا ہون یعنی مذہب نصرانی مین اختیار
کیے لیتا ہون مجھکو پھانسی نہ دو نہ سنا اپنی سزاے اعمال کو پہونچا غرض چودہ آدمی پھانسی
دیے گئے باقی قیدیونکو تحقیق کرکے چھوڑدیا اوسکے بعد منادی ہوئی کہ اب سرکار نے تمام پلٹن
کی تقصیر سے درگذر کرکے معاف کیا آئندہ کوئی قصور ایسا نکرے -

پھر اہل فوج کے واسطے متواتر اشتہار ہوے کہ ہمنے اون سپاہیون کو نسل اولاد کے پرورش
کیا تعلیم و تربیت سے محروم تھے آدمی کام کا بنایا دون مرتبے سے اعلی مرتبے پر پہونچایا
عزت دی داخل شورے کیا انھون نے اپنی فہم ناقص و زعم باطل سے حقوق سرکار کو ضایع کیا پھر
فساد بپا ہوکر مرتکب آبرو ریزی صاحبان جلیل الشان و اطفال عورات بیگناہ کے باعث قتل ہوے

بہت جلد اپنی سزا ے کردار اعمال کو پہونچینگے فوج ولایتی جو شہداس سے بندر بوشہر کو حکومت ایران کی تھی خبر تسخیر کی سرکار کو بھی تصویرین کو پہونچتی ہے یہ پندار غلط نہ کرین کہ سرکار مین قلت قلت فوج ہے دو دو مہر اشتہار مین یہ تھا کہ سرکار نے مواخذہ سپاہ سے درگذر کیا لازم ہے کہ فوج بدستور سابق اپنے کام مین مستعد اور سرگرم رہے آیندہ ایسے امور لاطائل کا خیال نہ کرے اور اگر روزگار منظور ہو تو بلا مت ہر ایک ڈاک مین اپنے اپنے کانون میں لا جاے کفالت خرچ راہ سرکار سے ہوگی اور کوئی شخص لفظ نمک حرام مفسد باغی وغیرہ نسبت آنکے اپنی زبان سے نہ نکالے وگرنہ مجرم سرکار ہوگا -

مگر افسوس ہے ان نمک حراموں نے اپنی قدر نجانی سرکار کی اس عطوفت قدر دانی پر درتشہا کا کچھ خیال نہ کیا آخر جہنم واصل ہوے اونکے ساتھ غریب شہر بھی مفت برباد ہو گئے عزت و آبرو نرہی اور سرکار کے حکم اشتہار پر کسی نے اعتبار بھی نہ کیا جانتے تھے کہ مصلحت وقت سے یہ حکم ہوا ہے خاطر جمع کہ ہمارے ملک سے کہان جائینگے ہم سمجھ لینگے یہ بھی سچ ہے حاکم سے کیا چارہ -

نواب رکن الدولہ محمد حسنخان مرشد زادہ جنت آرامگاہ کنار شہر قریب دولتخانہ مہتاب باغ مین گوشہ عافیت سمجھکر رہتے تھے کارنیگی صاحب محمود خان کوتوال نے اونھین سوار کرکے کچھی بھون مین رکھا اونکے سپاہیون سے ہتھیار لیے پھر دار وغہ سے اسلحہ خاص لیکر رسید دیکر چلے آئے اور نواب سے کہا کہ ہمنے یہ امر از راہ مصلحت کیا ہے آپ کو کسیطرح کی تکلیف نہوگی -

دوسرے دن مرزا الصید رشکوہ مرزا ہمایون شکوہ پوتے مرزا سلیمان شکوہ کے گھر کارنیگی صاحب کوتوال مع برقنداز گئے پہلے ہتھیار جو کچھ تھے لیے اور سوار کرکے امام باڑے مین لائے پھر داخل قلعہ کیا اور نواب وزیر مرزا مرزا کیوان جاہ کے بیٹے کو مہمان امام باڑہ کیا علت ظاہری یہ مشہور ہوئی کہ انکا رسالہ شریک اہل بلوہ تھا انکے گھر مین چھپ رہا تھا جب انسے پوچھا اونھون نے کہا مجھے معلوم نہین اتفاقًا از راہ نادانستگی اوسیوقت انکے گھر سے نکلا گوئندے نے بتا دیا اور سب ہتھیار انکے بھی گھر سے لیگئے نواب سلطان عالیہ انکی پھوپھی نے مثل مادر شفیق پرورش کی تھی گھر مین بہت داد بیداد کی کھانا نہ کھایا اوسکی صبحکو کوتوال کو نواب ممتاز الدولہ نے ایک جوڑی تنچہ کی اور کچھ اور بھی دیا وہ کارنیگی صاحب کو بیان گئی دو دن کے بعد شہر میں جو وجہ فرخ سے نجات پیدا ہوتی لیا مست انگو

راجہ تلسی پور کے اور تعلقداران ملک اودھ کہ چوراسی کوس صریح زیر راج زیر دامن کوہ متصل عملداری نیپال واقع تھا بخیال دوراندیشی یہ بھی بلا کے بحکمت عملی محصور اس مقام کے کیے گئے بلکہ بعین فوت ہوے اور رانی باغی ہوگئی اور وہ راج اب مہاراجہ سر جنگ بہادر کے جی ایس آئی والی بلرامپور کو کہ پیشتر سے یہی حق اعلی رکھتے تھے بجمیع حقوق ملگیا اور علاقہ باکسی وسمین والی نیپال نے لیا۔

ہنگامہ فساد شاہجہانپور وغیرہ وغیرہ ازروی اخبار

غرض جب خبر انتقام پاداش سرکار فوج باغی کی پھانسی دینے کی جابجا ہر چھاؤنی مین مشہور ہوئی سبب یاس کلی اپنی رنگ گیری ہولی آتش کینہ فساد دفعۃً مشتعل ہوئی اور ہر چھاؤنی مین ڈھنگ سے فتنہ تازہ برپا ہوا اور صاحبان عالیشان کا چارۂ علاج ہر طرح سے نہ ہوا اب باغیان سرکش مستعد نہ انتقام لینے پر ہوے احوال مختلف ہر چھاؤنی کا بعد اختتام معرکہ ہر صاحب ضلع نے لکھوایا ہے غالب ہے کہ وہ زیادہ تصریح کے ساتھ ہو لیکن لکھنؤ مین جہان جہان سے فوج باغی آکر جمع ہوئی اون سے دریافت ہوا بالاجمال سلسلہ کتاب کے واسطے لکھا۔

شاہجہان پور مین جب بلوہ ہوا سب صاف فوج ونظامت جمع ہوکر ایک بنگلے مین آئے اور مستعد ہوئی الحقیقت جو حق مردانگی تھا ادا کیا جب پاے استقامت نرہا مضطربانہ سمت علاقہ پوایان راجہ جگت بخش کے پاس چلے گئے قلعہ مین اور بعض صاحب قصبہ محمدی وقریہ کی طرف چلے گئے اکثر تیغ ظلم سے مارے گئے چنانچہ رکٹس صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کا بیٹا اسی فساد مین مارا گیا جب باغیون نے میدان خالی پایا زر نقد خزانہ خوب لوٹا اور سکے بعد اسباب جو کوٹھی اور کچہری کے بنگلون مین تھا لوٹ کر آگ لگادی اسمین رعایاے شہر قوم پٹھان اہل گرفتہ شریک ہوگئی اس لوٹ کو مال غنیمت اپنے یہان سمجھتے جو صاحب مقدور عزت دار پٹھان تھے وہ حاکم بن بیٹھے کل کی پاداش کی پھر سمجھا اور تیلا ہر تیجے تدبیر وباست کے نہ ادر سول پر انتشار کرکے صورت جہاد کا کی کہ عوام اس حال ایمانی مین جلد پھنس جائینگے۔

محمدی مین فقط دو کمپنی مین سوار تھے اونھون نے راہ سیتاپور کی لی یہان ۴۱ پلٹن ایک رسالدار تھا ایک
صاحب کا نوکر نقل کرتا تھا کہ رات کو ایک سوار لکھنؤ سے آیا صاحب کمان افسر کو چٹھی دی صاحب نے اوس
سے کہا لکھنؤ مین فساد ہوا تم میم صاحبہ کو فلان صاحب کے پاس پہونچا دو حسب الحکم مع میم صاحبہ
اوس صاحب کے پاس پہونچا اونھون نے قبول نہ کیا جواب سخت دیا میم صاحبہ کو پھیر لایا اوس نوکر نے
گستاخانہ صاحب سے کہا آپ نے کیون ایسی باتین کین جسسے یہ نوبت پہونچی کہا ہم حکم سرکار کے
مجبور ہین بہرحال کارتوس سپاہیون کو تقسیم کرینگے ۔

صبحکو فوج سب طیار ہوئی کمان افسر نے سپاہ کو حکم دیا ہمنے خزانہ سرکار تمھین بخشا لو اور ہمارے
دشمنون سے مقابلہ کرو جب مستعد جنگ دوسری پلٹن سے ہوے وہ پیشتر سے آپس مین قسم
و اتفاق کر چکے تھے فوراً بگڑ بیٹھے اور اپنے افسرون کو تہ تیغ لیکر متوجہ لوٹ اور آتشزنی
ہوے اس شقاوت قساوت قلبی سنگدلی بیرحمی کا بیان با عورات بے گناہ اور اطفال
خرد سال سے سلوک کیا کس زبان سے بیان ہو سکے اور کیونکر تحریر کیا جاوے کپتان اندرسن نے
اپنے رسالہ محاصرہ لکھنؤ مین لکھا ہے واللہ باللہ ایک صاحب کا لڑکا چار برس کا حالت اضطرار
مین معلوم نہین کسطرح اپنے ان باپ سے چھٹکر ایک بنگلے مین رہگیا دو دن اور دو رات ہر
کمرے مین گھبرا کر جاتا تھا کبھی ماما کبھی پاپا کہکر چلاتا تھا جب طاقت نہ رہی غش کھا کر ایک کمرے
مین گر پڑا اتفاقاً تیسرے دن ایک نامرد اوسی لوٹ کو داخل ہوا جب نظر اوس ملعون کی اوس
بیچارے پر پڑی ہوش بھول گیا ایک کندہ بندوق اوسکے سر پر مارا جان بحق ہو گیا بس یہ ملعون ہمیشہ
کہتا تھا کہ مین نے ایسا کام کیا ہے اسیطرح اور کئی نامرد بیان کرتے تھے ۔ لاحول و لا قوة الا باللہ

غرض بیبیون کی یہ نوبت پہونچی کہ بھوکی پیاسی پا برہنہ کپڑے پھٹے ہوے گرد آلودہ بعض خرد بچے
گودی مین بچے لیے جسطرف جا پاتین نہ راہ سے واقف جہان آدمی دیکھا خوف جان سے
راہ جنگل کی لی صاحبان عالیشان کا یہی حال تھا اگر کسی گانون مین بیبیان اس خرابی حالت
سے پہونچین زمیندار نے رحم کھا کر رات کو اپنے گھر مہمان کیا جو ما حضر تھا حاضر کیا صبحکو ایک
چھکڑے پر سوار کر کے پاسی ساتھ کر لکھنؤ پہونچا دیا بعض صاحب وہان سے جنگل مین [illegible]
چلے گئے وہان سے بنارس پہونچے بعض کئی دن تک نہ ملے اون کی گمشدگی نہین چھپی ہے ۔

کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد اونکا بنگلہ کنارہ دریا تھا اوسوقت موسکے مین مع میم صاحبہ گھوڑدون
پر سوار ہوکر لکھنؤ چلے گئے پیچھے سے تلنگون نے بندوقین ماری زمین پر گر پڑے میم صاحبہ
کرصاحب کی نعش سے لپٹ گئین دفعتہً اونپر بھی گولی پڑی اسیطرحسے جا ملین ایک صاحب
نے اپنے بنگلے مین پناہ لی بندوق دشمنونکو کرنے سے مارا کیے جب گولی بارود ہوچکی گھوڑی پر
سوار ہوکر لکھنؤ چلے تھوڑی دور جاکر گولی سے وہ بھی زمین پر گر پڑے ایک میم صاحب جمال
سراسیمہ ہوکر بنگلے سے باہر نکلی چپراسی سے پوچھنے لگے ہمارا صاحب کہان ہے ناگاہ ایک
تلنگے نے گالی دیکر ایک لکڑی ماری دفعتہً ایک سوار دوڑکر آیا اونھین اپنے گھوڑے پر سوار کرکے
جنگل کو چلا گیا پھر اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی ۔

دو صاحب بہ اکو ایک زمیندار کے مہمان ہوکے پانی چاہا اور خشک روٹی کھائی کہنے لگے تین
میم ہیے چھپکر تمہارے گانؤن مین آئی ہین تلاش کرو چوکیدار اونکو ڈھونڈھکر ایک دھوبی
کے گھر سے لے آیا لیکن اس عرصے مین صاحب گھبراکر لکھنؤ کو چلے گئے بیبیان چوکیدار کے ساتھ
بہزار خرابی لکھنؤ پہونچین اکثر میم مجروح بیبیان چھکڑون پر سوار بھوکی پیاسی اس شدت گرما مین
لکھنؤ پہونچ جاتی تھین لیکن زبان طعن خوب لارنس صاحب پر کھولتی تھین ۔

فوج باغیہ نے خزانہ سرکار سے ۳ لاکھ ۳۱ ہزار روپیہ لیا اوسمین سے کچھ رعایا کے بھی ہاتھ لگا
بعد اسکے کدار ناتھ و میر اقداصین کمیدان کو حاکم خیرآباد کرکے حکم دیا کہ بدستور زمانہ تم مستعد
سرگرم کار سرکار پر رہو بروقت ضرورت اسسال رسد غلے سے غافل نہ رہنا ۔

فیض آباد سے پہلے دو کمپنی تلنگا اعظمگڈھ سے ٹانڈے پہونچی پھر گورکھپور جونپور سے
بھی پلٹن آئی اس ہنگامہ سے دو دن پیشتر گولڈنی صاحب کمشنر مع اور حکام نے ہندوستانی
افسران فوج کو بلواکے سمجھایا کہ ہمارا مارڈالنا منظور ہے بسم اللہ لیکن اس سے تمھین کیا فائدہ ہوگا
اپنا مطلب دلی مفصل ہمسے کہو غرض کی ہم تابعدار سرکار رہین لیکن ہم سپاہ سے مجبور ہین اگر ہم
سمجھائینگے پہلے ہمین مار ڈالینگے بہتر ہے حضور خود اونھین بلواکر سمجھائیے جب سپاہ بہادر
آئی سب طرحسے سمجھایا لیکن اونپر تسلط شیطان تھا اور خون ناحق مین سرشار ہو چکے تھے
جواب بے ادبانہ سخت دیکر چلے گئے سرکار کے عہدو پیمان پر راضی نہوے ۔

اوسکی صبح سب صاحب اور میم کوٹھی دلکشا مین جمع تھین ایک کمپنی سوسوار چھاونی سے آئے
ایک جمعدار دو تلنگے سب کے سامنے آکر کہنے لگے صاحب خزانہ کہان ہے ہمین کنجیان
دیں صاحب خزانہ نے بے تامل دیں کہا ہمین تم خود گنکر روپیہ دیدو صاحب خزانہ اونکے ساتھ
گئے تین لاکھ ۳۰ ہزار گنوا کر تھوڑے روپیے صاحب نے کہا ہمین اسمین سے ۵ ہزار روپیہ برکات
احمد رسالدار نے کہا ۲ روپیہ و باقی سب کرانچی پر رکھہ چھاونی لیگئے ۔

پھر ایک دن کمشنر صاحب اور حکام مع صاحبان فوج و میم صاحبات باتفاق چھاونی گئے
افسران ہندوستانی نے فرمایا ہم سب موجود ہین مار ڈالو یا نکالدو سب افسر راضی ہوکے
کشتیون پر سوار ہوکر چلے یہ خبر بسلامت نکالدینے کی سپاہ باغی نے سنی جو اعظمگڈھ وغیرہ سے
آکر گنگا دریا سے زیر ماندہ رہی تھی اور فوج فیض آباد سے کہلا بھیجا کہ تمنے ان سبکو جانے
دیا ہم پہلے تم سے مقابلہ کرینگے غرض جب کشتیان ٹانڈے پہونچین وہی تلنگے دو ڈیڑھ سے
کمشنر نے خود طپنچہ مار کر دریا مین کود پڑے مرگئے اونکا سگ باوفا بھی اونکے ساتھ دریا مین کود پڑا
مرگیا واہ ری وفاداری میمصاحبہ بھی ڈوبکر مرگئین باقی اور صاحبون سے مقابلہ ہوا مارے گئے دوسرے
کشتی دوسرے کنارے کچھار مین تھی کرنل ڈیالن پول مع میمصاحبہ اور کئی لڑکے لیکر کنارے اترکر ارہر
کے کھیت مین بیٹھ رہے پھر وہان سے میر محمد حسنخان ناظم کو خبر بسلامت پہونچی اسکا ذکر قابل
بیان ہے آگے آئیگا ۔

احمد اللہ شاہ فقیر رہنے والا مندراج یا دکن کا کئی برس سے لکھنؤ مین گھسیاری منڈی
مین رہا کرتا تھا مشہور نقارہ شاہ آشنا تھا کسی ارادے سے فیض آباد گیا سرا مین اونترا تھا کسی شخص
سے فساد کیا تھا قید ہوکر پولیس کی پلٹن مین تھا لیکن اپنے مذہب جنون سے الفاظ شہدنی اور
لفظ قتل و غارت بکا کرتا تھا جب ہنگامہ ہوا سپاہ نے فقیر سمجھکر چھوڑدیا پہلے فوج نے چاہا
کہ اسے اپنا افسر کرین ہمارا سرپرست ہو لیکن اسکی باتون سے ڈرے کہ ہندو سے بہت
بہت بیزار و نفرت رکھتا ہے اکثر انتقام ہنومان گڈھی کو بھی کہتا ہے مبادا اسکی صحبت سے پھر
ہندو و مسلمان مین صورت فساد نکلے اس جہت سے افسر نہ کیا لہذا اسکے مرزا عباس پوتے
نواب شجاع الدولہ کو تجویز کیا بسبب سن پیری وہ بھی نہ ٹھہرے اسکے بعد جب کوئی نہ ٹھہرا لکھنؤ مین

فیض آباد راجہ مان سنگھ کو دیکر لکھنؤ چلے۔

سلطانپور ۱۵ رسالے مین کرنل فشر صاحب تھے سید برکات احمد رسالدار نے جب اونھون نے صاحب سے عرض کیا جاتا آپ فرماتین ہم آپ کو بسلامت پہونچا دین پھر ہمسے کچھ نہ ہوسکیگا نمک حرام ہوجاینگے سپاہ پر ہمارا اختیار و حکومت نہ ہوگی صاحب جلیل القدر نے خلاف شرافت و شجاعت سمجھکر اسے قبول نہ کیا آخر اپنے بنگلے مین نامردون کے ہاتھ سے مارے گئے اور سوار کہتے رہے کہ اگر تم بہادر ہو ایک بندوق ہمین دو پھر تماشا اپنی بہادری کا دیکھو گسینے تسا ایک آیا چھوٹے لڑکے کو گود مین لیے جاتی تھی ایک نامرد سوار نے گود سے گرا کر برچھی کی انی سے چھیدا چھیدکر مار ڈالا پھر چھاونی مین آگ لگادی ہر بنگلے کو خوب لوٹا۔

بہت سے مسلمان اس رسالے کے اپنے تعصب مذہب کی علت سے مولوی سید امیر علی آغا علیخان ناظم کی تلاش مین رہے پتا یا وہ جان بچاکر دہلی مین جاکر چھپے مرزا حیدر مرزا اونکے دونون بھائی جان بچاکر لکھنؤ آئے یا فیض آباد مین رہے لیکے بعد رسالہ فیض آباد آیا راجہ بہرائچ قید تھا اس ہنگامہ مین بھاگ کر اپنے گھر گیا کئی ہزار گنوار نوکر رکھے صاحب کمشنر نے سبب نگاہداشت پوچھا کہا زر تحصیل ہین سرکار سے معاف ہوجاوے یا فوج تحصیل کو ملے وگرنہ زمیندار مالگذاری روپیہ کیونکر دینگے۔ صاحب سنکر چپ ہو رہے۔

علاقہ سلون مین کرنل بیرو صاحب مع اور حکام فوج مین گھر گئے تھے راجہ ہنونت سنگھ راجہ کالاکانکر وغیرہ اونھین اپنی حفاظت مین لیگئے اپنی گڑھی مین رکھا ہر چند وہ میل تشفی صاحب صاحب ممدوح کرتے رہے مگر صاحب بمقتضاے تاثیر وقت خائف رہے آخر بسلامت قلعہ آلہ آباد مین پہونچے اپنی رسید راجہ کو بہت شکر گذاری سے بھیجی اسی حسن خدمت سے راجہ داخل زمرہ خیرخواہان سرکار ہوے اگرچہ وقت داخلی فوج اونکا جوان بیٹا مارا گیا یہی سبب تھا کہ محاصرہ بیلی گارد مین زمیندار علاقہ سلون کے نہ آئے عذر کیا اور جب پلٹن سقینہ نے خزانہ سرکار لیا زمیندارون نے مال سرکار سمجھکر مقابلہ کیا طرفین سے قریب ۶۰ آدمی مجروح و مقتول ہوے۔

بہرائچ مین فوج باغیہ خون ناحق صاحبون سے درگذری لیکن زمینداران راہ ندی آجرپٹن دونون پلٹن سے اتفاق کیا اور خزانہ لیکر داخل فیض آباد ہوئین۔

خیال سے ہر جگہ اونکی مین فساد نے نیا رنگ پیدا کیا تھا اور زمیندار بالگزار تمام ممالک محروسہ نے
راہ سرکشی اختیار کی تھی بجائے خود ٹھاکر اہو سینے پور دوئی مین تحصیلدار کو مار ڈالا کاظم علیخان کینتوہ تحصیلدار
وہان بھاگ کے پیچ آباد چلے گئے اپنی حکمت عملی سے آپ بھی بچے کپتان ولیٹن صاحب کو بھی بچایا خزانہ
سرکاری بچایا گارد مین پہونچایا فی الحقیقت بڑا کام خیرخواہی کا کیا لیکن بعد رفع ہنگامہ فساد کے اونکو
[illegible] تھا یہ اسوجہ سے کہ زمانہ [illegible] مین وہ وکیل بیسوا بیٹے پیمبر رانا راو کے ہوکر دربار
لکھنؤ مین حاضر رہتے تھے یا اپنے بچاو کی صورت نکالی تھی خود کہتے تھے کہ مین پرچہ اخبار سرکار
کو لکھا کرتا تھا [illegible] چیمبرلین صاحب نے اسکی تحقیقات کہ ولایت مین رسیٹن صاحب کو لکھا
اونکا جواب آیا انکو [illegible] مفید ہوا اکثر مقام پر تھانہ دار مارے گئے نمبردار جدید نے زمیندار
قدیم [illegible] اپنی زمینداری چھین لی اور در پے انتقام یکدیگر ہوئے۔

کپتان ہیئر صاحب اور کپتان فیرر صاحب کا مارا جانا

کپتان ہیئر صاحب ایڈجوٹنٹ ملٹری سکرٹری کپتان فیرر صاحب نے از راہ جوانمردی و تہوری نمک حلالی
[illegible] والنٹیر یعنی ہراول لشکر ظفر پیکر ہوکر چارسو سوار رسالہ کپتان گال صاحب لیکر ستدہ اضلاع
[illegible] لکھنؤ سے روانہ ہوئے مین پوری سے جب رسالہ دوراہے پر پہونچا کمان افسر
[illegible] راست جانیکا دیا سوار ٹھہر گئے دوبارہ حکم دیا نہ چلے آخر ایک صوبہ دار مقابل حسب آیا
[illegible] دیکھتے دیکھتے مارا امان خان صوبہ دار میجر صف سے نکلکر اوس سے کہنے لگا تو نے میرے افسر
کو مارا مین تیرے افسر کو مارتا ہون بعد اسکے سواروں نے افسرون کو قتل کر راہ شاہجہان آباد
لی [illegible] امان خان نے کپتان ہیئر صاحب سے مخاطب ہوکر شکایت لکھنؤ مین گالی دینے کی کر
تلوار ماری اور باقی سوار کپتان گال سے کہنے لگے کہ ہم آپ کی بدولت نوکر ہوئے آپکا نمک
کھایا [illegible] ہم مین سے [illegible] چلے جائیے اور ہمین جانے دیجئے کپتان لڑاق
[illegible] سے [illegible] سوار دشمن و تشنیع ہوئے تمام کٹ گیا اکثر اپنی جان بچا کر دیا کر دلی
[illegible] کمشنر کپتان [illegible] کو عہدہ میجری رسالہ دیا بعد کئی دن کے گال صاحب کئی سوارون کو ساتھ لیکر
[illegible] ہمراہ اونکے ساتھ روانہ الہ آباد ہوئے [illegible] کی سفر مین آ کر وہان [illegible]

سواروں نے پٹھانوں کو خبر کر دی مارے گئے بعد لڑکے اوسی رسالے کے دو سو سوار نے اپنی تنخواہ لی اور چھاؤنی منڈیاؤں میں نماز جمعہ پڑھکر روانہ شاہ جہان آباد ہوے اس سالہ میں قوم رانگڑوں کے قریب رہتی تھی اپنے بھائیوں کا احوال سنکر چلے گئے۔

منشی رسول بخش قصبہ کاکوری کا پھانسی پانا وغیرہ۔

زبانی کرم خان صوبہ دار پلٹن نادری اس قصہ کا بیان کرتا ہے کہ ایکدن میر عباس تھانیدار اور ایک حولدار پلٹن مفرور چھاؤنی منڈیاؤں شام کو حسین آباد کے تالاب پر زیر درخت شہتوت کھڑا سمجھا رہا تھا کہ شامل اور پلٹن کے فتنہ و فساد برپا کرنے میں تمھیں تامل کیا ہے صوبہ دار نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی سرپرست نہیں مبادا نوکری ۶۵ روپیہ کی مفت ہاتھ سے جاتی رہے بدنامی و نمکحرامی حاصل ہو اتفاقاً دو سپاہی اور اونکی سرگوشی کان لگا کر سننے لگے صوبہ دار ڈر کر چپ ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا گیا اور دل سے یہ ڈر ہوا کہ مبادا یہ دونوں سپاہی میری پلٹن کے از راہ جاسوسی کپتان افسر سے جا کر کچھ کہدیں اوسوقت سواے پھانسی پانے کے کوئی علاج میرا نہ ہوگا غرض اسی خلجان سے اوسنے افشاے راز اپنے ایک دوست سے کیا اوسنے کہا تو اسیوقت جا کر صاحب خبر کر دے صاحب نے سنا حکم دیا کہ اگر کل صبحکو وہ دونوں پھر آویں ہمارے گوئندے کے ساتھ تو اونکے گھر چلا جانا اوسنے کہا اگر نہ آویں تو آفت مجھپر آویگی کہا اس سے مطمین ہو غرض صبحکو جب وہ دونوں اجل گرفتہ آئے اونکے ساتھ مع جاسوس بازار ٹکیٹ راسے راجہ ہلاس راے کے مکان میں کوٹھے پر چلے گئے دیکھا کہ منشی رسول بخش کاکوروی اور اونکا بیٹا حافظ میر عباس اور حولدار اور دو آدمی مجموع بیٹھے ہیں منشی نے صوبہ دار سے باتیں اطمینان کی کیں اور مستعد ہونے برپا کرنے فتنہ و فساد کی شروع کیں اور تحریر خطوط بھی دکھلائی بعد ایک ساعت کے کارینگی صاحب محمود خان کوتوال کمپنی تلنگہ برقنداز لیکر ہو پہنچے گھر کو گھیر لیا اتفاقاً ہمسایے میں ایک ہندو کی برات بھی اوتری ہوئی تھی من الاتفاق میر خلیل احمد ہیں زمان شاہی میر باقر سوداگر کے پاس نیچے بیٹھے کا احوال کلکتے سنکر کو گئے تھے ضعف سن پیری سے تھک کر منشی کے پاس آ کر دم لیا تھا کہ ایک چلم حقہ کی پیکر چلا جاؤنگا غرض اوسوقت

۲۲ - آدمی مجرم و غیر مجرم جو وہان تھے دست بستہ قید ہو کر کوٹھی رزیڈنٹی مین گئے
جواب بعد حاضر حضور صاحبان کمیٹی مفصل سرگذشت بیان کی حکم ہوا منشی اور انکا بیٹا حوالدار یہ
تینون پھانسی دیے جائین کارنیگی صاحب نے منشی سے کہا تو مبدء فتنہ فساد اس ہنگامہ کا
ہوا ہے برسون تو نے سرکار کا نمک کھایا آبرو روپیہ پیدا کیا اور میر عباس سے کہا تو وہی ہے کہ
لشکر مولوی امیر علی مین جہاد پر کمر باندھی چار ہزار روپے اونسے بہ فریب لیکر بھاگ آیا پھر
فضل علی مفرور کو تو نے اپنے گھر چھپایا پھر ہمسے اجازت لیکر اوسکے قتل کو گیا اور اپنی
بے دینی و نامردی سے پھر کر چلا آیا لکھنؤ مین ہر شخص کو ترغیب فساد و بلوہ تیار ہا کرانی سرکار کو مٹانا
اسی صبح کو یہ ۲۲ - آدمی پیادہ رزیڈنٹی سے مچھی بھون کو گئے ان چار یار نے بعد ایک دوسرے
کے پھانسی پائی باقی بندھے ہوے سامنے بیٹھے رہے ان سب مین میر خلیل احمد کا بسبب ضعیفی
پیری کے بہت برا حال تھا گویا جان قالب سے نکل چکی تھی بعد پھانسی پانے کے اونکی نعش
شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر حکم ہوا گڑوا دو باقی مجرمین کو حکم امام بارہ ہوا - صوبہ دار نے روبکاری
مین کہا کہ فقط میرے کہنے سے نوبت یہان تک پہونچی اب مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ اس
ماجرے سے مین نہین واقف یہ سب بے گناہ قید ہوے ہین آگے آپ حاکم ہین اختیار ہے اوسکے
اظہار سے براتی بھی چھوٹے اور یہ برات سنگشاہ پرشاد نامی قوم کھتری ایک معزز شخص بنارس کی
تھی بنارس کو گئے مگر اونکا اسباب زیور وغیرہ لٹ گیا میر خلیل احمد کو حکم ہوا چوبیس گھنٹے
کے بعد تم اس شہر سے چلے جاؤ وہ بجنور جا کر رہے منشی کا اسباب لیا گھر کا نیلام
ہوا - مرزا فرخندہ بخش شاہزادے کے داماد نے دو بارہ دام سے مول لیا کس واسطے کہ
وہ انکی ملک تھا - میر خلیل احمد کربلا گئے وہین انتقال کیا انجام بخیر ہوا -

تھارن ہل صاحب ملیح آباد سے شکست کھا کر دو سوارون سے کاکوری مین قاضی
وصی علی خان کے گھر مین ٹھہرے اونکی خدمتگزاری سے بہت خوش ہوے بشرط رجعت حکومت
و تسلط سرکار وعدہ پرورش کیا وہان سے بسلامت لکھنؤ آئے جب ملیح آباد کے لوگون نے
منشی رسول بخش اور حافظ کی خبر پھانسی پانے کی سنی کاکوری مین آکر جمعدار اور دو برقندازون
کو مار کر چلے گئے جو باغ مین وصی علیخان کے تھانے پر تھے دو آدمی اونکے بھی مارے گئے لیکن تھانہ دار

بچ گیا دوسرے دن تھارنہیل صاحب نے منشی رام دیال کو حکم دیا وہی تاج خان کو خط بھیجکر بلاؤ وہ بیچارے
عذر کرکے نہ گئے دوسرے دن ایک سوار حکمنامہ اونکی طلب کا لایا لکھنؤ مین ردبکاری کو آسنے حکم بھی
دیا مگر ویلٹن صاحب جو مدت سے ان کے حالات واقف تھے سینہ سپر ہوکر انکو بچایا اور نجات
دلوائی اپنے گھر آ گئے —

بلوۂ فساد کانپور

فی الحقیقت عجب طرح کی کا ہلی آندھی آئی جسنے تمام کرۂ ہندوستان کو گھیر لیا مجموع دل خلائق
کا ایک امر پر ہونا سوا خالق کے کار بشری نہین ہے کسکو طاقت کہ روبرو سلطنت سلیمانی ادن
مور چیا ضعیف کی کیا حقیقت تھی یہ مقام غور و تامل اہل بصیرت ہے خلاصہ ۲ پلٹن ایک تیسرا
رسالہ کانپور مین تھا اور توپخانہ جب منشی کی خبر پھانسی کی سنی سبکو لپنے قصاص لینے کا یقین ہوگیا
کچھ بن نپڑا سوا اسکے کہ طریق رفتار اپنے اخوان الشیاطین کا اختیار کرین دفعۃً وہان تک آئی ایدھر
کر دیا بنگلون مین اگ لگا دی اسباب لوٹا صاحبان عالیشان خرد کلان چھوٹے بڑے بیبیان ولایتی
خواہ ہندوستانی عیسائی اطفال کے ساتھ ادسی طریق سے پیش آئے جسکا بیان نہین ہو سکتا
بعض بیم صاحبان جمال و فور غیرت و شرافت سے کنوؤن مین گر کر مر گئین نعش اطفال او مقتولین
سے اکنوان بھر گیا چار دن تک فوج باغی اپنے افسرون سے لڑی جب مقابلہ کیا جرنل ویلر صاحب
مع اور افسر اور گورون نے دمدمہ اسپتال مین بنا کر پناہ لی —

شہر کے مہاجنون نے خوف سے فوج کو آذوقہ طعام تر و خشک مبت تکلف سے بھیجنا شروع کیا
رانا راؤ پسر متبنا سے باجی راؤ پیشوا پونہ جو بٹھور مین رہتے تھے فوج کے سامنے آگئے
آیا ہوا تھا حاکم شہر ہوا اسکی منادی ہوئی کئی دن کے عرصے مین دس بارہ ہزار سوار پیدل
اہل توپخانہ مشتمل بہ نبدی نوکر رکھے ۲۰ دن فوج باغی اسپتال کی فوج سرکار سے لڑتی رہی
آخر صاحبان [illegible] ازراہ مصلحت وقت رانا راؤ سے امان چاہی اسپر راضی ہوکے
صبح کو سب [illegible] شہر تماشا بین جمع ہوئی جرنل صاحب نے سفید نشان امان کے گرد و دے
اسوقت [illegible] اور افسر مع پیشوا جمع ہوکیا بیٹھے باہم عہد و پیمان قطعی

آخر طغیانی ہوا اوسکے بعد کشتیون پہلی مرتبہ اسباب ضروری بار کر کے مع جنرل صاحب وکلکٹر
ہوئے بالاجی راؤ سگے بھائی رانا راو نے ارادہ خیانت اور فسخ عہد کرکے حکم شلک توپ دیا
منع کیا کہ دغا سوا فق مذہب کے گنگا سے کرنا اچھا نہین اسکا انجام بہت برا ہوگا ناگاہ جب توپ
چلنے لگی اور کشتیان دریا مین بیٹھ گئین بیبیان گود مین بچے لیے صاحب جو کنارہ دریا کشتیون پر
سوار ہونے کو بالیقین کھڑے ہوئے تھے سبھون نے فرمایا دغا بلند کی اوسوقت سپاہ
باغی کا قتل کرنا ایک طرف تلوار پر تلوار پڑتی تھی دوسری طرف سے گولیان برستی تھین نکلنا
پاس سے ہر ایک سے ناممکن ہوتا ایک ایک سے سہارا اور پناہ ڈھونڈھتا وہ بھاگتے باہر سے
ایک سوار رحم سے بچاتا تھا دوسرا گولی مارتا تھا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ جو کشتیون سے دریا میں
کودا ڈوب گیا ادھر جو گیا پایاب تھا جنرل صاحب کی کشتی بہ سلامت الہ آباد پہونچی راہ مین فقط
دو کشتی کو زمینداروں نے لوٹا۔

نواب محمد علیخان عرف چھٹے نواب کے گھر کو فوج نے خوب لوٹنا چاہتی تھی مار ڈالین سوا
کہ پہلے اونھون نے شاید بعض بیبیان اور صاحب کو گھر مین چھپایا تھا لیکن پیشوا نے رئیس امیر جانکر
منع کیا آخر بابا نواب معتمد الدولہ کو مالدار اہل وثیقہ سمجھکر لوٹا ہر ایک نے اپنی عزت و جان بچانے
کی اسے صورت عافیت دا شتی پیدا کی رعایا شہر کو امان دی خزانہ کلکٹری سے لاکھ روپیہ
لیکر فوج کو انعام دیا حکمنامے تحصیلدار و زمینداروں کو بدستور انتظام و حفاظت راہ کے روانہ
کیے جب رانا راو اس مدت قلیل میں اپنی غفلت و ناندیشی سے عیش و عشرت و لغویات لاطائل
مین مشغول ہوا فوج باغی بیدل ہوگئی چاہتی تھی کسی اور کو اپنا حاکم کرے مگر کوئی نہ ملا۔

فساد خاص لکھنؤ

قبل از پہونچنے فوج باغی نواب گنج مین ڈپٹی کمشنر مع ۲ صاحب ۲۰ سوار تلوارین کھینچے آدھی
رات کو نواب گنج پہونچے میر عسکری تحصیلدار کو بلا کر فرمایا بازار سے جو کھانے کی چیز ہے لاؤ اور خود
کرسی اور مونڈھون پر بیٹھے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم جا کر کرنل گنج مین توپخانے کو لینگے تحصیلدار نے
عرض کیا بیانسے چھاؤنی ۷ کوس ہے دریا سے گھاگرہ بیچ مین ہے ایک بجے جب کچھ کھا چکے

تھوڑی دور رستے گئے تھے ایک صاحب کو گھوڑے نے گرا دیا اُنکے شانے مین چوٹ آئی زمین پر گر پڑا چارپائی پر دو صاحب دو سوار نواب گنج لے آئے تھوڑی دور اور چلے تھے ایک اور صاحب گھوڑے سے گرے اونکا ہاتھ مجروح ہوا جب کنارہ دریا پہونچے صبح ہو گئی سب بے فائدہ آگے جاتا پار اوترتا جھگڑا پھر آئے زبانی قربان بیگ جو تحصیلدار کے ساتھ تھے۔

کئی چھکڑے صاحبوں کے اسباب کے چھاؤنی سکروڑے سے نواب گنج کی سرا مین پہونچے پاسی جو حفاظت کو ساتھ تھے بحیلہ عدم رسی تنخواہ اسباب چھکڑون سے لیکر چلے گئے۔

ایکدن کپتان ویسٹن صاحب نے چاہا کچھ سوار لشکر فوج باغی پر شبخون مارین اپنی ٹوپی دار بندوق کو چھوڑا ریجک چاٹ گئی دوسری ٹوپی چڑھائی وہ بھی خالی گئی شگون بد سمجھکر بندوق ہاتھ سے پھینکدی فسخ عزیمت کیا۔

میر اکبر علی ساکن کنتور نے دو ٹپالن سہ بندی نوکر رکھے فوج باغی کے ٹھہرنے کی جگہ نواب گنج کے ایک باغ مین اترے احمد اللہ شاہ فقیر بھی بارادہ فساد بادشاہت لکھنؤ فوج باغی کے ہمراہ تھا افسرون سے کہنے لگا یہ دونون ٹپالن بروقت پہونچے لکھنؤ دغا سے تم پر آپڑینگی گرفتار کر لینا چاہیے انھون نے سہ بندیان لیلو ایک گاردہ تلنگون کا کیمدان کے بلانے کو گیا اتفاقاً وہ دونہرا روپیہ آگئے رکھ سپاہ کو جو بانٹ رہے تھے مع زر نقد او نھین کرکے لے آئے احوال پوچھا کچھ تامل کیا دوسرا گارد گیا سپاہی اوسوقت بھاگے گارد اُنکا اسباب ہتھیار لیکر پھر آیا آخر قرینے سے معلوم ہوا کہ کسی امرائے لکھنؤ سے میر اکبر علی کہ ہزار روپیہ واسطے نگاہداشت ٹپالن کے آئے تھے کہ ہم باغیوں کے ساتھ آئینگے او نھین غافل پاکر لوٹ لینگے یہ مفصل احوال کھلا کیمدان کو سپاہی سمجھکر چھوڑ دیا بات بہت خوب تھی اگر بن پڑتی۔

نسیت گنج قیصر باغ سے بادشاہی کوٹھون سے اسباب لانا

روز پنجشنبہ ۱۳ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۵ جون سنہ ۱۸۵۸ء دوپہر کو جنرل صاحب اور کئی افسر ہمراہ کمپنی گورہ دو توپین لیکر داخل قیصر باغ ہوئے اسواسطے کہ بادشاہی کوٹھون سے جو اسباب عمدہ او بیش قیمت کمیاب ہے بیجائین او اپنی حفاظت مین رکھین

سپاہی حبشی جو در دولت پر حفاظت کو باہتمام حسام الدولہ تھے کہا کہ فوج فیض آباد عنقریب ہے اگر
اونھین جلد خبر ہو پہنچے گی چلی آئیگی جبتک اونھین ہم روک سکتے ہین اونھون نے کچھ مناسب سمجھکر منع
کیا اور خبردار ایسی حرکت نہ کرنا خلاصہ چیف کمشنر نے مفتاح الدولہ سے جائزہ جواہر خانہ لیکر
۲۲ صندوقچہ جواہر ۳ تاج شاہی مکلل بجواہر کئی توڑے اشرفی تخت شاہی ہتھیار بیش قیمت
تبرکات معروف شاہی مفتاح الدولہ حسام الدولہ صحت الدولہ کو گوردون کے پہرے مین لیکر چلے صاحب
محل نے اپنی ناوابستگی سے شور واویلا برپا کیا ہے ہے بادشاہ کا گھر لوٹنے لیئے جاتے ہین
چیف صاحب نے فرمایا فوج باغیہ کے خیال سے اپنی حفاظت مین لیے جاتے ہین دگرنہ یہان
رکھنے مین احتمال بربادی وغارتگری کا ہے اور کسی سے اسکی حفاظت نہو سکیگی فی الحقیقت
یہ بڑا احسان چیف صاحب نے کیا ورنہ زمانہ رجبیبی مین یہ سب غارت ہوجاتا اور اگر کلکتہ بادشاہ
کو بسلامت نہ دیا جاتا ۱۸۔ کوٹھیون کی طیاری آراستگی خاطر خواہ بادشاہ کا ہے کو ہوتی اور اسباب
کے نیلام سے منشی صفدر کا کیونکر بھلا ہوتا خلاصہ مفتاح الدولہ سے تحقیقات کوٹھیون کی
کی نگران تینون صاحبونکو اس قید سے توقع نجات نہ تھی گوردون کے پہرے سے گھبرا گئے تھے
آپس مین بات نہ کرسکتے تھے ایک دوسرے سے علیحدہ بیٹھے تھے آخر جب رات ہوئی بہت گھبرائے

معرکہ چنہٹ وخاص لکھنؤ

جب فیض آباد مین ہر چھاونی سے فوج باغی اکٹھی جمع ہوئی تو خزانہ سرکار سے مال مال
ہر ایک نے چاہا سیدھی اپنی گھر کی راہ لے افسرن ملکے کہا کہ تم غدار ہو سرکار سے کہان بھاگ کر
جاوگے کسی دوسرے کی عملداری قریب ہی سوا اپنی سزا اعمال مین گرفتار ہوکر ہر ایک کسی
جزیرے کو روانہ کیا جائیگا مناسب یہ ہے کہ اپنا لشکر نہ توڑو کمر ہمت باندھو بادشاہ
ہندوستان کے ظل حمایت مین چلکر ہو کر مرگ انبوہ موجب عافیت دنیا بھی اپنی حکومت و
اختیار بھی باقی رہیگا پس اکثرون کی صلاح ٹھہری کہ دلی چلیں بعض نے کہا کہ اگر دلی جانا ہو
تو لکھنؤ ہوکر چلو اور ممالک محروسہ کے جتنے راجہ ہین اونکو بھی شریک کرنا چاہیے۔

چنانچہ انکا اتفاق ظاہری دیکھکر ہر ایک نے اطاعت کی اور باطن مین متردد رہے اور اپنی حفاظت کو سپاہ گو ہار نوکر رکھی ۔

راجہ مان سنگھ نے عرضی چیف کمشنر کو بھیجی کہ مین مطیع و فرمانبردار سرکار ہون لیکن ان باغیون کی طاقت مقابلہ نہین رکھتا جہانتک ممکن ہو اپنی جان و مال سے حاضر ہون کئی ہیم اوضاع کہ ابھی تک چھپایا ہے جیسا حکم ہو دستخط ہوئی کہ تمھاری خیرخواہی ثابت ہے جسمین جہانتک چاہین چلے جائین چنانچہ انکی حفاظت مین ہر ایک عملداری سرکار مین بسلامت پہونچ گیا فوج باغی رستے قریبے سے دریافت کیا کہ راجہ باطن مین سرکار سے موافق ہے کچھ سمجھکر چپ ہو رہی کہ یہ زبردست ہین صاحب فوج صاحب مقدور ہین شاید کوئی فساد تازہ برپا ہو جاوے ابھی درگذر کرنا چاہیے جب اختیار کامل ہوگا سمجھ لینگے ۔ حکومت فیض آباد کی پر چلے آتے ۔

روز سہ شنبہ ۷ رشہر ذیقعدہ مطابق ۳۰ جون ایک گوئندہ نے چیف کمشنر سے خبر کی کہ کمپنی تلنگہ دو توپ اسپی ایک رسالہ علی گنج معہ ہنومان مہابیر مین آکے وسے دو کوس پر آپہونچا ہے باقی فوج متفرق مع میگزین نواب گنج کو ایک دوسرے کے پیچھے چلی آتی ہے یہ سب تقریبا ۱۵ ہزار ہونگے کسواسطے کرا ۱۰ رسالہ ہندوستانی پلٹن اول والنیٹر دو توپخانہ اسپی و نرگاوان ۱۵ رسالہ ۱۲ رسالہ پلٹن ملازم شاہی کپتان میگنس بارلوبوری آرٹپلٹن گھمن گھور اختری نادری حیدری حسینی کی یہ سب باتفاق آتی ہین چیف کمشنر نے سنکر تجویز کیا کہ ابھی تھوڑی فوج قریب پہونچی ہے قبل از داخل شہر سے روکنا چاہیے چنانچہ تین سو سوار سکھ ۱۲ سو پیدل تعداد ۵ کمپنی تلنگہ و گورہ ۱۱ بڑی توپ پیل ۱ اسپی ۵۰ صاحب بہادر کارنگی محمود خان کوتوال باقی کرانی اہل دفتر کے سب مسلح کچھ ہاتھیون پر باقی گھوڑون پر سوار پہر رات رہے ریذیڈنسی سے چلے جب لوہے کے پل پر پہونچے مسافرون سے حال تعداد فوج پوچھا اونھون نے کہا تھوڑی سی قریب باغی کثرت اونکی مثل سیل نواب گنج تک پھیلی ہوتی ہے آخر آپس مین یہ صلاح ٹھہری کہ یہان سے پھر جائین مبادا صورت خلاف پیدا ہو آخر از راہ تہوری آگے بڑھے دم صبح کو کرال ندی پر پہونچے وہان کچھ نشان فوج نپایا گوئندہ سے بہت خفا ہوے اوسنے عرض کی دس پانچ ہزار باغی اودھر ہین مگر بندی کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی تین گولے مار دئیے اوسکا حال معلوم ابھی

کہتے تھے اس آمد فوج سے ہم مین دم باقی نرہا تھا ایک وہ صدمہ ہم ملامت کرتے تھے کہ یہان مہابیر
مین نشان چڑھانے آئے تھے قریب تھا کہ تلنگون کے پانون اوکھڑ جائین مگر جب یہ تینون
گولے سپاہ کے سر سے بسلامت گذرے اسیوقت تلنگون سمجھے سب کے دل بپا ہو گئے دفعۃً
سوارون نے ہمین پیارے سبقت کی اب زبانی فوج یہ ہے کہ جب ہم مقابل ہوکر آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صاحب بگھی پر سوار ہماری طرف چلا آتا ہے سوار ادھر سے جھپٹے اوسنے بگھی بھگائی دفعۃً
فوج بھگائی دفعۃً فوج جا پڑی باہم لگئی سرکاری توپ نہ چلنے پائی اب چونکہ مشاوبہ ہوگئی صاحبان
عالیشان نے جب گھونگھٹ کھایا جانا کہ اسمعیل گنج مین پناہ لین وہان نہ جا سکے اختلاف رای
ہوا فوج باغی نے گنج کو اپنی پشت پر کیا دہنے بائین پشت سے توپ بندوق چلنے لگی
جب پانون نہ ٹھہر سکا اور انتظام فوج بگڑ گیا بیگل رجعت کیا گورے تلنگون کے پانون گویا
مین گھیر ہو گئے باغی آنکر پل سے گئے لوہے کے پل تک بڑا کھیت تہ الارض پیدا ش کرنے لگی کیپتان
اندرسن اپنے رسالے مین لکھتے ہین ۱۱۱ گورے جان سے مارے گئے ایک سبب اوسکا بھی ہوا
کہ راہ مین کہین مقام ٹھہرنے کا نپایا سوار لیے ہوے دباتے چلے آتے تھے بر قندازن
نمک حرام کہین معلوم دیے بڑی توپین چھٹ گئین گھوڑے مشکل سے اونکے جدا کیے
گئے صاحبان عالیشان بگٹٹ گھوڑے پھینکتے مرزا سلیمان شکوہ کے مکان سے دفعۃً
جوصر بیلی گارد مین ہورہے پھر کہیں پیچھا پھر کر نہ دیکھا جو صاحب یا گورا پیچھے تھا مشکل سے پہونچا
راہ مین کسیطرح کی کمک نہ پہونچی ورنہ پل سے باغیون کو تازہ دم ہوکر بڑھ گئے ـــ
غرض لوہے کے پل تک سوار پیچھا کرتے چلے آتے جب اسمعیل گنج کی طرف بڑھے بیلی گارد
اور قلعہ مچھی بھون سے توپ منہ پر پڑنے لگی پھر آگے کسیکا قدم نہ بڑھا چھتر منزل کا سنکے شہر
مین پھیلے فوج باغیہ اور ریاض گھاٹ سے داخل عمارات سلطانی ہوئی احمد اللہ شاہ راہ مین بہت
سرگرم تھا پانون مین گولی لگی بہت فخر مباہات اپنی تیغ و بہادری کا کرتا تھا بسبب قلعہ ثانی
کی کوٹھی مین اترا موافق اہل تنجیم غلبہ فوج باغیہ کا یہ تھا کہ اوسکے پل تک بیچ بیچ عقرب
مین اونکی پشت پر فوج سرکار کی جب لوہے کے پل سے باغی بڑھے انکے منہ پر ہوا پھر
کیونکر صورت فتح ہوئی

جب عوام اہل گارد نے یہ ہنگامہ شکست شاہ اودھ باہر سے سب کو سراسیمہ داخل ہوتے دیکھا تو تب
کو دونون مورچون سے چلتے دیکھا ہر شخص اپنی جان بچا کر ہر طرف حصار سے جس طرح سے ممکن ہوا
نکل کر بھاگا جو رہنے والے تھے رہ گئے دو ہزار سات سو مجموع سپاہی تھے پانسو گورے چار سو بیاہ
ہم اطفال خردسال انکے سوا تھے کہ واسطے کہ اطراف اضلاع کی میم بناہ جبکہ لکھنؤ چلی آتی تھین اسی
طرح صاحبان اضلاع بھی جو پہونچ سکے تھے باقی اہل دفتر کرانی سکھ پنجابی کچھ تلنگے نمک حلال
کچھ سوار کچھ برقنداز اور شاگرد پیشہ رنڈی مرد مزدور کچھ گھوڑے بیل وغیرہ اسوقت
عجب طرح کا تلاطم ہوگیا تھا انگلشی سپاہی جنھین گھر سے بلا کر جابجا مورچون پر مامور کر دیا
تھا وہ سب اپنی جان بچا کر ہر طرف سے بھاگے۔

محمود خان کوتوال جمعیت برقندارون سے داخل امام باڑہ ہوا پھاٹک مین قفل ڈلوا دیا
برقنداز جو لڑنے گئے تھے انھین نے لکھنؤ عیش باغ مین سوا نہدرون کی لڑائی کے دوسری
آنکھ سے دیکھی نہ تھی اس ہنگامہ کو دیکھتے ہی سرخ پگڑی ٹیکے کو پھینک سفید پگڑی رکھ لی جو
گھر سے لے گئے اور تنخواہ انعام پیشگی پا چکے تھے اور سرکار نے بندوق دیگر جنگی مشہور کر دیا
تھا اور جتنے کوتوال کے ساتھ تھے متقاضی تنخواہ پیشگی ہوئے کوتوال نے دم دلاسے مین رکھا
شام کو گھبرا کے قفل توڑ باہر نکلے قریب پانچہزار کے نوکر ہوئے تھے سات روپیہ کی تنخواہ کا ایک
مہینا پیشگی پا چکے تھے ہزار روپیہ تنخواہ کوتوال کے ہوئے تھے خطاب بہادری شمشیر دلاتی
کمر پہن باندھنے کو ملی تھی کارنیگی صاحب نے اپنے رفع اشتباہ کو انسے قسم قرآن شریف لی
تھی انھون نے برقندارون دغا نہ کرنیکی قسم لی تھی تا قہ مستون نے سب طرح سے قبول کیا تھا
کسواسطے کہ ہر ایک اپنے گھر مین ایڑیان رگڑ رہا تھا دو پیسے پر کوئی نوکر نہ رکھتا تھا کوتوال نے
پیشتر سے اپنا اقدر و نفس جنپر اعتماد تھا رکھوا دیا تھا مگر بعد عملداری بھی یہ حال ختم مال ہونیکا سرکار
پر نہ کھلا کارنیگی صاحب یا منشی قربان علی کا حال کھلا تو کیا ہوا اب دونون چھپ کر رہے ہین غرض
جب رات ہوئی پشت مسافر خانہ کی کھڑکی سے تبدیل لباس کرکے سنکری محلہ پہنچا تھا اپنے مہاجن
کے گھر آئے وہان سے تیسرے دن تنہا ہیرا اپنی رنڈی کے گھر سے بہرکولیہ والون کے سر پیچ کر
رکھ شہر گنگا کے سے ناچ آباد پہونچے کہ ہم خان پٹھان کے مہمان ہوئے ایکدفعہ پوشیدہ کانپور بھی ہو آئے

جانتے تھے کہ جسدن عملداری سرکار ہوئی ہین بدستور نامور ہونگا شہر والون سے اپنا انتقام لونگا
مگر اہل اونکے ہمیشہ رہی تھی ان کی من مین رہی —

غرض جب امام بارہ مساقرخانہ سب خالی ہوگیا سرکاری اسباب جابجا پڑا رہگیا تھا کسیکا
خون ناحق نہ بہا ہر چند توپ آلات حرب سب جمع تھا پہلے دم صبح شہر کے شہدے لچے جا پہونچے خوب
لوٹا جسنے جو پایا لیا اتفاقاً ان شہدون مین سے رومی دروازے کے شہدے نے اپنے وقت
خاص کو گالی دیکر للکارا ابھی ہم لوٹ نہ چہاؤ پہلے یہ توپین کھینچکر مچھی بھون پر لگاو لڑو ابھی ہم تم سب کا
بڑا نام ہوگا کہ ہم سے ناچیز حقیر ذلیل شہر نے کن سلیمان جاہ کا مقابلہ کیا سبھون نے قبول کیا اور مجمع کر
مستعد جنگ ہوے اور اہل شہر کو پکارے کہ خبردار میگزین کو کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ کہکر چھوٹی توپ کو رسی سے
جکڑ ایک لاٹھی کا شستبہ بنایا توپ کو سیدھا کر مچھی بھون پر لگایا اتفاقاً کئی گولہ اندر بھی لوٹ
کو آتے دیکھے اونکے شریک ہوگئے دو توپین نقار خانے کے کوٹھے پر لگائین جتنے تخت دوکاندارون
کے تھے اونکی چھانکیان بنائین قدم بقدم بڑھنے لگے اب مچھی بھون سے جو توپ پڑتی تھی خالی
جاتی تھی ہمین سے کوئی مجروح مقتول نہوا فقط ایک شہدے کا ہاتھ بیکار ہوگیا توپ کے پہیے
پر انگوٹھا کچلنے سے انکی توپ کے گولے سوا مچھی بھون پر پڑتے تھے شب پنجشنبہ کو بعد آدھی رات
کے روئی کے اور کپاس بھوس کے آگے رکھکے اونپر آگ لگا کر شور و غل مچا کر دوڑ کر جیسے
پھاٹک سے لپٹ گئے مچھی بھون کے لوگ کہتے تھے کہ اس شور و غل سے ہمنے جانا کہ ہزار
آدمی شہر کا ٹوٹ پڑا ہے پھاٹک گرا کر داخل قلعہ ہوجائینگے —

اس عرصے مین چیف کمشنر نے ایک گوئندہ کو ہزار ہا روپیہ انعام دیکر ایک چٹھی قلعہ مین
بھیجی کہ دو مقام سے لڑائی کا ہونا اچھا نہین بہتر یہ ہے کہ تم سب آج نصف شب کو مع خزانہ
گولہ بارود فوج واسیر ایکبارگی بیلی گارد مین چلے آؤ تو بہتر ہے اور اسوقت چلنے کے پہلے
مچھی بھون مین آگ دینا۔ اہل شہر نے بیشتر سے جب یہ خبر سنا کی سنی تھی کسی کے ہوش بجا
اس جہت سے فرنگی محل وغیرہ محلہ جو قریب تھے اپنے گھر چھوڑ کر سعادتگنج وغیرہ دور کے محلون مین رہنا اختیار کیا تھا —
غرض جب محصورین نے مچھی بھون چلنے پر مستعد ہوے پہلے مرزا حیدر شکوہ - ہمایون شکوہ نواب محسن خان
راجہ لشکری لوہ نواب ... علی خان شہزادے کو ایک گاڑی مین سوار کیا اس شاہزادہ

والاتبار نے جاننے مین کچھ تامل کیا بہت چلا کر بات کرنے لگے از راہ غضب اس جہت سے انکی تسکین باندھ منھ پر رومال باندھ دیا تھا یہ زبانی مرزا حیدر شکوہ کے لکھا اب شاید خلاف اپنی شان کے سمجھین غرض حسن باغ کیطرف سے جتنے محصور بن تھے بانتظام ساقہ فوج مین لوٹین آگے پیچھے رکھے نکلے اور ہیم کو توپون کی پیلون پر بٹھا دیا تھا ایک آن واحد مین شاہزادے کے مکان کے دروازے سے داخل حصار بیلی گارد ہو گئے دفعتہ ایک توپ چلی تھی ۱۶۰ آدمی نوملازم گورے اندا ونغیرہ راہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگے اوسمین دو چار صاحب یا گورے بھی تھے شہر کی گلیون مین پھنس گئے مارے گئے انکے نام مفصل نہین معلوم فوج باغی جا بجا مورچہ پر تھی منھ دیکھتی رہگئی بلکہ اوس وقت سب خواب غفلت مین اپنے بستر پر پڑی رہی اور پیچھے چلنے توپ کے ہنر ننگ تھی بھون مین آگ دی ایک کورہ شاید اپنی بہادری رکھ گیا تھا فی الحقیقت بڑا کام کیا۔

جب گاڑی محبوسین کی زیر کوٹھی قیصر باغ فرید بخش کی پہنچی کئی گھنٹے تک کسنے خبر نلی قریب صبح میجر بنک صاحب آگئے ان سب کو بالا خانے کے کمرے مین لیگئے سب کیواسطے پلنگ بچھوائے بڑی خاطر دلجوئی کی انکے آدمیونکو حکم دیا کہ گودام سے صرف ضروریات لے آیا اور انھین سمجھایا کہ یہ امر ہنیے فقط مصلحت سمجھکر کیا ہے وگرنہ معلوم ہے کہ تم سب بیگناہ ہو اور یہ بھی کہا کہ اپنے آدمی بھیجکر اپنی اشیاے ضروری کو منگوا بھیجو چنانچہ پہلے نواب محمد حسن خان کا آدمی باہر نکلا وہ کب جاتا تھا بعد اسکے ایک سپاہی ملازم مرزا حیدر شکوہ بہت قسم کھا کر نکلا وہ بھی نہ گیا۔ اب میجر صاحب کو انکی طرف سے شک گذرا کہ شاید کچھ تحریر یہان کی رانا لاڈ کے پاس بھیجی ہے اس خیال سے انکے پاس نہ آئے دوسرے دن گورے ان سب کے پلنگ لے گئے بالاخانہ سے نیچے کے کمرے مین آگئے وہ حقیقت مین محبس تھا تاریک و نہایت بدبو دار۔ کئی دن تک اسی حال مین رہے کوئی پرسان حال نہوا اتفاقاً میجر صاحب گولی سے مارے گئے ایک اور میجر قائم مقام ہوئے وہ اونکے پاس آگئے بہت باخلاق پیش آتے پھر ایک صورت راحت پیدا ہوئی جب جنرل اوٹرم صاحب داخل حصار ہوئے ایک دن ان سب سے ملاقات کی اور فی کس خرچ ڈیڑھ روپیہ دیے ہر ایک نے اپنا لباس تکلف درست کیا گورے جو جنرل صاحب مرزا اسکندر حشمت کا گھر لوٹ لائے تھے نیلام سے بکفایت ہر چیز لی لیکن مقام تاسف یہ ہے کہ اس حالت یاس و گرفتاری مین بھی

بھی ہر بار رنگا رمین موافقت نہ تھی ہر ایک تفاخر و نازاسپنے خاندان عالیشان پہ کرتا تھا یہ
بھی زبانی مرزا حیدر شکوہ کے تحریر کیا خرابی ہندوستان انھین باتون اور آپس کی نااتفاقی
سے ہوتی چلی آئی ہے۔

جب مچھی بھون کی سرنگ مین آگ دی سارے شہر مین زلزلہ ہوا جیسا اکبرآباد کی بڑی توپ
کے چھوٹنے کا قدما ذکر کرتے ہین ہر شخص خواب غفلت سے چونکا دروازون کی زنجیرین چولین ستون سائبان
سے اپنے جوڑ سے جدا ہوگئین و چھپان تختے مثل پتیون کے آسمان مین ہوا ہوکر اڑنے لگے
شیشے کے جھاڑ فانوس جہان آویزان تھے بلکہ امام باڑہ مرزا کیوان جاہ مین جو کربلا میر خدا بخش
مین کنار شہر کسقدر فاصلے پر ہے وہانتک سب جھاڑ ہلنے لگے چراغ گھرونکے بجھ گئے خاص قلعہ مین
جتنے مکان قدیم تھے سب گر پڑے سوا کوٹھی جدید جو مرزا خورم بخت نے بنوائی تھی گودام
مین جتنا ذخیرہ تر و خشک سامان لڑائی مثل ذخیرہ مور سلیمان جمع کیا تھا سب برباد ہوگیا ایک
شاید غفلت یا نشہ کی جہت سے رہگیا تھا جل بھنکر کباب ہوگیا تھا کئی سیم اپنے قلعے سے راہین
چھپ گئین ہندو بنیانون کے گھر مین آمین وہان سے سرکار مین گئین زبانی کپتان نفتاح الدولہ۔

جب صبح ہوئی پہلے شہدے ڈرتے ڈرتے مچھی بھون کے پھاٹک پر پہونچے دیکھا
کہ سرنگ کے اوڑنے سے ایک پٹ چول سے اکھڑ کر دوسرے پٹ پر جا پڑا ہے آدمی
کے جانے کی راہ ہوگئی ہے شہدے ورانہ داخل ہوے پھر مفلس نیچے شہر کے
ہر محلے سے پہونچے خوب لوٹ ہوئی۔ جمعہ کی شام تک بعد اسکے سرکار سے کسی رسالہ
کے سپاہی آ بیٹھے دسوین شہر ذیقعدہ تھی۔

خدا رذیل کے ناخن نہ دے بعد اسکے شہدے اپنی خیرہ سری سے زیادہ بڑھے دو توپ
لیکر مقابل مورچہ بیلی گارد کے جو ایک مورچہ بم کے تکیہ پر منشی التفات حسین خان کے بنگلے پر لگایا
دو پہر درخت املی کے نیچے مقابل اسپتال اور سرگرم آتشبازی کے ہوے ہر چند لڑائی لڑکون کی از راہ
بیہودگی تھی مگر مقام حیرت سبکو تھا اور شہدونکا دماغ اور نشہ جرات آسمان پر چڑھا اور زبان طعن تشنیع
ظرافت سے سب پر کھولی پھر باجازت سرکار اپنی قوم کے ایک پلٹن بھرتی کی شہر مین جس امیر کے دروازے
پر گئے دھمکا کر زرنقد سے اپنی جیب ہم خود بند کرنے لگے حلوا پوری مٹھائی دکانون سے لیکر کھاتے پھرتے تھے

سب کو طعن و تشنیع دیتے تھے آتشبازون سے باروت مہتاب لیکر جو چاہا کچھ قیمت دیدی پائین باغ کوٹھی اسکول مین ایک انبار گھاس کا تھا اوسمین جاکر آگ لگا دی سارا شہر روشن ہوگیا میر باقر علی شاہ پکے پل پر رہتے تھے اونھین بڑے امام بارے کے دروازہ پر لاکر تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بظاہر اونکا قصور کسی پر نہ کھلا خون ناحق سید کا انپر وبال ہوا ننگی ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر گلیون مین پھرتے تھے -

جب سپاہ لوہے کے پل سے اسپارنہ آسکی رمنہ شاہی سے ٹیڑھی کوٹھی مین آئی پہلی جرنل مرزا اسکندر حشمت کے گھوڑے خاصہ سواری کے کھول لیے یاقوت علیخان نواب ناظر نے سپاہیونکو منع کیا تم انسے فراہم ہو صاحبان عالیشان زندہ مردیکا مال اوس کوٹھی مین تھا مہر آمہرہ سے کنجیان لیکر صندوق کھولے جو اونمین تھا سب لیا ایک اپنا مورچہ مقابل نقارخانہ دولت ظفرالدولہ کے دروازے پر لگایا سب فرح بخش و چھتر منزل مین فوج آئی صاحبات محل نے فریاد کا غل مچایا کہا ہم سرکار کی حفاظت کو آئے ہین ہمسے کسیطرح کا خوف نہ کیجیے رات بھر میان رہینگے صبح کو چلے جائینگے اور باقی فوج بادشاہ باغ موتی محل کوٹھی مرزا شاہ منزل خورشید منزل مبارک منزل کوٹھی رصد خانہ حضرت گنج میدان دلکشا محمد باغ مین اتری اور چہار شنبہ کو گوہار راجہ تعلقدار گرد پیش لکھنؤ داخل ہوئی مثل راجہ نواب علیخان جہانگیر آباد دو راجہ بنواسہ راجہ صورت سنگہ چودہری سنہ بلہ حشمت علی ملیح آباد محمد نسیم خان احمد خان بیٹے فقیر محمد خان رسالدار کے گول ہار سے آکر داخل شہر ہوے اور سرگرم اپنے مورچون پر ہوے —

جب محسن الدولہ کو خبر داخلہ پہونچی منگل کے دن دوپہر کو نواب مرزا عالیقدر محبوب خواجہ سرا گھوڑدون پر سوار کئی خدمتگار سے سعادت گنج قصبہ موہان ہوکر فتحپور چوراسی مین لال شاہ زمیندار کی گڑھی مین جاکر اوترے ہر چند بہت سی تکلیف مالایطاق کئی مہینے تک مثل قید زندان اوٹھائی جبتک کہ فتح بیلی گارد نہوئی فوج باغی کے شر سے محفوظ رہے اس جہت سے کہ جناب عالیہ نے بسبب سفارش جرنل حسام الدولہ فوج کو منع کر دیا تھا ہر چند کہ اوسنے کئی مرتبہ دہانکے جانے کا ارادہ کیا مرزا عباس قلی بیگ نقل کرتے تھے کہ مین رات کو جسکی صبح فوج داخل شہر ہوگی نواب کے پاس حاضر تھا عرض کی یہ سب خاصہ سواری جو سر راہ بندھی ہین اگر کہین اوہ جاکر کہیدین تو بہتر ہے

کچھ اعتناء نہ کیا یہ ہنگامہ طفلانہ ہے تھوڑی سی فوج جا کر انکا استیصال کر دیگی بلکہ شہر کے
باہر اونھین روک لیگی غرض جب احمد اللہ شاہ داخل اصطبل نواب ہوا گھوڑے سب کھول کر لیگیا
اسیطرح روز چہارشنبہ پہلے ہم تلنگے دو سوار نواب کے دروازے پر آئے سپاہیون نے پھاٹک کھولدیا
جب داخل دولتسرا ہوے اونکے ساتھ لچے قاقمست شہر فتوحات غیبی سمجھکر لوٹنے لگے جتنا نقد و
جنس ہاتھ آیا خوب لوٹا اور یہ سب جہیز صاحبزادی حضور عالم تھا نصیب اعدا ہوا اور جس
اسباب بیش قیمت کو اوٹھا نہ سکے اوسے توڑ کر خراب کر دیا شیشہ آلات جھاڑ آئینہ فانوس کو توڑ کر
سڑک پر پھینکدیا ساری سڑک تخمین دروازہ الماس تراش ہو گئی اور کئی دن پیشتر اس ہنگامہ کے نواب نے
اپنی مکان نواب معین الدولہ کے سعادت گنج مین بکرایہ لیکر اوس مین عیال نواب عظمت الدولہ
معزز الدولہ مرزا محمد تقی خان بھانجے مع اپنی والدہ آکر رہے تھے امام باڑہ مفت تھا —

جب عملداری سرکار ہوئی کارنیگی صاحب آئے جتنا مملوکہ نواب عظمت الدولہ تھا سب لیکر
چلے گئے ہر چند نواب نے سرکار مین اظہار حال کیا نہ سنا تقریباً کئی لاکھ روپیہ کا سب تھا بہادر موصوف
اوسوقت فقط لنگی باندھی بیٹھے تھے کپڑا تک نچھوڑا تھا جب اپنا گھوڑا ماموں صاحب کے ہاتھ ہزار
روپیہ پر بیچا کپڑا نصیب ہوا ماموں صاحب بھی آمین کچھ نہ بولے ورنہ سرکار مین کہہ سکتے تھے —

نواب منور الدولہ اپنے گھر مین متردد فتح و شکست بیٹھے ہوے تھے دفعتہً حال شکست لشکر
سنکر پہلے باورچی ٹولہ مین مرزا بندہ حسن داماد بہار الدولہ کے گھر مع افضل محل جا کر رہے
بعد اسکے میرن صاحب عرف محمد مرزا اپنے رفیق قدیم کے گھر رات کو چھپکر سعادت گنج مین جا کر رہے
افضل محل تنہا قریب مینا بازار عقب محلہ کے گھر مین رہین بعد تین دن کے ڈولی مین سوار ہو کر
بہت منت سماجت سے خاطر خواہ مزدوری دیکر مرزا ابو تراب خان کے گھر مین گئین محمد علیخان آ
کہین جا کر چھپے حکیم میر علی میر محمد نہرہ ملین پھاٹک بند کرکے بیٹھے تھے اس عرصہ مین تلنگے پہونچے
پھاٹک کھلوا داخل ہوکے کہنے لگے تلاشی گھر کی دو بیبیان کوئی بی بی یا صاحب چھپا ہے یا نہین اونھین
بہت گفتگو ہوئی اور دست ہمت کوتاہ دیکھکر لوٹ پر مستعد ہوے کچھ اسباب جو باہر تھا لیکر
چلے گئے بعد کئی دن کے گھر کے بھیدی کا کیا اونھین نے آکے اکثر مقام کھدوا اونھین معلوم
تھے تباہ کر کھودا جو نکالا لیلیا کچھ اسمین سے اونھین نے نکالدیا اسلئے زیادہ نقصان ہوا

دلیر الدولہ مرزا حیدر جمعیت ملازمین سے اپنے گھر مین مسلح و مستعد بیٹھے رہے کوئی نہ آیا۔

نواب امین الدولہ کے گھر تلنگے پہونچے ۴۲ گھوڑے اصطبل سے کھول لیے پھر حضور منزل خاص مکان مین گئے اجناس زیور و اسباب مملوکہ اشرف الدولہ تقاسب لیا وہان بہت حفاظت سے رکھا تھا از انجملہ دو جلد قرآن شریف مطلا خط ولایت تھی اونکا بڑا افسوس ہی معلوم نہین کسکے ہاتھ لگین لیکن لالہ رام چرن احمد علی خان کچھ مانع ہوی مگر کون سنتا تھا صاحبات محل مع کنیزان ماما وغیرہ سر اسیمہ چادرین اوڑھے سڑک پر نکلین شاہزادہ صفوی اپنے داماد کے باغ کو جاتی تھین اشرف الدولہ اونکے آگے تھے تلنگون نے روکا کہا تم کہان بھاگے جاتے ہو اہل بازار نے بمنت سمجھایا ۲ - اشرفی لیکر چھوڑ دیا دوسرے دن راجہ منوا نواب علیخان کی گوہار آئی جابجا مکانون مین اترے فی الجملہ عافیت ہوئی پھر اپنے مکان مین آئے ۔

نواب ممتاز الدولہ پیشتر اس فساد کے اپنے قدیم مکان مین مع اسباب جاکر رہے تھے ورفقاے خاص سے مسلح رہتے تھے کہ دروازہ شارع عام پر تھا اور اپنی نیکنامی تمام اہل شہر میں مشہور تھی جھگڑے شربت کی سبیل بھی کھولی تھی بعد کئی دنکے جب باغیون نے اپنا ایک پارلیمنٹ یعنی کامٹی مقرر کی افسران فوج سوار و پیادہ و توپخانہ تارا کوٹھی مین بیٹھے وکلاے امراے شہر پہونچے سب نے داد بیداد غارتگری بیان کی کہ کیا خوب سپاہ بہادر نے جہاد راہ خدا و حمایت دین حق و حفاظت جان و مال رعایا پر کمر باندھی ہے صاحبان کمیٹی نے بموجب اپنے انصاف بادیے کے بہت رحم کیا کہ موافق ہر ایک کی درخواست کے گارد سوار و پیدل ہر ایک کے گھر پر مقرر کیا چنانچہ نواب کی ڈیوڑھی پر بھی گارد سوار و پیدل مقرر کیا اونکا یومیہ خوراک و فرمایشات لوٹ سے زیادہ تھی ایک دن تلنگے عنایت باغ مین آئے کچھ لوٹ کر لیگئے اوسکے بعد مرزا قاسم بیگ داروغہ جاکر ضریح نقرہ یک روپیہ کی جو غلام حسین داروغہ کے گھر سے ضبط ہوکر آئی تھی اور جنت محل منزل نے نواب ملکہ زمانیہ کو عنایت فرمائی تھی اوسے توڑ کر لاے تھے چڑا لاو ورنہ تلنگون سے بچتی اسکے سوا اور اسباب بھی لے آئے معظم الدولہ نواب باقر علی خان نواب مجاہد الدولہ کے گھر سے خوب زر سرخ و سفید اسباب لوٹا بلکہ لونڈیون سے زیور نقرئی بھی لیلیا

نواب ملکہ جہان کا گھر اس لوٹ سے محفوظ رہا اس جہت سے کہ وہ ہر ہندو و مسلمان کو کھانا

پکوان مٹھائی بہت کثرت سے بھیجتی تھین کچھ زر نقد بھی بہت دیا خلاصہ اگر تفصیل ہر گھر کی لوٹ کی لکھی جاوے تو ایک دفتر ہو جاوے سپاہ باغی ذکسی گھر کو نچھوڑا ارباب بھی خاطر خواہ لیا جو کچھ بیچ کاندارون پیتا کیدکان لوٹنے کی کرتی تھے جب وہ کھوتی تھے جو چیز چاہی لیلی یا کسی کو کچھ خیرات سے دیدیا اسکے سوار عاے شہر پر وانت پیسکر رہجاتے تھے کہ یہ بڑے خیرخواہ لیا انگریز ہین ہمارے جہاد راہ خدا مین شریک نہین ہوتی خلاصہ ہر گلی کوچہ مین طرفہ ہنگامہ فساد برپا کر دیا تھا اس کے سوا جتنے افسر تھے اکثر ارباب نشاط سے گرفتار ہو گئے تھے بعض لونڈون سے گرفتار ہو گئے تھے

کرانی دفتر انگریزی عیسائی خوش باش ۴۲ قلمبند ہوے اکثر حسب الحکم چیف کمشنر بیلی گارد مین جا کر چھپے بعض وہان رہکر نکل آئے اونکی قضا باہر لائی چنانچہ تامس ہیرسر دفتر رزیڈنٹی جسے جرنل سلیمن نے موقوف کیا اور کرنل بیلی صاحب کے وقت سے نوکر ہوے تھے کئی دن بیلی گارد مین رہکر نکل آے تھے انکا گھر شہر پر تھا لٹا جب متفرق ہو کر بھاگے بی بی کہین گئی بیٹیان کہین گئین آپ خود کئی دن کے فاقہ سے عیش باغ مین کچھ بیٹھا رہے تھے تلنگے پکڑ لاے روپیہ مانگنے لگے انھون نے میر امام علی رسالدار کے پاس کچھ امانت رکھی تھی اونکے گھر لیگئے اونھون نے تلنگون کے خوف سے انکار کیا گولہ گنج سے جاتے تھے چوک سے کسی مہاجن سے دلوا دین جب آتوجی کی مسجد کے پاس پہونچے کچھ سوار و تلنگے نانبائی کی دکان پر بیٹھے تھے آپسمین اشارہ کر کے گولی ماری دوسرے نے تلوار ماری گر پڑے خاکروب نے پانون مین رسی باندھ نالے مین پھینکا کپڑے اوتار لیے انکی بی بی بیٹیان جب رات کو گھر سے باہر نکلین پہلے اہل محلہ نے جو کچھ پاس تھا لے لیا ہزار خرابی بی بی کی جان بچی بعد فتح بیلی گارد پچاس ہزار کا نوٹ اونکے شوہر کا تھا ملا اوسی پر بسر اوقات کرتی رہین آخر مر گئین مذہب عیسائی اختیار کیا تھا قوم رذیل سے تھے زیور وغیرہ جسکے پاس رکھوایا تھا لوٹ کے بہانے سے کیا ایک بیٹی کسی پٹھان کے گھر مین رہی دوسری بالمن انگریز ملازم محسن الدولہ کے قریب بیاہی گئی اوسنے جلا جلا کر مار ڈالا پوتا بھی کسیکے پاس رہا اوس نے شاید مسلمان کیا مگر مفقود ہے۔

جوزف شائرش سگے بھائی سلطان مریم بیگم کا اگرچہ مذہب عیسائی تھا لیکن ہمیشہ اہل

ظاہری لباس وغیرہ مثل اہل سلام تھا حسین بخش کے مکان مین آکر رہے فوج نے گھر لوٹ
چھوڑ دیا وہ خوف سے شہر مین روپوش ہوے جو زف جوانس انکا داماد مع اپنی بی بی کو توالی
مین قید ہوا اسکے بیٹے کئی برس کے راہ مین چھٹ گئے اوسکی دائی اپنے گھر لے گئی بہرام
خدا ای ملی اسکے بعد یہ بھی کہین روپوش ہوا —

لیٹل نامے کرانی جیند سپاہ در ملازمان دفاتر پل بازار مہاراجہ جیاولال پر انکی بھی ایک چھوٹی
سی کوٹھی اور چند مکان تھے مولوی یحییٰ نامی ایک ہمسایے سے نہایت اتحاد تھا اور سلوک
بھی کرتے تھے اور گھر پر ان سب کی وضع مردکی وضع مسلمانی رہتی تھی مولوی یحییٰ نے ان سے
کہا کہ چونکہ ہم لوگ دلی دوست اور ممنون انواع پرورش آپ کے ہین آپ سب ہمارے زنانخانے
مین آ رہین ہم کسیکو آپ سے مزاحم نہ ہونے دینگے یہ لوگ با عتبار اتحاد اون اہل فتنہ
کے انکے مکان مین رہ گئے اور اپنا گھر مال اسباب دست معتمد جانکر اونکو سونپا تھا بلوہ
ہوتے ہی مولوی نے مع اپنے بیٹون کے وہ سب اٹھارہ تھے ایک ایک سر کا انکا باغیونکو
نذر فروغ جہاد اپنے دیدیا اور سب اونکے مال اسباب و مکانات پر بڑی خوشی سے متصرف
ہوا ایک لڑکا اونمین سے کسیطرح بچا تھا اوسنے بعد غدر اپنا بدلا پایا

عملۂ تعلقات سرکار جابجا پہلے روپوش ہوا جب فتنہ و فساد بڑھا اور ایک کا تجسس زیادہ
ہوا ہر ایک تبدیل لباس و شکل ہو کر شہر سے باہر نکلا قصبات دیہات جنکے دس بارہ کوس
پر تھے پیادہ پا ہو کر بھاگے جان بچی منشی رام دیال وغیرہ ہیلی گارد مین چھپے بعض نے اپنی
جان بچانے کو باہر نجا سکے فوج باغی سے آشتی کی اور باطن مین گوئندہ سرکار رہے
کچھ خبرین جھوٹ سچ ملا کر سرکار کسیصورت سے بھیجتے تھے اس خیال سے کہ شاید ہین
بیضہ بر آرد بر و بال — بعد فتح بعض کامیاب ہوے بعض ناکام رہے —

کتب انگریزی نہرہا ہر کوچہ و بازار مین مثل خس و خاشاک پڑی رہتی تھین کسیکی مجال نہ تھی
اوسے اوٹھا سکے باہتمام انگریزی مارا جاتا تھا خصوصاً کتب خانہ جرنل مارٹن کالج اور نہرہا
سلطانی جلدیتی جلادیا تالاب مین ڈلوادیا ایک لڑکا یہودی کا گلے مین اپنے باپ کی نعش سے لپٹا رہ
رہا تھا کئی دن تک ہر ایک سے پانی مانگتا رہا کسینے خوف سے نہ دیا آخر ذہن سسک کر مر گیا

کپتان سیوبری داماد جنرل مالی آلہ آباد صاحب نپشن دو صد روپیہ بہت قابل تحریر انگریزی مین کئی
برس سی مسلمان ہو گئے تھے صاحب رزیڈنٹ کے پاس بھی بلباس ہندوستانی جاتی تھی اگرچہ ناگوار تھا
اس شکل سے دیکھنا مگر کچھ کہہ نسکتے تھے بہت زبان آور تھے تلنگون نے گرفتار کیا ہر چند چاہا محضر اسلام
بھی دکھایا آخر گھر سے مجتہد کے پاس واسطے تحقیق کے لے چلے راہ مین مار ڈالا گھر کئی دن تک
لوٹا ۔ غرض ایسے سوانحات فلکی کو کہان تک بیان کر سکے دل اہل درد تاب نلا سکے گا ۔ اعوذ باللہ
من قہر الکفار و من غضب الجبار الواحد القہار ۔

مسند نشینی مرزا برجیس قدر شاہزادہ حضرت سلطان العالم

خلاصہ احوال تفصیلی مسند نشینی مرزا برجیس قدر جو بلانہ مین شریک حال سے مشروحًا معلوم
ہوا ہے یہ ہے کہ جب فوج باغی شہر کی لوٹ سے مالامال ہو چکی اور داد بیداد مظلومان شہر حد سے گذری
اور پہلے سے کوئی شخص رعایا شہر سے اندر و خصوصیت جہاد ایمانی بالطبع لوٹ فوج باغیہ سے
ملا یہ امر بسبب تعصب مذہب کے اونپر بہت ناگوار و شاق گذرا مثل شاہجہان آباد سب شریک
ہو گئے تھے وہان اہل تسنن بہت تھے وہ اپنے مذہب سے شریک ہو گئے لکھنؤ مین کثرت شیعہ تھی
انکے مذہب مین جہاد بغیر امام کے حرام تھا کیونکر شریک ہوتے اور یہان کے اہل تسنن بھی باہت
انکے جہاد خود رائی و خود پسندی سے شریک ہو کے واقف ہو چکے تھے پھر کیونکر شریک
ہوتے مگر سپاہ طعنہ زن رہی کہ ہمارے شریک ہو خیر بروقت سمجھ لینگے اب متوجہ امر ریاست
پر ہو کہ کسیکو مستحق ریاست سمجھکر نیام حاکم کرنا چاہئے کہ فی الجملہ ہم بدنامی سے بچین بلکہ بظاہر نیکنام
ہو جائین چنانچہ پہلے راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بہادر غالب جنگ کا حسب الطلب فوج حاضر ہوا
اوسنے افسرون سے اپنے گھر لٹنے کی شکایت کی اوسکی نسبت خاطر جمع کی کہ اب وہ چند تمھارا
بھلا ہو جائیگا خاطر جمع رکھو خلاصہ پہلے یہ صلاح ٹھہری کہ اولاد نواب سعادت علی خان کو مسند
وزارت آبائی پر بٹھانا چاہیے جو اصل اس خاندان مین گذرے ہین مگر رکن الدولہ نواب
محمد حسن خان اسی توہمات سے داخل پلٹن کا رد ہو چکے تھے پھر راجہ سے افسرون نے کہا تم قدیم
رئیس نمکخوار سرکار خیرخواہ تمھارا باپ بڑا کارگذار تھا یہ کام دین مذہب کا ہے اسمین جاسیے بدل و جان

ہر طرح سے کوشش کرو کہ سرانجام ہو اور ایسے منتظم لوگ تجویز کرو کہ جس سے انتظام شہر ہو چنانچہ بصلاح گارد بھیجکر مرزا علی رضا کو توال شہر کو میر نادر حسین صاحب رونڈ کو بلوایا تاکید کی کہ تم بندوبست شہر بدستور سابق کرو اور اسیطرح مستعد و سرگرم رہو فوج بہادر سے تنخواہ پاؤگے انھون نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کی فوج بہادر ایک طرف شہر کو لوٹتی پھرے ہم انتظام شہر کرین جب تک کہ کوئی حاکم قرار نہ پائے بھر کسصورت سے انتظام ہوگا کہا ہم فوج کو منع کر دینگے بعد اسکے ایک دستہ فوج کا دس تلنگے دو افسران کے ساتھ کر کے عہدۂ کوتوالی پر مامور کیا اس خیال سے کہ یہ اکسٹرا اسسٹنٹ ملازم سرکار تھے شاید مصلحتاً ہمسے ملے ہون باطن مین انگریزون سے اس جہت سے محمد قاسم خان کو افسر کلان کیا ایک کمپنی پچاس سوار بھی متعین کیے انھون نے چار و ناچار قبول کیا اگر انکار کرتے مارے جاتے اسکے پیشتر شاہ جی اکوالعزمی سے شہر مین بندوبست طفلانہ کر چکے تھے جابجا تھانے بٹھا چکے تھے شہر کے مناو کمحتاج نا عاقبت اندیش نے قبول کیا تھا بقول مرتا کیا نہ کرتا۔ اب تلنگے سیتون سے ہو جابجا کے تھانے اونکے اوٹھا دیے شاہ جی بخت و ست کمکر چپکے ہو رہے مگر انکی بساط نوچیدہ تارا کوٹھی کی اولٹ دی اسباب لوٹ لیا ساہ جی کو زیر چماق کندہ کھسکر نکال دیا وہ ننگے پانون بھاگ کر گھنا تھ سنگہ امراو سنگہ کی پلٹن مین جاکر چھپ رہے۔

غرض پارلیمنٹ مین صلاح ہوئی کہ صاحبو ہم بن سرکا بندوبست چاہتے ہو کبھی دنیا مین ایسا نہین ہوا اور اوسکے پیشتر اولاد جنت مکان کو تجویز کیا تھا یعنی نواب ملکہ عہد صاحبہ کے بیٹے مرزا دار اسطوت کو بٹھائیے اونسے نذرانہ ۳ لاکھ روپیہ مانگتے تھے مگر کیا معقول جواب اونھون نے دیا نواب شجاع الدولہ انگریزون سے مقابلہ نہ کر سکے ہمسے کیا ہو سکیگا عبث ہم اپنی عافیت تنگ کرین افسرون نے پھر راجہ سے کہا تم سب طرح سے واقف کار ہو کسی بادشاہ کے بیٹے کو تجویز کرو جو سب طرح سے لیٔق اور قابل ریاست ہو مثل واجد علی شاہ غافل نہو چھٹے دن بعد داخلہ فوج جمعہ کو بہت سویرے صبحکو راجہ نواب خاص محل کی ڈیوڑھی پر آکر کہنے لگے کہ مرزا نوشیروان قدر رشتہ سے بھائی مرزا ولیعہد بہادر کے کہان ہین افسران فوج چاہتے ہین اونکیں مسند نشین ریاست کرین شمشیر الدولہ داروغہ نے جواب دیا کہ وہ لڑکا

سب طرح سے معذور ریاست ہے اور بے حکم نواب خاص محل اور بادشاہ ہم کیونکر جراءت ایسے امر کی کر سکتے ہین۔

غرض یہ خبر پہلے محمود خان شیخ احمد حسین نے سنی انھون نے راجہ سے مرزا برجیس قدر کیواسطے کہا اوسنے جواب دیا فوج کو یہ منظور ہے کہ اگر بالاتفاق سب بیگمات محلات شاہی راضی ہون تو البتہ ممکن ہے اوسوقت ممو خان راجہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لایا میر واجد علی کو بھی بلایا اور سب بیگمات وہان جمع ہوئین ذکر ریاست شروع ہوا بعض نے کہا ہمکو کیا غرض اور مطلب اگر واجد علیشاہ ہوتے تو کیا مضایقہ تھا بعض نے جواب شافی دینے مین تامل کیا اور سکوت حضرت محل نے سب سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ لڑکا تمھارا ہے جیسا تم مناسب حال جانو نواب خود محل نے از راہ فراست کہا کہ اگر ہم تمھارے راضی نامہ پہ مہر کردین کلکتہ مین انگریز واجد علی شاہ کو مار ڈالین تو کیا ہو اور یہ بھی ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ رئیس نہو جیسا تم خود مناسب وقت سمجھو کرو۔ راجہ رخصت ہو کر چلا گیا حضرت محل مایوس ہوئین ممو خان نے پھر راجہ سے سمجھا کر کہا کہ اگر یہ سب بیگمات مہر نہ کرین تو مینے دوسری صورت نکالی ہے یعنی ایک خط حضرت محل کیطرف سے افسران فوج کی طلب مین بھجواتا ہون چنانچہ اوس خط کا جواب یہ آیا کہ ہم کل آئینگے لڑکے کو دیکھین کس لیاقت کا ہے۔

۱۲۔ تاریخ شہر ذیقعدہ یکشنبہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۵ جولائی ۱۸۵۷ء اتفاقاً اوسدن پانی سے برس گیا تھا بعد ۶ بجے شام کو افسران فوج راجہ کے ساتھ قصر التخاقان مین آکر بیٹھے مرزا رمضان علی خان الملقب مرزا برجیس قدر بالمجان سوار حضور عالم پر سوار مسند جلوس خیمت آئینگا پر آکر بیٹھے افسرون نے باتین شروع کین کوئی کہتا تھا لڑکا بہت چھوٹا ہے کوئی کہتا تھا خوبصورت ہے اس سے کیا کام ہوگا کوئی آواز کرتی لگا کہ تم عیش و عشرت سے محو ہو کر غافل نہو جانا ہم تمکو سلطنت دیتے ہین پھر کہنے لگے ہم کئی سوال کرتے ہین اگر وہ مقبول ہون تو ہم رئیس کرین۔

پہلے یہ کہ بادشاہ دلی کو ہم اس باب خاص مین عرضداشت کرتے ہین بشرط منظوری وہان کے یہ رئیس ہونگے خواہ بادشاہ رکھین یا وزیر تابع فرمان شاہ دہلی رہے۔

دوسرے ہماری تنخواہ دوچند ہو یعنی تلنگہ ۶ پاتا تھا اب اوسکے ۱۲ ہون۔

تیسرے جو پلٹن رکھی جاوے اوسکا افسر ہماری تجویز سے ہو۔
چوتھے نائب و دیوان بھی ہم اپنی تجویز سے کرینگے اوسکی بحالی موقوفی ہمارے اختیار مین رہیگی
اور کوئی امر بے صلاح و تجویز ہماری کورٹ کونسل کے ہونے پائیگا۔
پانچوین جو ہماری تنخواہ سرکار انگریزی مین چڑھی رہ گئی ہے وہ بھی ہم لینگے۔
یہ سب قلمبند ہوئین مہر مرزا محمد جیبن قدر شگافی بیگم صاحبہ سے کرلی گئی مگر اوسوقت پہلا
شگون نیک یہ ہوا کہ اس ہنگامہ مین وہ مہر گم ہو گئی قرار یہ پایا کہ یہ کاغذ چھوڑ جاؤ کل مہر ہو کے
تمہارے پاس پہونچیگا افسرون نے کہا کہ ایک کاغذ کافی نہوگا چاہیے کہ ہر افسر فوج کے پاس اوسکی
نقل رہے چنانچہ مہر مدبر الدولہ دبیر الدولہ اور سب اہلکارون کی ہوئی اوسکے بعد افسر نکلوا دیا گیا پھر
افسرون نے کہا آج ہی رئیس کر دو بعض نے کہا کیا جلدی ہے فوج نے کہا کچھ احتیاج نہین ممو خان
کو اوسدن کے رئیس ہونیکا یقین تھا مگر افسرون نے ایک کھیل طفلانہ سمجھکر اوسیدن کردیا ہر چند
معتمد الدولہ نے جناب عالیہ سے عرض کیا کہ آج شب دو شنبہ ہے قمر در عقرب بھی ہے اگر بساعت نیک
جلوس ہو تو بہتر ہے ممو خان نے کہا تم ہر امر مین اسیطرح کی حجت ایک شق نکالے ہوا اور وسوسہ
ڈالتے ہو بہرحال چند دقیقہ اوسوقت غروب آفتاب مین باقی تھے اہل تنجیم نے کہا بس اتنی مدت ساعت
بھی چند دقیقہ رہیگی غرض شہاب الدین او سید برکات احمد رسالے سے رسالدار نے اٹھکر شید علی
مرزا جیبن قدر کے سر پر رکھی مبارکباد دی افسرون نے تلوار نذر دکھائی جیسا دستور افسری جہانگیر بخش
صوبہ دار تونپخانہ فیض آباد نے ادا کیا وقت ۱۲ الوہیہ سلامی کی سرکی شہر مین ایک غلغلہ مسند نشینی ہوا

زائچہ جلوس

زائچہ حسب تقاطع

زائچہ حسب صوفیندی

اسکا استخراج موقوف علم نجوم پر ہے واللہ اعلم۔ بضرورت لکھا۔

غرض اوسوقت گرمی اس شدت سے تھی کہ مرزا برجیس قدر گھبرا کر ادھر کھڑے ہوے تامجان پہ سوار باہر نکل آئے تلنگے بجاے سلامی جنگی کارتوس داغنے لگے مرزا برجیسقدر خوف سے داخل محل ہوے آواز بندوق سے ایک تہلکہ پڑ گیا ملنگہ سینہ زوری سے چاہتے تھے محل مین چلے جائین قاسم خان نائب رسالدار نے پہرہ کر دیا اسپر بھی کسینے نمانا نا گھاٹ نکینی گھمنڈی سنگہ صوبہ دار کی کلمات لاطائل بکتی ہوئی کہ کس نے انھین گدی پر بٹھایا ہے ہمارے صوبہ دار کی مرضی نہین مسند نشینی کے وقت ہمارے صوبہ دار کو کیون نہ بلایا ہم اسے بادشاہ نہ کرینگے اور اسی غصے سے اپنا مورچہ بیلی گارد سے اوٹھا لیا ہر چند افسرون نے سمجھایا نہ مانا آخر بہت منت وسماجت سے سمجھا کر کہا تم خاطر جمع رکھو کل ہم تمھارے صوبہ دار بہادر کو راضی کر دینگے پھر شہر مین منادی ہوتی کہ خلق خدا ملک بادشاہ دلی حکم مرزا برجیسقدر کا اب کوئی کسیکو شہر مین نہ لوٹے وگرنہ سزا پائیگا ادھر یہ منادی ہوتی اودھر بدستور لوٹ پھرتی تھی

دوسرے دن شہر مین پھر منادی ہوگئی کہ جو سپاہی سوار پیدل گولہ انداز افسر ملازم شاہی خانہ نشین معطل ہو در دولت پر حاضر ہو اپنے عہدۂ قدیم پر بدستور بحال مامور ہوگا اسمین جتنے اہل وثایق وصاحب پنشن قدیم وجدید سب کے سب مسلح ہوکر در دولت پر جان نثاری کو حاضر ہوے اگرچہ ہر ایک بظاہر محض اپنی جان وآبرو سے آیا کچھ سپاہی جو بیلی گارد سے باہر رہگئے تھے مثل سپاہ انگلشی وہ بھی بخوف شریک حال ہوگئے چنانچہ افسران فوج جدیدہ وقدیم سے پہلے ایک اقرار نامہ لیا گیا کہ جب تک تسلط انتظام کلی نہو کوئی تنخواہ سرکار سے نہ مانگے چنانچہ توپخانہ کے لوگ اکثر مورچہ پر مامور ہوے انھون نے جابجا توپین قرینے سے لگائین اور دل کھول کے مستعد جانفشانی ہوئے اور بڑی توپ نانک مئو کی چار باغ کے توپخانے سے ہم اجوڑی بیل سے کھینچکے لے آئے گولہ گنج کے مورچہ پر لگائی آپسمین بڑا فخر کیا کہ یہ توپ ہمسے چلی آئی انگریز اسے نہ لا سکے ایک دفعہ دو تین گولے اوس سے مارے اوسکے بعد پھر نہ چلی۔ شاید اوسکے پر کٹنے سے نکمی ہوگئی تھی۔

تجویز نائب و دیوان و تقسیم خدمات وغیرہ و احکام کورٹ

الغرض باب نیابت و دیوان مین کورٹ ہوا کسی نے جنرل حسام الدولہ کا نام لیا

کسی نے نواب منور الدولہ کا انکے نام پر سب کنمناسے کہ انسے ہین ابھی سمجھنا ہے نواب شہنشاہ محل نے مفتاح الدولہ سے کہا کہ تم سب طرحسے لیاقت رکھتے ہو اس عہدہ کے سزاوار ہو کیون نہین قبول کرتے عرض کی مجھے منظور نہین پھر فرمایا عہدہ جرنیلی قبول کرو تمھارے چچا اقبال الدولہ آگے جرنل بھی ہو چکے ہین تمسے زیادہ کون واقفکار ہوگا جب اسکا بھی انکار کیا پھر مشورہ پوچھا کہ تمھارے نزدیک کون اس عہدہ کے لایق ہے عرض کی شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سے بہتر کوئی اور سزاوار اس عہدہ جلیلہ کا نہین ہی خلاصہ جب کورٹ مین نواب شرف الدولہ کا نام لیا سب نے باتفاق مانا کہ انکی کارگزاری البتہ بہ نیکنامی مشہور ہے جواہر علی خان نے کہا وہ مستحق ہے انکا نائب ہونا اچھا ہے قاسم خان نے تعریف کی خلاصہ جبکو جب شرف الدولہ آئے ممو خان اسپر بگڑے کہ بلے مرضی میری کیون بلایا پہلے مجھسے عہد و میثاق کی مضابطت ہو جاے تو کیا مضایقہ اس عرصہ مین سب ملکر گھمنڈی سنگہ صوبہ دار کو لے آئے جو کل خفا ہو گیا تھا بعد عذر معذرت ممو خان سے صفائی ہوئی اور جب عہد و پیمان ہو چکا ممو خان شرف الدولہ کو اپنے ساتھ خاص مکان مین لائے اونھون نے خبا لیکوا اشرفی نذر دین نواب حسام الدولہ نے اوٹھکر بیگم صاحبہ کے ہاتھ مین رکھدین سید برکات احمد قاسم خان انکی تعریف کرنے لگے کہ یہ بڑے خیر خواہ سرکار اور کارگزار ہین انسے بہتر کوئی اور ہماری نظر مین نہین سماتا آگے آپ کو اختیار ہے۔

شرف الدولہ نے عرض کیا کہ مین قدیم سے اس گھر کا دو لتخواہ ہون کاروبار سرکار بجا لاؤنگا مگر خلعت نیابت نہ لونگا یہ کہکر رخصت ہوے وجہ اسکی یہ تھی کہ اس ریاست و حکومت مستعار کے انجام و مآل کو اپنی مآل اندیشی سے خوب سمجھے ہوے تھے کہ یہ سب نقش بر آب و بے ثبات ہے لیکن صورت نجات اور اپنی عافیت بھی نہ پاتے تھے اور بکمال تشویش سے متردد تھے اور خوف آبرو دوسری سرکار کا غالب جانتے تھے کوئی غدر اور تدبیر کسیطرح کی بن نہ پڑتی تھی دوسرے دن جب حاضر ہوے مرزا برجیس قدر نے خلعت منگوا کر عنایت کیا مجبور ہو گئے گویا یہ خلعت آخرت تھا۔

خلعت دیوانی مہاراجہ بالکرشن کی یہ صورت ہوئی کہ اونھون نے پہلے بہت مبالغہ پیش کیا
کسواسطے کہ وہ ازروے رقم سیاق نسبت نواب کے زیادہ ترخوفناک تھے اور اپنی عافیت اور
حرمت آبروسے افسران فوج کو بہت کچھہ دے چکے تھے اس جہت سے اونکا گھر لوٹ سے بچ
رہا تھا مگر جب انکا نہ لینا خلعت دیوانی کا افسروں پر کھلا سمجھے کہ یہ انگریز سے ملے ہوے ہین خلعت
کو ٹالتے ہین پس آج بہر صورت انکو خلعت دینا چاہیے اگر نمانین گھر لوٹ لیجیے یہ خبر مہاراج
کے ایک دوست نے مفصل آن کر کہی غرض جب دربار مین آتے افسرون نے کہا یا خلعت
دیوانی کو قبول یا انکار کرو ہمین صاف جواب دیجیے انھین کچھہ بن نپڑا سوا خلعت پہننے کے -
تیسرا خلعت کوتوالی مرزا علی رضا بیگ - چوتھا میر نادر حسین مہتمم رونڈ کو - پانچوان خلعت
جرنیلی حسام الدولہ بہادر کو بھرا ہل دربار نے مرزا برجیس قدر حضرت محل شہنشاہ محل کو نذر دی -
منشی کچہری خاص امیر حیدر داروغہ ڈیوڑھیات میر واجد علی محمود خان الملقب علی محمد خان بہادر زردار
دیوان خاص ہوے بعد چارون کے اور چار خلعت نکلے ایک اخبار ملکی دوسرا اخبار ڈیوڑھیات تیسرا
حضور تحصیل چوتھا دیوانخانہ کا واسطے محمود خان کے چنانچہ اخبار ملکی محمد حسین خان داماد نواب شرف الدولہ
کو حضور تحصیل محمد یعقوب خان بڑے بیٹے نواب کو اخبار شہر - میر واجد علی سے آغا نجف نے
باصرار تمام اخبار ڈیوڑھیات لیا -
حکمنامجات - تعلقدار زمیندارون کے نام اس مضمون کے جاری ہوے کہ ملک آبائی
ہمارا خدا نے پھر ہمکو عطا کیا دفع کفار فرنگ اب لازم ہے کہ باہم شریک ہو کر باقیماندہ گانے
بیلی گارد کو قتل کرو داد بہادری دو انشاء اللہ تعالیٰ بیشتر سے زیادہ پرورش ہوگی انعام
و جاگیرات وغیرہ ملیگا بلکہ جو انکو قتل کریگا نصف جمع اوسکے علاقے کی معاف ہو جایگی -
جرنیل حسام الدولہ کو حکم بھرتی ۱۳ پلٹن نجیب کا ہوا کہ فی پلٹن پانسو پچیس نجیب بھرتی ہون چنانچہ
خان علی خان جرنیل کے بڑے جائزہ دیکھتے تھے اونکی تفصیل یہ ہے -
خان علی خان دو پلٹن پیارے صاحب بیٹے میر یوسف داروغہ میر صفدر علی ۱ - محمد تقی خان
میر نادر حسین - جواہر علیخان - بلال - اعتماد علیخان - قایم علی - بہادر مرزا - اصغر علی - محمد حسن خان
پہلے ۳ پلٹن جو نوکر ہوئین - محمود خان نے کئی کمیدان موقوف کر کے اپنے متوسل بھرتی کیے -

بیلی گارد کے مورچون کا ذکر

غرض چھ دن اور رات تک طرفین سے مینہ گولے اور گولیوں کا برستا رہا چھٹے دن وقت
عصر احمد اللہ شاہ نے دھاوا کیا بیلی گارد کے زیر دیوار پھاٹک تک پہونچا اسوقت محصورین
بیلی گارد کہتے ہین کہ اسوقت ہم سبکو یقین اپنی ہلاکت کا ہوگیا کسواسطے سپاہی گورہ ہندوستانی
جتنے مورچون پہ تھے کئی دن کے علی الاتصال لڑنے سے تھک گئے تھے ہاتھ پاؤن کی سب
کی سکت جاتی رہی تھی خصوصاً میم کا حال اضطرار و سراسیمگی اسوقت کا بیان سے باہر ہے
سب کی سب تہخانہ جنرل لو صاحب مین خوف سے جا کر چھپین اور موت ہر ایک کی نظرین پھر
گئی شاہ جی پھاٹک کی آڑ مین اپنے مجاہدین کو پکارا کیے کہ بس اس حملے مین ان سب کا کام
تمام ہے مگر کسیکی جرأت قدم سے قدم بڑھانے کی نہ ہی۔ دفعۃً ایک بم کا گولہ اوپر سے آیا ناچار پیچھے
ہٹے شاہ جی بھاگے بس محصورین کو یقین اپنی فتح و نصرت کا ہوگیا پھر مورچون پر سب کا دل بڑھا ہوگیا تازہ دم ہوگئے
بعد کئی دن کے فوج باغی نے عذر اپنے صرف میگزین ہمراہی کا کیا اگر ہم سب دفعۃً اوڑا دینگے
بروقت ضرورت ایسا ہمین میسر نہوگا اور نہ کچھ کام بن پڑیگا بہتر یہ ہے کہ ایسے رکا رہے ہمین پہلے
پس اب قدرات بارود پیلو بھی کے شروع ہوئے اور ہر روز وقت بے وقت تلنگے شور و غل کے غول ہم
رھاد لوگ کہتے جاتے تھے خاص بازار کی دوکانون مین جا بجا مقامات [illegible] متفرق بیٹھے تھے
ڈھولی دائرہ بجا کر بھجن گاتے تھے زبان سے سکو گالیان دیتے تھے بہت سے جمع ہو کر ڈیوڑھی
پر آتے تھے مرزا برجیس قدر کو محل سے بلا کر تلنگے گلے لگاتے تھے کہتے تھے تم کنہیا ہو باپ کیطرح
غافل نہوجانا ان اپنے قلعہ والون سے ڈرتے رہنا ورنہ تم خراب ہوجاؤگے۔
ایک دن تلنگے تیس روپیہ کا اسباب کپتان کے لوٹ لائے ممو خان نے لیا سو روپیہ انعام دیے
آفرین و شاباش کہی اور اس لوٹ کو داخل سرکار کیا اسیطرح نواب ممتاز الدولہ کے گھر سے لوٹ کر
تقریباً پچاس ہزار روپیہ کا لائے ممو خان کو دیا اور کہا یہ سب شہدون اور بادرگھرون سے لیا ہی اسکا
بھی انعام ملا مال خانہ مین رکھوا دیا بعد اسکے نواب قیصر صاحب کے گھر کا اسباب لائے چند صاحبات
محل نے سمجھایا کہ تلنگے سب پہلے انکا گھر لوٹ چکے ہین یہ قدر قلیل انکی اوقات بسری کو رہ گیا ہے ممو خان نے اسنا نہ دیا

انتقال چیف کمشنر بہادر

جنرل لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر اول درجہ قدیم کوٹھی ریزیڈنسی میں مشغول تحریر تھے صاحب سکریٹری کو
کچھ تحریر دکھا رہے تھے قلی باہر کی دوڑی پنکھے کی کھینچ رہا تھا کہ دفعۃً ایک گولہ قلعہ کے سرسے صاحب کے
دونوں پانوں پر پڑ کر گوشت اعصاب لیتا چلا گیا باہر گر پڑا اس صدمہ ناگہانی سے تین دن صاحب کے
ہے آخرا۔ جولائی سنہ ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا گبنس صاحب کو اپنا قایم مقام کر کے کہتے ہیں کہ وقت آخر صاحب
نے اپنے ملازمین کو بلا کر اپنا قصور معاف چاہا اور رخصت کیا گرجا میں دفن ہوئے بعد ہفتہ عشرہ آمنی صاحب
جوڈیشل کمشنر ایک مورچہ کو دیکھتے پھرتے تھے ناگاہ ایک گولی قضا کی آئی مر گئے محصورین بیلی گارد
کو بڑا صدمہ اور بالکل یاس ہو گئی کس واسطے یہ دونوں صاحب بڑے مدبر و منتظم تھے میجر بنکس صاحب نے چیف کمشنری
گبنس صاحب کو قبول نہ کیا کس واسطے کہ وقت محاصرہ صاحب فوج مستحق وزرا اور عہدہ جلیلہ ہوتا ہے
صاحب سول یعنی لیاقت نہیں ہوتا چنانچہ طرفین سے کئی چٹھیاں رد و بدل اس باب خاص میں لکھی
گئیں آخر گبنس صاحب مصلحت وقت سمجھ کر مستعفی ہوئے میجر صاحب مستقل ہوئے

دھاوہ بیلی گارد وغیرہ سوانحات

ایک دن مشہور ہوا کہ کل یا پرسوں فوج باغی بیلی گارد پر دھاوا کریگی صاحبان محصور کو پہنچ
جائیگی اور وہاں کی زمین کو کھود کر برابر کر دیگی اور جب تک یہ نہ کریگی دوسرے کام پر متوجہ نہ ہوگی اپنا
کھانا پینا حرام کیا ہے کس واسطے کہ دس دن کے عرصہ سے بیلی گارد فتح نہیں ہوتا ہے تو ایک گھڑی
کا کام ہے جب یہ خبر کوٹھی میں صاحبات محل ہوئی آپس میں کہنے لگیں کہ جس وقت بیان سکھ تیل
جتنے کلکتہ میں ہیں انکی جان کا [illegible] ایک نے کہا [illegible] موقوف ہے ہم تم بھی
کس واسطے کہ انگریزوں کا حال مثل گھاس کی جڑ کے ہے جتنا کاٹو اتنا ہی بڑھتی ہے غرض نواب
محل مہدی بیگم مبارک جان نواب سلیمان محل نواب شکوہ محل نواب فرخندہ محل - یاسمین محل
محبوب محل - اور کئی محل سب جمع ہو حضرت محل سے کہنے لگیں اور نواب خورد محل

نواب سلطان جہان محل بھی انکی شریک تھین کہا کہ تم سب طرح سے اچھی رہین تمھارا بیٹا بادشاہ
ہوا مبارک مگر ہم سب بے وارث ہوئی جاتی ہین کل فوج کا یہ ارادہ سنا ہے اب تمھین انصاف
کرو پھر بادشاہ اور محلات وغیرہ جتنے کلکتہ مین ہین زندہ بچین گے یا سب پھانسی دیے جاینگے
ایسی سلطنت کو جو بیٹھے ہین گو الو جناب عالیہ نے برہم ہوکر جواب دیا معلوم ہوا تم سب ہمارا
برا چاہتی ہو بلکہ اس سلطنت کے ہونے سے جلتی ہو مختصر یہ کہ اوسوقت آپسمین ایسی جلی
کٹی ہوئی کہ جناب عالیہ برجیسقدر کو لیکر اندر کے دالان مین چلی گئین۔

دوسرے دن جب افسرون نے یہ خبر سنی بگڑے کہا یہ سب محلات انگریزون سے ملی
ہوے ہین یکبارگی سب جمع ہوکر ڈیوڑھی پر آئے کہ ہمین کچھ عرض کرنا ہے جناب عالیہ چلمن کی
پاس آئین حاضر الوقت نواب شرف الدولہ ممو خان میر واجد علی مولوی میر مہدی مولوی
محمد حسن جواہر علیخان مفتاح الدولہ تھے اور دونا طرف دروازے پر آنے جانے کے لئے کھڑے ہوے
افسرون نے عرض کیا یہان کے سب آدمی انگریز سے ملے ہین اونسمین ہماری تمھاری خرابی ہے پھر کہین
ٹھکانا نہین اب جسطرح بنتا ہے دھاوا کر کے بیلی گارد مین گھس جاینگے رام چاہے تو کل انگریز
نہین یا ہم نہین جب تک بیلی گارد فتح نہ کرینگے تنخواہ نہ مانگینگے مگر شربت پانی دھاوے کے وقت
پہونچنا ضرور ہے ہمارے برہمن پنڈت اپنے علم نجوم سے کہتے ہین کہ برجیسقدر کی سلطنت کلکتہ
تک ہی تمہارا صاحب اقبال ہے اچھی ساعت مین گدی پر بیٹھا ہے اوس ساعت سے پچاس برس تک
ترقی اقبال ہے زوال نہین جناب عالیہ نے فرمایا چپکے چپکے باتین کرو اور محل بھی یہان موجود ہین
اونمین سے انگریزونکا پایا جاتا ہے اونھین اونکا قتل ناگوار ہے افسرون نے کہا جو ایسے محل ہون
اونھین محل سے نکالدو کسواسطے اونکا دوست ہمارا دشمن ہے فرمایا بعد فتح تدبیر مناسب اونکے واسطے
کیجائیگی ابھی موقع نہین ۳۰ جولائی ۱۸۵۷ء افسرون کے نام حکم پہونچا کہ سب افسر مع اپنی پلٹن
کے کل چار گھڑی رات رہے بقواعد سکسن بستہ بیلی گارد مین جائین اور اپنی اپنی کمپنی کا افسر سپاہ سے
آگے وقت دھاوا رہے جو مارا جاوے تلنگا لاش اسکی عزیز کی نہ اوٹھاوے کہا ڈولی پیچھے رہین وہ اوسے
اوٹھا لینگے اور بینیے مٹھائی کے ٹوکرے وقت دھاوے کے ساتھ رہین شربت پان بازار سے ہر چیز موجود رہے
۳۱ جولائی کو سب فوج مع احمد اللہ شاہ فقیر دھاوے کو تیار ہوکر علی شاہ جی کی آگ نقیب لیتا جاتا تھا

اونکا ہوتا ہوا جب مورچونپر ہوپنچے روئی کے گٹھے جابجا رکھے تھے اونکی آڑ مین دھاوا کیا اور
دیوار بیلیگارد ہوپنچکر دیوار کھودنے لگے کہ اس راہ داخل ہونگے جب ادھر سے بم کے گولے
سینھہ پر سنے لگا ہزارہا قیمہ ہوکر جلکر بھاگے پھاٹک بیلی گارد کے ہزارہا مارے پڑے سرکار مین فتح
ایک ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہو گیا سب انگریز مارے گئے تھوڑے سے گورے ایک مکان
مین چھپ کر گولیان مار رہے ہین اسباب سب وہان کا لٹ رہا ہی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اسباب
لوٹ سے بچے ارکان دولت یہ خبر سنکر بہت خوش ہوئے آپسمین عید سمجھکر گلے ملنے لگے نامرد
تلوار پکڑ کڑاکڑنے لگے مونچھونکو بل دیتے بیلی گارد کو چلے آپس مین مبارکباد دینے لگے کوئی
کہتا تھا اوسے کھودکر بڑا تالاب بنا دیجیے کوئی ممو خان سے کہتا تھا اسکا فتح باغ بنوائیے گا -
دوسرا فتح گنج کہتا تھا کوئی کہتا تھا جیس گڈھ نام رکھیے گا دوسرا بھاگنے کی خبر لایا یہ سنتے ہی تلاطم
پڑ گیا ایک دوسرے کے بھاگتے مین اوجھکر گرنے لگا کوئی کوٹھری کوئی چارپائی کے نیچے چھپنے لگا
جب حکم جناب عالیہ دروازہ قیصر باغ کے بند ہو گئے گورون کی سدراہ کو توپین لگائین ملنگے
بحیب بیان سے زیادہ مارے گئے بہت سے جھنجھلاتے غصہ کرتے گالیان بکتے شہر کو چلے
کسیکو گوئندہ کسیکو وثیقہ دار کہکر لوٹنے لگے دکانین سب خاص بازار کی لٹنے لگین سپاہی
کوتوالی کے جو حفاظت کو تھے اونھین گوئندہ کہکر قید کر دیا انھانے بھیجا مٹھائی جو گئی تھی
کھاتے جاتے تھے اور کہتے تھے شہر والے سب وثیقہ دار ہین انگریزونکو خبر دھاوے کی پہونچاتے
ہین ہمکو جادو سے بھگواتے ہین اگر یہ لوگ رسد وغیرہ بیلی گارد مین نہ پہونچاتے انگریز فاقون سے
مر جاتے خیر کل ہم بیلی گارد خالی کروا لینگے کہان جاتے ہین اور طرفہ ماجرا یہ تھا کہ افسر لٹیرونکو
منع کرتے تھے گالیان دیتے تھے اور اپنا حصہ بھی اونسے لیتے تھے -

جب لوگون نے خبر لوٹ مرزا برجیس قدر سے عرض کی ایک دن سب افسر اور تلنگونکو بلوایا آپ
گھوڑے پر سوار ہوا توپ سلامی کی چلی آہستہ آہستہ سمجھانے لگے کہ اے بہادرو ہم تم سے
بہت خوش ہین خوب لڑتے ہو مگر ہمین ایک بات کا رنج ہی کہ تم شہر کو لوٹ رہے ہو اسے موقوف
کرو ورنہ سب رعایا بد دعا کریگی افسرون نے دست بستہ عرض کی جناب عالی اب شہر نہ لٹیگا
تلنگے جو اوسوقت حاضر تھے کہنے لگے آپ ہمارے پیٹ کی خبر نہین لیتے کہان سے کھائین تنخواہ دو

ورنہ اس سے زیادہ شہر لٹیگا اور جو اشرافون کی شکل مین سب خفیہ انگریز سے ملے ہین انکو ہم بیشک پہلے مارڈالینگے غرض کچھہ نہ سنا — مہینے تک شہر ہر روز لٹتا رہا —

تعلقدار راجہ جو کمک کو آئے تھے

سب سے پہلے فوج بدمعاش کے ساتھہ خان علیخان شیخ حسین علی کارندہ نواب علی خان تعلقدار محمود آباد سات ہزار گنوار سے آتے چکر والی کوٹھی مین اترے ورنبھی سنگہ تعلقدار بونڈی پانسو سے بموجب حکمنامہ مذکور منشی محمد حسین قدوائی ۳ سو راجہ اٹونجے کا ۴ سو میر اولاد حسین زمیندار رسیدپور ۴ سو سے آئے —

پھر افسران فوج نے حکمنامہ زمیندار تعلقدارون کو بھیجا کہ جو سرکار مین مع اپنی فوج کے حاضر نہوگا زمینداری اوسکے پٹیدار کو ملیگی فوج ہونیکر اوسی پنج و نبیا وکو شادیگی اور جو حاضر ہوگا علاوہ معافی مستمرہ بعد فتح بیلی گارد جاگیر پائیگا —

طلب خزانہ مفتاح الدولہ سے اور لوٹ خانہ نواب علی نقی خان وغیرہ

جنابعالیہ کے پاس زر نقد ۲۴ ہزار روپیہ تھا جب وہ خرچ ہوچکا مفتاح الدولہ سے طلب خزانہ کیا عرض کی مین پہلے عرض کرچکا ہون اور حسام الدولہ مموخان کو کوٹھہ بھی دکھادیا ہے خزانے مین سوائے چاندی سونے کے اسباب زر نقد نہین ہے پھر بھی وقت خیرخواہی ہے تمہارے بزرگون سے خیرخواہی ہوتی چلی آئی ہے اگر یہ سلطنت قایم ہے روپیہ بہت سا ہوجائیگا بہتر ہے اسوقت مین کام آؤ خزانہ بتاؤ ورنہ مموخان بہت تنگ کریگا عرض کی میری جان و مال سب سرکار کا ہے خدا جانتا ہے خزانہ نہین ہے البتہ اسباب چاندی سونے کا قریب ۴ لاکھہ کے ہوجائیگا وہ حاضر ہے آئندہ سرکار قید یا قتل کرے ہر صورت مین حاضر ہون پھر جنابعالیہ نے بہت سا سمجھایا آخر کنجیان اونسے لیکر یہ صلاح ہوئی کہ ٹکسال جاری کرو مگر سکہ کسکے نام کا پڑے کسی واجد علیشاہ کسینے بہادر شاہ کسینے جوان بخت کا نام لیا وہ یہ ہے سہ نمارا بہ مہر خدائی گراہ جوان بخت سلطان دہلی ہوا بعض نے یہ کہا یہان سکہ بہیجی جاتے ہے — وہ یہ ہے

سنہ ۵ سکہ زد بر سیم و زر چون مہر بدر + نیر دین میرزا ابر جیسقدر + ایضاً سکہ زد از فضل حق اختر بر مہر و مہ پرتو اختر سلطان عالم میرزا برجیسقدر + خلاصہ خوشامد سے بہت سے سکے ہوئے مگر افسر درپن نما نہ کہا کہ سکہ شاہ دہلی کا پڑیگا پھر صلاح ہوئی کہ نہین معلوم وہان کسکا اور کونسا سکہ چلتا ہے بہرحال قدیم سکہ شاہ عالم کا پڑنا چاہیئے پہلے اوسکے مہتمم مفتاح الدولہ ہوے بعد اسکے آغا نجف کشمیری داروغہ نواب معشوق محل نے ۴ ہزار پر اجارہ لیا نواب معشوق محل کا اسباب فوج اور اہلکارون نے ملکر خوب لوٹا —

جب قلت خرچ روپیہ کی ہوئی شہر مین مالدار گھرانا کے پہلے وزیر خان محمد بخش داروغہ حضور عالم پکڑ آئے اونپر سختی کی کہ روپیہ بتاؤ جواب دیا کہ تمام گھر نواب کا باٹین نادری اختری نے اوٹھا لیا ہماری دانست مین اب کچھ نہین ہے غرض یہ دونون قید ہوے پھر گوبندے گھر کے ایسے ہی خیر لائے کہ ہم نواب کے گھر کا حال خوب جانتے ہین جہان روپیہ ہے ممو خان راجہ جے لال سنگھ یوسف خان حیدر خان بھائی ممو خان سکے مخبر کے ساتھ نواب کے گھر گئے محلسرا مین ایک چبوترہ کو کھدوایا پانچ لاکھ روپیہ نکلا - ہاتھی چھکڑہ وغیرہ پر رکھکر لے آئے جناب عالیہ سے ممو خان اور راجہ نے عرض کی ہمسے زیادہ کون آپکا خیرخواہ ہوگا - ابھی اس سے زیادہ خیرخواہی کرینگے بہت خوش ہو تین تعریف کی خلعت دیا راجہ محروم رہا ممو خان نے گوبندے کو ایک کوڑی بھی نہ دی اپنے عزیزون کو وہان پہرہ کردیا اسمین سب کے سب مالامال ہوگئے اور نواب کے متوسلین کا نقد و جنس بھی سرکار مین ضبط ہوکر آیا جسکی تفصیل موجب یادداشت مفتاح الدولہ ہے مگر بعد فتح کے ان سبکو بھیک مانگتے دیکھا معلوم نہین اس چوری سرزوری کا روپیہ کیا ہوا —

نواب کے گھر کا نقد و جنس وغیرہ —

نقد ۵ لاکھ اشرفی معہ طلا ۲۰ سیر ظروف نقرہ وغیرہ جواہرات دو لاکھ -

متفرقات

اچھے صاحب داماد نواب

میر احسان علی خان داروغہ دیوانخانہ نواب

جواب ۔ راجہ نے معرفت ماتا پرشاد اپنے مختار کے کہلا بھیجا کہ کئی شرایط سے حاضر ہوتا ہون پہلے یہ کہ شراکت تلنگون کی نہووے مین تنہا بیلی گارد فتح کرلونگا دوسرے کوئی تلنگہ بیجہ دست اندازی نکرے کسواسطے میرے بیغامہ مین بہت سے تلنگے رہتے ہین مجکو یقین اونکی خلش کا ہے تیسرے جتنی فوج مین لاؤن سرکار اسکا روپیہ اور خرچ دے اسکے سوا دو تین باتین وقت حاضر ہونے کے خلوت مین عرض کرونگا ۔

حکم ہوا بروقت حاضر ہونے کے موافق تمہاری مرضی کے عمل مین آئیگا قصہ مختصر راجہ سات ہزار سپاہ کو ہار معتمد سے حاضر ہوے ۵ ہزار دو رہے راج کمار تجربے بہادر ہوتے ہین فقط تلوار باندھتے ہین اور دو ہزار پانچہ و نجیب وغیرہ زمیندار ساتھ تھے آلات حربی مثل توپ کے تھے اوسکی صورت یہ ہے کہ کمہارنی کو مجوف بناتے ہین وہ جہان پہونچتا ہے پھٹ جاتا ہے بوقت پھر ایک طرف فلیتہ لگا کر گدھی پہ پھینکتے ہین اوسکے ٹکڑون سے آدمی زخمی ہوجاتے ہین جنہٹ سے اکثر گھبرے جب فوج اونکے مضمون عرضی اور شرایط سے واقف ہوئی بگڑ گئی بہت برا بھلا کہنے لگی اور کہا کہ اگر بے مرضی و صلاح ہماری آویگا ہم سیدھے دلی چلے جائینگے اور گنگے کر جو لوگ انگریز سے سازرکھتے ہین وہ سب برجیسقدر کے پاس جمع ہین اوسوقت راجہ نے اپنا وکیل امراؤ سنگہ بنیال سنگہ رگھناتھ سنگہ گھمنڈی سنگہ کپتانون کے پاس بھیجا ۵ ہزار افسر اور سید برکات احمد رسالہ دار کو جو جرنل فوج تھے بھجوا دیے ۔

پھر کورٹ ہوا آخر حکم یہ ہوا کہ راجہ جے لال سنگہ نے پڑھا کہ اگر آویگا سوا اطاعت کے وہ ہمارا کیا کر سکتا ہے اوسے بھی کوئی مورچہ دیدیا جائیگا شہر مین آنے دو غرض راجہ اپنی دھوم دھام سے در دولت پر آئے حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا برجیسقدر ہوے ۱۱ اشرفی نذر دین خلعت دوشالہ رومال ملا ۔ راجہ نے عرض کیا اگر ارشاد ہو کوئی تیسرا نہو کچھ عرض کرون جناب عالیہ نے کہا ممو خان میر واجد علی میرے خیر خواہ ہین خلاصہ عرض کیا یہ تلنگے بیلی گارد نہین خالی کر سکتے یہ فقط میدان کی لڑائی جانتے ہین یہ لوگ گڑھی خالی کروانے مین مشاق ہین ہمنے سیکڑون گڑھی قلب خالی کروائی ہین بیلی گارد کی کیا اصل ہے ایکدن مین خالی کروا لونگا بشرطیکہ کوئی میرے ساتھ دغا کو نہ چلے مگر دو شرطین ہین اول یہ کہ بیلی گارد کے ایک طرف میرا مورچہ ہو دوسرے علاقہ فیض آباد

شنے ملے یہ باتین از راہ فریب بیگمصاحبہ اور ممو خان کے تھین اسواسطے کہ بہ ساز انگریزون سے بنا رہے ہے جناب عالیہ نے فرمایا مین اسکا جواب صلاح کرکے دونگی مگر شرط نمکحلالی یہ ہے کہ مستعدی و جانفشانی سے ان کافرون کو قتل کرکے جلد ملیگارد خالی کروالو اسوقت دوہو گی کرونگی بلکہ اُس سے زیادہ اسنے مین کئی کپتان بھی آگئے راجہ کو خوب ڈانٹا کہ اگر تم یہان آئے ہو اپنا مورچہ ساتھ لگاؤ۔ چنانچہ راجہ کا مورچہ شیر دروازہ اور اصطبل شیخ آہنی پر ہوا۔

حکمنامہ طلبی تعلقداران سانڈی سندیلہ وغیرہ

تین پروانے اس مضمون سے روانہ ہوئے کہ فضل خدا سے بتاریخ بہتر روز نیک ما بدولت و اقبال نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا اکثر تعلقدار اطراف و جوانب مع اضراب توپ و سپاہ واسطے قلع قمع انگریزون کے در دولت پر حاضر ہوئے لہذا تمکوبھی لکھا جاتا ہے کہ کوئی انگریز مع فوج اور اہلکار کسی گھاٹ سے تمھارے علاقے مین اترنے نپا دے جسطرح بنے ہو مقابلہ کرنا اور بمجرد دیکھنے حکمنامہ ہذا مع فوج و توپ در دولت پر حاضر ہونا تاکید جانو۔

چنانچہ ایک پروانہ نرپت سنگھ باغی تعلقدار ردھیا۔ دوسرا ہردیو بخش سنگھ تعلقدار کٹیاری پرگنہ سانڈی ضلع ملانوان۔ تیسرے بینا سنگھ تعلقدار راجپور پرگنہ ضلع مذکور کو گیا نرپت سنگھ نے دو روپیہ دعوت دس انعام اور عرضی سپاہی کو دیکر روانہ کیا کہ پروانہ کرامت نشانہ حضور مشعر اجلاس فرمائی آیا سرفراز و ممتاز کیا اللہ تعالے مبارک کرے اور رواج ارادت دلی بر فائز کرے خانہ زاد کی گڑھی سے علاقہ انگریزی قریب ہے فقط دریا گنگ درمیان ہی اکثر ہر کاروان سے خبر عبور انگریزونکی سنی جاتی ہے خانہ زاد کا آنا مصلحت وقت نہین ہے انشاء اللہ اگر کفار قصد وہ رگذر کرینگے اقبال سرکار سے مقابلہ کرکے قتل کرونگا۔ واجب تھا عرض کیا۔

ہردیو بخش نے ۱۲ روپیہ دیے تین دن تک سپاہی کو رکھکر رخصت کیا لاکھن سنگھ زمیندار ... ۔ میر غلام جعفر زمیندار عثمان پور میر عالم علی زمیندار بانون علاقہ سانڈی بھیکن خان زمیندار بھوبی علاقہ سلون وغیرہ حاضر ہو کے وجہ انکی غیر حاضری کی معلوم نہوئی اور بعض راجہ بخل لال ہنونت سنگھ والے کا نکر یا بوگلاب سنگھ تعلقدار تردل علاقہ سلطان پور وغیرہ ہمراہ چکلہ داروں کے ہو کر

فوج انگریزی سے خوب لڑے اور بعض راجہ اپنی فوج کو لیکر لکھنؤ آئے اپنے پاس سے خوراک رکھتے تھے بعض کو سرکار سے بھی ملتی تھی اور یہ سب فوج ممالک محروسہ زمیندار تعلقدار راجہ کی ایک لاکھ پچاس ہزار یا پچپن تھی اگر حقیقت اپنی لڑائی سے لڑتے بہت تھے بشرطیکہ سپاہ باغیہ موافق ہوتی اور وبال رعایا نہوتا۔

بھیجنا فرمان بہادر شاہ دلّی اور انتظام کورٹ فوج باغی وغیرہ

۸ تاریخ شہر ذیحجہ چارشنبہ کو فرمان بہادر شاہ دلی در جواب عرضداشت سپاہ باغی آیا کہ تمنے مرزا برجیس قدر کو مسند وزارت پہ بٹھایا اچھا کیا ما بدولت بہت خوش ہوئے حسب دستور اتو پہ سپاہی چلی اوسی دن سپاہ کو اپنے افسرونکو کچھ بہ سلطنت سازش جانب مخالف پیدا ہوا اس جہت سے بعد قیل و قال صلاح یہ ہوئی کہ دو سپاہی پیدل سوار و توپخانہ کے بھی داخل کورٹ ہوا کرین اور ان سب جماعت سے ہم اشخاص مشخصہ کو اختیار کلی دیا جاویگا کہ جس بات کو یہ چار یار باتفاق کہین وہ حکم جاری ہو چنانچہ اس اجلاس مین ایک صف مین افسر دوسری مین سپاہی وسط مین جرنیل اور نواب صاحب بیٹھتے تھے ایک دن صاحبان پارلیمنٹ نے یہ حکم دیا کہ جسوقت حکم جنرل بیلی گارد کے خالی کرنیکا ملے ہمین ہزار یا نسو ملدار ہے لے اوسکی صبحکو ہم خالی کروالینگے۔ دوسرے یہ کہ جو سپاہی سرکار کے کام پہ مارا جاوے بیٹے اوسکا وارث اوسکے بدلے نوکر ہو اور اگر نہو اوسکے عیال کی کفالت ذمہ سرکار ہو اور اگر کوئی شہر مین لوٹے حکم کورٹ سے مارا جاوے یا اگر رعایا مارڈالے کورٹ سے اسکا مواخذہ نہو نواب صاحب اور جنرل نے ان سبکو بطیب خاطر قبول کیا۔

ہر روز گوئندے بیلی گارد کے طریق مختلف سے پکڑے جاتے تھے اگرچہ تبدیل لباس و شکل صورت سے ہوتے تھے اور انگریزی چٹھی نئے ڈھنگ سے چھپا کر اپنے پاس رکھتے تھے اور بہت سے اشتباہ سے بھی گرفتار ہوجاتے تھے اور طمع زر سے اپنی جان پر کھیلتے تھے۔

۹ تاریخ شہر ذیحجہ روز یکشنبہ عیال مرزا علی رضا بیگ کوتوال شہر اور عمادالدولہ میان احمد علی مہتمم حسین آباد کے قریب پچاس ہنس مہانہ ڈولی کے باغ علی گنج سے روانہ ہوئی کچھ لوگ گھاس

ملنگ حسین آباد کو توالی سپاہی ساتھ تھے کسی گوئندے نے خبر مفصل فوج سے جاکر کہدی پیچاس سوار کو حکم ہوا اسکو گرفتار کرکے در دولت پر لے آو جب سوار پہونچے سپاہی جتنے ساتھ تھے صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے زنانی سواری کو در دولت پر لائے احمد علی اور کوتوال قید ہوئے جب کورٹ مین روبکاری ہوتی سبب عیال کے باہر بھیجنے کا پوچھا کہ اگر بخوف انگریز کیا تو مرگ انبوہ سے کون سی صورت نجات عافیت کی نکالی تھی یا درحقیقت تمھین اونسے باطن مین سازش ہے اپنے بچاؤ کو حاضر رہتے ہو کچھ جواب شافی ندیا اور جب تلاشی اسباب کی ہوئی کچھ ضبط سرکار نہ پایا بلکہ جو اسباب ذاتی تھا وہ سب نصیب غازیان فوج ہوگیا دو تین دن کے بعد جناب عالیہ اور نواب کی سفارش سے دونون پھر کام پر بدستور مامور ہوے مگر فوج کو انسے کھٹکا ہو گیا۔

روانگی سفیر سرکار سمت دلی اور وہانسے لکھنؤ پھر آنا

جب مجوج باغی مسند نشینی مرزا برجیس قدر سے مطمین ہوئی اور فرمان شاہ دلی در جواب عرضداشت فوج اس باب خاص مین آچکا افسران فوج اور ارکان دولت مین صلاح ہوئی کہ دلی قدیم سے دار الخلافت ہے لازم ہے کہ کوئی شخص معزز معقول سرکار سے تجویز ہو کر مع عرضداشت اور کچھ ہدیہ بھی لیکر باعزت روانہ ہو چنانچہ جناب عالیہ نے بصلاح الدولہ سے تجویز شخص معقول فرمایا۔ اونھون نے اس فقیر حقیر مولف کتاب سے کہا مین نے کہا مجھے کچھ تماشا دکھانا منظور ہے آپ جانتے ہین نہ دیکھون حالانکہ اس سب مآل کار آپ بھی خوب سمجھتے ہونگے مگر منتظر رفاہ و فلاح میرے یہ امر دوسرا ہے آپکو معلوم نہین عباس مرزا بیٹے میر احمد کے داماد میرزائی بیگم تقرر جناب عالیہ تجویز ہو ہین وہی جائینگے چنانچہ یہی صورت ہوئی بسفارش مرزائی بیگم عباس مرزا کو طلب کیا دو شالہ رومال خلعت ہوا اور کہا تمھین معتمد و امین سمجھکر بعہدۂ سفارت شاہ دلی بھیجتے ہین پہلے اونھون نے نظر باسباب ظاہر عذر کیا مگر پھر مرگ انبوہ سمجھکر قبول کیا نواب شرف الدولہ نے بالو پور بخدمت سے عرضداشت لکھوائی۔

حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اس خاکسار عقیدت نہاد نے کافران فرنگ کو تیغ بیدریغ کیا چند کفار بدنہاد جلی گاڑین باقی

ہین وہ بھی مارے جاتے ہین مگر امیدوار عنایت خسروانہ کا ہون کہ جو مہربانی سرکار حضور سے میرے بزرگون کے ساتھ رہی تھی وہی پرورش حضور کو میرے حق مین بھی چاہیے اور کچھ تحفہ واسطے خدام ذوی الاحترام کے گوکہ لائق حضور نہین ہے مع عرضداشت گذرانتا ہون ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تحویل مفتاح الدولہ سے ایک کیسہ زرین سربمہر مین ایک تاج مرصع عہد حضرت خلد منزل قیمتی ... مالہ مروارید گلو ... جوڑی نورتن ... دھکدکی ... دستبند مروارید ... کنٹھہ مروارید گلو ... جمع ...

ایکسو ایک اشرفی یہ سب سپرد سفیر ہوا اور کہا جب خطاب مرزا بہ جیسقدر کا لاؤ گے خلعت ۲۱ پارچہ اور انعام بہت سا پاؤ گے دو ہزار روپیہ خرچ راہ ملے ۱۲۵ سپاہی پلٹن حیدران تلنگیدان ۲۵ سوار دو چپراسی دو چوبدار آٹھ ہرکارہ اخبار دو شتر سوار ۱۶ کہار ہم فراش مع خیمہ وغیرہ یہ سب عملہ سفیر ہوا قدرت اللہ خان بیٹے منڈو خان رسالدار جنہین بادشاہ دلی اخبار نویسی لکھنؤ کا آچکا تھا وہ بھی بسفارش نواب ساتھ ہوئے ۔

۱۱ تاریخ شہر ذیحجہ ۱۲۷۳ھ خیرآباد کی راہ سے روانہ ہوئے ۲۷ محرم ۱۲۷۴ھ دلی پہونچے راہ مین ہر منزل و مقام پر خوف لٹنے مارے جانے کا تھا زمیندار ہر گانون کا خود غلط ہوگیا تھا راہ ... سب طرف سے بند قریب مراد آباد و بریلی ولسن صاحب کے چھاپے کا بڑا خوف تھا چنانچہ ڈپٹی ولایت حسینخان نے مراد آباد مین اپنے رسوخ و خیرخواہی سرکار کمپنی کو دوستانہ صلاح دی کہ تم ولسن صاحب سے ملاقات کر لو داشتہ آید بکار سمجھا اسکا نتیجہ اچھا ہوگا کیا عجب ہے کہ کوئی صورت اصلاح تمھاری سرکار کے واسطے بھی نکلے سفیر نے جواب دیا کہ یہ خیانت مجھ سے نہوگی مگر وقت مراجعت البتہ مضایقہ نہین کہ اپنی موکل سے جا کر عرض کرونگا

مختصر ان دونون صاحبان عالیشان سے لڑائی بھاری ہو رہی تھی فوج باغی کو بڑا ہراس ہوچکا تھا مستعد بھاگنے پر ہو رہی تھی اہل شہر کو یقین قتل و بربادی کا ہوچکا تھا یہ قافلہ لکھنؤ کا پہلے شاہدرہ مین آترا ایک شخص کو دلی بھیجا جب بادشاہ کو خبر ہوئی کچھ فوج و جلوس کو استقبال سفیر کے واسطے حکم ہوا سفیر بڑی دھوم دھام و تجمل سے راہ مین گولے گولی سے بچکر داخل شہر ہوئے

اور یہ سبب تعارف لکھنؤ نواب مظفر الدولہ اجل گرفتہ کے گھر اترے یہی بہانہ قتل نواب کا ہوا شہر میں
شہرت ہوگئی کہ صوبہ اودھ نے خزانہ بھیجا ہے دربار شاہی آراستہ ہوا ارکان دولت حاضر ہوئے
سفیر نے عذر خستگی راہ عرض کروا بھیجا بادشاہ دوپہر تک منتظر رہے خلاصہ ہر شخص اپنی طمع نفسانی
سے چاہتا تھا کہ دربار شاہی میں میں واسطہ سفیر ہوں آخر نواب زینت محل کے وسیلے سے
تخلیے میں ملازمت سفیر ٹھہری اوسدن دربار عام برخاست ہوا محلسرا میں سفیر جا کر حضور ہوا
بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے دوپٹے کا کرتہ پہنے دلائی اوڑھے سفیر آداب سلام
بجالایا نذر دی عرضداشت اشرفیاں نذر کی گذرانیں بادشاہ نے پنسل سے عرضداشت پر
دستخط خاص فرمائی کہ فرزند ارجمند مرزا برجیس قدر بہادر شاہ اودھ آفرین ہو کہ پہلے سے تمہیں
تم نے بڑا کام نام کیا آئندہ پیچھے سے تمہارے واسطے مہر خطاب بھیجی جائیگی خاطر جمع رکھو جو ملک پہلے تمہارا تھا
اس سے بھی زیادہ عطا ہوگا بعد اسکے وہ عرضداشت دستخطی عنایت ہوئی رخصت کیا دوسرے ملازمت میں
اسباب باقیماندہ تاج وغیرہ سب گذرانا اپنی خوش نصیبی سے رسید بھی اونسے مانگی ورنہ بڑی خرابی ہوتی
شب ششنبہ رات بھر فوج انگریزی سے اس کثرت سے سودہ کے گولوں کا برسا کہ
اہل شہر کو یاس کلی ہوگئی دو گھڑی دن چڑھے منگل کو گوروں نے کشمیری دروازہ کی طرف سے دھاوا کیا
داخل شہر ہوگئے بیگم سمرو کے باغ میں مورچہ کیا چاندنی چوک بھی لے لیا پھر آہستہ آہستہ ہر مقام
پر [illegible] صورت ہوئی فوج باغی نوک دم سے بھاگی اہل شہر نکلے اونکے ساتھ سفیر بھی اپنی جان
بچا کر بھاگا ۲۰ محرم ۱۲۷۴ھ بادشاہ قلعہ سے مقبرہ ہمایوں میں آئے اسکا ذکر تفصیل سے معرکہ دلی میں آئیگا۔
غرض سفیر لکھنؤ ہزار خرابی بعد طے منازل خوف و بیم بسلامت لکھنؤ آئے جناب عالیہ
کی خدمت میں رسید اسباب مرسلہ دی اور جو کچھ بچا لائے تھے وہ داخل جواہر خانہ ہوا
عرض کیا دلی کا خاتمہ ہو چکا ممو خان نے کہا اسکا ذکر نہ کرو فوج بیدل ہو کر بھاگ جائیگی

قید ہونا نواب منور الدولہ کا اور اون کی رہائی

نواب منور الدولہ کے گھر کا اسباب ظاہری جب تھوڑا بدمعاش لوٹ چکے اور نواب اپنی جان

بچاکر محلے محلے مکان درمکان چھپتے پھرے بظاہر بدمعاشوں سے جان بچنے کے لالے پڑے
منشی مہر قربعلی نے مفتاح الدولہ سے جاکر کہا کوئی صورت نواب کے جان و مال بچنے کی ان تلنگوں
کے ہاتھ سے نکالیے ورنہ ہر طرح سے برباد و تباہ ہوئے جاتے ہیں کب تک اس سے چھپتے پھرینگے
اور کہاں جا سکتے ہیں انھوں نے اپنی رحمدلی نیک نہادی نیک نامی سمجھکر سید برکات احمد رسالدار
دوسرے رسالہ سے سمجھا کر دیکر رضامند کیا اب خاطر جمع ہو گئی منشی جی سے کہا نواب سے کہیے اپنے
گھر چلے آئیے دوسرے دن مجلو رسالدار کو اپنے ساتھ نواب کے پاس لے آئے پھر نواب
کو دردولت پر لائے جناب عالیہ کو نذر دلوائی خلعت دوشالہ رومال پایا بہت سی تشفی فرما کر رخصت
کیا دربار میں قتل و امرا جانے لگے فی الجملہ بظاہر باغیوں کی زیادتی شر سے صورت عافیت
معلوم ہوئی مگر خائف و ترسان انجام سے رہے افسر بھی اپنی گھات میں لگے ہوئے تھے
جب رسالدار گولی سے مارا گیا نواب مایوس ہوئے کہ جو کچھ دیگر رسالدار سے صورت عافیت
کی پیدا ہوتی تھی گئی ۱۲ ذیحجہ روز سہ شنبہ نواب تالیف قلوب سمجھکر تقریب سوم رسالدار میں
مع رفقا بااسلحہ جاکر شریک فاتحہ خوانی ہوئے افسران فوج اپنے تعصب مذہب اور دلش باطن سے
وقت پاکر پہلے ڈھاڑی سے چھیڑ شروع کی تقریر بڑھی آخر افسر کہنے لگے ہمیں خوب معلوم ہے
کہ تمھارے مورچہ اسمعیل گنج سے سب کچھ بلکہ ڈالی قلمی آم کی بھی پہلی گارد میں جاتی ہے تمنے اپنا
مورچہ اسیواسطے وہاں کیا ہے بظاہر ہمیں دھوکا دیتے ہو اسی قیل و قال سے نواب کو گرفتار کر
بدلت پیادہ پا اپنی پلٹن میں لیچلے اوسیوقت اونکی خوش نصیبی سے جناب عالیہ کو خبر پہونچی چوبدار
نے آکر کہا انھیں اور کہیں نہ لیجاؤ دردولت پر لے آؤ جب تک وہاں پہونچیں راہ میں بہت گفتگو
ملامت پیدا ہوئی منشی جی نے اونکا ساتھ چھوڑا دہ پیالانش میں آ گئے جناب عالیہ نے فرمایا
انھیں ہمارے مکان میں رکھو غرض جہاں نما کے نیچے مکان میں رہے پھر سے تلنگے کہتے پھر
افسران سے گفتگو لاطائل ہوا کرتی تھی لاکھوں مانگتے تھے رفقا سے جان تنہا رہ جو ساتھ گئے تھے
بھاگ گئے فقط منشی جی اصحاب نما رہ گئے مگر یہ بھی جانتے تھے اگر نواب سے جدا ہو جاؤنگا جان بھی نہ بچیگی
افسر سے کچھ ساز کر لیا تھا ورنہ لال باغ میں انکا گھر بھی خوب لٹا نواب افسر انکو جواب اضطراری گفت
ندیوں سے دیتے تھے منشی اپنی چال سے بناکر جواب دیتے تو اگرچہ وہ مصلحت آمیز ہوتا تھا

مگر نواب پر شاق گذرتا تھا یہ بھی سمجھتے تھے کہ میری بھلائی کو کہتے ہیں نواب شرف الدولہ بھی بظاہر خوش اور باطن میں اپنے کینہ دیرینہ سے طرح دیتے تھے ارکان دولت بھی اونکو ایک رقم سمجھے ہوئے تھے فی الجملہ اگر یہ سب رفقا جیسے اوپر ظاہری بنے گئے تھے اگر مرنے پر کمر باندھتے خوب تلوار چلتی بڑا گھسان پڑتا۔

ایک دن تلنگوں نے بہت سخت سست کہکر روپیہ طلب کیا نواب کی چھاتی پر پلنگ کا پایہ رکھکر تلنگا چڑھ بیٹھا کہتے تھے ہم تجھے اسی سختی سے مار ڈالیں گے سیطرح سے عافیت تنگ کی تھی حالت یاس ہوگئی تھی کہ اسنے جان نہ بچیگی۔ ہرچند تلنگوں کو ہر روز بہت کچھ دیا کرتی تھی آخر شرف الدولہ جرنیل ممو خان اور چھوٹی امت کو نجباب رسدی دیکر مستعد سفارش جناب عالیہ سے نجات دلوائی۔ نواب نے بود و باش مرزا ابو تراب خان کے گھر میں اختیار کی دوسرے تیسرے دن جناب عالیہ کے سلام کو جاتے تھے۔

جب سپاہ باغی نے مردم آزاری ظلم و تعدی سے ہاتھ اوٹھایا سکو یقین ہوا کہ کبھی لیسے خالی نہوگا یہ اپنے واسطے فتوحات غیبی سمجھکر لیتے ہیں ورنہ یہ فوج جنگی تلنگہ اور نوبخانہ پچاس ہزار گزرہا مالک محروسہ ایک لاکھ پچاس ہزار پانسو کئی مہینے سے اُبھی ہوئی ہیں ہر منگل کو منگل منگل داخلہ جنیٹ دھاوا کرکے رہ جاتے ہیں اور ہر جمعہ کو بعد نماز شاہ جی کا جہاد پر باندھکر پہنچاتے تھے اور بدھ کے دن جلی گارد سے دھاوا ہوا کرتا تھا ہزارہا مظلوم بیگناہ کا خون ناحق ہوتا تھا اور ہر روز دھاوے پر ایک نیا عذر دریپش ہوتا تھا کہتے تھے کہ ہم کیا کریں سب انگریز سے ملے ہیں اور ہر طرح کی لوٹ سے ہر شخص مالا مال ہو چکا تھا مگر ایک کو نصیب نہوا۔ جب ایک سپاہی مارا جاتا تھا دوسرا اوسکا مال لے لیتا تھا اگر کوئی اپنے گانوں چلا راہ میں مارا گیا اگر گانوں میں پہونچا زمیندار رستے چھین لیا فوج نے چار لاکھ روپیہ نذرانہ مسند نشینی ٹھہرایا تھا اگرچہ یکمشت نہ ملا مگر کوٹھے شاہی جو چترمنزل میں تھے جمیں اسباب چاندی سونے کا فقط بھرا ہوا تھا مثل حوضہ نالکی پالکی پلنگ مسہری نیچہ باضہ وغیرہ ہر قسم کا تقریبًا ڈیڑھ کروڑ رکھا ہوا اوسے کئی مہینے تک لوٹا کیے سرکاری پہرے کو وقت لوٹ باہر نکالدیتے تھے وہ سب لاکر آپسمیں تقسیم کرتے تھے خزانہ سرکار جو ہر ضلع سے

لائے تھے اوسے پہلے آپس مین تقسیم کرلیا اسکے سوا تلنگہ ۱۲ روپئے سوار ۳۰ روپے کپتان
بجائے کرنل پانسو ہپتن رسالدار ہزار روپیہ ماہواری لیا کرتے تھے اسکا حساب کچھ نہین ان
وجوہات سے محاصرہ بیلی گارد کا طول محض اپنا فتوحات سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ جب
خالی ہوجانے سے سرکار کی غرض ہمسے کچھ نہ ہیگی تلنگون کے پاس فقط بندوق توسہ اون
افسرون کے پاس فقط کرچ کرپین رہ گئی تھی ان بلاؤن کے سوا شہر پر ایک اور آفت سماوی نازل
تھی کہ ابتدائے ماہ شوال سے وبائے ہیضہ اس شدت سے ہو رہی تھی کہ کبھی پیشتر اسکے نہ ہوئی
تھی اور اس ہنگامہ مین کئی سبب سے بڑھ گئی تھی ایک کثافت شہر کوچہ و بازار تنگ کے متصل ہوئے
شہر کی بیلی گارد سے شہر پر چلی آتی تھی نعش مقتولین جو پایہ مردہ تمازت آفتاب برج اسد اور ریا
باروت کی بو اور بے احتیاطی عوام ماکولات مین مکھیون کی کثرت یہ سب اسباب ترقی و قیام
وبا کے ہوگئے تھے مگر قدرت خدا کو دیکھا چاہیے اور تصور کرنا لازم ہے کہ اگر بالفرض بیلیگارد
مین یہ فوج باغیہ داخل ہوتی غالب ہے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑتی پس جب ایسا خون ناحق کا دریا
بہتا اور خدا کی قدرت سے تسلط صاحبان عالیشان ہوجاتا توقع تھی کہ رعایا جیتی بچتی یہ غبار نہ
نکلتا اور بنیا شہر کی رکھتے یا برابر زمین کرکے ایسی صورت کرتے کہ کبھی گھاس تک نہ جمتی یہی مصلحت
جناب باری تھی کہ محصورین بسلامت نکل گئے صدمے غربای رعایا اور بے گناہون پر رحم کھا کر یہ صورت
دکھائی اور حکمت و فعل باطنی کو وہی خوب جانتا ہے اب صاحب بصیرت اس امر خاص مین بغور
و تامل دیکھین کہ کیا ہوتا ہے۔

گرفتاری مرزا محمد تقی خان نبیرۂ نواب امیر الدولہ حیدر بیگ خان

فوج بدمعاش نے پہلے لوٹ اہل وثایق و متوسلین سرکار سے شروع کی چنانچہ ۲۵
ذیحجہ روز دوشنبہ ۱۲۷۳ھ جوزف ساٹش بھائی سلطان مریم بیگم صاحبہ اور چونڈ چہ
داماد چودہ سب زن و مرد کو مرزا علی رضا کوتوال محمد قاسم نے قید سے چھوڑ دیا وہ دولت
حسن علی تھانہ دار کے مکان مین جاکر ... رائٹ صاحب بھی اوسی مکان مین تھے پوشیدہ
حسین بخش چیلے کے مکان مین بھی تلنگے خوب لوٹ چکے تھے مگر جان سے بچے پھر دیا

کچھ سمجھکر اپنے گھر مین لے آگے تھے منصور نگر مین اونکو دنیا قریب اپنے مکان رہنے کو دیا تھا مگر وہ مفلس ہو چکے تھے کچھ اسباب زیور بیچکر بسر اوقات کرتے تھے محمد تقی خان کو بھی کچھ دیتے تھے محمد عسکری انکے بڑے بیٹے نے جوزف سارٹ سے کچھ مانگا جب نملا میر یوسف علی سے جاکر سارا احوال مخفی کہدیا کہ ہمارے محلے مین انگریز آکر چھپے ہین انھون نے ممو خان سے کہا تلنگے بول کی پائین کے اوسکے ساتھ ہوے اتفاقاً محمد تقی خان بھی اوسی مکان مین آگر بیٹھے تھے سبکی مشکین باندھ سر چوک ہجوم عام سے در دولت پر لائے انکا بیٹا جانتا تھا کہ میرا باپ بچ جائیگا مگر چاہ کندہ را چاہ درپیش ہونا ہی اسواسطے وہ علیحدہ ہوکر اپنے گھر مین چھپ رہا۔

غرض جب یہ اسیر صف بستہ روبرو جناب عالیہ جاکر کھڑے ہوے تلنگون نے چاہا کہ سبکو گولی سے اوڑا دین مفتاح الدولہ نے عرض کیا کہ جوزف سارٹ جسکے بھائی سلطان مریم بیگم محل حضرت خلد مکان کے ہین حاکم وقت کسی رئیس عالی خاندان کو قتل نہین کرتا بلکہ حفظ آبرو و ناموس کرتا ہی سارا شہر جانتا ہے کہ یہ مسلمان ہین ہمیشہ سے انکا طریق ظاہری لباس وغیرہ موافق اہل اسلام رہا ہے پھر انکی بی بی کا ہاتھ پکڑکر روبرو جناب عالیہ لے گئے کہ ملاحظہ فرمائیے انکا لباس مثل ہندوستانیون کے ہے یا نہین بعد اسکے ہاتھ دستگیری کو جناب عالیہ کے ہاتھ مین دیدیا فرمایا انکی مشکین کھولدو قید کر میر واجد علی کے سپرد کرو اونھون نے ایک مکان مین لیجاکر رکھا یہ بھی غنیمت سمجھے کہ اب حمایت سرکار مین رہنا بہتر ہے وگرنہ شہر مین پھر خراب ہون گے مرزا محمد تقی خان کو مرزائی بیگم نے اپنا عزیز بتا کر چھوڑوا دیا مفتاح الدولہ کے پاس رکن رکین جاکر آیا کرتے تھے ممو خان کے پاس بھی جاتے تھے بلکہ امیدوار کسی عہدے کے بھی رہے مرزا برجیس قدر کو ایک تعویذ مثل حرز جواد خاندانی انکے پاس تھا اور مختص فتح و فیروزی کا۔ خوشامد سے نذر دیکر گلے مین ڈالدیا کہ آپکی فتح ہوگی ایکدن چھوٹی تلوار نذر دی شاعر تھے قصیدہ بھی اونکی شان مین گذرانا تھا ایکدن عرض کیا میرے پاس کوئی بندوق نہین وگرنہ مین بھی کسی مورچہ پر جاتا مفتاح الدولہ سے کم ہوا مگر نہ ملی۔

میر واجد علی نے ان اسیرون کی جان بخشی کا ایک حیلہ مشہور کیا کہ جوزف جو ہانس بندوق کی قوتی بنانا جانتے ہین اوسکی صورت یہ تھی کہ اپنے پاس سے کہ ہر سو گوپیان سرکار مین دیا کرتے تھے

کہ انکی تباہی ہی اور مکان کرایہ مین اپنی حفاظت مین رکھا ان سب نے اپنی داڑھیان منڈھا دی تھین کرتی شانی
بیش گریبان پہنتے تھے سر پر عمامہ باندھی ہاتھ مین تسبیح زتیون پڑھے دانون لی بہر صورت جان بچی

احوال دلیر الدولہ عرف مرزا حیدر

فوج باغی چاہا کہ مثل نواب منور الدولہ دلیر الدولہ کے بھی گھر کو لوٹیے یہ پہلے با خبر ہو کر مع
اپنی رفقا اور ملازمین تن بمرگ دیکر مسلح گھر مین بیٹھے رہتے تھے ایک مہینے تک خاموش بیٹھے رہی یہ
ساماں دیکھکر پھر کسیکی جرأت نہ پڑی کا شکے منور الدولہ بھی یہی صورت کرتے وہ تو انسے زیادہ شکاری
تھے مگر مزا بہت مشکل ہی ہر شخص سی نہین ہو سکتا بعد اسکے حسب الطلب سرکار مین گئے چنانچہ ہر روز اسی
طرح مسلح مع رفقا جایا کرتے تھے جہان اور امرا اہل وثیقہ صاحبان نشین بیٹھے تھی چنانچہ لینے لنکے واسطے نظامت
صوبہ الہ آباد تجویز فرمائی تم فوج لیکر جاؤ وہان کا بندوبست کرو اونھون نے عدم واقفیت مالی و
ضعف قوائے سن پیری دربیش کیا موقوف رہا بعد اسکے جب جنرل اوٹرم صاحب دھاوے کو آئے
اسکے سات دن پیشتر انھین خلعت جرنیلی پلٹن نجیب ملچکا تھا جب بھی اونھون نے عذر کیا تھا کچھ پیشیفت
نہوا خود بھی کسی مورچہ پر نہ گئی اور نہ کوئی افسر غدر دینے کو آیا بہت غنیمت سمجھے خدا نے بہر حال بچایا

احوال نواب ممتاز الدولہ بہادر

جب فوج باغی لکھنؤ مین آئی نواب ممتاز الدولہ مصلحت وقت سمجھکر عنایت باغ جو گولہ گنج
مین قریب بیلی گارد تھا وہانسے اپنے قدیم مکان گنگنی سکل کے تالاب پر مع اسباب جاکر چند روز
روپوش رہی باغیون کے شر سے بچے مگر یہ کب ایسا گھر چھوڑتے عنایت باغ سے کچھ اسباب لوٹ کر
لیگئے بعد اسکے نواب نے کچھ خرچ کرکے افسران فوج سے ایک گارد سوار اپنی حفاظت کو متعین کر دیا
تنخواہ یومیہ انھین ملتا تھا دروازے پر سبیل شربت قند کی رکھوا دی تھی مجاہدین مردان خدا
بخوبی سیراب ہوجاتے تھی مرزا قاسم بیگ داروغہ عنایت باغ ضریح نقرہ لاکھ روپیے کی توڑ کر لے آئے

آخر تلنگون نے ایک خط جعلی اسمی آغا محمد حسین شیرازی جو انکے مکان میں جنرل صاحب آئے تھے یعنی نواب نے کانپور سے بھیجا ہی کہ تم مفصل احوال نواب منورالدولہ و ممتازالدولہ کا لکھو کہ کیا کر رہے ہیں اس علت جعل نواب ممتازالدولہ کو الزام دیکر گرفتار بلا کیا اور مرزا محمد حسین کو لوٹ لیا میر واجد علی نواب کے بڑے ساعی ہیں جناب عالیہ نے کیتا نون سے سفارش کرکے بڑی جد و جہد سے چھوڑ وا یا جب نواب حاضر حضور جناب عالیہ و مرزا حبیبقدر ہوئے دو اشرفی نذر دی نواب سعیدالدولہ نے اپنے بیٹے سے بھی نذر دلوائی دوسرے دن چھوٹی ولایتی بندوق اور ایک تلوار مرزا حبیبقدر کو دی چند روز میں فضل خدا کے جناب عالیہ سے ایسی موافقت ہو گئی کہ ہم پیالہ ہم نوالہ ہو گئے ممو خان کو بڑا خار گذرا جناب عالیہ نے انکی بیٹی سے نسبت مرزا حبیبقدر کی تجویز کی مگر کوئی رسم عرفی مقرر نہوا زبانی تجویز رہا اور سارے شہر میں حال موافقت و نسبت کھلا گیا ایک دن کئی انگریز کھلے کئی رومال تحفہ لائے اور ہر روز ایک تحفہ لیکر آتے تھے خالی ہاتھ نہ آتے تھے ممو خان نے انتہائی موافقت ناگوار بلکہ خار سمجھکر آنے جانے میں روک کیا بلکہ تجویز کیا انکے ساتھ فوج کرکے کہیں بھیجدیا چاہیے مگر جناب عالیہ نے نجانے دیا بدستور اپنی پاس رکھا کہ جب ممو خان کو خلش زیادہ بڑھی اور بہت خار جگر کھٹکنے لگا جناب عالیہ کو سمجھایا یہ بڑے ڈیپے و آہیں انسے بھی کچھ لیجیے وگرنہ مجھسے اب کام چلتا نہیں معلوم ہوتا جب نواب کو یہ کھٹکا ہوا انسے بھی راہ رسم دنیا سازی بڑھایا چنانچہ ممو خان جب کچھ علیل ہوئے نواب نے جاکر اونکے بازو پر اشرفی باندھی جب اچھے ہوئے اپنی گھر بلایا ایک ولایتی بہت عمدہ ایک جوڑی طپنچہ میر واجد علی کو دی اور بہت دنیاداری سے کہا ہمیں تم اپنا جانو تلنگے ہمارے دشمن جانی ہیں انکا کہنا نہ سننا کچھ سوار ہمارے ساتھ کردو ممو خان نے دس سوار تعینات کر دیے بہر صورت بنچے۔

فوج انگریزی کا الہ آباد سے پہونچنا شکست رانا راؤ کا ہونا

رانا راؤ پیشوا کا پیشوا اپنی عیش و عشرت ناچ و رنگ میں مشغول تھے اور دس پندرہ ہزار سوار و پیادہ مثل سہ بندی خچر کی بھرتی جنگ نا دیدہ فاقہ مست ٹوٹی ماری کچھ لکھنو کچھ اطراف جوانب کے لیے تھی فوج جنگی ... پیدل تلنگوں کا نہ تھی تھا انکی غفلت و حرکات خلاف دیکھکر پیدل اپنا سے خاطر جمعی تھی بلکہ منظور تھا اگر بنتے نواب یا کوئی اور صاحب حوصلہ اولوالعزم ہاتھ لگتا وہی انکو اپنا حاکم

استعمار کرین اگر کوئی نہ ٹھہرا ناگاہ خبر آئی کہ فوج گورہ الہ آباد سے آن پہونچی ہے اسکا سبب یہ ہوا تھا کہ قبل از داخلہ کئی سو میم بچے وغیرہ انکے دام بلا مین گرفتار تھے اور جبتک کسیکو قتل نہ کیا تھا فقط بند زندان مین رکھا تھا اگر اپنی حفاظت مین رکھتے کیا عجب ہے روز بروز دیکھ بلکہ ایکدن ان سب کے لباس کثیف دیکھکر حکم کیا دھوبیون سے انکا لباس سفید دھلوا دو مگر میم گونیدون کے ہاتھ ہر طرف سے پانچ چٹھیان اپنے احوال گذران کی لکھکر بھیجتی تھین چنانچہ ایک دن وہ گونیدے مع چٹھی پکڑے گئے بس یہی ان سب کی قضا کا باعث ہوا بالا راؤ مع فوج جنگی و نوملازم مقابلہ فوج گورہ آنے ہو بہان رانا راؤ نے جھنجھلا کر ان سب اسیران بیگناہ کو بہزار ذلت زیر تیغ لیا اس جرم پر کہ تمنے اپنی فوج کو ہمارے قتل کو بلایا ورنہ ہم تمہین قتل نہ کیے قید مین رکھتے میم نے حالت یاس مین بہت سا عذر بساجت کیا کسینے نہ سنا اور نہ کوئی انجام کار کو سمجھا کہ قتل عورات و اطفال کس ملت مذہب مین جایز ہے اور بالفرض اگر قتل بھی ہوے تو لندن خالی ہوگا اپنی موت پا یا سے اس سے زیادہ تر مرجاتے ہین یہ بھی نہ سمجھے کہ امیر دوست محمد خان کابل نے کسطرح اپنی حفاظت مین عورات کو رکھا ہو و بیرحما فظ کر دیے تھے اسی طرح اگر یہان بھی صورت شفقت کی ہوتی کیسی نیکنامی ہوتی اور صورت زوال بھی حسب لخواہ ہوتی پس جیسی صورت ہوئی سرکار کے حق بجانب ہوئی جتنا غصہ اسکی باداس مین ستے کے واسطے کر دیتی غرضکہ مابین فتحپور سرسول مندرا جی گورون سے مقابلہ ہوا ایکساعت تک لڑ کر واسطے بعد فوج جدید جنگ نادیدہ پیا ہوئی اور مرہٹے کبھی میدان کی لڑائی کی قابلیت نہین رکھتے خلاصہ کانپور سے ۲ کوس تک فوج ٹھہرتی مقابلہ کرتی بھاگتی چلی آئی اس عرصہ مین بالا راؤ کے پانون مین گولی لگی توپین چھٹ گئین کانپور مین پہونچکر قدم نہ ٹھہر سکا بٹھور کو بھاگے اس بہانے کہ وہان سے اپنی مقبوضہ لیکر آتے ہین یہان فوج مین تلاطم پڑ گیا جانا کہ رانا راؤ بھاگ گیا سبھون نے سیدھی گھر کی بلکہ بٹھور تک چلے گئے اونھون نے رانا راؤ کا گھر لوٹا اونسے جب یہ صورت فوج کی دیکھی کچھ نہ بن پڑا گنگا سے اوتر کر فتحپور چوراسی مین اکر ٹھہرا چودھری کے یہان جو نمبردار فتحپور چوراسی کے تھے —

جب فوج مفرور باغی گھر لوٹ چکی ہر گھاٹ سے عبور کرنا شروع کیا اوسوقت گھاٹ پہ

ہر شخص پانچ پانچ روپیہ پاچ کو دیتا تھا کہ مجھے پہلے اوتار دے کسواسطے کہ یہ سب نامرد فاقہ مست لکھنؤ کی لوٹ سے مالامال ہو چکے تھے جانتے تھے اپنے بچون مین پہونچکر خیدسے آرام سے روٹی کھائین مبادا راہ مین لٹ جائین ۔

فوج انگریزی کانپور تک پیچھا کرتی چلی آئی جب میدان خالی پایا صوبہ دار کے تالاب آکر مقام کیا احمد علیخان وکیل عدالت کانپور اور کئی مہاجن شہر خیرلے ہولاگ صاحب کے استقبال کو گئے سڑک پر کھڑے ہوے سلام کیا مہاجنون سے استفسار حال کرکے حکم رسد رسانی کا دیا اوسکی صبح فوج ٹھور گئی رانا راؤ اور بعض گھرونکو لوٹ کر آگ لگا دی ازبسکہ گورے خستگی راہ سے نبت بہوکے تھے اشیاء ماکولات بازار پر گرے اوسکی قیمت بھی دی یہ شکست رانا راؤ ۱۵ - جولائی ۵۷ء کو ہوئی ۱۶ کو صاحبان عالیشان نے بندوبست شہر کا پیور کیا بس ہنگامہ یہان سے گرم ہوا جسے پایا بے تحقیق روبکاری بے تکلف پھانسی دیدیا اسواسطے کہ شعلہ نار مقتولین بیگناہ نے جگر جلا دیا تھا کئی ہزار کی نوبت پھانسی کی پہونچی اکثر اسپنے تئین بے قصور جانکر رہ گئے بھاگے ہزار دن گرفتار ہوکر پھانسی دیے گئے از انجملہ اعظم علیخان تولوگ باتفاق کہتے ہین بے قصور تھے شریک باغیون کے نہوے تھے اور اپنے بے قصور سمجھکر بھاگے نہ تھے پہلی باشتی جو کچھ لینا تھا لیا نقد و جنس سے بدلے کے پھانسی دی ہرچند داد و بیداد اپنی بے حرمتی کی کی نہ سنا اب سرکار نے از راہ عدالت کو اغذ نوٹ جو اونکے عیال کے نام تھے دیے کہ اپنی بسر اوقات کرین ۔

فتحپور مین پھانسی شروع ہوئی کسواسطے کہ وہانکی رعایا اور ناعاقبت اندیشون نے اپنی اجل آپ بلائی تھی اور چودھری جبا سنگھ کے بھی لڑکے مارے گئے ۔

بنارس مین پلٹن والنٹیرسی اور رفوج سے کچھ فساد ہوا چھاؤنی سکرورین لیکن راجہ کی ہمت سے صورت امان ملی مگر استیصال باغیونکا ہوا اسکے بعد پلٹن لکھنؤ آئی اپنی گروہ باغی ہوگئی الہ آباد مین سب سے زیادہ پھانسی دیگئی کہ ایک مولوی نے مجہدی جھنڈا اوٹھا کر تمام رعایا کو باغی بنا دیا پہلے حکام فوج قلیل سے قلعہ بند ہوے فوج باغی نے خزانہ سرکاری لوٹکر سید حقی دلی کی راہ لی دریاباد کی ٹھیان رعایا وغیرہ نے ملکر کچھ خزانہ لوٹا اور پھر جہاد پر کمر باندھ مقابلہ کیا مثل مشہور کمزور مار کھانیکی نشانی نسمجھے ہم کس کو سہی مقابلہ

سرکار سے کرتے ہین آخر فوج نے قلعے سے نکلکر ان سب کا ستیاناس کردیا گرد شہر کے آگ
لگادی بعد تسلط ہزار کو پھانسی دی بعض اولوالعزم اپنی حماقت سے لکھنو کمک لینے کو آئے
مگر قضانی اونھین جانے نہ دیا کہ مین خود تمھارے پاس حاضر ہون اتنی دور کا ہمکو تکلیف راہ اوٹھاکر
آئے بعض لکھنو کی صاحب بھی آمادہ الہ آباد گئے ہوئے بشرطیکہ خزانہ اور فوج سرکار سے ملتی —

نقل عجیب

جب کانپور مین ۳ ہزار آدمی نے پھانسی پائی ہزارون بھاگے ہزارون بچ رہے ہر ایک
کی صورت نجات مختلف ہوئی از انجملہ یہ سبیل مذکور ایک سقہ رہنے والا لکھنؤ کا وہ بھی بیکار تھا
سب کے ساتھ جاکر نوکر ہوا جب شکست ہوئی ایک شخص کے گھر مین چھپ رہا بعد کئی دن کے صاحبخانہ
نے کہا تم میرے گھر سے چلے جاؤ ایسا نہو کوئی گوئندہ سرکار مین خبر کردے مجھے تمھاری صحبت سے پھانسی
ملیگی یہ سقہ مضطر ہوکر نواب گنج کی سڑک پر چلا جاتا تھا اتفاقاً ایک صاحب اکیلا سوار نواب گنج
سے آتا تھا اوس سے پوچھا کون ہے کہان جاتا ہے اوسنے کہا لکھنؤ مین میان احمد علی کی سبیل پر رہتا
پر نوکر تھا فرخ آباد مین میرا بھائی ہے اوسکے دیکھنے کو جاتا ہون کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو راجا کا
نوکر تھا ہر چند اسنے عذر کیا اوسنے اپنے ساتھ لاکر گورون کے پہرے مین دیا کہا ہم آج کے
تیسرے دن تجھے پھانسی دینگے اوسنے کہا میرا قصور کیا ہے کہا تیری قوم مسلمان نے ہماری میم
بچونکو بیگناہ مار ڈالا ہے اسنے کہا مینے تو نہین مارا کہا ہم تمھاری سب قوم کو پھانسی دینگے
ایک کو بھی نچھوڑینگے اگر تیرے خدا مین کچھ طاقت ہوگی ہماری قید سے چھوڑا لیگا اوسنے کہا بس ہے
اب میرا آسرا اور بھروسا یہی ہے غرض اسکی مشکین باندھکر بجھی کے نیچے درخت کے ٹھہرا دیا کھانا
کھانا پانی کچھ نہ دیا تیسرے دن مینھ شدت سے برسنے لگا اوسیوقت بیوگل کوچ ہونیکو بجا گورے
سکو تھے متوجہ تیاری سفر ہوئی اوسوقت سقہ نے منھ اپنا آسمان کیطرف اوٹھایا اوسکے ہاتھ کی رسی
ڈھیلی ہوکر گرپڑی یہ بہزار خرابی شیشم کے درخت پر چڑھکر ایک ٹہنے سے لپٹ کر چھپ گیا جب گورے
اسے اکر ڈھونڈھنے لگے نہ ملا مایوس ہوکر چلے گئے تھوڑے دیر مین ایک سائیس کسی صاحب
کا اوسی درخت کے ٹھہرا اپنا سر اوٹھایا اوسے دیکھکر کہنے لگا یہ کوئی شہری سودائی ہے

یہ کہکر چلا گیا سقہ نے جانا ایسا نہو یہ لشکر مین جا کر خبر کر دے اسنے تینون بھیا کر دخت سے
کر پڑا اور نواب گنج کو سیدھا بھاگا مجبور کے کہا سے اتر کر اسپارتا یا صاحب اسپچا یا جیسا اوس صاحب نے کہا تھا
اسیطرح ایک چپراسی ڈاک انگریزی نقل کرتا ہی کہ جسدن فوج انگریزی داخل کانپور ہوئی تھی مین
گوشہ سڑک پر رسوئی تیار کر کے چاہتا تھا کہ کھاؤن کہ دفعتاً ایک صاحب گندہ ڈرا چہرہ بکھرے بال پاس آئے
کہنے لگا ہم بہت بھوکا ہے ہمین اپنا کھانا دو مین سنے دال روٹی سب اوٹھا دی پانی پیکر
مجھسے کہا بتاؤ میم کہان ماری گئین ہمسے کچھ خوف نہ کرو یہ کہکر رونے لگا کہا ہماری میم بھی
ماری گئی ہے مین نے کہا اوسطرف جہان وہ کنوان ہی یہ سنکر صاحب اوسیطرف چلا گیا۔

اولاد نواب معتمد الدولہ

نواب محمد علی خان عرف منجھلے نواب کا گھر پہلے فوج باغی نے خوب لوٹا گرفتار کیا
چاہتی تھی مارڈالین بعلت سازش چھپانے میم و صاحب کے مگر رانا راؤ نے سردار امیر بحیک فوج
سے بچا یا جب انتظام کانپور ہوا بعد از خرابی بہت سی روبکاری کے بعد چھوٹے اپنی بیبری سیطرح
سب طرح سے ثابت کی وثیقہ بدستور جاری ہوا روانہ عتبات عالیات ہوکر بیاورت اختیار کی بعد
کئی برس کے وہین انتقال کیا گھوڑدور کا بڑا شوق تھا ہرسال بمبئی مین آیا کرتے تھے پھر چلے جاتے تھے
نواب دولہ خویش اور بھانجے نواب معتمد الدولہ اس جرم پر دھرے گئے کہ انکے دروازے پر
ایک میم ماری گئی تھی مگر بروقت روبکاری سب اہل بازار نے باتفاق گواہی دی کہ یہ اوسوقت
کانپور مین نتھے اور کسیطرح شریک فوج باغی نہین ہوے غرض جان بچی وثیقہ جاری ہوا
نواب نظام الدولہ سید علیخان اس ہنگامہ مین لکھنؤ چلے آئے تھے جب کانپور گئے بعد از خرابی
بعد کئی برس کے وثیقہ جاری ہوا۔ ایک وجہ اور بھی تھی کہ یہ فرمیشن بھی تھے اس جہت سے اہل
فرقہ خاص مین بطریق حق برادری ایک دوسرے پر بشرط اختیار لازم ہوتا ہے۔
نواب باقر علیخان یہ بھی لکھنؤ چلے آئے تھے اور سب کے ساتھ جان بچا کر بھاگے تھے
بروقت امان لکھنؤ سے گرفتار ہو بسواری اونٹ بہزار ذلت کانپور گئے حاکم عدالت نے بعد روبکاری کے
قید کیا گھر تا اسباب ضبط ہوکر نیلام ہوگیا کئی مہینے تک قید رہے بہت سی تکلیف اوٹھائی اسی قید مین

انکا بیٹا بھی مرگیا تھے نواب نے چاہا کچھ مین مدد کرون اپنی غیرت سے قبول نہ کیا پھیر دیا اور کسی
غیر کے شرمندہ احسان نہوے ایک مہاجن انکا بقدر کفاف یومیہ دیا کرتا تھا بہ امید انشاءاللہ
اسی مین اپنی گذران کیا کرتے تھے اور بظاہر صاحب عدالت کے خلاف ہونے سے صورت نجات مشکل
معلوم ہوتی تھی آخر احمد علی خان وکیل عدالت او رمیخز صاحب نے ایک صورت نکالی اس عرصہ مین
نواب خرد محل نے کربلا سے جوشش محبت مادری سے ۶ ہزار خرچ کو باب رہائی مین بھیجے بعد
کئی مہینے کے ۔ ویکاری کی بحکم صدر کچھ تخفیف زندان ہوئی آخر بے جرمی ثابت ہوئی صاحب عدالت
کو بسبب نافہمی مقدمہ الزام ہوا مستحق پانے اپنے وثیقے کے ہوے ایک لاکھ کئی ہزار سب ملے
پھر سامان امارت درست ہوگیا خلاصہ پھر مشرف بعتبات عالیات ہوئے پھر لکھنؤ آئے اپنے
دونون بیٹون کی شادی مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کے دونون بیٹیون سے کرکے چلے گئے
مزاج مین تمکنت وغرور امارت بہت تھا اور اپنی قابلیت علمی کو سب سے بہتر سمجھتے تھے آخر انتقال
کیا وہ بیٹے ہین آپس مین بہت اتفاق رکھتے ہین ایک صاحب کربلا بھی مشرف ہوآئے صحبت
بہت معقول ہے لوگ انکے چلن کی ہر طرح سے تعریف کرتے ہین خلاصہ یہ ہے کہ اس ہنگامہ فساد
مین سب برخود غلط ہوگئے تھے تسلط صاحبان عالیشان کا یقین نہ تھا اب جسطرح سے چاہین بیان کرین

خبر شکست رانا راؤ وغیرہ

آخر ماہ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ مطابق ۳۰ - جولائی ۱۸۵۷ء خبر آئی کہ رسالے اور پلٹن کانپور
سے بھاگے چلے آتے ہین نانا راؤ نے شکست پائی فوج انگریزی عقب فوج مفرور چلی آتی ہے
غالب ہے کہ داخل نواب گنج ہوئی ہو اسکے پیشتر ایک سوار ہلفار کانپور سے چلا آیا سید عماد
کے پاس حاضر ہوکر چپکے سے خبر شکست کہی کسیکو یقین نہوا احتمال کذب رہا جب یہ خبر اخبار یا یقین
راجہ جی لال سنگہ نے جنابعالیہ سے عرض کیا غضب ہوا جو فوج تلنگہ وغیرہ تا کانپور تعین تھی
گورون کی آمد سے ماری ڈر کے بھاگی چلی آتی ہے لیکن جتنی میرے ہمراہی تھی وہ ٹھہر گئی ہین اس
صورت مین کیا عجب ہے شام یا صبح کو گورے داخل شہر ہوجائین دیں یہ خبر سنتے ہی ایکے

تلاطم پڑگیا سبکے دل کانپنے لگے جنرل حسام الدولہ شرف الدولہ کو بلایا مشورہ ہوا لیکن اوسوقت بدحواسی سے یہ حال تھا کہ کیا کچھ چاہتے تھے منہہ سے نکلتا کچھ تھا پھر افسر طلب ہوئے آگے سب زیادہ حواس باختہ تھے مگر بظاہر دلجوئی کو کہنے لگے رانا راؤ اور اوسکی فوج نامرد تھی شہر مین نہ آنے پاتے ہین کچھ خوف نہین ہم اسی دن کی خوشی مناتے تھے کہ گورے میدان مین ہمارے مقابلے مین آئین جیسا چپت پر مارا ہی اوسیطرح ایک روز مین مارلین گے گورے بہت تھوڑے ہین لعنت خدا کی فوج جنگی کا پہوپر سے بھاگ آئی نواب اور جناب عالیہ نے فرمایا یہ توسب باتین ہین اب گورے قریب شہر آپہونچے اسکی کیا تدبیر ہے کسیکو اونکے روکنے کو بھیجو جنگیون نے جان چرا کر کہا ہم تو خواہ نخواہ جائینگے مگر یہ نظامت کے لوگ مثل پلٹن نادری اختری بارلو وغیرہ خیرخواہ سرکار ہین انکو بھیجو کہ یہ اپنا کام توہمین دکھائین ہماری ہر بات مین برابری کرتے ہین اور مقابلا و ۱۲ روپئے تنخواہ مانگتے ہین نظامت والون نے کہا کہ تم جنگی رہو تمہارا پہلا نمبر ہے لڑنا تمہارا کام ہے ہمارا کیا جب ہم جواب دے دیگے اوسوقت ہم جائینگے ہم اس گھر کے قدیم نمک خوار ہین جان نثار سرفروش ہین غرض اسیطرح کی تکرار کرکے باتین بناتے رہے جاتا کون تھا آخر نصرت جنگ راجہ جےلال سنگھ بجبوری اپنی پلٹن لیکر تا کہ شہر پہ گئے اور جابجا باغ حوالی شہر مین لوگ بٹھا دیے رات دن ردند پھرنے لگی۔ مگر فوج بہادر ایسی غیرت دار تھی اون مین سے ایک بھی نہ گیا کوئی کہتا تھا جنگی جائین کوئی نظامت۔

ہرکارہ مفصل خبر لایا کہ پلٹن اسیون زفل ڈفل کا سٹر گلس فدا حسین رسالدار دو سٹر کسور فتکاس توپخانہ یہ سب قریب شاہ دہ کانپور سے آکر ٹھہرے ہین اور گورے ابھی دریا گنگ اسپار نہین آئی ہین اسپر یہ نامرد کہنے لگے بھائیو اگر کل دھاوا کرکے جائیگا رو لیلیا انگریز ونکو مار لیا جان انجان سب بچیگا ورنہ جب اونکی کمک کانپور سے آجائیگی پھرکسی سے کچھ نہو سکیگا افسرون نے جواب دیا ہم حاضر ہین ہمکو کسیطرح اپنی جان عزیز نہین پھر سب نے باتفاق قسم لی۔ مسلمان نے قرآن ہندو نے گنگا۔ برہمن گنگا جل لے آیا مسلمانون نے قرآن اوٹھایا ہندو نے گنگا۔

الغرض اوسکی صبحکو دھاوا ہوا ابھی افسر تارے والی کوٹھی مین سب جمع تھی کہ دفعتہ بیلی گارد سے ایک بم کا گولا آیا کوٹھی کی چھت پہ ٹوٹا افسر کھڑے ہوگئے سر پہ پاؤن رکھکر بھاگے

اوسوقت تماشائی طعنہ زن ہوتے تھے کیسی قسم تھی کہ ہم نہ بھاگینگے معلوم ہوا کل کے دھاوے
پر بھی اسیطرح بھاگو گے دوسرے دن ہر پلٹن و رسالہ اپنی جگہ پر تیار ہوا سید برکات احمد جنرل فوج
باغی مع اپنے رسالے و فوج بیلی گارد پر تلے ہوے چلے ہوگل مچا ہوا تلنگوں نے جاتے
ہی بیلی گارد کو گھیرا ہر طرف سے شاہ جی بھی برا سپر سوار ہوکر آئے کہنے لگے یہ دھاوا ناحق
ہوتا ہے جب تک مین نہ کہونگا پیش نہوگا یہ کہکر چلے گئے تلنگے بم مہادیو کہتے ہوے بیلی گارد
پر چلے مگر سوار و توپخانہ خدا کے فضل سے خاص بازار سے آگے نہ بڑھا کردفعۃً توپ دھاوے
کی چلی اور سبھوں سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب توپ چلے سب دفعۃً دھاوا کرین اور سرنگ مین آگ دین
مگر نہ اوڑی اور تلنگے قریب دیوار بیلی گارد جا پہونچے دیوار کھودنے لگے کچھ تلنگے گرجہ کیطرف
سے کچھ خزانے کیطرف سے آگئے ممو خان کے پاس ہرکارہ خبر لایا دھاوا پیش ہوگیا گوروں
سے سنگینین چل رہی ہین خزانے و میگزین پر تلنگوں کا قبضہ ہوگیا سب گورے سمٹ کر امیر
مرزا ولایتی محل کے بھائی کے مکان مین چھپے ہین مدد جلد بھیجیے ایک کمپنی لیول کی پلٹن کی
اندر ہے اور سب تلنگے بم کے گولون سے بھاگے چلے آتے ہین ایک جمعدار اسی پلٹن
کا ممو خان اور شرف الدولہ کو گالیان دیتا ہوا آیا کہ یہ سب ملے ہوے ہین ہم کہے جاتے
ہین دہان کوئی نہین جاتا یہان مسند پر بیٹھے تکیہ لگائے پادرہے ہین ہماری کمپنی کے
تلنگے اندر پھنسے ہوے ہین یہ کہکر روتا تھا معلوم ہوا وہ بھی بھاگ کر آیا تھا اسکا منشا یہ تھا
کہ کچھ روپے اس فریب سے ملیںگے اوسوقت میر واجد علی نے بیس روپے اوسے دیے
اور کہا کہ علی محمد خان اور نواب صاحب بھی دھاوے کو جاوینگے اور مدد بھی جاتی ہے اب تم
بہت لڑ چکے آرام کرو کہا و جا کر یہ سنکر وہ چلا گیا استنے مین خبر آئی کہ گوروں سے تلوار چل رہی
ہے اور میسنگ کپتان کے تلنگے اندر ہین مدد نہین جاتی بھوکے پیاسے تلنگے لڑ رہے ہین
نہ باہر نکل سکتے ہین اور نہ ٹھہر سکتے ہین اور کہہ رہے ہین میگزین اور خزانہ ہم مر کر بھی نچھوڑینگے
کسیکو اسمین سے حصہ نہ ملیگا ہمنے جان دیکر یہ خزانہ لیا ہے بعض کہتے تھے چلو پہلے خزانہ و میگزین لیلو حصہ ملیگا
بعض گالیان دیتے تھے ہم کیون دین ہم لڑنے کیواسطے ہین اور ہرکارے دمبدم خبر لاتی تھی
سب گورے مارے گئے تھوڑے سے رہ گئے ہین وہ اودھر سے گولیان برساتے ہین ممو خان

خوشی خوشی سے حضرت محل کو خبر دے رہے تھے کہ آج شام تک بیلی گارد خالی ہوا جاتا ہے وگرنہ
پہر رات تک تو کچھ فرق نہین جنابعالیہ کو تمام رات نیند نہ آئی اور رنج بھی رہا کہ ہمارے تلنگے اندر
پہنچے ہوے ہین دیکھیے کیونکر نکالتے ہین بہجکر میر واجد علی نے اپنے معتبر مخبر کو بھیجکر مفصل خبر منگوائی کہ
نہ کوئی تلنگا اندر ہے اور نہ کوئی خزانہ تک گیا ہے فقط دیوار خزانہ تک جا پہونچے ہین میر صاحب نے
یہ خبر جنابعالیہ سے کہی اونھین بہت تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے سب جھوٹ و فریب ہے بعد اس
تحقیقات کے تلنگون کا اندر جانا بالکل غلط ٹھہرا انجمیون کا پرچہ آیا ۲۲۰ مارے گئے - لاشین
چھکنین ۱۰۵ اسسک رہے ہین بس اس دھاوے سے تلنگے ایسے بدحواس ہوے جی سبکے چھوٹ
گئے اور کہتے پھرتے تھے جب تک جرنل صاحب ممو خان نہ جائینگے ہم اکیلے دھاوا نہ کرینگے ہمین
کٹوائے دیتے ہین آپ گھر مین چین کر رہے ہین

ایک شخص یہ خبر لایا کہ پلٹن لمبٹون ڈفل ہوٹ وغیرہ آمد کانپور کہتی ہے کہ اگر سرکار ہمین
طلب فرمائے اور دھاوے پر بھیجے دیکھیے ہم کیا کام کرتے ہین جسقدر شرمندگی سے دھوکا
کانپور مین اوٹھایا ہے وہ سب مٹ جائیگا ایک دم مین انگریزونکو قتل کرینگے بیلی گارد لیلینگے
اوسوقت سرکار ہمکو تنخواہ دے یہ بات سنکر جو فوج بیلی گارد سے بھاگی آتی تھی اوسکے کان
کھڑے ہوے جنابعالیہ سے آکر عرض کیا ہم سنتے ہین جتنی فوج کانپور سے بھاگ آئی ہے آپنے
بلوایا ہے اوسمین دغا ہے کسواسطے ہمنے سنا ہے کہ انگریزنے اونھین اپنی فوج ملا دی ہے کہ
تم پہلے بھاگنا فوج از خود بھاگ جائیگی جب وقت پاتا ریاست پر قبضہ کرلینا ایسا نہو وہ دشمن باطنی
انگریز شریک ہون ہم اونھین شہر مین نہ آنے دینگے ہم سبکو مار ڈالینگے اور اگر وہ صاف ہین پہلے ہمسے
قسم اقسام کرلین ہمارے پاس آوین یہ بات سنکر سب کے کان کھڑے ہوے جنابعالیہ کو اسقدر اندیشہ
و قلق ہوا کہ مرزا جیسقدر کا باہر کا نکلنا موقوف کردیا غرض قاسم خان رسالدار ۱۵ آدمی رسالہ کا
اونکے پاس گیا کہا اگر تم صاف ہو پہلے افسرونکے پاس چلو بعد قسم کے شریک حال ہو چنانچہ وہ سب راضی
ہوکر تارے والی کوٹھی مین آئے قرآن گنگا اوٹھی کہ ہم بدل وجان تمھارے شریک ہین انگریزونسے
ہرگز ساز نہین رکھتے پھر وہان سے حضرت باغ مین چاندی والی بارہ دری مین آکر تنخواہ کا تصفیہ
ہوا کہ ہم ۷ روپے تنخواہ تمھین دینگے افسران آمد کانپور نے کہا ہم ۱۲ لینگے افسران لکھنؤ نے کہا ہمنے

مسند نشین کیا ہی اسوجہ سے ۱۲ لیتی ہین تمنے ابھی کچھ کام نہین کیا انھون نے کہا ابھی ہم کچھ نہ لینگے بعد فتح کے ۱۲ لینگے اور اگر ہمین نوکر نہ رکھوگے ہم دفعتہً شہر لوٹ لینگے بعد اوسکے اونکا ڈیرا وحسین آباد شیش محل و دولتخانہ کی کوٹھی کلان مین ہوا

ناناراؤ کے وکیل کا مع خط آنا

ناناراؤ کا وکیل آیا ایک خط اس مضمون کا لایا اگر اجازت ہو ہم تمہاری شہر مین آوین جناب عالیہ نے اجازت دی راجہ جے لال سنگہ کلکٹر کو حکم ہوا کہ ۱۲ اونٹ ۲۹ چھکڑی ۱۰ اگاڑیان بیس پچیس ہاتھی لیکر فتحپور چوراسی کو جاؤ ناناراؤ جیا سنگہ چوہری کی گڑھی سی عین شدت بارش مین معہ عیال شہر کو چلے نصرت جنگ دوسو سوار دو ہاتھی ہودہ نقرہ دو شتر سوار سے پیشوائی کو گئی اور بحکم جناب عالیہ دولتخانہ شیش محل مین اوتارا اوسی آراستہ کردیا تھا اور شطرنجی دس چاندنی دس پلنگ کئی کرسیان شیشہ آلات وغیرہ بقدر ضرورت مع تصویرات بھیجدیا ہ ۔ تاریخ شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۷۳ھ ناناراؤ داخل شہر ہوے ۱۱ ضرب توپ سلامی ہوئی حسب الحکم میر واجد علی خیر و عافیت مزاج کو گئے دوشالہ رومال خلعت پایا اور کہا ہماری ۲۱ ضرب کی سلامی ہوتی مضائقہ نہ تھا ورنہ کچھ احتیاج سلامی کی نہ تھی اونھون نے کہا ۲۱ ضرب کی سلامی فقط بادشاہ کیواسطے معمول ہی یہ کیونکر ہوسکتا خلاصہ اسیوجہ سی سلامی موقوف رہی جناب عالیہ نے پھر خلعت تجویز کیا خاصت خانے سے نکلا ۔ ۲۵ ہزار روپے دعوت کے اور خلعت اس تفصیل سے قباے زرین شمشیر و سپر مالا مروارید دھکدھگی مرصع الماس کنٹھہ مروارید نورتن مرصع دستبند مروارید دوشالہ رومال پرتن زرین کار لبادہ کمربند شال اسپ مع ساز زرین نقرہ ہاتھی ہودج نقرہ اس سب کو پہلے جناب عالیہ نے دیکھ لیا ۔

خبر آمد فوج انگریزی کانپور سے

اس عرصہ مین ہرکارہ متعینہ گھاٹ کانپور خبر لایا کہ گورے اگنبوٹ مین سوار اس پار دریا کے آئے گھاٹ اپنی فوج کے اترنیکا دیکھکر چلے گئے تدبیر فوج کے اوتارنے مین ہین یہ خبر

سنتے ہی محلات اور فوج باغی مین ایک تہلکہ عظیم پڑگیا جرنل حسام الدولہ کو حکم ہوا کہ تم فوج لیکر گھاٹ پر سد راہ کو جاؤ جرنل بہادر ہر افسر فوج سے کہتے تھے ایک دوسرے پر ٹالتا تھا غرض اسی حیلہ و غفلت سے دن گذرے آخر ہزار خرابی دو توپ خانہ چار پلٹن چلنے پر مستعد ہوئی وہ بھی چلنے مین آج کل کرتی تھی اس عرصہ مین محمد مرزا کمیدان کا تھانہ بشیر گنج مین تھا خبر آئی کہ فوج انگریزی چھ کنار دریا درست کر کے پل باندھکر اس پار اترا چاہتی ہے اوسکی روکنے کو جلد فوج جاوے تو بہتر ہے چنانچہ جنرل بہادر خود تشریف فرما ہوے مگر نواب حراز الدولہ اسسٹنٹ و کمانڈنگ فوج تھے بجاے اپنے روانہ کیا ہر چند وہ کچھ علیل بھی تھے اور اس سفر مین خیمہ سے باہر نہین نکلے فقط اپنے بھائی کے کہنے سننے سے گئے۔ میر فدا حسین کپتان اور اونکے بھائی میر محمد حسین کلکٹر عبد الہادی خان قندھاری رفیق خاص نواب اپنے جوش جہاد ایمانی سے سب سے تیز دست و جست ہو کر گئے اتفاقاً ایک دن گھاٹ پر بارش شدت سے ہوئی۔ سپاہ بے سر و سامان خوب ابتر ہوئی اوڈھر فوج انگریزی نے فرصت پا کر پل بخوبی باندھ لی اودھر سے پہلے ایک بڑی توپ لگائی تھی اوسکے گولے سے پل نہ بندھ سکتی تھی اور شرف الدولہ اور غلام رضا خان کو حکم رسد رسانی کا ہوا۔ پھر بجاے جب حکم ممو خان امراؤ مرزا مقرر ہوے

پھر پرچہ اخبار لڑائی کا آیا کہ گھاٹ پر ایک ساعت تک خوب لڑائی ہوئی جب مینھ شدت کی برسنے لگا فوج پسپا ہوئی مگر اس پر بھی گرتی پڑتی لڑتی ہوئی دہی کی چوکی پر دو کوس گھاٹ سے ہٹتی چلی آئی ایک باغ مین آڑ پکڑ کر خوب لڑی پھر مینھ اس شدت سے برسنے لگا کہ فوج مین کچھ حال نرہا جا بجا متفرق ہو گئی اسمین گورے بہت مارے گئے دھاوا کر کے گرد وارہ گانون مین پہونچے پھر اولٹے گھاٹ کو چلے گئے۔

فوج باغی کے جب پانون نہ ٹھہر سکے فوج سب طرف بھاگی جسقدر رہ گئی مع افسر بشیر گنج مین ٹھہری اور جا بجا باغات مین اپنا پڑاؤ کیا حراز الدولہ اپنے خیمے مین اترے جانتے تھے کہ مین بنام اونکے ساتھ آیا ہون اب لڑائی کا انکا کام ہے جائین چاہین نجاہین دوسرے دن ایک گویندے نے فوج سے کہا کہ فوج انگریزی ابھی بڑی دور پڑی ہوئی ہے تم جب تک یہ فراغت اپنی روٹی کیون نہین کر لیتے یہ سب اوسکے فریب مین آکر اور غنیمت سمجھکر نہانے روٹی پکانے لگے اور با طمینان

روٹی کر رہے تھے کہ دفعتہً سامنے سے فوج انگریزی نمود ہوئی ۔ آگے پیشتر وکٹی سو مویشی رکھے
آن پہونچی زیر چھپرہ توپ سبکو رکھ لیا افسران جنگ نا دیدہ دخیرہ منتظلہ نے سامنا سڑک کا
چھوڑ کر توپونکو سڑک کے دہنے بائین کھینچا ۔ اس خیال سے کہ ہم دونون طرفسے اونپر مارکرینگے
وہان دونون طرفسے پانی سے دلدل ہوگئی تھی پہیے توپون کے جا کر پھنس گئے اور پھنسگئین اس
عرصہ مین گورے سر پر آپہونچے یہ سب سر پر پانون رکھکر بھاگے انسے پہلے سوارون کے
پانون اوکھڑ گئے اور چوپڑ کے اصطبل مین اگر دم لیا تھوڑی سی فوج انسے ہٹکر کچھ فاصلہ پر آمادہ
کارزار ہوئی جب آگے گئے اونکا یہ حال دیکھا یہ بھی سب ملکر بھاگے نواب جرار الدولہ نے جب یہ حال
دیکھا فنس مین سوار ہو داخل دولتسرا ہوے تھوڑی سی فوج جنگی اپنی چال سے دم لیتی ہوئی لکھنؤ
پہونچی عبدالہادی خان کے ساتھی جو زیادہ کامل الایمان تھے اپنی حرارت جہادایمانی سے
سیدھے دلّی کو گئے اور یہ خود حاضر حضور نواب ہوے فرمایا خان صاحب تم بھی بھاگے
جہاد راہ خدا سے منہ پھیرا چودھری میر منصب علی مع اپنے جان نثارون کے پھر آئے ۔
زمینداروں کی گنوار سب سے پہلے پہونچی لشکر مجاہدین مین آنا جونہی انتظام رسد کیلئے چار
ٹکے سیر بھی میسر نہوا مگر محمد حسین کلکٹر خان علی دس ہزار سپاہ سے نواب گنج مین رہ گئے ۔
فوج انگریزی نے اونام اجگین مکرواره اور گانون جو قریب سڑک تھے خوب لوٹا اور قتل و
قمع کیا ہر چند غریب رعیت بیجرم سمجھکر ہر گانون مین کچھ رہگئی تھی باقی سب طرف بھاگ گئی تھی
جب یہ صورت ہوئی افسرون نے کہا جلد تدبیر اسکی کیا چاہیے ورنہ شہر ایکدم مین آکر
لے لینگے پھر سب منہ دیکھتے رہجائینگے اسکے سننے سے سب بدحواس ہوے دم بخود رہگئے
میر واجد علی نے اونسے کہا تم عجیب بات کہتے ہو جسکا جواب دینا ضرور ہوتا ہے ہم کیا خاک تدبیر
کرینگے کسواسطے تم سب جنگی ہو لڑنا بھڑنا تمھارا کام ہے اسکی تدبیر تم کرسکتے ہو ہمنے مدت عمر
کبھی ہتھیار نہین باندھا نہ لڑائی دیکھی اب تم خواہ بھاگو یا لڑو یہ سب غرت تمھارے ساتھ ہے
داروغہ نے کہا تم کپتان ہو پانسو پاتے ہو اپنے جنرل فوج کو ساتھ لو یا خود جاؤ لڑو
اگر ہم جاوین تمکو کسواسطے نوکر رکھا ہے جسکا جو کام ہے وہی خوب کرتا ہے ایسے سنکر
افسر بہت بگڑے کلمات بیہودہ اہلکارون کو سنانے لگے ۔

بعد اسکے خبر آئی کہ گورے نواب گنج تک آکر پھر کانپور کیطرف چلے گئے مگر دو آدمی کہین ٹھہرے ہین
وہان دمدمہ بناتے ہین جب وہ بن چکے گا پھر کچھ نہو سکے گا کسواسطے کہ پہلے سے سخت تھا
اب اور بھی سخت و دشوار ہوجاوے گا حکم ہوا فوج جاوے وہ دمدمہ بنانے نپاوین۔ الغرض
پلٹن اختری نادری صوبہ سنگہ خان علیخان نواب جرار الدولہ توپخانہ بیگم ین اور سب ٹپالن نجیب
لیکر روانہ ہوئے شہر سے عالم باغ تک ایک میلہ فوج کا ہوگیا تھا کہ ناگاہ ادہر سے تلنگے ہزارون
شتر قطار اور نجیب شتر بے مہار بھاگے چلے آتے ہین جب عالم باغ مین آکر ٹھہرے ممو خان نے
ایک شتر سوار گورون کی خبر کو بھیجا کہ دیکھو کہان تک آئے اور یہ فوج کہان تک جا پہونچی
اگر راہ مین ہو کہنا جلد بشیر گنج پہونچو اوسنے عالم باغ مین افسرونکو حکم پہونچایا کہ ابھی یہان سے
روانہ ہوجاؤ جواب دیا ہم سب بھوکے ہین جب تک ہمارے پیٹ کی خبر نہ لیجائیگی ہم مرنے
نجائینگے ممو خان یا بیگمصاحبہ خود جائین۔

بعد اسکے ممو خان کو معلوم ہوا کہ احمد اللہ شاہ فقیر نے فوج سے کہلا بھیجا ہے تم ہمارے
نوکر ہو اور بیگم کے حکم سے لڑنے جاتے ہو اگر بیگم حکم لڑنے کا دیتی ہین تنخواہ بھی وہی دینگی اور
ممو خان نے لاچار ہو کر ۲۰ ہزار روپے عالم باغ مین بھیجے میر محمد حسین کلکٹر نے علی الحساب
سبکو تھیلہ تقسیم کردیا دوسرے دن حکم بھیجا کہ فوج جلد بشیر گنج سے روانہ ہو یہان سے بھی فوج تازہ دم
ہو کر جائیگی۔ چنانچہ بعد ۸ دن کے روز چارشنبہ پھر لڑائی ہوئی توپین چھٹ گئین گورے مکر دار یکو
پھر گئے الغرض اسی طرح لڑائی ہوتی رہی کہ بھاگتے تھے کبھی کچھ لڑتے بھی تھے مگر صوبہ سنگہ کی
پلٹن البتہ خوب لڑی اور اس معرکے مین ہزار سے زیادہ مارے گئے۔

یہ خبر آئی کہ فوج بہادر ادھر بھاگی ادھر گورے کانپور چلے گئے اس جہت سے کہ ایک راجہ
کیطرف سے اتفاقاً آپڑا گورے تھوڑے تھے بھاگ کر چلے گئے یہ خبر سنتے ہی فوج بھاگو لڑیوالون
کے پیچھے بھاگنے والون کے آگے گردارے کو کئی اسباب جو گورے چھوڑ کر چلے گئے تھے لوٹا دمدمہ
کی لکڑی توڑ کر دہی کی چوکی کی طرف یہ کہتے چلے کہ یہ اقبال شاہ دلی اور برجیس قدر ہی کہ گورے از خود
کانپور بھاگ گئے بعض کہتے تھے ہمارا اقبال ہی ہے جنے اونکو ہٹا دیا بعض کہتے تھے بھیا چلو جلد گورونکو مار کر کانپور سے
نکالدو بعض کہتے تھے بھاگے کا پیچھا نہ کرو ایسا نہو کہین وہ چھپے ہون اور ٹھکر مار لین غرض وہانسے پھر آگئے

کسی کی جرات نہ پڑی باجے بجاتے مع اون چھ توپ کے جنمین گورے توڑ کر چھوڑ گئے تھے شہر مین لاف وگزاف بکتے ہوئے لائے یہ معرکہ آخر جولائی ۵۷ء مین ہوا جب بدمعاش اپنے زعم باطل مین بشیر گنج کی لڑائی فتح کرکے آئے پہلے بیلی گارد کے ڈھانے کا ارادہ کیا وہی صورت اول پیش آئی چنانچہ مورچہ اسمعیل گنج پر ایک توپ بہت بڑی قریب مسجد پہلوان خان حجام واقع ملاہی ٹولہ تلنگون نے دمس جھانکی باندھکر لگائی اوسکا تیم وگولہ بڑا تھا اور مشہور تھا کہ اسی توپ سے بیلی گارد مین بہت حیران وپریشان ہوکے مارے گئے ہین اوسکا مورچہ بسبب ہونے سپاہ راجہ وزمیندار وغیرہ نجیبون کی بہت سے بہت سخت ہوگیا تھا امجد علی خان بلوچ نے اپنا پڑاؤ میر جسو کے مکان مین کیا تھا اور خبرگیری تمام اپنے مورچہ ہای قریب کی ہردم لیتا تھا نواب علیخان کی گمٹی کا پڑاؤ لطف علی داروغہ کے مکان مین تھا اونسے تاکید مستعدی وغیرہ بہت پیدا کرتے تھے اور اسی مورچے پر ہمیشہ سپاہی توپ پاس کے ہر وقت صبح وشام حاضر رہتے تھے اور سبکو یقین تھا کہ یہ مورچہ گورون کے آنے پر گھیر گیا ایک دن دس گورے دو صاحب بیلی گارد سے نکلے توپ پر چلے آتے یہ سب کے سب بھاگے کچھ بدحواس ہوکر دریا مین ڈوبے کچھ قریب کے مکانون مین ہتھیار چھوڑ کر چھپ رہے چنانچہ دس آدمی داروغہ مذکور کے مکان مین چھپے تھے کام آئے پھر کسیکے ہتھیار نہ پکڑا گورون نے توپ کو توڑ ڈالا تیس گولا انڈا رمارے گئے امجد علیخان ساکن سندیلہ نے بالو پور نخیہ کے مکان سے آڑ مین گولیان مارین گورے زخمی ہوکر گر پڑے باقی گورے چلے گئے ایک گورے کی لاش مع ٹوپی پڑی رہگئی تھی اوسکا سر امجد علی خان نے کاٹ کر فوراً آکر نواب سے کہا کہ سب فوج بھاگ گئی مگر غلام نے چار رفیقون سے جاکر مقابلہ کیا تلوار چلی حضور کے اقبال سے وہ سب بھاگے یہ سر انگریز کا ہی نواب نے انکی مستعدی وبہادری پر تعریف کی بعد اسکے امجد علیخان نے سرکار سے اپنے نوکرون کو ہتھیار دلواتے اوسی دن شہر مین غل ہوگیا کہ سب گورے بیلی گارد سے نکل پڑے پچھم توپ کو توڑ ڈالا ایک گروہ توپ کا اوٹھا کر لے گئے اب ارادہ قیصرباغ مین آنے کا ہی بس یہ سنتے ہی قیصرباغ مین بھاگڑ پڑی غول کے غول تلنگون کے اپنا اسباب باندھکر بھاگنے لگے چنانچہ لیالی نے حکم دیا پھاٹک قیصرباغ کے سب بند کرو جب اونہین بند ہوتے مین دیکھا جاتا نکل بھر کھولکر دیا مانگنی لگیں عرض کی

بھاگتا تھا کوئی روتا کوئی دعا مانگ رہا تھا کوئی نامرد بزدل تلوار تول کر بکتا تھا کہ اگر یہان گورے
آئینگے ہم بھی دل کھول کر تلوار کرینگے یہ سب زبانی جمع خرچ کر رہے تھے امجد علی خان کو تین پلٹن
نجیب ملین خلاصہ اسیطرح کی لڑائی ہوا کرتی تھی سرنگ بھی اوڑائی جاتی تھی کبھی ادھر سے بھی کئی
مہینہ تک یہی سوانگ رہا سچ ہے لڑنے سے لڑانا مشکل ہے جہان یہ فوج منتظم برسون تعلیم یافتہ
یون غیر منتظم ہوجائے پھر وہانکی حالت کیسا کہی جاسکے اسی فوج سے تو صاحبان عالیشان نے
تسلط تمام ہندوستان مین کیا بلکہ یہی فوج سوائے ہندوستان کے لڑائی مصر وغیرہ پر بھی گئی
تھی دوسرے سب نے ایمان کے ہاتھ اوٹھایا تھا ظلم شدید پر کمر باندھی تھی سب نے ست چھوڑ دی تھی لگی
وہ صورت اول باقی نہ رہی تھی۔

ایکدن تلنگون نے ممو خان سے کہا ہمنے ور انگریزے سے سرنگ مین خوب باتین ہوئین اسطرف سے ہم سرنگ
مین جاتی تھی اوسطرف سے وہ سرنگ لاتے تھے یہانتک کہ ہماری اونکی سرنگ برابر ٹوٹی اوسمین ایک صاحب تھا
تھا ہمنے کئی بندوقین ماریں اوسکے نہ لگین اوسنے کہا اے نمک حرامون ہمنے تمکو مثل فرزندون
کے پرورش کیا بہت سا روپیہ صرف کیا برسون قواعد سکھائی عزت دی آدمی بنایا تم قاتل
ہماری میم اور بچے کے ہوئے ہمنے تمھاری کیا خطا کی تھی ہمنے جواب دیا فی الحقیقت تم سچ کہتے ہو مگر از
راہ انصاف غور کرو کہ ہمنے سرکار کمپنی کے ساتھ جان دی تمام ہندوستان مین جس سے مقابلہ ہوا تمنے جو
کہا ویسا ہی کیا صدہا ملک فتح کیے کبھی کچھ غدر نہین کیا اب تم اپنے قول سے پھرے ایمان لینے کے درپے
ہوئے چربی کے کارتوس کا رہی خرابی ایمان کی ٹھانی ہمپر جبر کیا جب ہمنے یہ صورت دیکھی وقت مجبوری ایمان کے
واسطے بگڑ گئے کہین خطا ہماری یا تمھاری ہے اسیطرح گفتگو رہی آخر پانچ چار آدمی سرنگ کھودنیکو وہ صاحب لیکر چلا گیا۔

ایکدن ایک شتر سوار پروانہ شاہ دہلی درجواب عرضی مخدوم بخش کپتان لایا اس مضمون سے عرضی تھا کہ
متعر قتل کفار فرنگ ملاحظہ اقدس مین گذری بادولت و اقبال بہت شاد ہوئے لکھنو کو صاف کرکے
کرکے فوراً الہ آباد کو روانہ ہونا توقف نہ کرنا کافرون کے فریب مین نہ آنا یہ شکر سب توپخانون
مین حکم ہوا کہ آج شقہ شاہی آیا ہے ۲۱-۲۱ ضرب توپ سلامی کی چلے یہان تک کہ توپخانہ سے جیسی
بھی سلامی چلی فوج مین جشن ہر خیمے مین ہورہا تھا باجے انگریزی بجاتے تھے آپس مین گلے ملتے تھے کہتے
تھے فیصلہ یہی کارد کرکے سیدھے الہ آباد چلے چلو واہ۔ تو کانرین رانکو سناختی +

یہ باتین تھین کہ پھر خبر آئی گورون نے دوبارہ گنگا کا پل باندھا اگنبوٹ پر سوار اسپار آگے جاتے ہین اور اسپار گورون کا بکٹ کھڑا ہوا ہے راہ گیرون سے مزاحمت کرتے ہین کوئی آنے جانے نہین پاتا توپ اس پار ہماری چھاؤنی مین لگی ہے اوسکا گولہ اوسپار نہین جا سکتا اور جو حکمنامہ بنام کاشی پرشاد عامل ہنڈیہ کے گیا کہ تم جلد جلد وہان پہونچو اور پل باندھنے نہ دو فوج مقابلہ مین رکھو وہ ابھی تک نہین آتے لیکن ظاہر حیلہ کرتے ہین اس پار فوج کم ہے گورے جب آئینگے مقابلہ نہ کر سکینگے جلد اور فوج روانہ ہو وگرنہ جب گورے اتر آئینگے پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

اسبات کا کئی دن کورٹ رہا کوئی کہتا تھا وہ پاٹین جاوے کوئی یہ کہہ رہا تھا اتنے مین پھر خبر آئی کہ بندہ حسن نامی ساکن موضع عبور علاقہ دہرسرہ کا وکیل نبکر کئی انگریز اور میم اور ایک منشی بطریق تحفہ پکڑ لایا ہے اس تفصیل سے ۱۶- نومبر ۱۸۵۷ء کپتان پاٹرک آر اور اونکی میم اور بیٹی مس میری جکسن صاحب مرسونٹ اسٹارٹ جکسن صوفیہ بیٹی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد- لفٹنٹ جی جی مرجنٹ میجر ای مارٹن وغیرہ ۸- آدمی تھے کوئی کہتا تھا راجہ نے خود نہین پکڑا اسلئے پکڑلاتی ہین اور راجہ ہر پرشاد ناظم نے پکڑ کر بھیجدیا ہے اور اپنے بھائی کو ساتھ کر دیا ہے بعد اسکے دریافت ہوا کہ یہ سچ امر ہے جانکی پرشاد اونکا بھائی پکڑلایا ہے اور وکیل راجہ یہ مجبوری اونکے ساتھ ہے۔

جب محرم ۱۲۷۴ھ مین کئی ڈولیان محل سہیاتون مین ۸- انگریز مذکور دولت سرا آئے ملنگون نے ہجوم کیا کوئی کہتا تھا ابھی مارڈالو کوئی کہتا تھا یہان کیون لائے وہین مارڈالا ہوتا معلوم ہوا یہ راجہ دھرسرہ انگریز سے ملا ہے غرض معلوم ہوا کہ ایک صاحب ڈپٹی کار رہنے والا کوٹھی سٹکر کی رکھتا تھا ایک گورہ چارکرسٹان ایک میم ایک مس جکسن جینی کمشنر لکھنؤ کی سگی بھتیجی ہے ان سبکو میر واجد علی دار وغہ نے ایک مکان مین اوتارا پہرہ جنگی مقرر کیا پھر کورٹ ہوا میر امداد حسین کپتان میر فدا حسین کا بھائی رگھناتھ سنگہ اور اونکے کپتان بار بو صاحب نواب ممو خان میر واجد علی ایک جانب تھے- نواب شہنشاہ محل نواب خدیجہ محل نے از راہ فراست و عاقبت اندیشی فرمایا عجب بات ہے کہ واجد علیشاہ مع اہل وعیال کلکتہ مین قید اور صاحبان عالیشان اونکی عزت و توقیر سے رکھتے ہین تم ان اسیرون کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اور نہایت قید رکھا ہے بس تم خوش دل واجد علیشاہ چاہتے ہو تو ایسے کیا بہتر ہو یا بقول قتل نہ کرو باعزت و آرام سے رکھو اسے سب افسرون نے بھی قبول کیا

حکم دیا مکان عمدہ مین لیجاؤ اور پانوؤن کی بیڑیان کٹوا دو —
غرض داروغہ میر واجد علی نے نگینہ والی کوٹھی تجویز کی مرزا حسین علی داروغہ چاہی خانہ کو بلوایا سامان چاے پانی وغیرہ منگوایا اور سب اسباب ضروری انگریزی رکھوا دیا تلنگون نے اپنا پہرہ نہ اوٹھایا ہرچند داروغہ اس تدبیر و فکر مین رہا کہ انکا پہرہ اوٹھ جاے یا قایم رہے اسکی بدلی نہو اوٹھین کچھ دیکر سوا انق کرلیا جایگا مگر یہ تدبیر نہ بن پڑی تلنگون نے نہ مانا —
پھر غل ہوا کہ فوج انگریزی نے پل باندھ لیا اترا چاہتی ہے فوج جلد روانہ ہو چنانچہ پلٹن اخری نادری ڈفل گاسٹر وغیرہ جو کانپور سے بھاگ آئی تھی اور گیارہ زمیندار پلٹن بھر مار وغیرہ میر محمد حسین خان علی خان کے ساتھ روانہ ہوئی قریب کنار گنگ ایک لڑائی بھی ہوئی آخر ساری فوج وہانسے بھاگ کر بنی مین آکر ٹھہری تھوڑی سی عالم باغ مین چلی آئی اس خبر سے شہر مین تہلکہ پڑا منادی کی گئی کہ سب رعایا عیسائی کیجائیگی چاہیے کہ سب ملک عالم باغ مین جمع ہون کافرون کو مارین کسواسطے کہ یہ معرکہ دینی ہے مگر شکر خدا کا کہ اہل شہر سے کوئی نہ گیا مگر افسوس مقام تحیر ہے کہ بعد تسلط سرکار ظالم و مظلوم ایک گھاٹ اترے —
ایک اور اشتہار دیا گیا کہ سب خاص و عام بگوش ہوش سنین کہ ان کافرون نے جب دلی کو فتح کیا وہان کسیکو جیتا نچھوڑا میرٹھ - دلی - کانپور وغیرہ مین انکے ہاتھ سے ہم مارے گئے اسیطرح تمھارے بھی بال بچے مار ڈالے جاینگے پس یہ مقام غیرت ہے کہ اپنی آنکھون کے سامنے عورات بچے مارے جائین ذلیل ہون انکا ہاد رہیہ گورے پانسو سے زیادہ نہین اگر انھین مار لو پھر تمام عمر چین سے رہو ۱۲ اشتہار جابجا شہر مین لگا دئے گئے اور پلٹن لوبل ولن مع توپخانہ روانہ ہوئی —
جب گورے قریب نواب گنج آپہونچے شدت بارش مین اور ۲ پلٹن جنگلی کی نمبرونکی ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - رسالہ روانہ ہوا اوراوسی شدت بارش مین ممو خان جرنل حسام الدولہ یوسف خان ایک گاڑی پر سوار مع پانسو سوار اردلی فوج کی دیکھنے کو مسجد عالم باغ مین جا کر ٹھہرے ممو خان نے میر واجد علی سے کہا تم بھی چلو اونھون نے کہا مجھے تلنگون کی گالیان سننا منظور نہین اگر لڑنیکو چلتے ہو چلو مین بھی چلتا ہون اور اگر بھاگنے کو جاتے ہو مین نہین جاتا ممو خان نے کہا مین فوج کا جایزہ لینے کو جاتا ہون آخر وہی ہوا کہ تلنگے جنرل و ممو خان کو ہزارون گالیان دیتے چلے جاتے تھے یہ انسے چھپکر مسجد مین جا بیٹھے تھے —

اتنے مین قریب بنی کے توپ انگریزی چلی تلنگے جو ادھر سے گالیان دیتے جاتے تھے وہ بھاگے
ممو خان اونھین گالیان دیکر غیرت ولاتے تھے اوسوقت تلنگے چپکے سر جھکائے چلے جاتے تھے
جب یہ صورت ہوئی ممو خان اور جرنل صاحبان نے گھر آئے فوج انگریزی نے قریب بنی مقام کیا
اور اس فوج نے بھاگ کر عالم باغ مین پڑاؤ کیا۔
اس خبر سے شہر مین قیامت برپا ہو گئی رعایا مایوس ہو کر بھاگنے لگی تلنگے سب سے پہلے بھاگنے پر مستعد ہو جبابیگم
نے انکو افسرونکو بلایا پھر کورٹ ہوا صبحکو انکا شاہ فقیر ۱۲ رسالے نجیب زمیندار وغیرہ بمقابلہ فوج انگریزی
کو چلے جب یہ پہونچے لڑائی ہونے لگی طرفین سے توپ چلتی تھی صبح سے پہر دن چڑھے تک برابر کا مقابلہ
رہا۔جب شاہ جی اور ۱۲ رسالے نے دھاوا کیا کئی کرانچیان ایکجا کھڑی تھین اونپر سوار جا پڑے
گرد کرانچیون کے جو لوگ تھے بھاگے سوارون نے لوٹ شروع کی۔کرانچیان کھولنے لگے کئی
گورے آڑ مین کھڑے تھے گولیان مارنے لگے دو تین سوار گرے سب کے پانون اوکھڑ گئے
شاہ جی ایک نالے پر کھڑے تھے اوہین گر پڑے سوار بھاگ کر عالم باغ مین آئے گورون نے پیچھا کیا مگر
زمیندار اور تلنگون نے ردکا بول کے تلنگے خوب لڑے تقریبا پانچسو تلنگے سوار مارے گئے مگر مورچہ قایم رہا۔

قتل اسیران عیسائی و محمود خان کوتوال وغیرہ

قبل از روانگی فوج باغی جب عالم باغ کو جانے لگی اوسی دن در دولت پر قربانی ۲۵ یا
۲۶ اسیرون کی ہوئی جنمین کئی میم اور صاحب اور محمود خان کوتوال وغیرہ تھے ان سب کو
رسی سے باندھ جلو خانے مین لائے پہلے ایک باڑھ ماری اوسکے بعد زیر تیغ بیدریغ کیا
ایک شخص کہتا ہے اونمین ایک میم ولایتی عجب صاحب حیا تھی کہ جب اوسکے سائے کا دامن
ہوا سے اوڑتا تھا جھک کر اپنی ساق پا کو ڈھانک لیتی تھی از انجملہ اس گلہ قربانی مین ایک
سید بھی اسیر دام بلا ہو کر آئی تھی اوسکو کئی گولیان مارین ایک نہ لگی سب اوچٹ گئین ہر چند اوسنے
داد بیداد کی کہ مین سید ہون او بیگناہ قتل نہ کرو ایک نہ سنا تلوارین مار کر گرا دیا درجہ شہادت پہونچی
زبانی معتمدین دربار افسوس ادھر تو فوج مین وہان بھی سید تھی جو گولیان اثر نہ کرتی تھین اور سب کو قتل کرتے

محمود خان کوتوال کو ۲۵ محرم ۱۲۷۴ھ مطابق ۴ ستمبر کنول یار سے مع اونکے ہمراہی میرزا و حسین صاحب رونمہ جاکر پکڑ لائی ہاتھی پر سوار سر چوک تشہیر کرتے در دولت پر لائی وہ بھی شریک انھین اسیرون کے تھی اور ایک نجیبان کے گھر جاکر چھپے تھے دو بھائی تھی ایک ذی الطمع زر دنیا سرکار مین خبر کی محمود خان کو تعصب مذہب تھا شہر کے شیعون کا دشمن جانی تھا ور اپنی حکومت مستعار مین بہت سی ذلتین دی تھین اور بے تحاشا منھ سے کوئی بات نہ کرتا تھا اپنی حکومت پر نازان تھا اور بہت سا مال دنیا شہر کے ہر طرح سے لوٹا تھا مگر اس روز بد کی خبر نہ تھی انکا حال بہت چھپ چکا ہے ظالم کا انتقام اسی دنیا مین ہو جاتا ہے۔

محاربہ عالم باغ و داخلہ فوج انگریزی شہر مین و مکانات شاہی وغیرہ مین

غرض ۳ تاریخ شہر صفر روز چہار شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۵۷ء بعد دو ساعت زوال شمسی سے جنرل اوٹرم صاحب جنرل ہوے لاک صاحب جنرل نیل صاحب بہادر سے بارہ بر و کے میدان مین فوج باغی سے مقابلہ ہوا ادھر کثرت سپاہ مجموع جنگی و نو ملازم گنوار بعض زمیندار راجہ تعلقدار وغیرہ سوار پیدل توپخانہ ناکہ چار باغ سے عالم باغ اور میدان جنگ تک تقریباً ۴۰ ہزار سب تھے طرفین سے پہلے بڑے زور شور سے توپ چلنے لگی جب جنرل اوٹرم قریب پہونچی دھاوا کیا توپ اودھر سے ادھر سے سمت ہٹکر چلنے لگی ۵ بجے عالم باغ تک پہونچے کہ دفعتاً ابر سیاہ نے سارے آسمان کو گھیر لیا اندھیرا ہو گیا بڑے زور شور سے مینھ برسنے لگا جل تھل سب بھر گئے توپ طرفین سے چلتی رہی پس پیہانسے تلنگے اور سوار ونکے پانون اوکھڑے سب بھاگے اور نواب اور ممو خان اور جتنے افسر تھے سب نے میدان سے ہٹکر ناکہ چار باغ لیا اور ہراسان ہوکر راجہ مان سنگھ بہادر کو بلوایا وہ جمعیت ۸ یا ۹ ہزار سے آئے مقابلہ کیا نوبت تلوار پہونچی گورے بھی مارے گئے ادھر بھی قریب دو ہزار کے جان سے گئے جب قریب غروب آفتاب ہوا ظلمت ابر سے ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور مینھ بھی نہ تھما فوج انگریزی مین ہو گل تمام فوج ہلو میدان وسیع مقابل عالم باغ کنویں جلالپور کربلا الماس علیخان تک احاطہ فوج کیا اور باطمینان ہر طرف بکٹ کھڑے ہو گئے خیمے برپا ہوے رات بھر شبخون سے محفوظ رہے —

شام تک ہزارون نجیب سوار جنگی نوملازم جنگ نادیدہ کربلاہی میر خدا بخش سے کنارہ نہر ہوکر سیدھے اپنے گھر کو چلے کسواسطے ناکہ چار باغ پر توپ لگی تھی اور حکم قطعی تھا جو ادھر سے بھاگ آتے اوڑا دو۔ جنابعالیہ نے راجہ مان سنگھ بہادر کو اس جانفشانی و جان نثاری پر خطاب فرزندی دیا خلعت دوشالہ رومال اور ملبوس خاص اپنا ڈوپٹہ عنایت کیا اونکی بہادری کی بہت تعریف کی اور فرمایا بعد فتح بہت روپیہ جاگیر دیکر خوش کرونگی اونھون نے عرض کی کہ مین قدیم نمک خوار اس سرکار کا ہون مین بھی چاہتا ہون کہ روبرو حضور تصدق ہو جاؤن اور حق نمک سے ادا ہون اوسی دن شام کو گورون نے دھاوا کرکے عالم باغ لیلیا رات کو فوج بھی وہان رہی یہان کی فوج جتنی وہان تھی سب بھاگ کر باہر نکل آئی اور یہ وہی عالم باغ ہے جسے فوج پھر نہ لے سکی بہت دنون تک ہاتھ پانون مارے۔

۵۔ صفر جمعہ ۱۰ بجے جب حاضری کھا چکے فوج تیار ہوئی دو تین ایک پلٹن چار باغ ساکھو کے جنگل کیطرف گیا جسکے ساتھ جنرل اوٹرم صاحب تھے دوسرا سید ھا ناکہ چار باغ کو کئی سو سوشتی پشیرو سکھے یہان جنرل حسام الدولہ صراط مستقیم چار باغ پر مع رفقائے خاص و افسران فوج جنگی سوار و پیدل لیے بیٹھے تھے اور سپاہی کئی دن سے فاقے سے مورچے باندھے ہوے تھے جتنے پوندون کے کھیت دونون طرف نہر کے تھے سب صاف کرڈالے تھے ہر سپاہی کا پیٹ پھول مشک ہوگیا تھا جب کھیت والون نے بہت سی داد بیداد کی جرنل بہادر نے بڑی ہمت فرماکر تین سو روپے اونھین عنایت فرمائے غرض یہ سب اجتماع کثیر اوس ناکہ کو ناکہ سوزن سمجھکر بیٹھے تھے اور جانتے تھے کہ ہم ہزارون سے اور اس تنگ کوچے سے کیونکر بسلامت گوری نکلکر نکل جاینگے اسیطرح امین آباد تک دونطرف کے کوٹھہ مکان پر سر راہ سپاہ اور افسران نامردسے بھرے ہوے تھے اور مقامات امن سمجھکر بیٹھ رہی تھی کہ جب فوج ادھر سے آئیگی دونون طرفسے مار پڑیگی اور دو بڑی توپین ناکہ پرپل کیطرف لگائی تھین ایک پر میر نجف علی دار وغہ توپخانہ دوسری پر مرزا امام علی بیگ صوبہ دار توپخانہ اپنے اسلحہ حرب سے مستعد کھڑے تھے کہ دفعۃً سامنے سے تین گورونکا نمود ہوا ادھر سے دونون توپین چلین گوری موافق اپنے قواعد کے رنجک کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے گولے اوپر سے گذر گئے اور بعد فیر کے گوری مثل عقاب جھپٹ پڑے تیسری جلے مین مثل بادصرصر

توپونپر آپہونچے گولا انداز سب بھاگ گئے مگر یہ دونون افسر اپنی تھوری سے نہ ہٹے داد مردانگی
دیکر مارے گئے گورونے توپونکو کھینچکر نہر مین گرا دیا - جنرل بہادر نے جب یہ حال دیکھا نا محابا
سوار ہوکے سیدھے دولتسرا کو تشریف لے گئے افسرون نے بھی اپنی راہ لی باقی سب فوج ہر طرف منتشر ہو گئی
گورے پہلے عدم بلدیت راہ سے عیش باغ کی سڑک پہ چلے غلام حسین کی مسجد پہ
نبی بخش خان سگے بھائی ہادی حسنخان زمیندار بھٹوا متوا سینے جان تمام تر وشون
سے وہان تھے مقابلہ ہو خوب تلوار چلی طرفین سے خون ناحق خدا کے گھر مین بہا آخر وہین
لڑ بھڑ کر سب مارے گئے ایک نام کر دیا تجمل حسین خان اونکے بھائی زخمی ہو کر بچے اس
معرکے مین پانسو ادھر کے مارے گئے اور سوا ادھر کے بس شہر مین تلاطم ہو گیا بازار
مین دوکانین بند ہو گئین رعایا نے اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے پھر گورے گھبرا کر عیش باغ
سے سڑک آمین آباد پر آئے تیلیون کو مارا تلنگون نے دونون طرف سے گولیان مارین
مگر وہ چپکے ٹوپی باندھے چلے جاتے تھے اتفاقاً اودھر سے ممو خان گھوڑے پر سوار ننگی
تلوار ہاتھ مین کھینچے کئی سوار کمک کو آتے تھے ہر چند فوج گورون کا سامنے توپ بھی لگائی بہت سا
دھمکایا گالیان بھی دین ایک نہ سنا سب کے پانون اوکھڑ گئے گورون نے جب پھر سوارون کی
دیکھی گھبرا کر توپخانے کیطرف چلے ممو خان نے اونکا پیچھا کیا اکثر گورے ہاتھیون پر تھے گولیان مارتے
جلاتے تھے جب گورے برف خانے کے پل کے قریب دوراہے حسین گنج پر پہونچے جنرل اڈم
صاحب دوسری نہر سے بہیری پورن دارونغہ سا کھو کے جنگل سے چلے آتے تھے وہان دونون نہرن
نے ملکر قندھاری بازار کی راہ لی برف خانیکو آگ لگا دی راہ مین جو سامنے آیا شکار کیا رعایا نے
پھیکر ڈھیلے پتھر مارے گورون نے مسجد عبد الحسین کپتان مین پہونچکر کھانا کھایا تھوڑے سے توشخانہ سلطانی
مین گئے جتنے شتر جانور وغیرہ تھے سب کو مار ڈالا نبی بخش داروغہ کو گولی ماری ایک مادہ شیر نے گوریکو
زخمی کیا بھاگی چلی گئی فوج باغی کے سوارون نے اپنے گھوڑے چھوڑ دیے میگزین خزانہ سب وہین
رہ گیا گورون نے آگ لگائی پھر جو ڈیرے کے اصطبل مین آتے جتنی چھاؤنی تھی سبکو جلا دیا بہت سی سوار
تلنگے گھبرا کر دریا مین ڈوبے ایک کشتی عبور اس کثرت سے چڑھے کہ اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبے
راجہ مانسنگھ بہادر نے ہرکارہ سی سنکر ساکھو کے جنگل کی راہ لی تھی اس خیال سے کہ اکیلے رہتے مین

بڑا اہتمام و نمود ہوتی ہی جب راہ مین مقابلہ ہوا خوب لڑے پچاس گورے حضرت گنج کے پورب پھاٹک سے آئے نواب ملکہ عہد کے خاص بردارون نے وارث علیخان نواب ناظر کے حکم سے دونون طرف کوٹھون پر چڑھکر خوب مینہ گولیون کا برسایا پچھم کا پھاٹک بہت استحکام سے بند کردیا تھا گورے وہان سے اولٹے پھرے خوب مار پڑی پھر حضرت مکان کے امام باڑے مین آئے سمجھے کہ بڑا پھاٹک یہی در شاہی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی لولا انداز بھاگ گئے تھے مفتاح الدولہ نے اپنے اردلیون کو حکم کیا توپ پر کیل لگا دو پہئی کو گھسیٹ لاؤ جب گورے مقبرے مین آئے ایک شخص نے کہا کہ یہ قبرستان ہے مردے گڑے ہین قصر سلطانی آگے ہے گورے وہان سے باہر نکلے کچھ اس توپ کا خیال نہ کیا اوٹرم صاحب نے فرمایا کہ ہم آج ملکہ کا محل مین جاکر کھانا کھائینگے۔ کئی ساعت تک موتی محل مین ٹھہرے پھر دھاوا کیا کچھ گورے چتر منزل مین آئی ایک پلٹن نجیب وہان بھی تھی بھاگی کچھ سپاہی دریا مین ڈوبے کچھ ہر جگہ چھپ رہے یہان بھی قریب دو سو کے مارے گئے

بارگاہ سلطانی سے گولے پڑ رہے تھے جنگی سب بھاگے مگر بشیر الدولہ کے دروازے پر ایک ڈھاڑی کا لڑکا خدا بخش نام اور ایک سپاہی نوملازم توپ کو کھینچکر اور ایک خلاصی نے ملکر توپ ماری شروع کی جب چینی بازار سے آتے تھے اوسی طرف مارتے تھے جو چوپڑ کے اصطبل سے آتا تھا وسے نشانہ کرتے تھے یہان تک گراب مارے کہ گورونکو آنے نہ دیا پھر گورون نے پشت سے آکر توپ کو پھیلیا در دولت پر دو توپین تھین اونکے پہیون مین کیلین ٹھونک دین اور وہ لڑکا بھاگ کر بچگیا پاسیون نے بڑی جرأت سے مقابلہ کیا وہ بھی مارے گئے ایک صاحب قریب در دولت مارا گیا غرض ہر طرف ہر مکان شاہی مین ہنگامہ کارزار گرم تھا سب گورے رستہ شاہی سے مکانات شاہی مین پھیل گئے یہ ۲۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء تھی کہ جنرل اوٹرم اور جنرل ہیولاک صاحب بہادر داخل بیلی گارد ہوے محصورین کو راتکو غیرے سے آمد داخلہ معلوم ہو چکی تھی اوسوقت سب کا مارے خوشی کا عجب حال تھا کوئی شکر خدا بجالاتا کوئی آپسمین مصافحہ گورے جا بجا ناچتے تھے باجے بجاتے تھے۔

مفتاح الدولہ کہتے ہین کہ مین بروقت داخلہ فوج انگریزی مقبرۂ جنت آرامگاہ کے کوٹھے پر

جبکہ تماشاے قدرت خدا کر رہا تھا تقریباً تین سو گورے دو توپین آگے تین افسر گھوڑون پر
دو کالی کرتی ایک سرخ کرتی پہنے سب سے آگے سکسن باندھے دونون طرف بیگاری شاگرد
پیشہ وغیرہ رسن بستہ ایک دوسرے سے ملے ہوے قدم با قدم کس اطمینان سے
چلے آتے ہین پیچھے کرانچیان بیگزین گولیان مجروحین کے واسطے تھین اور جلوخانے
کے کوٹھے سے دونون طرف سے مینھ گولیونکا برس رہا تھا مگر گورے صاحب سر
جھکائے بندوق ہاتھ مین لیے چلے جاتے تھے جب مقابل در دولت پر پہونچے ۳
گولے مارے دیوار جلوخانہ پھٹ گئی اوسوقت سکھون لقین داخلہ قیصرباغ
ہوگیا ارکان دولت جناب عالیہ کو سمجھاکر محلسرا سے جو لکھی ہین لیگئے کہ مقام امن ہے
خلاصہ احوال روز جمعہ تا زوال روز سہ شنبہ جو گذرا قابل بیان نہین اگر جنرل اوٹرم جس طرح
بیلی گارد کو جاتے تھے بعد ان تین گولون کے قیصرباغ مین چلے آتے اوسی دن میدان خالی
اور فتح کر چکے تھے مگر معلوم نہین کیا وجہ تھی اور کس مصلحت سے یہ خیال نہ گذرا خلاصہ قیصرباغ مین
سوا ۶۰ آدمی اور سپاہی کے دوسرا نتھا صاحب محل سر و پا برہنہ باہر نکل پڑے ہرچند جناب عالیہ
نے منع کیا کسینے نمانا اور نہ سنا پردہ کہان رہا تھا پھر جناب عالیہ نے صاحب علی خزانچی سے فرمایا کہ
برجیس قدر کو سوار کرکے موٹے کپڑے پہناکر اپنے گانون ادھر یہ مین لیجاؤ نواب نے منع کیا
کہ ابھی مناسب نہین ہی سب بیدل ہوجائینگے جناب عالیہ سر کھولے دعا مانگ رہی تھین کہ خداوندا
ہم بیکناہ ہین تو خوب جانتا ہے تو ہی ہمین اس آفت سے بچائیگا صاحبات محل کوئی اپنے
داروغہ سے سواری منگا رہی تھی کہ ہم بھاگ کر کہین چلے جائین اوسنے کہا سواری کاکے ہوش
ہے اور کہار کہان ہین کوئی کہتا تھا سر و پا برہنہ شہر کے باہر نکل چلو کوئی غش مین پڑی تھی کوئی سکتے
سے حیران تھی اکثین سی بعض پہلے سی نکلکر پانچ کوسی گانو مین رہی تھین غرض ہر طرف سے آہ و فریاد
و بکا کی دھوم مچی تھی ممو خان کو گالیان کوسنے دیتی تھین کہ خدا اسے غارت کرے اسنے ہم سبکو
تباہ اور غارت کروایا کوئی دل کھول کر جناب عالیہ کو طعن و تشنیع کر رہی تھی کوئی آپس مین
گلے ملکر رو رہی تھی جناب عالیہ نے مضطر ہوکر محبوب خواجہ سرا کو حکم دیا کہ سب بیگمات بھاگی جاتی ہین
انکو تلاش کرو اور باقی جو رہگئی ہون تو ہرگز باہر نجانے پاوین جب ہم بھاگینگے ہمارے ساتھ

چلین اور اس امر مین سب حیران تھے کہ اسدن گورے قیصر باغ مین نہ آئین جہان میدان سب طرح سے خالی ہوا اور دوسرے دن چلے آوین جہان ہزارون ہون چنانچہ اوس دن خان علی خان وغیرہ سے تلوار چلی ہے ظاہر ہے مفتاح الدولہ کہتے ہین جب ہمنے دیکھا کہ قیصر باغ بالکل خالی ہے اوسوقت ملا پور کے راؤ کو بلوا بھیجا اوسکی سپاہ سے جابجا پہرے کردیے۔

دوسری صبحکو تین توپین جو چینی بازار کے پھاٹک پر تھین گولہ انداز سب بھاگ گئے تھے مگر ایک لڑکا جوان سیدزادہ فقط اپنی ہتوری سے توپ کے تخت کے نیچے چھپکر رہگیا تھا اور توپ مین چھرہ دیا ہوا تھا جب گورے سامنے آئے نواب بھی کمال دلیری سے مع اپنے جان نثاران خاص کوٹھے سے اوترکر اون توپون پر آکر کھڑے ہوے تھے اوس لڑکے نے تینون توپونکو فیر برابر سے چلاین دفعۃً چھرے سے کئی گورے گرپڑے سکھ ٹوٹا اور لٹے موتی محل کو پھر گئے اوسوقت ایک ہلکی سی گولی نواب کی بازو پر لگی نواب نے دوشالہ رومال اوس سید کو دیا اور آپ ہنس مین سوار ہو دولتسرا پہونچے اما رگاہ باشد کہ کودکے ناداں بغلط برہدف زند تیرے کیا جاتا۔

جنرل اوٹرم صاحب نے گونیدے سے فرمایا کہ ہمین تیار راستہ بیلی گارد کا بتاد وہ ناواقف تھا شیر دروازے سے ہوکر لیچلا اور زخمیون کو منشی امدیال کے مکان مین چھوڑا جنرل آگے آگے گھوڑے پر سوار پیچھے گورے سکھ باندھی چینی بازار سے منگل سین کی کوٹھی کے نیچے ہوکر چلے عجب کام دلیرانہ ومردانہ کیا کہ باوجود راہ تنگ دونون طرف سے گولی برس رہی تھی کسی جگہ نہ رکے سیدھے بخط مستقیم چلے گئے۔ فی الحقیقت بہادری وجوانمردی میرسیدانون کی ہی ہوتی ہے۔ جب قریب مکان عظیم اللہ خان پہونچے کپتان بارلو کی پلٹن کا مقابلہ ہوا اوسکا وہین مورچہ تھا خوب لڑائی ہوئی دوسو تلنگے پچاس گورے مارے گئے جب جنرل بہادر بیلی گارد کے پھاٹک پر پہونچے باواز بلند پکارے خبردار گولی نہ مارنا ہم اوٹرم ہے آ پہونچا یہ سنکر گورون نے جھٹ پٹ کس سرعت سے مٹی ہٹا کر ایک پٹ کھولا جنرل بہادر داخل بیلی گارد کس شان وشوکت سے ہوے اوسوقت محصورین کی خوشی کیا بیان ہو تازہ جان سب مین آئی باجے بجنے لگے شادیانون کے سبھون نے باتفاق کھانا کھایا اور حیرت یہ ہے کہ کسی صاحب کے گولی نہ لگی چنانچہ محصورین کہتے تھے کہ جسدن جنرل لارنس صاحب مارے گئے عجب طرح کا سناٹا تھا گویا سارا احاطہ ماتم سرا ہو گیا تھا اور سبکو یاس

اور افسردگی ہوگئی تھی اوسکے عوض روز داخلہ جنرل بہادر گویا صبح نوروز اور روز عید ہو گئے سب لوگون مین طاقت اور ایک ولولہ پیدا ہوگیا تھا۔

اوسیدن مورچہ جو ظفر الدولہ کے مکان کیطرف اور کوٹھی کارنیگی صاحب مین تھا بیلی گارد سے جو بہا ہوا اوٹھ گیا چتر منزل مین عمل ہوگیا صبح کو جونرن اوٹرم صاحب کے ساتھ سے موتی محل مین آ گیا تھا اوس سے گولی چلنے لگی۔ ۹ بجے نواب شرف الدولہ در دولت پر ایک جانب اوتر کر کھڑے ہوئے توپ منگوائی اودھر گورون نے توپ لگائی طرفین سے گولے چلنے لگے ایک بم کا گولہ توپ پر گرا گولہ انداز زخمی ہوئے باقی بھاگ گئے نواب از راہ بہادری آگے بڑھے گورے دو پہر تک ہونے سے ٹھہر گئے نواب کے زخمی ہونے سے فوج کو بہت ہراس ہوا قیصر باغ کے لوگ مارے دہشت کے بن مارے مر گئے دن بھر یہ لڑائی رہی اودھر مرزا والی کوٹھی سے گورے مارتے تھے دروازہ کی توپ سے ایک ہوٹ انگریزی ٹوٹ گیا قریب اصطبل شاہی میدان مین رہگیا ایک توپ قریب قریب موتی محل کے ٹوٹ گئی ہوٹ کو بلنگے صوبہ سنگ کے اوٹھا لائے بجیب دوسری توپ کے لانے کی فکر مین تھی جب جھپٹ کر قریب توپ کے جاتے تھے گورے گولی مارتے تھے کوئی تدبیر نہ بنتی تھی عجب تماشا ہورہا تھا اسیطرح رات بھی گذری جسدن جنرل اوٹرم صاحب دو لاکھ فوج جنگی لشکر تعلقدار راجہ کے بیچ مین سے داخل بیلی گارد کے ہو تقریبا دس ہزار بدمعاش دریا مین ڈوبکر مر گیا بیس ہزار سوار و پیدل رعایا شہر سے بھاگ کر دس کوس جاکر دم لیا اور سب کو یہی خوف تھا کہ فوج انگریزی ہمارا پیچھا کرتی چلی آتی ہے۔

فوج انگریزی مجموع مکانات شاہی مین مثل سیل پھیل گئی مثل مرزا والی کوٹھی موتی محل نصرت باغ تیز منزل فرح بخش بارہ امام امام باڑہ نواب قدسیہ محل کمرہ سہرا جناب عالیہ کوٹھی بنگلہ ہیرن۔ امام باڑہ مظفر الدولہ حسن علیخان کوٹھی عظیم اللہ خان اصطبل پنجہ آہنی اور مکانات جو ملے ہوئے تھے جب گورے چینی بازار سے پھرے ایک سپاہی نجیب نوملازم نے جرأت کرکے ایک صاحب کو برابر سے تلوار لگائی گھوڑے پر گرا اوسکا کاٹ کر علی محمد خان کے پاس مدیہ لایا ۲۔ اشرفی انعام دیا کمیدان صاحب نے اپنا حق سمجھکر لیلیا جب دیکھا رہی ہوئی سپاہی سے داد بیداد کی انصاف یہ ہوا کہ کمیدان کی تنخواہ سے کاٹ کرا سے دیدیا۔

گرفتاری صاحبزادہ ہاے جنرل مرزا اسکندر حشمت

گورے جب جنرل مرزا اسکندر حشمت کی ڈیوڑھی پر آئے سپاہیون نے پہلے پھاٹک بند کرلیا تھا جب بلوہ ہانے مین آئے طرفین سے گولی چلنے لگی صاحب میر داروغہ خواجہ سرا حبشی محمد مرتضی خان حکمت الدولہ کا بیٹا میر صفدر علی میر نواب مخدوم بخش جمعدار وغیرہ یہ سب نام ور رفیق جنرل صاحب مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے مگر تین آدمی دریا کے کنارہ کی کوٹھری مین چھپ رہے تھے جان سے بچے تین دن تک بے آب و طعام رہے جب باہر نکلے دریا مین کود پڑے گولیان ہر طرف سے پڑنے لگین یہ تیر کر اوس پار ہوے ایک گولی بھی نہ لگی سپاہیون کے مورچے پر دھر لئے گئے در دولت پر آئے بعد تحقیقات چھٹ گئے باقی سپاہی بھاگ کر دریا مین گرے گورے داخل محلسرا ہوے دونون شاہزادے اور صاحبزادی اور سینہ حبشن لاڈو خانم داروغہ محل اور خواص یہ سب ۲۴ جان کہ کیوجان سے نہ مارا جنرل اوٹرم صاحب کے سامنے لیگئے اونھون نے شاہزادونکی بہت تشفی دلجوئی فرماکر کوپر صاحب کے سپرد کیا انھون نے کارنیگی صاحب کے حوالے کیا انھون نے بیگم گبنس صاحب کے خانساماں کے گھر مین بغیر پہرہ رکھا اب سرکار عالی کی ہمت مردانہ اور رحم رعایا پروری کو دیکھا چاہیے اور حفظ خاندان رئیس عدل و انصاف کو بخلاف سلوک فوج باغی اور اہلکاران جدید سرکار بر جیسی —

غرض یاقوب علیخان نواب ناظر روتے ہوے جناب عالیہ کے پاس آئے عرض حال کیا جناب عالیہ نے میر واجد علی سے ارشاد کیا کہ راجہ مانسنگہ سے جاکر کہو اسکی کچھ تدبیر کرین داروغہ نے کہا کہ ابھی راجہ نے شیر دروازہ پر سے دھاوا کیا تھا اونکے سو آدمی مارے گئے بڑی جرات و بہادری کر چکے ہین اب بہت خستہ و پریشان ہو رہے ہین اسوقت کیونکر جا سکینگے اور کیا تدبیر کر سکتے ہین فرمایا تم حکم پہونچا دو جب راجہ سے کہا جواب دیا مجھ سے کیا ہو سکتا ہے نہین معلوم دیکھئے قید کیا یا مار ڈالا اب کس کی مجال ہے جو وہان سے لاوے —

جب عورات کے سمجھانے سے شہزادون نے کھانا نہ کھایا آخر لاڈو خانم اور دو مہری باجازت باہر کھانا لینے کو نکلین تو رہنون سے بیگم جناب عالیہ کے پاس آئین مفصل سرگذشت بیان کی کسی نے تشفی

لاڈو خانم بیاہی اپنے گھر جا کر بیٹھ رہی ایک مہری کو ہمت مردانہ یاد تھی کہ نہ گئی دوسری خوف سے
نہ گئی حسینہ حبشن کو حکم ہوا تم بھی اپنے گھر جاؤ جواب دیا مین نے ان شاہزادون کو پالا ہے انکے پاس رہونگی
یہ قصور جنرل بہادر کے خاص محل کا تھا اگر وہ اپنے پاس شاہزادون کو رکھتین کا ہیکو یہ آفت
آتی مگر سگی مان نہ تھین آپ سوار ہو کر چلی گئین اپنے ساتھ انکو کیون نہ لیگئین ۔

جب دوسری رات موتی محل مین ہوئی جنرل اوٹرم نے حکم دیا تھوڑے آدمی ہین مع رسد و
بیگمین و اسباب سب بیلی گارد مین چلے جائین حسب الحکم جتنے گورے تھے بیلی گارد مین چلے گئے
سپاہ بہادر نے جب یہ حال دیکھا او سنا کہ فضل الہی سے رات بخوبی کٹ گئی اور ابھی تک سب
قیصر باغ مین بیٹھے ہوے ہین باوجود اس اقل قلیل سپاہ خاص بیچارا ور کچھ لوگ راجہ مانسنگھ
اور راجہ گور بخش سنگھ کے مثل ٹڈی کے آگرے اور خجالت سے عذرات بارد
پیش کیے جنابعالیہ اور ارکان دولت نے مصلحتاً قطع دی اس خیال سے کہ موجب شکستہ دلی کا ہوگا
اس معرکہ مین ۱۱ افسر ادھر کے مارے گئے اپنے حق نمک سے ادا ہوے باقی مجروحین و مقتولین
کا حساب نہین اور بعض امرا کے معزول خانہ نشین بھی بعد دریافت خیر وانیت وقت سے پہر اپنی سکھپال
سے حاضر حضور جنابعالیہ ہوے اور سپاہ بہادر پھر بدستور اپنے مورچون پر قایم ہوئی اور مقابلہ عالم باغ
کا کبھی خیال نہ کیا کہ وہی ناکہ کا بنو رہی بلکہ اکثر یہ کہتے ہین کہ وہ سب ان مین ہے وسے کمرے کھڑے
لے لینگے البتہ بیلی گارد کا مشکل ہے کہ وہ شہر مین ہے مگر تعجب اس امر کا ہے کہ سب مورچے بھاگ
گئی تھی قیصر باغ مین سوا ۶۰۔ آدمی کے دوسرا نہ تھا ۔ صاحبان عالیشان نے کیون ایسے وقت مین
غفلت کی کچھ مفصل معلوم نہین یا جنابعالیہ کو توفیق ہوئی اوسوقت خود بیلی گارد مین چلی جاتین
یا خود اوٹرم صاحب کو بلوا بھیجتین کیا خوب بات ہوتی مگر بشرطیکہ ممو تمان اپنر تسلط نہوتا تو کیا
عجب ہے کوئی صورت نکلتی ۔

۶۔ تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ ۲۳ ستمبر سنہ ۵۷ء شاہ جی کو خبر ہوئی کہ گورے بیلی گارد مین چلے گئے
تو دیکھو تنہا اٹھا تم سب میان شہر مین اکیلا دھاوا کرونگا اپنی کرامات آج دکھا کر انکو نکال دونگا
یہ کہکر موتی محل مین گیا مکان خالی ایک گورہ زندہ تھا مگر ایک مردہ گورے کا ملا اوسکا سر کاٹ لیا
جب تیغ نے شاگرد شاہ صاحب نے اکیلے دھاوا کیا پیچھے سے پہونچی شاہ جی کے ہاتھ مین دم سر تھا

لاف زنی بڑھ بڑھ کے کرنے لگا کہ دیکھو جب اپنا ارادہ ہوگا اسیطرح بیلی گارد کو بھی خالی کرا دونگا فوج مین چرچا
شاہ جی کی کرامات کا ہونیلگا اعتقاد ضعفا سست ایمان کا دوچند ہوگیا تلنگے قتل عماد یو وندروت کرنے
لگے سوار اپنا خلیفہ ایمانی جاننے لگے باہم یہ چرچا ہوتا تھا کہ اگر شاہ جی نہوتا گورون نے شہر لیلیا تھا اب کچھ ہوسکیگا
بس تین سو گوری باقی تھی اور یہی دلی کا فوز نجیبہ وغیرہ مین پہلے پھرتے تھے وہ بھی جبر منزل مین بند ہے شاہ جی
اقرار کیا ہے کہ کل کے دن فساد مین سب گورونکو مارلونگا بس گورے اور انگریز اسی رات کے مہمان ہین کل سب مارے جاینگے
دوسرا بولا شاہ جی نہین کوئی اوتار پیدا ہوا ہے اسپر کوئی گولہ گولی اثر نہین کرتی ہے غرض اسیطرح کی تعریفین
وہ دن گذرا اونکا دماغ عرش پہ پہونچا لاف زنی زیادہ بڑھی جاہل مذاہب وندروت سجدے پر جھکے
کپتان رسالدار نذر دی قدم پر سر رکھا شاہ جی سنانے وفود جوش وخروش مین یہ شعر پڑھا ۔

چون شود در عہد ایشان جور و بدعت را رواج — شاہ غربی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود
درمیان این و آن گردد بسے جنگ عظیم — قوم عیسی را شکست بیگمان پیدا شود

یعنی وہ شاہ غربی مین ہون انکے قتل کو پیدا ہوا ہون میرا کوئی ہمسر نہین ہر جسقدر کیا اصل ہے شاہ
دلی میرے رتبہ سے کم ہے مجکو حکم الہی ہے میرے ہاتھ یہ فرقہ نصارا تباہ ہین انکی بیخ و بنیاد اکھاڑونگا مین
ظل اللہ خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ ہون لندن مین جاکر لڑونگا شاہ دہلی نے تماشا اوسکی سلطنت پھر
گورون کے حوالے کردی اب پھر اپنی عرضی میرے حضور بھیجی ہے پھر کچھ قسمت اوسکی اچھی ہے پھر چوبدار کو
حکم دیا ممو خان کے پاس جاؤ ابلاغ حکم پہونچاؤ کہ اب آنکھین کھول کر ہوش مین آؤ اسقدر بیہوش نہو
آج تمھاری فوج اور زمیندارون سے کچھ نہوسکا مین نے چار آدمیون سے موتی محل
چھین لیا اگر تم چاہتے ہو سر گورون کے بوٹ سے بچے اور بیلی گارد ہاتھ آجاوے
ہم تو ہین اسیی پانچ ہزار روپیہ نقد دعوت فقرا بھیجدو ۔ بیگم جسقدر میری اطاعت
کرے ۔ آج رات کو بیگم میری بیعت کرے اور درصورت عذر کل گورون کو قیصر باغ مین
بلاونگا اور اس لونڈے کو ریاست سے اوٹھا دونگا چوبدار نے ممو خان سے جاکر
کہا سنشدہ یہ خبر جناب عالیہ تک پہونچی اونھون نے مفتاح الدولہ ۔ شرف الدولہ
ممو خان ۔ میر واجد علی کو بلایا سب نے کہا شاہ جی کوئی امام نہین یہ سب باتین
کفر والحاد کی ہین اپنا رعب جیلی فقط دھمکا کر بٹھاتا ہے کیسنے کہا خیر فقیر ہے جیز سے   بدہ

درویش پر امیر واجد علی نے کہا ایسی باتوں سے یہ اور سر چڑھیگا بکتا ہے بکنے دو صبح مہا
مان سنگھ اور بہر ملٹین کے کپتان سے مشورہ کیا بعض نے کہا جو وہ کہے کر دو لی بے بعض نے
کہا اوسکی اصل کیا ہے اوسے ہمنے بنایا ہے رام نے چاہا تو کل ہم دھاوا کرینگے قیصر منزل
بیلی گارد کو خالی کروا لینگے ایسی باتوں سے نہ ڈرو غرض ابلاغ حکم دھاوے کا جاری ہوا کہ ایک
طرف گورا دوسری جانب سوار تیسری جانب تلنگے چوتھی طرف شہدے ہوں چنانچہ اوسوقت حکم
اس مضمون کے جاری ہوئے کہ صبح کو تیاری دھاوے کی ہو افسر اپنے بستر پر چلے گئے

دو گھڑی رات رہی افسر مع اپنے ہمراہی سورچوں پر گئے چاروں طرف سے جب دھاوے کا
غل کر دیا کہ قیصر منزل بیلی گارد کو گھیر لیا ہے مگر جب ادھر سے مار پڑنے لگی منہ پھیر لیا کچھ گورے
جناب عالیہ کے گھر سے سر راہ سے خاص بازار کی جانب گولیاں مارتے تھے اور سفر مینا کے سپاہی
تے رات بھر کے عرصہ میں اوسکے نیچے سرنگ تیار کی تھی بارود اوسمیں رکھ چکے تھے دفعتہ سرنگ کو
آگ دی مع کمرہ گورے اڑ گئے ایک دھنی کمرے کی سید میر کمیدان کے لگی مر گئے افسران میں
اپنا نام کر گئے محمد سعید خان ملازم مرجلیقہ مارے گئے اور بہت سے آدمی کام آئے گورے بھاگے
تلنگوں نے پیچھا کیا دو گوروں نے بندوق ماری نامرد بے غیرت نے گولی کھائے اپنا مال پھیر کیا مورچہ
چھوڑ کر بھاگے گوروں نے اوسی راہ سرنگ پر اپنا مورچہ قائم کیا۔

جب لال بارہ دری کی طرف نجیبوں نے دھاوا کیا لال جی محمد امین کمیدان خواجہ سرانے افسران
میں بڑا کام کیا کہ راہ کی مصیبت جھیل کر بارہ دری بیلی لے لی گورے بھاگے پھر دھاوا کیا لال جی
ایسا بہادر مارا گیا اوسکی نعش نہ اوٹھانے پائے ہمراہی بھاگ گئے اسکے عزیز نے نعش اوٹھانیکا
ارادہ کیا وہ بھی کام آیا کمیدان کی جورو پانسو روپے نعش اوٹھانے پر دیتی رہی ایک کی جرأت
نہ پڑی گوروں نے پہلے بارہ دری بیلی نجیب بھاگے دھاوا پیش نہ گیا کچھ سپاہی تہ خانے کی آڑ
پکڑ کر رہ گئے تھے بہت سے مارے گئے اوسدن بھی بڑا کھیت ہوا گورے تقریباً ۵۰ تلنگے نجیب پانسو
مارے گئے افسر طلیل [illegible] آئے دھاوا پھر آیا۔

الغرض یہی صورت سے ہر روز دو یا گھڑی میں لڑائی ہوا کرتی تھی تیسرے دن بہت سے لوگ فوج انگریزی
سے بھاگ آئے تلنگے اور نیز گورے [illegible] عالم باغ میں ہے

رسد نہین رہی اسواسطے ہم بھاگ کر نکل آئے ایک اومین گوبندہ بھی پکڑا گیا ایک چٹھی انگریزی
جوت پر کے قلم مین لالکہ سے نہدا وسکے پاس تھی عالم باغ لیے جاتا تھا ایک شخص نے اوسے پڑھا
مضمون یہ تھا کہ ہمنے پہلے راستہ سامنے بیلی گارد کے پل پر ہوکر آنے کا لیا مگر بدمعاشون کا بہت
مجمع تھا دونون طرف سے مارتے تھے اوسوقت ہمنے دہنی طرف کی راہ گوبندے کے ساتھ
لی حضرت گنج سے داخل موتی محل ہوے وہان سے جب بیلی گارد کو چلے راہ مین بڑی لڑائی ہوئی ایک بڑا
جنرل کپتان صاحب بہت سے گورے مارے گئے سب مجموع پانسو کام آئے جنرل اوٹرم زخمی ہوے
اونکے بازو مین گولی لگی ہڈی بچی وہ چٹھی ممو خان نے میر واجد علی کو دی اور چوبدار کو حکم دیا کہ
اس گوبندے کی ناک کٹوا کالا منھ کرکے گدھے پر سوار کر تشہیر کرو چوبدار نے قاسم خان کو ابلاغ
حکم کیا وہ افسر کوتوالی تھا عمل مین لایا ولایت حسین منشی جنرل اوٹرم کا عالم باغ سے رسد
لینے کو نکلا تھا پاسی پکڑ لائے انکی بھی ایک پلٹن بھرتی ہوچکی تھی ممو خان نے اوسے احوال پوچھا
کہا ۳ ہزار گورے جنرل اوٹرم الہ آباد سے لائے مین بھی واسطے بیٹ کے چلا آیا ممو خان نے
کہا یہ اصل گوبندہ ہے کل پانسو گورہ تھا یہ فقط ہمارے ڈرانے کو زیادہ کہتا ہے اسکا کالا منہ کرکے
گدھے پر سوار تشہیر کرو میر واجد علی داروغہ نے کہا انکا اظہار مین لیلون پھر آپ کو اختیار رہے
داروغہ اونکی شکل شرافت پہچانکر نیرمی اوسے کہا اتنے گورے نہ بتاؤ وگرنہ حیرانی مین پڑوگے اونھون
نے کہا مجھے کیا معلوم تھا مین پانسو سے بھی کم بتاتا مگر سچ یہ ہے کہ فوج انگریزی پیچھے سے اور آتی ہے
اور یہان مشہور یہ ہوا ہے کہ جنرل اوٹرم مارے گئے غلط ہے وہ مع فوج داخل بیلی گارد ہوے میر واجد علی
نے موافق مرضی ممو خان قلت گورون کی جنرل بہادر کا مارا جانا لکھوا کر انھین تشہیر سے بچایا۔

جنرل حسام الدولہ طلب نواب معین الدولہ اور جرنیلی مظفر علی خان

جب جنرل حسام الدولہ معرکہ عالم باغ سے چلے آئے افسران فوج نے جنابعالیہ سے اونکی
شکایت کی حضرت محل نے آزردہ ہوکر بہت کلمات سخت فرمائے وہ سنکر اپنے گھر بیٹھ رہے دربار مین
نہ آئے جنابعالیہ نے نواب معین الدولہ میر عنایت علی ماموے حضرت جنت مکان کو طلب فرمایا وہ کبھی

کبھی بخوف جان و مال دربار مین آیا کرتے تھے ممو خان نے عہدہ جرنیلی کو اونسے کہا اونھون
نے انکار کیا جواب دیا معلوم ہوا تم بدخواہ سرکار ہو کیون دو مہینے تک اپنے گھر بیٹھے رہے
مرزا برجیس قدر کو نذر دینے بھی نہ آئے انھون نے کہا مین اقربای شاہی سے ہون بے طلب نہ آیا
جب طلب کیا حاضر ہوا ممو خان نے کہا سرکار نے تمہارے واسطے پہلے داروغگی توپخانہ تجویز
کی تمنے انکار کیا کہ میرے لایق یہ عہدہ نہین ہے اب سرکار نے جرنیلی تجویز کی ہے اس سے زیادہ کونسا
عہدہ بالاتر ہے کیون انکار کرتے ہو خلعت لو اونھون نے کہا کچھ احتیاج خلعت نہین اور نہ تنخواہ
کی ضرورت ہے بہرحال اسیوقت مہر جرنیلی حسام الدولہ سے طلب ہوکر انکے سپرد ہوئی بمجبوری
بخوف کام کرنے لگے کہ اسی حیلہ سے جان و مال بچے اور مثل فوج نجیب سنگہ شاگرد پیشہ جو آتی
تھی گنگا پرشاد متصدی حسام الدولہ دکھاتا تھا یہ دستخط مسل کردیا کرتے تھے کبھی کبھی حاضر حضور
جناب عالیہ بھی ہوتے تھے مگر کچہری مین ہر روز جاتے تھے نواب شرف الدولہ سے انسے خلاف سلطنت
سابقہ چلا آتا تھا کبھی صفائی سی نہ ہوئی نہ نباہ صورت نفاق باطنی چلی گئی آخر شرف الدولہ نے تنگ ہوکر
جناب عالیہ سے عرض کی کہ کار جرنیلی بہت ابتر ہے اسکی تدبیر مناسب ہو تو بہتر ہے فرمایا جو مستعد
اور صاحب لیاقت لایق جرنیلی ہو اوسے مقرر کرو معین الدولہ اوسکی نیابت مین کام
کرینگے نواب نے مرزائی بیگم مقرب خاص کو محل مین گانٹھ کر مظفر علیخان اپنے بھانجے کو ۱۲ پارچہ
کا خلعت جرنیلی دلوایا وہ کاروبار کرنے لگے معین الدولہ کبھی اونکی کچہری نہ گئے ہر چند جناب عالیہ نے
سمجھایا نہ مانا عرض کیا مجکو تمنا اور احتیاج روزگار کی نہین ضعیف ہوگیا ہون کبھی کبھی فقط سلام
کو حاضر ہونے کا امیدوار ہون اسیوجہ سے وہ اپنے بیٹون اور کسی رفیق یا امیدوارون مین کسیکو
دربار مین لیگئے اور نہ ایک کوڑی تنخواہ کی لی کسواسطے انجام سب کا خوب سمجھے ہوے تھے فی الحقیقت
عجب حالت ضیق مین تھے کچھ نہ بن پڑتا تھا۔

ایک دن جنرل منصوب بوقت صبح بود علی شاہ کے تکیے پر کنار شہر گئے اوس فوج کے
دیکھنے کو جو دلی سی بھاگ کر آئی تھی فوج مین سلامی توپ کی ہوئی کربلای میر خدا بخش اور
الماس علیخان مین جتنی مقابلہ عالم باغ پڑی ہوئی تھی سمجھی کہ گورہ اس ناکے سی شہر مین داخل
ہوئے سب بھاگ گئے یہ مستعد ہوے جب مفصل ہرکارون سی سنا جان مین جان آئی۔

غرض جب اس سلامی کا پرچہ سرکار مین آیا پچاس روپیہ جریانہ توپخانہ والون سے ، اشرفی جنرل سے تعلیمالیں پھر کورٹ مین چار جنرل تجویز ہوے کہ وہ کمانڈر انچیف کے اسسٹنٹ سوار پیدل توپخانہ مین رہین چنانچہ بنام نواب جراز الدولہ دلیر الدولہ سعین الدولہ وغیرہ مقرر ہوے مگر اجراے احکام ایک سی ہوتا تھا معرکہ عالم باغ سے تمام شہر مین راجہ بالسنگہ بہادر کی لڑائی کی بڑی شہرت ہوگئی اکثر تعلقدار کہتے تھے ہمارے سپاہی بہت مارے گئے کسیکا نام ایسا ہم مین سے نہوا راجہ فقط ایک مورچہ عالم باغ پر گئے نام اونکا مشہور ہوا سرکار سے خطاب فرزندی بھی ملا پس ہر تعلقدار جو یا اپنے نام و نمود کا ہوا کوئی تنہا ہوکر نہ لڑا جس سے نام ہوتا ۔

پہونچنا کمانڈر انچیف کا کانپور سے عالم باغ مین وغیرہ سوانحات

۹ ۔ نومبر کو سرکالن جی سی بی کمانڈر انچیف کانپور سے گنگا کے اس پار اترے منزل بمنزل آکر بنی مین ۷ کوس لکھنؤ سے خیمہ کیا اونکے ساتھ فوج اس تفصیل سے تھی ۔

۸ توپین کپتان سیل بریگیڈ جہازی ۔

۱۰ ۔ اسپی ۶ میدانی بھاری توپخانہ شاہی

۹ ۔ رسالہ گوروں کا ۔ ۸ ۳ ۵ ۵ ۷۵ ۹۳ رجمنٹ پیدل

۲ رجمنٹ تلنگہ پنجابی ۔ ساتی پر زمینرس تھوڑے یہ سب ۲۷۰۰ پیدل اور ۷۰۰ سوار پنجابی ہندوستانی ۔

۱۴ ۔ نومبر روز شنبہ ۱۸۵۷ء مطابق ۲۵ ۔ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ داخل عالم باغ ہوے کئی ہزار اونٹ کرانچی چھکڑے کئی سو ہاتھی ساتھ تھے اونام ۔ بشیر گنج ۔ نواب گنج بنی مین جابجا تھانے بٹھاتے آتے اور تار برقی بھی جابجا درست کردیا راہ مین جتنے گانون قریب سڑک تھے خوف سے وہان کی رعایا بھاگ گئی تھی

جب خبر آمد کمانڈر انچیف بہادر آئی کہ اس کثرت سی فوج ظفر موج اور سامان سیگزین وغیرہ قریب لاکھ آدمی کی جمعیت سی چلے آتے ہین فوج کو حکم ہوا آگے بڑھکر روکے ادھر سے نیاو ؟

یہ سنتے ہی راجہ مادھوسنگھ بہادر تعلقدار گڑھ امیٹھی دو ہزار سپاہی اپنے لیکر بطور دھاوے کے
جا پہونچے اور فوج باغیہ ابھی کوچ نہ کرنے پائی تھی کہ بنی اور رفیر درگنج کے میدان مین لال
مادھوسنگھ سے لڑائی شروع ہوئی سرکار مین خبر آئی کہ لال مادھوسنگھ نے دو پلٹن گورونکے
کاٹ ڈالے بڑی بہادری کی ایک پلٹن رہ گیا ہے وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ بھی مارلیا جاتا ہے
کوئی امر ہراس کا نہین ہے۔

الغرض یہ خبر سنتے ہی بہت تحسین و آفرین کی اندر باہر دھوم مچی اور در اصل وہان یہ
حال گذرا کہ کسی گانون مین آڑ پکڑ کر راجہ کے لوگون نے لڑنا شروع کیا تھا گورون نے
چار طرف سے گھیر لیا راجہ مادھوسنگھ جماعت قلیل سے راہ مجبور سے بھاگ کر چلے گئے بعض
کہتے تھے یہ غلط ہے وہ لڑ رہے ہین بعض کہتے تھے وہ غیرت سے مر گئے پھر خبر آئی کہ ۵۰ آدمیون
سے اپنے گھر گئے ہین اگر سرکار سے کمک نہ جائیگی کسیطرح زندہ نہ آسکین گے یہ خبر سنتے ہی راجہ مانسنگھ
بہادر نے ازراہ دوستی سرکار نے خبر کو بھیجے اثنای راہ مین دیکھا کہ راجہ دو تین آدمی سے چلا آتا ہے
وہ لوگ راجہ مانسنگھ کے مکان پر لے آئے مادھوسنگھ نے قسم کھائی کہ جب تک مین گورونکو نہ
مارلونگا نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔ آخر سبھون نے سمجھایا کہ اگر کھانا نہ کھاؤ گے تو دم بی لو جب طاقت
ہوگی تلوار کیکے زور و قوت سے لگاؤ گے غرض جہالت سے دو دن تک کچھ نہ کھایا وجہ اسکی یہ تھی
کہ ایسی مار پڑی تھی جسکے رعب اور خوف سے حواس درست نہ تھے اور پر دلسے کہتے تھے کہ پھر لڑنیکو جاؤنگا
سب گورونکو مارلونگا مگر بعد اسکے پھر جنبش بھی نہ کی سچ تو یہ ہے کہ جو زمیندار تعلقدار پہلے آیا خوب لڑا
دوبارہ لڑنے سے جی چرایا معلوم ہوا کہ گورے عالم باغ سے اور کمک کو پہونچے توپین چھین لین پھر کر
داخل شہر اور کمانڈر انچیف عالم باغ مین داخل ہوے۔

تھوڑے سے گورون نے جاکر قلعہ جلال آباد مین دخل کیا وہان پلٹن نجیب مستعد ہی تھی
اپنی جان بچاکر نکل گئی گورون نے کئی دن تک قلعہ مین دمدمہ باندھنے کی تیاری کی پھر معلوم نہین
کس جہت سے موقوف رہی۔

پھر ممو خان کو خبر پہونچی کہ آج گورے دو سو کل تین سو داخل عالم باغ ہوتے جاتے ہین
اس خبر پر نواب اور ممو خان نے اشتہار جاری کیا کہ جو سر انگریز کا لاوے سو روپیہ انعام پائیگا

اورگوروں نے مہر کا رپچاس اورحکم دیا کہ جتنے پل پختہ نہر پر ہین سب گرا دیے جائین اور نہر پر باندھ باندھ
اور پلٹن نجیب وتلنگہ کو حکم دیا کہ گرد باغات عالم باغ مین اپنا پڑاو کرکے مورچہ قایم کرو ۔

محاربہ دھاوا عالم باغ فوج کا جانا فوج انگریزی کا محمد باغ و دلکشا سے آنا

۱۵ - ربیع الثانی روز یکشنبہ سنہ الیہ کئی رسالے جنگی پلٹن تلنگہ ونجیب نظامت ملازم قدیم و جدید
کالکا راجہ جے لال سنگہ لے کر آئے کربلاے میر خدا بخش الماس علیخان باغ داروغہ عاشق علی نواب
خاص محل مصلح السلطان اور جو باغ قریب تھے اور مرزا مہدی علیخان کے باغ مین جو پارہ
کے گانون مین ہے اور کنارے نہر پختہ باندھ رندگشتی کی اور جابجا توپین لگائین ۔
۱۶ - روز دوشنبہ صبحکو فوج باغی تیار ہوکر کنوسی جلال پور کے میدان مین مقام عالم باغ
جاکر ٹھری ہوتی تھوڑے گورے ادھر سے دو توپ اسپی لیکر نکلے دو ساعت تک دور سے
کچھ رد و بدل ہوا کی آخر ناکام پھر آئے ۱۷ - سہ شنبہ کو اوسی طرح پھر سامنا کیا فی الجملہ نسبت کل
کے اچھے رہے اور گورے بھی حد سے زیادہ نہ بڑھے اب قرینے سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی کو
تا کربلا سے داخلہ شہر منظور نہین کس واسطے کہ بیلی گارد تک شہر سے گذرنا مشکل ہوجائیگا ۔
۲۵ - ربیع الثانی سنہ الیہ مطابق ۹ - نومبر عیسوی فوج انگریزی عالم باغ سے دلکشا ہوکر بیلی
گارد کو رستہ شاہی سے یا شارع عام سے جاے ایک سوار خبر لایا کہ گورے بڑھتے آتے ہین فوج
باغی پیچھے ہٹی آتی ہے راجہ مانسنگہ نے تصدیق خبر کو اپنا ہرکارہ بھیجا وہ بھی خبر لایا سچ ہے فوج بہادر بھاگی
چلی آتی ہے یہ سنکر راجہ نے بھی اپنا سامان چلے جانے کا کیا دردولت پر تلاطم ہوگیا ممو خان نے
ہر چند فوج کو مع افسر روانہ کیا مگر جو گیا خدا کے فضل سے اپنا بھاگ لیکر آیا ایک اور ہرکارہ خبر لایا کہ
محمد باغ گوروں نے لے لیا وہان کی فوج سب بھاگ آئی اور جہان انگریزی تلنگے ہین وہ سب کچھ مہری
توپین بھی لگائین جب گورے انکی طرف بڑھے انکی صورت دیکھکر بھاگے کوئی سامنے نہ ٹھہرا
یقین ہے دوپہر تک یہان اور شہر مین گورے داخل ہوجائین یہ سنکر ممو خان نے مجاہد الدولہ
احمد علی خان عرف چھوٹے میان کو بلوا کر کہا کہ نصیر آباد جو دلی سے آیا تمھارے سپرد ہے
تم اوسکے افسر ہو پہلے وہ لوگ سات روپیہ کی تنخواہ پر راضی نہ تھے اب اونسے ۱۲ روپیہ کا

اقرار کیا ہے چار ہزار واسطے چینے کے دیگر جلد روانہ کرو احمد اللہ شاہ سے بھی دھاوے کو کہلا بھیجا اونہون نے بھی جواب دیا میرے سپاہی بھی بھوکے ہین دو ہزار اونھین بھی بھیجدو وہ بھی چلین اس عرصہ مین گورے میدان دلکشا مین آ پہونچے مقابلہ ہوا مجد علیخان نے پانچ آدمیون سے دھاوا کیا بڑی بہادری کی جب نوبت تلوار و سنگین پہونچی یہ سب مارے گئے احمد اللہ شاہ اور احمد علی نے بھی دھاوا کیا پیش نہ گیا اوسوقت تلنگون نے کہا یہانکے کارتوس مین بھوسی بھری ہے اور بدلے گراب کے گرنج بھر رہے ہین یہ سبب ہے کہ سب اہلکار انگریز سے ملے ہین جو توپ ہم مارتے ہین اونپر کچھ اثر نہین کرتی اونکی توپ سے ہمارے سب سپاہی مرے جاتے ہین اوسیوقت در دولت پر آکر داروغہ میر واجد علی کو گھیرا اونہون نے اپنی حکمت عملی سے ٹالا وہ سپاہی جو دلی سے آتے تھے چپکے چلے گئے پھر ممو خان کو گھیرا بھوسی گرابون مین کسنے بھری ہے بتا دو اونہون نے میر محمد علی کارندہ کاظم علی داروغہ میگزین کو بتایا محمد علی جو گراب بناتا تھا اوسکا سامنا کر دیا اوسکا دستور گراب بنانے کا یہ ہے کہ اوس مین بھوسی پڑتی ہے تلنگون نے کہا یہ سب جھوٹ ہے تم سب انگریز سے ملے ہو ہم تم سب اہلکارونکو مار ڈالینگے غرض پھر جناب عالیہ کے حضور گئے ممو خان کو اپنے ساتھ لیے گئے اور گالیان دیکر کہا یہ انگریز سے ملا ہے اور سب اسکے کارندے اوسوقت روبرو جناب عالیہ نواب ریکاری ہوئی ممو خان کو بچایا اور کہا جسپر تمھارا شبہہ ہو اوسے مار ڈالو تلنگون نے میر محمد علی اور ایک متصدی جو گراب بنواتا تھا سنگین باندھ سڑک پر لیجا کر مار ڈالا اس امر مین تلنگون کا گمان غلط نہ تھا یہ کارروائی اپنی عاقبت اندیشی سمجھکر کرتے تھے کہ اگر عمل انگریزی ہو جائیگا ہم اسی خیر خواہی کو پیش کرینگے۔

بعد اسکے احمد اللہ شاہ نے اسپر اور لون مرچین لگا تیز کیا کہ یہ گوسے اور گراب آر صاحب کے نیواتے ہین جسے مع دو صاحب تین میم ایک مس کے ساتھ متولی کے راجہ لونا سنگھ نے بھیجا ہے مار ڈالو وہ چاہتا ہے ہماری شکست ہو جاوے انگریز کی فتح اور اہلکار سرکار بہ معرفت اوسکے ساز کیا چاہتے ہین اسیواسطے آر صاحب وغیرہ کو جان سے نہین مارا بلکہ راحت آرام سے رکھا ہے اپنے بچاؤ کے واسطے چنانچہ تلنگے بگڑکر صاحبان موصوف کے اشتعال میں در دولت پر آئے۔

مشورہ بچانے اسیران فرنگ کا پھر اونکا قتل ہونا

قبل از داخلہ فوج انگریزی ہمراہ کمانڈر انچیف بہادر دیوان انت رام وکیل راجہ مانسنگھ اور داروغہ میر واجد علی مین مشورہ ہوا کہ جب تلنگے بھاگینگے غصہ مین آکر یادہ ضعیف سمجھکر آرصاحب وغیرہ کو ضرور مار ڈالینگے پس کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ قیصر باغ سے اونھین نکالدو وجہ اسکی یہ ہے کہ جب آرصاحب کی پلٹن متعین علاقہ راجہ بہادر تھی دیوانجی سے کمال خصوصیت سے دوستی ہوگئی تھی اس جہت سے از راہ حق دوستی اور اپنی شرافت سے ہمہ تن متوجہ اونکی رہائی کے ہوتے تھے مگر تدبیر تقدیر سے کبھی پیش نہین جاتی ۔ غرض یہ دونوں ممو خان کے پاس گئے اور کہا تمکو آرصاحب کا مار ڈالنا یا بچانا منظور ہے جواب دیا حتی الوسع بچانا میر واجد علی نے کہا کہ اس مکان سکونت مین تلنگون نے صاحب کو دیکھ لیا ہے اب نہو کہ زبردستی چھینکر لیجا کر مار ڈالین دوسری جگہ رکھنا چاہیے ممو خان نے کہا اسمین جو تم مناسب سمجھو اوسوقت داروغہ نے نجیب جو پہرے پر تھے کہا کہ تمکو ہم سو سو روپے دینگے اونکو دوسرے مکان مین لیچلو وہ راضی ہو اور دیوان انت رام سے یہ صلاح ٹھہری کہ جب قیصر باغ سے یہ نکل آوین تم گڑھی شاہ گنج مین انھین بھیجو اور وہان سے الہ آباد کو ۔ چنانچہ داروغہ نے تال اندیشی سے اپنے عیال کو پہلے نکال دیا اور پانسو آدمی راجہ کے قریب امام باڑہ نواب ملکۂ زمانیہ آکر کھڑے ہوے اور یہان دو ڈولیان تیار کین اسباب بھی لدچکا فقط اسیرون کے سوار ہونے کی دیر تھی بیچے خان سپاہی ساکن خیر آباد نے کہا شاید راہ مین کوئی تلنگہ ہمین ٹوکے ہم ڈولیون کے ساتھ نہ جائینگے اور اوسنے خفیہ جا کر ممو خان سے یہ ماجرا کہدیا کہ آرصاحب کی تدبیر نکالنے کی ہو چکی ہے آپ سے از راہ خیر خواہی عرض کیا ہے کہ اس بے حیا نے تلنگون سے جا کر یہ راز کہدیا ممو خان نے کہلا بھیجا تم کیا کر رہے ہو تلنگے سب بڑاتے ہوتے ہین اب انہو اسی حیلے سے ہم تم سب کو زیر تیغ لے ڈالین اونھون نے جواب دیا کہ ہمنے بموجب تمہارے اجازت کے انھین قیصر باغ سے علیحدہ رکھنا چاہا ہے ممو خان نے کہا آج ملتوی رکھو کل لیجانا بعد اسکے شاہ جی کو مفصل یہ خبر پہونچی اوس نے تلنگے بول پلٹن کے بھجوا دیے اونھون نے آکر نہید و قیصر ممو خان اور شرف الدولہ پر رکھدین اور کہا آرصاحب کہان ہے دا

میر واجد علی منصور نگر مین نواب خد محل کے پاس اسی بندوبست کو گئے تھے وہ تو اوسوقت اپنی قسمت سے بچگئے اور چھا لیا اور نواب نے بھی اس امر مین سعی کی مگر شاہ جی نے نہ سنا کہ ایسی رعایتون سے فتح مین دیر ہوتی چلی جاتی ہے غرض اوس دن تلنگے صبح سے آئے تھے آخر آر صاحب وغیرہ کو شاہ جی کے پاس لیگئے صاحب موصوف نے جانا کہ تلنگے آپہونچے آپ اوس مکان سے از راہ تہوری باہر نکل آسکے شاہ جی نے آر صاحب سے کہا تم تندرست اور بہت تیار ہو کچھ قید مین تکلیف نہین ہوئی ورنہ دبلے ہوجاتے اور مکان بھی سب طرح سے میز کرسی اسباب سے آراستہ تھا تمھین کون اسطرح کے آرام سے رکھتا تھا اوسکا نام بتاؤ صاحب نے کہا مین نہین جانتا لیکن ایک مشہود اور وغیرہ اور جمعدار تھا وہ اکثر میرے پاس آیا کرتا تھا تلنگون نے کہا بہتر یہی ہے سچ بتاؤ ورنہ ہم تمکو مار ڈالینگے غرض جب قریب تارے والی کوٹھی پہونچے اور شاہ جی بھی متواتر یہی کہتے گئے آخر ایک تلنگے نے صاحب کے بازو مین گولی ماری اور کہا اب بھی خیر ہے تم نام اوسکا بتاؤ تمھین ہم چھوڑ دینگے ورنہ مار ڈالینگے صاحب نے کہا مین مطلق نہین جانتا خلاصہ چارون صاحبون کو محاذی صحن کوٹھی قریب سڑک شارع عام واقع دروازہ سیاہ تیلی قیصر باغ کے مار ڈالا کپتان آر صاحب اوسوقت بڑی بہادری سے کلمات سخت تلنگون کو کہتے جاتے تھے وہ بیچارا ظالم ابدی ایک گولی مار کر ٹھہر جاتے تھے کہ انھین بہت سی تکلیف زخم ہوا آٹھ گولیان کھاکر گرے اوسکے بعد پانچ دن تک میر واجد علی کی تلاش رہی وہ روپوش ہوگئے تھے دیوان اننت رام چھپکر جان بچا کر بھاگے شہر مین پھرتے پھرتے ایکدن عیش باغ پہونچے جہان راجہ بہادر کے لوگون کا پڑاؤ تھا راجہ صاحب بھی سیدھے چلے گئے تھے ورنہ تدبیر یہ ہوچکی تھی کہ ایک وقت خاص مین یہ سب کہارون کی ڈاک مین شاہ گنج روانہ ہوجاتے اور غیر متعارف گومتی کے گھاٹ سے اوترنے چنانچہ دو سو روپیہ کی کشتیان بھی عبور کو مول لے چکے تھے اور شاہ گنج تک برابر ڈاک کہار اور سپاہ کی بٹھادی تھی بلکہ اس سے زیادہ تدبیر کی تھی کہ پاسیون نے عقب کوٹھی نواب روشن سرنگ دلواکر ان اسیرونکو بے تکلف نکال لیجائین مگر اجل نے راز نہانی کو کھولدیا مگر اوس نیکی وحسن خدمت کا ثمرہ بقدر مقسوم قلیل یا کثیر بشکل نیکنامی در باعث عزت حاصل ہوا چنانچہ دیوانجی کو اس جلدو مین ۱۲ گاؤن معاف ہوے اور نام نیک خیر خواہی سرکار مین شریک کتاب اور زبان زد حکام ہوا - میر واجد علی نے پانسو روپیہ کی

اشرفی شاہ جی کے پاس اور ایک عرضی بھیجی کہ تمھارے تلنگے ناحق در پے میری جان کے ہو گئے ہیں
چاہتے ہین کسی حیلے سے مار ڈالین محض مجھپر بہتان کرتے ہین بغیر آپ کی عنایت کے میرا بچنا دشوار ہے
امیدوار ہون ایک پروانہ امان عنایت ہو اوسکے وسیلے سے میری جان بچیگی شاہ جی نے پروانہ بھیجا
پھر آکر اپنے کاروبار مین مشغول ہوے پھر تلنگے متعرض نہوے شاہ جی نے بہت اسباب روپیہ اشرفی ہر طرح
سے کیا مگر یہ اونکا صحیح معلوم ہوا اور نہ اوسکا قیام کسی کے پاس معلوم ہوا سب نظلے اپنی گردن لیگئے

محاربات مکانات شاہی

جب فوج انگریزی میدان دلکشا مین پہونچی راتکو پونڈن داروغہ کے مکان مین ٹھہر کر شنبہ
اور پل نہر کا باندھکر قبضہ کیا نواب مبارز الدولہ کے مکان پہونچی جو کچھ وہان رہگیا تھا لوٹا اور نواب بیشتر
اس ہنگامہ کے شہر مین چلے گئے تھے گانون اور محلے جو قریب نہر تھے سب مین آگ لگادی سارا
شہر روشن ہو گیا تھا اور باغی ہر مورچے سے کچھ لعنت بھیج کر پھر کا بھاگتی اور ہٹتی چلی آتی تھی اور
ہر جگہ غالب ہوتے جاتے تھے۔

جب صبح ہوتی نئی شرک جو گورون نے قریب خورشید منزل بنائی تھی تلنگون سے لڑائی شروع
ہو گئی جب گورون نے سکندر باغ لینے کا ارادہ کیا خورشید منزل سے گولے اور گولی کی مار پڑنے
لگی سکندر باغ مین اور شاہ نجف مین دو ہزار تلنگے نجیب سکھ شہر سے تھے باڑھ بندوق کی اور
موتی محل سے گراب توپ کا پڑنے لگا مگر گورون نے بڑی بہادری سے سکندر باغ کو گھیر لیا اور
پھاٹک سے اندر باغ کے دھاوا کیا تلنگے جب گھر گئے راہ کیطرف سے بھاگنے کی نپائی حوض مین
گر گر کر مر گئے اور جو دیوار سے پھاند کر نکلے مارے گئے مگر بڑا اکھیت پڑا ۱۲۲ افسر ہندوستانی جوان
مارے گئے ۵۴۳ زخمی نیم جان بچے انمین سے تھوڑے زندہ رہے باقی مر گئے اور ۱۶ نومبر سے
۸۶ تک ۱۰ افسران سے اور ۳۲۳ زخمی ہوے اور کمانڈر انچیف بھی زخمی ہوے اور جنرل ... تھا
کے بھی گولی لگی۔

پھر فوج انگریزی چوپڑ کے اصطبل پہونچی حضرت گنج نہ گئی اس جہت سے کہ دھاوے کے سپاہی ہر طرف

بہت ہوشیار تھے احمد اللہ شاہ بھی اپنی سپاہ سے دور دور لڑتا رہا حضرت گنج مین لگا ایک گولے کا اوسکے وسینے ہاتھہ مین لگا زخمی ہوکر بھاگے پھر گورے لڑتے فوج باغی کو بھگاتے موتی محل مین آئے
جنرل اوٹرم بہادر نے اپنی فوج سے بیلی گارد سے دھاوا کیا موتی محل تک میدان صاف کر دیا
جتنے بلیجی گارڈ کے گورے کو چھاڑا کہ لیتے ہین مورچے باغیون کے اوسکے کتنے سبب بہتر منزل مین آئے ادھر سے کمانڈر انچیف ہیولاک صاحب بہادر فوج ست گڑھ بھر کر پہونچے دونون جنرل سے ملاقات ہوئی اوسدن بھی عجیب معرکہ طرفین سے ہوا اور چھتر منزل سے دلکشا تک کمانڈر انچیف کے لشکر کا پڑاو پڑا قیصر باغ کو کھود کر سڑک لب دریا نکالی کہ ایک درجہ ماہین فرح بخش اور چھتر منزل دریا مین رہتا تھا ہموار زمین دوسرا درجہ ہو گیا اور تختے واسطے بچاؤ گولے قیصر باغ کے ہموار کر دیے تین توپین چھاونی باندھکر موتی محل مین لگائین اور گراب مارنا شروع کیا پھر میدان قیصر باغ تک کوئی نہ ٹھہر سکا گولے بم کے موتی محل اور بارہ کی کوٹھی سے قیصر باغ مین علی الاتصال آنے لگے فوج باغی جو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی جابجا متفرق ہوکر گوشہ امن ڈھونڈھنے لگی - صاحبان عالیشان کو منظور یہ ہوا کہ بچون اور میم کو بیلی گارد سے نکال کر بھیجا وین گورے ایک دفعہ یورش کر کے در دولت پر آئے پکار کے کہنے لگے پھاٹک کھولو ہم آ پہونچا ایک توپ دروازے پر لگی تھی اوسکے گولنداز بھاگ گئے اتفاقاً بشیر الدولہ کی دوکانون مین ایک بھٹیارا رہگیا تھا ایک شخص اور بھی راہی پیدا ہو گیا یہ حال دیکھکر وہ توپ جو بشیر سے بھری ہوئی تھی اوسے دور کر مہتاب دی دفعتہً سامنے سے گورے کر گئے ان دونون نے پھر چھرہ توپ مین دیکر داغ دیا اسفلک کا کچھہ خیال نہ کیا ناواقف تھے حرارت آگ سے توپ چل گئی خود بچ گئے تیسرے چھرے مین گورون کے منہ پھر گئے ایسے عرصے مین حضرت گنج سے ایک پلٹن جو سب کے پہلے دلی سے آئی تھی آ پہونچی اوسنے پیچھے سے گھر ماری گورے سیدھے رستہ مین چلے گئے

دوشنبہ کو جب نواب نے یہ حال باغیون کا دیکھا اپنے جان نثارون سے لشان محمدی قیصر باغ سے اوٹھا کر بقصد جہاد ایمانی باہر نکلے ہندو مسلمان کو غیرت دلائی کہ جسنے حمیت غیرت مذہب ہو وہ اسوقت مین اپنی جانکو عزیز نہ کرے جب باہر گئے جلو خانے علم لیے آئے غیر از قلیل من عبادی الشکور ایک بھی نہ تھا بلکہ جتنے تھے سب جنرل صاحب کے دولتخانہ کی کھڑکی سے سیدھے سر جھکائے

باہر چلے گئے کسینے پیچھے پھر نہ دیکھا آخر ہزار دن گالیون کے چھرّے پڑنے لگے وہ سب سنتے چلے گئے کسیکے کانون پہ جون بھی نہ رینگی۔

جب صاحبات محل نے غازی مردون کا یہ حال دیکھا بابرہنہ سر سیمہ پریشان حال دامن پھٹے پائچون کے اپنی اپنی کمرون سے محکم باندھے ہوے بارحقیقت مثل پاندان وغیرہ اشیا بیش قیمت بقدر تحمل وقت بیدا اوٹھا کے ہر شخص سے پوچھتی تھین کیون بھائی جب گورے محل مین آئین ہم کس دروازے سے کس طرف کو جائین جناب عالیہ نے اوسوقت حالت یاس مین مرزا برجیس قدر کو ہترکا پوشاک سبز پہنا دئے اور اپنے حاضرین سے کلمات یاس فرماتی تھین کہ ہماری فوج جنگی چھوڑ کر چلی گئی پھر ارکان دولت نے تجویز کیا کہ اگر جناب عالیہ یہان سے شہر مین جاکر کسی مکان مین رہین تو بہتر ہے مگر خود جناب عالیہ نے نہ مانا ثابت قدم رہین باہر کے پھاٹک مین قفل دلوا دیا اور سکو یقین ہوا کہ اسوقت صاحبات محل قیصر باغ سے باہر نکلین بے شبہہ فوج باغی سب کے سب گھر دا کے گھر کے لوٹ لینگے ایک تنکا نہ چھوڑینگے۔

غرض صبح دوشنبہ سے شام چارشنبہ تک حالت سکرات رہی سہ شنبہ کو علی محمد خان نے بہر علم اوٹھایا اور قرآن شریف کو مثل جنگ صفین وسیمین باندھکر اوٹھایا ایک ساعت تک کلمات یاس فہمایش سے کہتے رہے کوئی مسلمان تعظیم قرآن کو بھی اوٹھا آخر آبدیدہ ہوکر قرآن اور علم کو حجرے مین رکھدیا کیا سبب کے دماغ مین خلل آگیا تھا کہ اونمین سے کوئی انجام کار کو نہ سمجھا اگر یہ سب فوج مطیع حاکم وقت ہوتی اور عدل وانصاف سے پرورش رعایا سے ہاتھہ نہ اوٹھاتی تو کیا عجب ہے کہ یہ روز بد دیکھتی ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔

یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ گورے جو موتی محل سے بم کا گولہ برسا رہے تھے جنرل صاحب نے حکم دیا تھا کہ اس قدر اوپر گولے لگا نا اگر قیصر باغ خالی ہوجاوے بہتر والا دست بردار ہو جانا اسکا شاہد حال خود گورونکا کلام ہے کہ انھون نے پکار کر یہان کے سپاہیون سے کہا کہ ہماری بات یاد رکھو کل ۱۰ بجے ہم قیصر باغ مین حاضری کھائینگے یا اپنی ولایت چلے جائینگے اسکے سننے سے صاحبات محل کو زیادہ اضطراب اب قدرت خدا کو دیکھا چاہیے کہ بم کے گولون سے دلوار دولتخانہ قدیم مثل غربال ہوگئی تھی اور قیصر باغ مین ہر مکان پہ مینہ برس رہا تھا ہوا مین تھوڑا اونچا بلند ہوکر ہین سے رہ کر پھٹ جاتا تھا اور

آدمیون کے مجمع مین گرپڑتا تھا نہین مین دھنس جاتا تھا یا کوٹھے کی چھت یا دیوار پر گرتا تھا مگر اس کثرت بارش مین فقط ۷ - آدمی مجروح اور دو جان سے گئے باقی کسیکو صدمہ نہ پہونچا اور گوئندے انگریزی ہر روز ہر طریق سے پکڑے جاتے تھے قید ہوتے تھے زر نقد روپیا اشرفی اونکے پاس ہوتا تھا چھین لیتے تھے اور اکثر کو تلنگے جھنجھلا کر گولی مار دیتے تھے ایک گوئندے کو چھتر منزل مین خلاف مشاہدہ صاحبان عالیشان جو دوربین سے دیکھ رہے تھے تکذیب خبر پر گولی سے مار ڈالا اسے لوگ کرامات سمجھے تھے یعنی اوسنے خبر دی کہ قیصر باغ مین بہت شہدوہ لوگ رہ گئے ہین اور سب بھاگ جاتے ہین اور چھتر منزل کی کوٹھی سے بہت سے لوگ سبز پوش ہر مقام پر دوربین سے نظر آتے ہین یہ اسرار غیبی تھا کسواسطے کہ مفتاح الدولہ بھی کہتے تھے کہ فی الحقیقت مجموع ۶۰ - آدمی سب رہ گئے تھے واللہ اعلم -

تلنگے سوار بھاگ کر عیش باغ آغامیر کی سرا پلیچ آباد - گشائین گنج پہونچے - احمد اللہ شاہ بھاگکر نواب علی نقی خان کے مکان گاؤ گھاٹ مین سگئے باقی تلنگے شہر سے دس پندرہ کوس نکل گئے شاہ جی نے اسباب بارہ دری نواب پر قبضہ کیا اور فقیری ٹر مار کر نواب سے کہنے لگا سب قتل سب قتل - بعد اسکے انگریز قتل یمطلب یہ تھا کہ مین صاحب کرامات ہون فوج نے برجیس قدر کو بادشاہ کیا مجھے نہ کیا پہلے سب فوج قتل بعد اسکے رہا یا کہ میرے شریک دین نہو ئی - برجیس قدر کے میری بیعت کی بعد اسکے مین اپنی کرامات سے سب گورے اور انگریز سے قتل کر دیتا جو میرے شریک ہوتے وہ بچ جاتے اگر کوئی افسر یا تلنگا شاہ جی سے کہتا تھا کہ آپ دعا دیکھو چلین تمام کہتا تھا جب برجیس قدر اور اوسکی ماں میرے قدم پر سر رکھیگی بیعت کریگی اوسوقت جاکر سبکو ایکدم مین قتل کر دونگا واہ - لوکا رسے زمین را انکو ساختی -

جب فوج انگریزی نے تارہ والی کوٹھی لے لی قیصر باغ سے فوج بھاگی محلات معلی مین تلاطم پڑ گیا جناب عالیہ نے اوسوقت مرنے پر کمر باندھکر سید الشہدا کا ماتم حلقہ عورات مین شروع کیا جب نواب نے یہ حال سنا علم لیکر باہر آئے اور کہا جسے مرنا ہو میرے ساتھ چلے اوسوقت قیصر باغ مین تقریبا ۵ سو آدمی تھے اور تین دو سو مرنیکو تیار ہو میر صفدر علی نے نواب سے عرض کی کہ علم سید کے ہاتھ مین ہونا چاہیئے میر رضا علی اپنے وکیل کو آگے کیا کہ یہ سید ہے بہادر بھی ہے چنانچہ علم نواب سے

لیکر میر فدا علی کو پیادہ پچیس تیس قدم آگے بڑھا جاتا تھا نواب مع اپنے جان نثار پیچھے چلے جاتے تھے بشیر الدولہ کے مکان کی طرف سے ارادہ دھاوے کا کیا ادھر سے گراب توپ چلی پھر کسیکا آگے قدم نہ بڑھا بھاگنا شروع کیا نواب بھی مع اپنے یار غار پھر کر چلے آئے

جناب عالیہ نے اپنی سواری وبجہیقدر کی منگوائی تیاری بھاگنے کی کی اوسوقت ممو خان اور افسروں نے سمجھایا کہ ہم تھوڑی دیر مین فتح کیے لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین آپکے چلے جانے سے سبکو ہراس ہو جاویگا گھر سب لٹ جائیگا پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی -

صاحبان عالیشان نے ایک نشان جو قریب چینی بازار نصب کیا تھا اوسے فوج باغی نے لیلیا تھا کچھ نجیب مقبرہ جنت آرامگاہ مین رہگئے تھے اور گردے بم کے محل مین متصل چلے گئے تھے چنانچہ بم کے گولے محل مین ٹوٹنے باقی کا شمار نہین اوسی رات کو ہرکارہ خبر لایا کہ شہر کے نیچے سرنگ آتی ہے جتنے سپاہی سورچہ مقبرہ پر تھے وہ سب بھاگے آتے ہین بلکہ سب بھاگ گئے پیری مہدی اوستاد اور محمد حسین اتالیق تصدیق خبر کو گئے زیر قدم کھٹ کھٹ کی آواز سنکر بھاگے محمد قاسم رسالدار ۵ رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ بھی گئے اب یقین سرنگ کے آنے کا ہوگیا پھر سائی برس سیز س کے سپاہیون نے اوس سرنگ کو کاٹ دیا گورے نے اودھر سے بندوق ماری ادھر سے تلنگون نے گولیاں ماریں دونون گر پڑے محل مین ہل چل پڑگئی رات بھر بم کے گولے برستے رہے ہوتی محل کے سامنے جو انگریزی توپین لگی تھین اونسے فوج باغی کا ناک مین دم ہوگیا تھا ادھر قیدی وغیرہ سورچہ بناتے تھے ذرا ایک دم مین گر جاتے تھے توپین ادھر سے بھی چھا گئی باندھکر لگائی تھین ایک سورج جھنکار دوسرا کالا کچھو تیسرا کالا ناگ - چوتھی کوہ لرزان - انکا گولہ بھی برابر چلا کیا مگر انگریزی گولہ انداز آواز پر گولہ مارتے تھے چنانچہ ایک گولہ انداز نے شست باندھکر ایسا گولہ لگایا کہ دردولت کی چھت پر سیاہ تصویر تھی اوسکا ہاتھ اوڑ گیا صبح کو ہرکارہ خبر لایا کہ گورون نے تارے والی کوٹھی لے لی محمد قاسم یعقوب خان کو حکم ہوا کہ تم جاؤ کوٹھی کو چھڑاؤ اگر یہ کوٹھی بیچھوڑی پھر کسی سے کچھ نہ ہو سکے کا سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا اگر اسمین کوشش کروگے بہت سا انعام پاؤگے چنانچہ صبح سے خوب لڑائی رہی پھر صاحبان نے کیا ہوا گورے از خود کوٹھی چھوڑکر چلے گئے جب باغیون نے بالکل قبضہ کرلیا اوسوقت گورون دھاوا کرکے باغیونکو گھیر لیا ایک

تھا بس گیا تھا وہین رہا اور دفعتہً غل ہوا کہ گوردت نے تلنگونکو گھیر لیا ایک عجیب ماجرا یہ تھا کہ ذریعہ
ہدایدہ کو بھی ایک گڑھا ایسی حکمت سے کھودا تھا کہ جو تلنگا اوپر سے نیچے اترا وہ مارا
گیا یہانتک کہ وہ تلنگہ وہین ایکبار مارا گیا اور کوٹھے پر جو کام آئے اور جو بھاگ کر نکلے
وہ شاہ منزل پہونچے اب سبکو یقین ہوا کہ عنقریب قیصر باغ بھی لے لینگے اور سب فوج بھاگی
بہرحال ۲۷ ربیع الاول مطابق ۱۱ نومبر شنبہ صاحبان عالیشان کی فتح ہو چکی تھی کہ سلطنت کی
ساری فوج بھاگ گئی قیصر باغ مین شمرو بیگم کی کوٹھی تھی راجہ مانسنگہ راجہ بالدیو سنگہ وغیرہ ۔۔۔ مین پہونچے اور ادھر
ادھر باغیوں کا یہ حال تھا ادھر صاحبان عالیشان کا یہ ارادہ تھا کہ لے لیا جائے
تامل کیا ہو ورنہ یقین ہو چکا تھا اور ان بہادرونکی ساری قلعی کھل چکی تھی کہ جب جاینگے لے لینگے

خالی ہونا بیلی گارد کا

خلاصہ صاحبان عالیشان نے قبل از خالی کرنے بیلی گارد کے ایک اشتہار چند منزل مین لگایا کہ ہم
مکانات شاہی بیلی گارد وغیرہ مقبوضہ و مفتوحہ کو نہ اس فوج باغی کے ڈر سے اور نہ اس حاکم وقت
کے خوف سے چھوڑتے ہین بلکہ محض اپنی خوشی خاطر سے مناسب وقت سمجھکر جاتے ہین جس
جوانمرد بہادر کا جی چاہے اپنی بہادری سے ہمارا سد راہ ہو اور ہماری لڑائی کا تماشا دیکھے
اور اسی مضمون کا اشتہار کانپور مین بھی سکے گوشزد کر دیا تھا کہ ادھر جمعیت مخالف لاکھون
ہے اور اسکے پیشتر مجموع خزانہ اسباب تحفہ میگزین وغیرہ ہاتھی اونٹ چھکڑے کرانچی پر بار کرکے
کنارہ دریا سوتی محل کے رستہ سلطان گنج سے دھالائی کوٹھی جنرل مارٹن مین باطمینان تمام
چلا جاتا تھا بعض اہلکار ذوی الاقتدار نے مقابلہ اور سد راہ ہونیکو سرکار کو سمجھا کر منع کیا تھا کہ انکا
پیچھا کرنا مناسب وقت نہین یہ تو از خود چلے جاتے ہین اور باطن مین اپنا رسوخ اور خیر خواہی سرکار
انگریزی ثابت کیا چاہتے تھے بلکہ مستحق انعام اور بخشش قرار خود حال تھی مگر دنیا سے ناکام چلے گئے
اور سید شاہ جی نے ... سے دریافت کرکے جنابعالیہ سے عرض کیا کہ بیلی گارد عنقریب
خالی کرکے انگریز خود چلے جائینگے کسیطرح آپکو نقصان نہوگا چنانچہ بیلی گارد و سوتی محل خالی کر دیا

لوگون مورچہ کو مستحکم رکھا جب آدھی رات گئی بان اور بم کے گولے متصل برسانے لگے
مگر آپ بھی خوب جلا یہان تک کہ جتنے سپاہی پہرے پر تھے سب بھاگ گئے میر واجد علی اپنے بنگلہ
پر سوتے تھے اوٹھکر بچشم خود دیکھا یقین ہو گیا کہ گورے اندر چلے آتے وہان سے وہ
بھاگ جہان بیبیان تہ خانہ مین آکر کھڑے ہوے کہ انکو بھی بچائیے اور آپ بھی اونکے بدولت
بچیے خاص مکان کے سب مکاندار بھاگ گئے خزانے کے پہرے والون نے روپیہ لوٹ
لیا بھاگ گئے جو فقیر باغ مین تھے وہ محل مین جاکر چھپے رنڈی مرد سب اکیلا ہو گئے شہزادہ
باغ سے باہر بھاگ گئے علی محمد خان بدحواس ہوکر بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھے رہے اس
عرصہ مین گولہ گولی اوجود موقوف ہو گئی لڑائی تھم گئی سبکی جان مین جان آئی واہ ری بہادری
تہم ربیع الثانی روز یکشنبہ مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۵۷ء اوسی راہ کنارہ دریا سے بموجب
حکم جنرل صاحب دفعۃً بیبیان اطفال صاحبان فوج پیدل و سوار توپخانہ بیلی گارد سے
۸ بجے صبح کو سنگر باندھے نکلے اور اپنا اپنا اسباب بقدر برداشت ہر صاحب کے
کندھے اور سر پر تھا اور جسے نہ اوٹھا سکے اوسے بموجب حکم وہین چھوڑ دیا تھا اور ادھر
جابجا پچاس ہزار آدمی کا مورچہ تھا اور ہر طرف سے گولیان برستی تھین مگر سب کے سب محفوظ
رہے فقط ایک میم کے پانون مین گولی لگی تھی اور یہ سب منہ دیکھتے رہ گئے ایک بہادر کی جرأت
روکنے کی نہ پڑی اگرچہ بظاہر حکم سرکار سے تامل کیا تھا اوسی حیلہ کو غنیمت سمجھے ۔
غرض اوس دن قافلہ بیلی گارد احاطہ جنرل مارٹن کوٹھی دلکشا مین رہا بدھ کے دن عالم باغ
مین اور جب بیلی گارد سے نکلے تھے اوسکے پیشتر توپون کو خراب ناقص کرکے زمین پر ڈالدیا
تھا بارود کے پیپے صندوق جابجا کنوون مین ڈالدیے تھے پنجشنبہ شرک شارع عام سے
سیدھے کانپور گینس صاحب کے ساتھ گئے راہ مین شبخون سے بھی محفوظ رہے ۔
شاہزادہ مصطفیٰ علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ مرزا جہانقدر وغیرہ صاحبزادہ مرزا
سکندر حشمت جنرل صاحب عالم باغ تک لائے جتنی میم تھین سب کلکتہ پہونچکر ولایت ہو گئین
اور ہندوستانی آیا وغیرہ چھٹی حسن خدمت مع انعام فراخور حال لیکر رخصت ہوکر چلی آئین ۔
۲۵ ۔ نومبر ۱۸۵۷ء جنرل ہیولاک صاحب بہادر بسبب محنت و مشقت شماتۃ عالم باغ مین مر

بعض کہتے ہین کہ ہیضہ وبائی ہوا بہرصورت اس صاحب عالیشان کے مرنے سے صاحبان عالیشان
کو بڑا اسف ہوا بڑے بہادر خیرخواہ دلسوز سرکار تھے اور سر فروش جناب نواب ملکہ معظمہ دام اقبالہا
انکی بی بی کیواسطے ہزار پونڈ سالانہ یعنی دس ہزار روپیے مقرر ہو گئے اور انکے بیٹے کپتان ہنری ماونٹ
ہیولاک جو اپنے باپ سے خوبیون مین کم نہین پنشن سالانہ دو ہزار پونڈ مقرر ہوا فوج مین میجر اور مرتبہ
امارت مین بارنٹ ہوے اور وے اخبار۔

روز دوشنبہ ۵ ربیع الثانی مطابق ۲۹ نومبر ۱۸۵۷ء قبل از طلوع آفتاب سپاہی جو مقابل
بیلی گارد مورچے پر تھے اونھونے موافق معمول گولیان مارین اودھر سے جواب نہ آیا بلکہ ایک
سناٹا معلوم ہوا پہلے حیران تھے مگر کسیکی جرات آگے قدم بڑھانے کی نہ پڑی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے
لگا اسمیان سے شاید کہ پلنگ خفتہ باشد آخر ایک پاسی تریہی نواز جرات کرکے جا کودا۔ وہان پہنچکر
تریہی بجائی بس یہ آواز صلاے منزلی سنتے ہی جتنے نامرد تھے سب مورچون سے نکل بھاگتے مثل
مور و ملخ بیلی گارد مین پہلے اور رہا سہا شہر تھا جسمین جا بیدو سپاہی قسمت آزمائی سمجھکر لگتے لوٹنے
لگے ہرچند وہان سوائے لپس خوردہ اور فضلا اسباب کے کچھ نرہا تھا مگر اونکے نزدیک یہ بھی داخل نعمت
غیبی تھا۔ گوداموں مین غلہ نکمہ ناقص کئی دن سے پڑا سڑا رہ گیا تھا وہ سب مال مفت سمجھکر لوٹا
توپین چھوٹی بڑی جا بجا مورچون پر یا زمین مین گاڑکر ناقص کرکے چھوڑ گئے تھے ہر پلٹن کے
سپاہی نے پہچان کر اوٹھالین اور کیسی خوشی سے لے گئے جیسے گویا آپ لڑکر میدان سے آئے
تھے ہزارون لوہے کے گولیان شیشہ کی اور پلین لین اور کئی آلات غیر متعارف واک گھر مین تھی یہ سب واصل
سرکار ہوے کنوون مین صندوق باروت اور بم کے گولے نکالنے لگے اس احتمال پر کہ شاید روپیہ ہوگا لطیفہ
یہ ہے کہ ایک تلنگہ بم کا گولا اپنے دونون پانون مین رکھکر رکھائی سے توڑنے لگا اتفاقاً چوٹ سے لو ہوئی
آگ دی دفعۃً وہ پھٹا پہلے وہ تلنگہ نار مین اوڑ گیا اور کئی آدمی پاس کے زخمی ہوے۔ تہ ہی صندوق
چوبی تہ خانے مین سامنے بر آمد کے اور بہت سے ٹاٹ کے بورے پیسون کے بھرے ہوے
اوس مین روپیہ سمجھکر آپسمین لڑنے لگے جب پیسے دیکھے بانٹ لیے پائین باغ مین اسباب چوبی وغیرہ
نکمہ و فضول جان کر جلا گئے تھے اوسکا خاکستر دور تک ودرہ مین دیکھا اور ہر کوٹھی مین متفرق
اسباب چوبی میز کرسی کوچ تپائی الماری شیشہ آلات ظروف چینی مسی آہنی ٹین جو رہ گیا

تھا وہ سب لٹا ہزارون کتابین انگریزی لیتین فی من ایک روپیہ آٹھ آنے اور پنساریون نے لیلین
دو تین لاشین جا بجا پڑی تھین اور احاطہ گرجا مین مقتولین کی قبرین تھین ایک بڑی سرنگ سمت
شمال جانب دریا پہلوے کوٹھی رزیڈنسی سے اور آگے چلے گئے تھے وہ فقط جلکر رہگئی تھی بلکہ
پہلے پچیس سپاہی جو لوٹ کو دوڑ جاتے تھے ۱۵ آدمی اوسکے اوڑنے سے اوڑ گئے تھے اور سیدن
کوٹھے سلطانی جو چھتر منزل فرح بخش وغیرہ مین تھی سپاہ باغی نے شمول بیلی گارد کے لوٹنا
شروع کیا ہر چند سرکاری لوگون نے منع کیا ایک نے نہ سنا نقل خیمہ پشمینہ و شیشہ آلات ظروف
چینی مسی نقرہ طلا وغیرہ مفتاح الدولہ نے جا کر کہا کہ یہ مال سرکاری ہے کیون لوٹتے ہو گولی
مارنے کو مستعد ہوے ۔

جب فوج باغی کوٹھون کا اسباب بھی لوٹ چکی رزیڈنسی کی کوٹھیون کے کھودنے پر مستعد ہوئی
کئی مہینے تک وہانکی لکڑی کھود کر جلائی شہر کے تماشہ مین خیر خواہان سرکار و صاحبان وثیقہ و نشین جوق
جوق کئی مہینے جتنی کوٹھیان اور مکان احاطہ رزیڈنسی مین تھی سب گولے اور گولیون سے غربال ہوگئی تھین
مگر کوٹھی گنبس صاحب پایئن اور ایک درجہ کوٹھی بخشعلی خان فی الجملہ لائق سکونت معلوم ہوتا تھا اور
کوٹھی کے جلوخانے مین وسعت اور گنجایش ہزار ہا آدمی کی تھی بشرطیکہ سامان رسد وغیرہ خراب نہوجاتا
اور گرد ہر کوٹھی کے خندق و سرنگ بھی ہوئی تھی غرض صاحبان فہم کے نزدیک مقام عبرت یہ ہے
کہ اسی احاطہ رزیڈنسی مین ایک دن نواب منتظم الدولہ کے چھپانے اور حفاظت مین ممانعت سیڈک صاحب
نے کی تھی اور زمان سابق مین اسی احاطے سے مرزا وزیر علیخان نواب ناظم محمد تحسین علیخان نکلوا
نہ لیجا سکے تھے آج اوسی احاطے کی یہ صورت مثل خرابہ دکھلائی معلوم نہین کل کونسی صورت دکھائیگا
۵ مہینے تک صاحبان عالیشان مع کثرت بیگم و اطفال وغیرہ اس بند بندان مین رہے
اور پھر کس عظمت و شان بہادری سے لاکھون مین سے بسلامت نکلے چلے گئے ۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

رکن الدولہ نواب محمد حسنخان ۱۲ صفر ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء مرض اسہال سے بیلی
مین مرگئے اور زیر درخت برگد برابر قبر شہید مرد گرشٹ اونکی قبر بیدارون نے پورب پچھم کھودی
تھی فوج باغی نے اوسے دفینہ خزانہ سمجھکر کھود ڈالا تھا لاش کفن مین نظر آتی تھی کئی دن تک

قبر کھلی رہی اہل شہر نے قرینے سے پہچانا تھا اوسکے بیواؤں کی اولاد نے بنوا دی اونکا پنشن بھی سرکار
سے جاری ہوا مرزا حیدر شکوہ کہتے تھے کہ نواب کو ہیضہ ہوا تھا دو تین دن مین فی الجملہ طبیعت
ٹھہر گئی تھی صاحب مہتمم سے یخنی حلوان کو طلب کیا تھا اونھوں نے ایک ران بیل کی بھیجدی مین نے
منع کیا کہ از برائے خدا اسکی یخنی نہ بنوانا کھانا اوسی گوشت کی یخنی پی لیکر چند دقیقہ کے کہنے لگے مین
تو آسمان مجھے زرد معلوم ہوتا ہے آخر ہلاک ہوے۔

راجہ بلسی پور بیمار تھے وہ اپنی قضا سے دلکشا مین مرگئے اوسی صبح کو گنگا دین ہرکارہ ملیح آباد
کے خالی ہونے کی خبر سرکار مین لایا تھا کہ جتنے مکانات شاہی ہین سب سے فوج انگریزی چلی گئی
ہے مموخان نے اوسے روپیے انعام دیے میر واجد علی مقبرۂ جنت آرامگاہ پر گئے دیکھا کہ
ہزارون آدمی بیلی گارد کو لوٹ رہا ہے۔

نانا راؤ نے قبل از داخلہ فوج انگریزی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ جب فوج بیلی گارد سے
اسطرف بڑھے مجھے خبر کرنا اور اپنا اسباب چھکڑہ و بہیر بار کرکے مستعد بھاگنے پہ ہو رہے تھے۔

اوسی دن نا عاقبت اندیش غافلون نے اخبار مختلف مشہور کیے کوئی مموخان کوئی جناب عالیہ
سے عرض کرتا تھا انگریز خوف سے بھاگ گئے اب کبھی لکھنؤ کا ارادہ نہ کرینگے جنرل لیک صاحب
نے اسیطرح قلعۂ بھرت پور کو چھوڑ دیا تھا کوئی کہتا تھا ایک چٹھی جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی
ولایت سے آئی کہ بمجرد دیکھنے حکم چٹھی کے لکھنؤ کو چھوڑ دو کوئی کہتا تھا نانا راؤ فوج لیکر کانپور
گیا ہے اسیواسطے یہان سے چلے گئے کوئی کہتا تھا معجزہ ہوا افواج سبز پوش غیبی کے دیکھنے
سے چلے گئے خوشامد سے کہتے تھے سب جناب عالیہ پر تائید خدا انگریز پر قہر خدا ہے اب کبھی ادھر
کا رخ نہ کرینگے یہ اقبال حضور ہے اب چین سے سلطنت کیجیے۔

تیسرے دن یہ خبر آئی کہ جنرل مارٹن کی بیبیون کے پاس لاکھون کا جواہرات بیش بہا ہے
اور اب وہان سے جمع کرکے لیے جاتے ہین اگر کوئی سد راہ ہووے سب مال چھین لاوے مموخان
نے جب سب افسران فوج باغی سے کہا جو یہ اسباب اور مسونکو پکڑ لاویگے وہ چہارم اسباب اوسکا جو
سوا لاثانی جاگیر و انعام کے اوسوقت منشی گلاب رائے منشی ستیل سنگھ اجین پلٹن نادری جو باتفاق
سکھپال تھانہ دار کے ساتھ ہے اونسے عرض کی کہ اگر ستیل سنگھ کو حکم ہو وہ فوراً تعمیل حکم کرے

کریگا جب اوسے یہ حکم پہونچا وہ مع کمپنی ایک کمپنی کچھ سوار ایک توپ لیکر چلے تین طرف گیا
دو اونٹ مادہ گاؤ پچاس بھیڑین پکڑلائے اور ظاہر کیا کہ مین نے انگریزون کو مارا
گورے لاشین اوٹھا کر لے گئے باقی جو ملا لے آیا اب پھر جاتا ہون ایک دوشالہ ایک سو
یا فسو روپیہ نقد اور جو اسباب لائے تھے اونکو دیا گلاب رائے اپنے اجیثن کی بری بہادری
لہہ رہا تھا حالانکہ وہ اسباب رعایا کا لوٹ لائے تھے یا خود مول لے لیا تھا۔

جب یہ خبر عام ہوئی کہ نانا راؤ نے کانپور پھیر لیا اور یہان آیا چاہتے ہین عالم
باغ سے بھی تھوڑے سے گورے چلے گئے ہین ارکان فوج دولت نے یہ صلاح کی
کہ اب عالم باغ کو خالی کر بیٹھے کسواسطے کہ فوج انگریزی مع اسباب اور بیبیون کے آلم آباد
گئی ہے چند گورے زخمی بیمار سکھ وغیرہ ایکسو کئی شمار مین رہگئے ہین پھر قصد کانپور کا
کرنا کہ وہ ملک قدیم ہے ہاتھ سے نجانے پاوے اطلاع حکم بنام تعلقدار زمیندار اطراف
اضلاع جونپور بریلی رسول آباد وغیرہ جاری ہوا کہ فضل خدا سے پہلی گار فتح ہو چکا چند
چند انگریز گورے جان بچائے مع جواہرات و زر خطیر لیکر کانپور کیطرف بھاگے ہین جو انکو
زندہ یا سر لائیگا جاگیر و خلعت و انعام بہت سا پائیگا اور ایک سال کا پیسا بھی معاف ہوگا
نانا راؤ دولت خانہ مین اوترے تھے اونھون نے نگاہداشت فوج شروع کی
چنانچہ فوج مفرور دہلی وغیرہ مُرار کالپی نوکر رکھکر قریب دو ہزار یہان آئے تھی
اور صرف تنخواہ وغیرہ اس روپیہ پر تھا کہ قریب لاکھ کے جواہر ہین اور فروخت
لکھنؤ کے مہاجنون کے ہاتھ ہوا تھا اور دو تین توپین اور کچھ فوج اس سرکار
سے طلب کی جب نہ ملی ناخوش ہوے اور اکثر اونکی سپاہ نے شہر مین لوٹ شروع
کی اوسوقت سرکار سے حکم پہونچا کہ تمھاری فوج شہر کو لوٹتی ہے اسے شہر سے
باہر رکھو اونھون نے جواب دیا ہماری تمھاری دونون لوٹتی ہے یہ بات خلاف طبع
سرکار ہوئی اسکا کورٹ ہوا اور آج اونھون نے یہ بات کہی ہے ایسا ہو کل کوئی فتور
ریاست مین ڈالین انکار رہنا مناسب نہین افسرون نے کہا اوسکی کیا اصل ہے نکال
دیے جائینگے مگر مہمان سرکار ہین یہ امر خلاف ریاست ہے اس جہت سے یہ امر ملتوی رہا—

نقل عجیب سانحۂ خاص شہر

جب فوج انگریزی نہہی سے داخل مکانات شاہی ہوئی رعایا غربا جو وہان رہتی تھی سب بھاگ کر شہر مین جا بجا جا رہی اتفاقاً ایک غریب اپنے مکان مین رہگیا تھا دن کو گورون کے ڈر سے باہر نہ نکلا قریب شام گھر سے باہر نکل کر گیا ہم گورے اوسکے گھر مین چلے آئے عورتین ایک دالان مین کھانا پکاتی تھین گورون نے دیگچی سے نخشکا۔ روٹی۔ گوشت ساگ دال اپنی کرتیون کے دامن مین رکھا ایک کونڈے مین گرم گرم بیچ چاولون کی تھی اوسے ایک گورا اوٹھا کر بیٹھکر پینے لگا کہ دفعۃً فوج مین بیوگل ہوا گورے دوڑے چلے گئے اوس گورے کی پاکٹ ہمیانی گر پڑی گھر کی بی بی نے اوسے اوٹھا لیا ۱۲۔ اشرفی اور کئی روپے تھے شکر خدا بجالائی جب گھر کے میان آئے انکے ساتھ رات کو شہر مین آئی —

اسیطرح ایک شخص شام کو حضرت گنج سے چلا آتا تھا دو تلنگون نے اوسے گوئندہ کہکر پکڑ لیا ہر چند اوسنے داد و بیداد کی نہ سنا مختصر یہ کہ دو روپے پر تصفیہ ہوا ایک روپیہ اوسکے پاس تھا دیا دوسرے دینے کو گولہ گنج لیچلا جب عظیم اللہ خان کی کوٹھی کے نیچے پہونچے ایک تلنگے کے گولی لگی گر پڑا دوسرا اوٹھانے کو جھکا اوسے دوسری لگی اوسنے دونون کی کمر سے ۱۳ اشرفی کئی روپے لے لیے اور بندوق دونون کی لیکر اپنے گھر آیا صبح کو نخاس مین ۶ روپے کو بندوق بیچا اور اپنے گھر آکر بیٹھ رہا — ایکدن گورے دلیر آکر بیلی گارد سے نکلے نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین آئے جو سامنے آیا نشانۂ تفنگ کیا ایک نیل گاؤ کئی بط لیکر باہر نکلے فیلخانہ زرد بنی سی کئی دکاندار مارے پھر شاہ پیر جلیل کے ٹیلے پر بیٹھکر راہ گیرونکو گولی مارنے لگے —

ایکدن گورے گولہ گنج مین چلے آتے دوکاندار بھاگ گئے انکی دوکان سے جو چیزین کھانیکی تھین لیکر بڑی گنبج کی مسجد پر بیٹھکر نوشجان کین آپسمین ہنسنے لگے میان محترم کے گھر سے بہت مرغ مرغی پکڑ لائے محبوب علیخان نواب ناظر اپنے گھر مین رہگئے تھے مسلح رہتے تھے مارے گئے —

نجیبون کی پلٹن جسکا ڈیرا نواب ممتاز الدولہ کے عنایت باغ مین تھا گورون کے آنے سے انکو بھاگ جانا نہ ملا مدت [illegible] اپنے [illegible] رہتے تھے ایکدن سپاہیون نے اسباب فرش خانہ وغیرہ پر

ہاتھ صاف کیا اسکی سرکار مین نالش ہوئی آخر نواب نے اسی الزام سے اون کے کمیدان کو موقوف کروا دیا۔

اس عرصہ مین جناب عالیہ نے ارکان دولت کے سمجھانے سے رحم کھاکر نواب شجاع الدولہ کو قید سے چھوڑ دیا دوسرے دن افسر پھر پکڑ لائے لیکن بسلامت گھر آئے دوسرے تیسرے دن خالیت و ترسان ہوکر دربار جناب عالیہ مین سلام کو آیا کرتے تھے اور مرزا ابوتراب خان اپنے داماد کے گھر مین رہتے تھے۔

کوا غذ نوٹ سرکار جنکے پاس تھے اکثرون کے کارندون کے بہکانے سے فی صدی دس بیندرہ روپے بیچے کلکتہ مین لکھنو اور جہان جہان فساد ہوا تھا وہانکے نوٹ لینے کی سرکاری ممانعت ہوگئی تھی اسپر بھی بہت سے مہاجن لکھنو کے اسکی خرید مین ساہوجی بنگئے اور مالک محتاج ہوگئے۔

جنرل اوٹرم صاحب کا سمت کانپور والہ آباد بیبیون کے ساتھ جانا

جب جنرل اوٹرم صاحب قافلہ بیلی گارد لیکر کانپور پہونچے اوسوقت تانتیا ٹوپی نے گوالیار سے مع فوج کمپ مرار کانپور پہونچکر دوسرا ہنگامہ برپا کیا تھا اور گولہ طرفین سے چل رہا تھا وہس کو گھیر لیا تھا بیبیان یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئین کہ عجیب ماجرا ہے ایک بلا سے خدا نے نکالا دوسری بلا مین پڑے اوسوقت بیبیون کو اس پار دریا کے اوتار دیا یہ خبر سنکر نانا راؤ فتحپور چوراسی پہونچے وہان لوگ جمع کرکے مع فوج شیوراج پور کے گھاٹ اترے جو قریب کانپور ہے۔

کمانڈر انچیف نے اپنی فوج کے کئی نمبر کیے ایک پورب دوسرا پچھم تیسرا شمال مین رکھا جب مقابلہ دونون نمبرون مین ہوا پہلو سے مارنا شروع کیا تانتیا ٹوپی مقابلہ نہ لاسکا مع فوج مرار بھاگا اوسکا ذکر کچھ تفصیل سے اپنے مقام پر آئیگا غرض جب مرہٹہ فوج بھاگی نانا راؤ قریب پانچہزار سپاہ کے یہ خبر سنتے ہی بھاگ کر صاحب سنگھ چودہری کی گڑھی مین آئے اور فتحپور مین پڑے رہے اور کمپ مرار مع بخت خان سپہ سالار تین توپین اور پلٹن جیا نرائن

مع ایک توپ لکھنؤ آیا رانا راؤ نے محبت نامہ مرزا برجیس قدر کو لکھا کہ ہمارے تمہارے کچھ غیریت نہیں ہماری فوج بھاگ کر یہان آتی ہے اونسے توپین لیکر ہمین بھیجدو اس امر پر سرکار مین شورا ہوا کہ توپین کسیطرح دینا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ ادسے قوت ہوجائیگی اسکا جواب گیا کہ ہمارے تمہارے کچھ مغائرت نہین ہے آپ میان آ ئیے متفق ہوکر عالم باغ پر دھاوا کرکے انگریزون کو مارلین بعد اسکے فوج کسٹی کانپور پر ہو تمہارا قبضہ وہان کردیا جائے گا اس جواب سے رانا راؤ منغص ہوا اور شیوپوری مین ۶ ہزار فوج نوکر رکھی –

قاسم خان رسالدار ۱۵ رسالہ جو فوج مفرورہ مرار کے لینے کو فرخ آباد لیا تھا وہان کی سست ریا بھی فوج باغی کی بدولت خاک مین مل چکی تھی بر وقت مراجعت رانا راؤ نے اپنی اسی ناخوشی خاطر کے ارادہ انکے روکنے کا کیا کہ مقابلہ کرکے توپین چھین لین مگر خان مذکور نے سخت گفتگو کی اور مستعد مقابلہ ہوا رانا راؤ نے طرح دی خان مع فوج ہمراہی داخل لکھنؤ ہوا ایک مرار مین ۱۲ ہزار تلنگے ۶۰ توپین تھین بارود کی کوٹھی مین پڑاؤ ہوا ۱۵ دن سپرد عبدالہادی خان قندھاری رسالدار ہوا اور اسکا مورچہ قلعہ جلال آباد مین مقرر ہوا

بعد اسکے جب شہر مین لوٹ ہونے لگی اور چودھری مہاجنون پر ممو خان نے تاکید کی کہ مہاجنون نے دس روپے سیکڑا نوٹ مول لیے ہین اور یہ لوگونکو دم دیتے ہن کہ کلکتہ مین بھی انگریز نہین ہین اور کلکتہ مین بدلنے پر اسی روپے پر بیچ لیتے ہین انکو بہت فائدہ ہوتا ہے کہ روپیہ ان سے لینا چاہیے ورنہ سب کو لوٹ لیا جائیگا جب سب مہاجن جمع ہوئے عذر کیا کہ روپیہ نہین ہے ہے کسیطرح سے مقرر دیکھا قریب لاکھ روپے کے سب نے ادا کردیا مگر اسپر بھی تاکید طلب زر چلی گئی اہل وثائق سے بھی روپیہ طلب ہوا اور رعیا البعالیہ کا حال یہ تھا کہ تمام کوٹھون مین گرد قنات لگاکے اور محلون مین بھی خود چلی جاتی تھین جو روپیہ چاندی سونا اسباب ہاتھ لگتا تھا محل مین بھیجدیا کرتی تھین اور باہر شہر کے بھی ممو خان یوسف خان وغیرہ نے لوٹ مچا رکھی تھی غرض رعایا سے شہر جو کچھ سے لوٹی گئی جسکی تفصیل جسقدر زبانی یاد تھی نہ مندرج ہے

۱– آغا علی خان ناظم آغا حسن خان کے سگے بھائی – سے لکھ

۲– قیام الدولہ بخشی راجہ شیر چند متوفی اشرفی مع زر نقد لک – جواہر دستی

۳ دیوان چھیدی لال مع جواہر۔	لک
۴۔ منشی جانکی پرشاد نقد و جنس۔	ست
۵۔ منشی راجہ کندن لال۔	ست
۶۔ سیح الدولہ	ست
۷۔ حسین آباد مع چاندی سونا۔	لک
۸۔ تعلق مصاحب خاص سلطان عالم۔	ست
۹۔ آغا علیخان پسر انجم الدولہ۔	ست
۱۰۔ انجم الدولہ۔	لک ست
۱۱۔ رفیق الدولہ۔	لک ست
۱۲۔ مہاجنان لکھنو بطور رسدی۔	لک
۱۳ شیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن کے بیٹے سے مع رکم طلب وصول نوشت۔	ست
۱۴ بیجا نہ گیا تھے مل وغیرہ دلالون کے پاس جمع رہے۔	ست
۱۵۔ اہل حرفہ شل گوٹے والے تمباکو والے بنگ فروش باقی اور رعایا شہر۔	۱۰ لک
۱۶۔ آمدنی ملک ہمگی۔	۱۶ لک ست
۱۷۔ اسباب کوٹھہ جات سلطانی نقرہ و طلا وغیرہ۔	۱۵ لک
۱۸۔ بشیر الدولہ۔	ست
۱۹ دیانت الدولہ۔	ست
۲۰۔ احسن الدولہ۔	ست
۲۱۔ داروغہ عاشق علی۔	ست
۲۲۔ یاسمن محل۔	ست
۲۳ فخر محل۔	ست
۲۴۔ بدر عالم۔	ست
۲۵۔ معشوق محل۔	لک

۲۶- خاص محل — معہ لک

۲۷- دلدار محل — صہ لک

۲۸- دلدار محل — دو لک

۲۹- خورد محل — سہ

۳۰- سلطان محل — سہ

۳۱- خورشید محل — دہ

۳۲- ملکہ جہان — دہ

۳۳- تاج محل — لک

۳۴- مونس سلطان — دہ

۳۵- اچھے صاحب مصاحب خاص محل — عہ

۳۶- بنجھو صاحب مصاحب ملکہ کشور — عہ

جمع — عللعہ لک معہ

جب یہ صورت ہوئی آخر تنگ ہوکر اکثر ساجن و رعایاے شہر اس ظلم و ستم سے احمد اللہ شاہ کے پاس فریاد کو گئے کہ ہمپر یہ جور و ظلم ہو رہا ہے اگر راہ صاف ہوتی کہین اور چلے جاتے اگر نواب سے نالش کرتے ہین جواب دیتے ہین کہ ممو خان کے کام مین مجھے کچھ دخل نہین اگر اونکے پاس جاتے ہین کوئی شنوائی نہین کرتا بجز طلب زر کے اب کہان سے روپیہ لاوین پہلے تلنگون نے لوٹا اب خود سرکار لوٹتی ہے فقیر نے جواب دیا کہ اگر کوئی نوکر ممو خان ۔ یوسف خان کا دوڑ لائے جسکے مکان پر وہ فوراً ہمین خبر دے یہان سے تلنگے جاکر گرفتار کر لاوینگے اور سپاہ جی نے بیچاس ہرکارے مخبری کو نوکر رکھے کہ جب کسی رعایا کے مکان پر دوڑ جا فوراً خبر کر دینا چنانچہ چند دن یا ایک مہینے تک یہی صورت رہی کہ جب کہین دوڑ جاتی تھی تلنگے پکڑ لاتے تھے اور یوسف خان خود تلنگون کو دیکھکر بھاگ جاتا تھا آخر ممو خان نے فوج سے صلاح کی کہ یہ درعملا اچھا نہین شاہ جی مقدمات ملکی مین دخل دیتے ہین تحصیلدار وغیرہ اپنے طور پر مقرر کرتے ہین انکے اخراج یا قتل کی تدبیر کیا چاہیے کسواسطے کہ الہی بخش اپنے منشی کو بہرام گھاٹ پر واسطے تحصیل زر محصول لٹھون کے

روانہ کیا ہے اسواسطے تم سے صلاح کیجاتی ہے کہ تم اپنی فوج لیجاکر زندہ یا شاہ جی کا سر لاؤ چنانچہ
احمد علی دارونغہ حسین آباد مع اپنے کمپ اور کئی ضرب توپ لیکر گئے جہان شاہ جی اوترے
ہوے تھے اونہون نے بھی توپین لگاوین اور حکم دیا کوئی آوے تم بھی مارو اندر نہ آنے دو جب افسرون
نے اندر جانے کا قصد کیا شاہ جی نے روکا اسمین دو گھنٹہ تک لڑائی توپ بندوق کی طرفین سے
رہی کسی افسر کو حوصلہ دکھانے کا نہ ہوا غرض گیارہ دن تک محاصرہ کرکے شاہ جی کا دانہ پانی بند کیا
رسد اندر نجانے پاتی تھی بعد اسکے تلنگے جو محاصرہ کیے ہوے تھے افسرون سے منحرف ہوکر رات
کو شاہ جی شیش محل دولتخانہ قدیم مین لائے دو دن تک وہان ٹھہرے پھر سورجہ متصل گڑھی کنورہ
اور کنوسی پر کیا ممو خان نے فوج سے کہا ہم تمھاری تنخواہ نہ دینگے یہ تم نے بہت برا کیا اسپر بہوت سے
تلنگے اور سوارون نے نوکری چھوڑ دی اور شاہ جی کو وہان سے چکر دالی کوٹھی مین لیگئے
شاہ جی کا ارادہ فیض آباد جانے کا ہوا

تقرر تحصیلدار و عمال ملک فرخ آباد پر

ایک دن سورہ خاص ہوا سب اہلکار جمع ہوکر کہنے لگے بہ جبقدر بادشاہ ہین اور
تفضل حسینخان نواب فرخ آباد مرو تڑھے رانا راؤ بھی وا ہی ہے کانپور فرخ آباد اس ملک
اودھ مین شامل تھا وہان کسی تحصیلدار کو بھیجنا چاہیے اگر وہ از خود ندین قتل و قمع کرکے
لینا چاہیے چنانچہ خان علیخان تحصیلدار نظامت تجویز ہوے اور ایک کمپ کامل مع ۵ ضرب توپ
اونکے ساتھ ہوا ۔ ۴۴ پارچہ کا خلعت پاکے روانہ ہوے اونکے ساتھ ۱۰ ہاتھی ۱۲۰ اونٹ وش جنگی چھکڑ
ایک خیمہ دو چوبدار دس چپراسی مقرر ہوے جب وہ ساندی مین پہونچے ہردیو بخش تعلقدار کٹاری کو
طلب کیا وہ ابتدا سے بلوے سے شریک رنج و راحت صاحبان عالیشان ہمراہ رہے تھے اور
احوال لکھنو کا معرفت اپنے وکیل کے مفصل معلوم کرتے رہے تھے خان مذکور نے سرکار مین
عرض کیا کہ تعلقدار انگریزون سے ملا ہے اور بہت سی میم و انگریز فرخ آباد کو موضع کصوہ اپنے
دیہہ زمینداری مین چھپائے ہین اونکی حفاظت کو شیو سنگہ لالتا بخش اپنے چچا کو مقرر کیا ہے

اور ہر طرح سے انکا مددگار ہے اور تمام مال و اسباب انگریزونکا اپنی حفاظت مین رکھا ہی اونکا
وکیل قدیم لکھنؤ سے سارا احوال شرح کا ہردیو بخش کو لکھتا رہتا ہی فدویکو ایسے آدمیون کے
نزدیک رہنا خالی از نقصان نہین لہذا اوسکا وکیل گرفتار کیا جاوے اور اوسکا تدارک واجب اور
لازم ہی اور قصد خانہ نساد کا پہلے اوسکے قتل و قمع کا ہی بعد اسکے قدم آگے رکھونگا یہان سے
حکم ہوا بہتر چنانچہ جب فوج تعلقدار مذکور پر گئی اونھون نے لڑنا مناسب نہ جانا کچھ روپیہ
خان علی خان اور محمد مرزا چکلہ دار ساندی کو نذرانہ دیکر دفع شر کیا

تسلط مستعار میر محمد حسن خان ناظم غصبی گورکھپور اور اونکی شکست

میر محمد حسین خان ناظم گونڈہ و بہرائچ زمان شاہی کو تسلط مستعار گورکھپور پر محض یاوری اقبال سے ہوا
مگر افسوس یہ ہی کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ سمجھے اور نہ انجام کار کا خیال کیا اونکی خود پسندی اونھین خراب
کیا اصل صورت یہ ہوتی کہ جب لکھنؤ مین ہنگامۂ فساد بھانسی و اہتمام و انتظام مفسدین اور تحقیقات
ہمراہی سبانی سید فساد اور صاحب ارادہ اور اولوالعزم کے شروع ہوے میر مذکور خائف و ترسان ہو کر
لکھنؤ سے باہر نکلے کہ مبادا کوئی مجھے بھی جاسوس سرکار مین کسی حیلے سے گرفتار کروا دے لہذا اسباب
وقت ہجرت بہتر ہے چنانچہ جب مانڈے پہونچے وہان اپنی آلوالعزمی اور چالاکی سے مہاجنون از راہ
معاملہ یا کچھ دھمکا کر روپیہ لیکر کئی سو سپاہی نوکر رکھکر گورکھپور کا میدان خالی دیکھکر چلے اور وہان کی
رعایا ہمیشہ سے غریب اور مکتر و دبی ہی اور جب سے عملداری سرکار ہوئی ہی کئی پشت سے ہتھیار حرب
کے نام بھی بھول گئے ہین بلکہ یہانکا دستور یہ ہی کہ جتنے آلات قلبہ رانی کشتکاری کے ہین دن
کو کام کرکے شام کو شمار کرکے سپرد تھانہ کردیتے ہین غرض جیلے ناظم ڈک ڈدی اپنی گانو
مین کنارہ دریا جا کر رہے اتفاقاً جب بول کی پلٹن نے فیض آباد مین بلوا کیا تھا کرنل لینیھ صاحب
مع بیبی اپنی ہیم او تین بچون خردسال مع ایک خدمتگار کسی حکمت سے بدمعاشون سے
بسلامت پار دریا کے اوتر کے ادہر کے کھیت مین چھپ کر بیٹھے تھے سبحان خان نامی ایک
سپاہی ملازم ناظم ادھر سے گذرا چاہتا تھا صاحب کو تپنچہ مارے اسواسطے کہ سرکار سے

موافق اشتہار کے انعام پائیگا ناگاہ میر علی حسین داروغہ اور میر احمد علی نانو کے میر مہدی حسین خان نے
یہ ماجرا دیکھکر ناظم سے بیان کیا وہ ایک باغ مین بیٹھے ہوئے تھے حکم کیا اوس یکہ کو جلد میرے پاس لیکر آؤ
اور صاحب کو اپنے ساتھ لے آؤ اون دونون نے سبحان خان کو بہت سخت سست کہکر وہان
سے ہٹایا صاحب سے کہا آپ کو ناظم بلاتے ہین ہمارے ساتھ چلیے صاحب سمجھے کہ کوئی
نواب ہے جسنے ہمین بلایا ہے غالب ہے کہ وہ اپنی ناموری سمجھکر ہمین قتل کریگا غرض صاحب
ناظم کے پاس آئے میم اور بچونکو علیحدہ چھوڑا اتفاقاً صاحب نے دیکھا کہ ناظم اور میر مہدی حسینخان
دونون بیٹھے ہوئی ایک تلوار کو تھوڑا میان سے کھینچکر دیکھ رہے ہین اوسوقت زیادہ یقین قتل
ہوگیا جب قریب آئے اپنے ہاتھ باندھ بہت خوف سے کہا ہمارے واسطے کیا آپ نے حکم دیا
ہے ناظم نے کرسی منگوائی کہا آپ بیٹھیے اور اوس تلوار کو صاحب کے ہاتھ مین دیکر کہا ہم چاہتے
ہین کہ اس تلوار ولایتی کو تھوڑا اوتروا ڈالین آپ کے نزدیک کیا مناسب ہے صاحب نے کہا
ہماری ولایت اسکی قیمت سات سو روپے سے کم نہین ہے اگر اوتاری جائیگی بالکل خراب ہو جائیگی
ناظم نے تلوار کو اپنے گھر بھیجدیا صاحب کی جان مین جان آئی بعد اسکے ناظم نے ایک پیالہ مین
سیویان اور دودھ جو اوسوقت تیار تھا منگوا کر صاحب کو دیا اور میم کو بھی بھیجا صاحب نے
کہا کہ یہ ہم بڈھون کے کھانے کی چیز ہے بعد اسکے ناظم نے صاحب سے کہا آپ ہمارے پاس
باطمینان تمام رہیے کسیطرح کا اندیشہ نکیجیے ایک مکان خاص رہنے کو دیا اور کپڑے ہندستانی
زنانے مردانے بھجوا دیے اور جتنا سامان مہمانی ممکن ہوسکا مہیا کردیا فی الجملہ تسکین خاطر
صاحب ہوئی مگر باطن مین خایف و ترسان بھی رہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بعد سات
دن کے زمیندار و تعلقدار گردو پیش نے ایک ہنگامہ برپا کیا کہ ناظم نے انگریزونکو چھپایا ہے
اور اونسے موافقت رکھتا ہے ناظم نے از راہ عاقبت اندیشی لوگون کے دفع الزام کے واسطے
راتکو ایک شخص کو میم صاحب کے پیچھے دوسرے کو صاحب کے پیچھے بٹھا کر اپنے گھر سے نکالدیا اور پکار کر کہا مجھپر سب کو شبہہ
والزام تھا مین نے سب کے سامنے صاحب و میم کو اپنے گھر سے نکالدیا جہان چاہین چلے جائین اب کوئی مجھپر اتہام نکرے
تھوڑی دور جا کر وہ دونون شخص انگریزی اوتار کر چلے آئے اوسکے بعد ناظم نے صاحب سے کہا کہ اب
آپ جہان فرماوین ہم آپکو سلامت پہنچا دین صاحب نے کہا ہماری ایک چٹھی اعظم گڈھ و شہر گورکھپور [illegible]

جواب آئیگا ہم کہین نہ جائینگے چنانچہ جب جواب باصواب آیا ناظم نے پالکیون مین سوار کرا اپنے سپاہیون
کی حفاظت مین قریب اعظم گڈھ پہونچا دیا وہان سے بسلامت اعظم گڈھ پہونچکر
چٹھی شکریہ ناظم کو بھیجی اور پانچہزار روپیہ انعام - ناظم نے وہ پانچہزار روپیہ پھیر دیا اور کہلا
بھیجا کہ ہمین اس روپیہ کی کچھ احتیاج نہین -

جب اس کیفیت خاص اور ناظم کی جانفشانی سے برڈ صاحب ڈپٹی کمشنر گورکھپور مطلع
ہوے انسے کہلا بھیجا کہ سات لاکھ روپیہ ہمارے خزانے مین موجود ہے تم یہان چلے آؤ
اسے لیکر سارے علاقے مین اپنا بندوبست کرو -

بہر حال سرکار سے مطمین ہے اونکو اس ثروت ناپائدار بے ثبات دنیا کا ایک
نشہ بے فروغ ہوگیا تھا اوسکا جواب کچھ بے اعتنائی سے لکھ بھیجا اوسوقت صاحب کو اونسے
ایک خدشہ پیدا ہوا کہ شاید یہ ہمسے صاف نہین جب ناظم نے پانچہزار سپاہ کی جمعیت سے گورکھپور
کو کوچ کیا خلیل آباد دس کوس وہان سے پہونچے برڈ صاحب مضطر ہوکر ۲ ہزار فوج اور کرانچی
خزانہ لیکر راہی اعظم گڈھ کے ہوے راہ مین مقابلہ ہوا فوج ناظم غالب آئی برڈ صاحب خزانہ چھوڑ
۳ کوس لشکر سے ہٹکر جا پڑے سپاہ کم حوصلہ ناظم خزانہ کی کرانچیون پر گری کہ پہلے اس روپے کو
غازی مردون پر تقسیم کرلین کہ یہ حق غازیان ہے اور دشمن کمین سے مطمین ہوگئے صاحب کی
چہر غفلت شکن ایک آن واحد مین آپڑے بڑا کشت وخون ہوا - ۶ سو سپاہی ناظم مارے گئے
صاحب مع خزانہ اور نعش مقتولین لیکر چلے گئے - ناظم یکہ سوار فوج انگریزی مین گھر گئے کسی
طرف راہ گریزگاہ نپائی فوج انگریزی نے انھین مطلق نہ پہچانا ورنہ اوسیوقت انکا کام تمام تھا غرض
جب فوج انگریزی خزانہ لیکر اپنے لشکر مین آئی ناظم بہزار خرابی اپنی فوج کذائی سے آکر ملے -

جب وہان سے گورکھپور مین آئے یہان میدان خالی ہوگیا تھا رعایا غریب تھی انھون نے
اتنا بندوبست کیا جیلخانے کے بندوبست نکو چھوڑ دیا اونکے پاؤن کی بیڑیان کٹوا دین انھون نے
کہا ہم سب آپکے پسینے پر اپنا لہو گرائینگے اونمین سے اکثر کبھی تھی سیکڑون قالین تھا لیچے سوتی اونی
نبتے تھے جو شخص جس کام کو جانتا تھا اوسی پر مامور ہوا جیلخانے مین میگزین رکھا محمود شاہ ۱۰ اتوبر
ہوگئی بقین اور ۲۵ ہزار بندوقچی نوکر تھے اور کئی سو سوار ۲۶ ہزار روپیہ لو سیہ

بیٹھ، سپاہ وخیرات وغیرہ پر تقسیم کیا جاتا تھا۔ شیشہ آلات ظروف چینی۔ چاہی پانی اور کھانے کی فرش قالین اسباب چوبی ہزار ہا کتب انگریزی جو ہر صاحب کی کوٹھی مین تھا چھکڑا دن بہ بار کرکے فیض آباد بھیجا ادسمین سے کچھ ناظم کے گھر یا راجہ مانسنگھ لوٹ کر اپنے گھر لے لیگئے باقی جتنا اسباب تھا سب لٹا گیا یہ بلاتیغ فساد بھی استقدر اسباب کا کہین نشان بھی نہ ملا معلوم نہین کہان گیا کسکے پاس گیا رعیت کچھی تھی سبنے روپیہ تحصیل بے منت دیا جب ناظم نے عرضی سرکار برجیس مین بھیجی خلعت سرفرازی مع خطاب مقرب الدولہ عنایت ہوا سیکڑون شرفا محتاجین لکھنؤ فاقہ ست جا پہنچے ہر ایک کو خدمت دی حضرات مغلیہ مفلوک کالی لبنی ٹوپی سر پر رکھ ولایتی کمرمین باندھ جھکے یہ فرقہ خاص خدا سے ایسا دن چاہتا تھا موافق دستور ولایت ہر کہ شمشیر سکہ بنامش خواہند ناظم نے انھین بہت عزت سے نسبت ہندوستانیون کے رکھا حالانکہ مقدمہ معرکہ بکسر نواب شجاع الدولہ بھی مشہور معروف تھا اور تیاری میگزین وقاعدہ دومعصیا کی ہونے لگی ہزار فرد ورکی روٹی پکی اب ناظم کا نشہ اقبال حد سے زیادہ خلل دماغ سے بڑھا اور اپنی صحبت مین اکثر کہتے تھے کہ صاحب شمشیر اپنی قوت بازو سے صاحب تخت تاج ہو گئے ہین خدا نے حالت یاس مین میرے واسطے ایسی صورت نکالی ہے اس عرصہ مین متواتر چاہا کہ وکیل مہاراجہ سرجنگ بہادر وزیر اعظم وسپہ سالار ملک نیپال سے کوئی صورت موافقت نکلے مگر نہوئی

اب اوسی یاوری اقبال نے صورت ادبار پیدا کی کہ فوج باغی اور جتنے فرقہ نوملازم تھے سب نے باتفاق رعایا سے غریب ومظلوم پر دست تعدی دراز کیا آخر غربا نے حالت یاس مین رجوع حاکم منتقم حقیقی سے کی ہرچند ناظم نے اسکا بند وبست جتنا ممکن تھا کیا ایک نہ ہوسکا۔

جب ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر بہرایچ نے یہ حال دیکھا اور راجہ درگبجے سنگھ بلرام پور کی سے فوج باغی کے ہاتھ سے مع چند صاحب نجات پاکر بانسی گئے ۳۲ کوس گورکھپور سے اوتہ پہنچے بہر تک مہان راجہ رہے بہت احسان مند ہوے از انجملہ ایک خیرخواہی ونمک حلالی راجہ کی یہ تھی کہ مدت بلوے مین کاغذ نوٹ خرید کرکے بابت ز اقساط سرکار الہ آباد کیے اس جہت سے زیادہ تر وثوق اور مقبولی اور سرفرازی سرکار انگریزی اول مین ہوا اور بظاہر شراکت فوج باغی کو

بالیاقت اپیل ٹال دیا اور جب کوئی راجہ طعنہ زن ہوتا تھا کہ تم رعایاے شاہی تھی شامل ور و سکے
شریک حال نہوے جواب شافی دیا کہ بادشاہ جسکے ہم ماتحت تھے اوسنے ابتداے عملداری
انگریزی مین ہمین سپرد سرکار گورنمنٹ کرکے حکم قطعی دیا کہ ز ہنار سرکار غیر سمجھکر کسی طرح کی امداد
نکرنا یہین سے ہمنے سرکارین کی فرمانبرداری کی اسکا حال گینس صاحب نے اپنی کتاب مین اصل
لکھا ہے اگر وکیل راجہ بھی دربار ریذیڈنسی مین دریافت حال کو حاضر رہتا تھا۔

خلاصہ جب گورکھپور مین یہ ظلم رعایاے غریب پر ہوا اور اسکی داد بیداد اور راجہ نیپال تک پہونچی
مہاراجہ جنگ بہادر مختار کار سپہ سالار سے صورت استعانت قرار پائی وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ
مہاراج جنگ بہادر کئی برس اسکے پیشتر لندن جاکر وہان دستور سلطنت سے خوب واقف تھے اور
وہان مفرد جانکر سرکار سے بہت عزت و توقیر ہوئی تھی اسکے جانے کی کیفیت اکثر اخبار کلکتہ مین
چھپی ہے غرض دو کمپ پلٹنکے مع توپخانہ لیکر شریک حال سرکار دولتمدار ہوے اور عہد پیمان
حدود واگذاشتہ ملک اودھ مع نقد و جنس لوٹ وغیرہ سرکار سے اونکا مقرر ہوچکا تھا چنانچہ
ونگفیلڈ صاحب کمشنر بہرائچ اور برڈ صاحب کلکٹر گورکھپور کہ پیشتر سے پانچ افسر جان نثار مہاراجہ
بلرام پور مع دو سو جوانمردان دستور نہایت جری و سرفروش اونکی محافظت کو اور ہر طرح
مدد دہی کو ہر وقت و ہر حال اونکے شریک کوشش و ہمراہ تھے مع کمپ مہاراجہ جنگ بہادر
گورکھپور سے مقابلہ و استیصال فوج باغی شروع کیا پھر جب ناظم کی فوج کذائی سے
مقابلہ ہوا کئی جگہ تھوڑا بہت حرکت مذبوحی سے لڑے پھر بھاگے ناظم قلعے مین آتے وہان
بھی نہ ٹھہر سکے ہر چند اوسے کچھ درست کیا تھا بس ایک تلاطم حشر برپا ہوا جتنے ملازم تھے
سب لوٹ پر جھکے ناظم ہاتھی پر سوار دریا کے پار اتر کے کنار دریا تک فوج جنگ بہادر پیچھا
کرتی چلی آئی اور شہر کی رعایا جو ظالمون کے ہاتھ سے جلی ہوئی تھی اپنے کوٹھون سے
پتھر مارتی تھی ان سب کے حواس کھو دیے تھے بھاگنا مشکل پڑا تھا ہزارون دریا مین ڈوب
کر مر گئے سیکڑون اس کثرت سے کشتیون پر سوار ہو کر سکھ لے گئے ۔ یہ ہزارون روپے کا
مال ذاتی ہر شخص کا جو لکھنؤ سے لیگئے تھے چھکڑے اونٹ پر بار رہگیا تھا جہان تھا وہین رہا
دونون طرف دریا کے لاشون کا شہر اقوہ ہوگیا تیسرے چوتھے دن جہان سپاہ کر فیض آباد

دو گولے دیکھنے بھی سے پہونچا راہ مین زمینداروں نے شکار کیا ناظم ڈک و تو سے مین آ نکلے وہان بھی نہ ٹھہر سکے ٹھانڈے آ گئے۔

جب خبر شکست سرکار مین پہونچی نادر مرزا وثیقہ دار سرکار دولتمدار بصحبت میر دوست علی بیگ بھائی ناظم چار پلٹن تلنگہ جنگی ایک رسالہ توپخانہ مع راجہ مان سنگہ بہادر اپنی کمک کو لیکر روانہ ہوئے کہ فیض آباد سے سامان جنگ درست کر کے استیصال فوج انگریزی و نیپالی کرینگے دریاے راجہ سکے و رعلانے سے فوج نے تنخواہ مانگی گھیر لیا کئی دن تک ناظم گرفتار و نظر بند رہے آخر بہزار خرابی کچھ دیکر صورت معاملہ ٹھہری اور تیاری امروز فردا مین رہے جبتک کہ کام تمام ہو گیا کیگیلون نے سیدھا راستہ اپنے گھر کا لیا کئی دن تک ناظم مع نادر مرزا شریک حال جناب عالیہ بونڈی مین جا کر ہوے جب یہان بھی شکست ہوئی سب کے ساتھ پہاڑ کیطرف بھاگے جب کوئی صورت نہ بن پڑی اور سرکار سے مطلق امان بخشی ہوئی اوسوقت منفردین مایوس ہو کر ذمیل امان سرکار ہوے اوسوقت میر مہدی حسن خان ناظم۔ میر دوست علی بھی حاضر ہوکے اپنی خیرخواہی کرنل صاحب مذکور سے بیان کی۔ کلکتہ سے اونکی چھٹی بھی آئی بعد تحقیقات کے کئی مہینے روبکاری بعد لکھنو سے نجات پا کر روانہ ہوے ہر چند حکام اودھ سے انکی رہائی بہت دشوار تھی مگر اوسیقدر نیکی انکے کام آئی ورنہ پھانسی سے ہرگز نہ بچتے یا کم کوئی جلاے وطن کی ہوتی کرنل صاحب سینہ سپر ہوے اور نواب گورنر جنرل کو اونکے باب مین بہت کچھ لکھا۔

میر مہدی حسن خان کے واسطے اوس جلدوے وحسن سلوک کے دو سو روپیہ ماہواری کا پنشن مقرر ہوا مگر حکم محکم یہ بھی ہوا کہ مع میر محمد حسن خان جا کر اپنے وطن مین رہو کہین اور نجانا۔ نادر مرزا کیواسطے حکمنامہ طلبی کیا جب نہ گئے وثیقہ دائمی ضبط سرکار ہوا پھر آ ملے درخواست وثیقہ کی روبکاری کلکتہ مین ہوئی۔ استحقاق ثابت مگر انکی بے جرمی نہین ثابت۔ نادر مرزا کی تقریر یہ تھی کہ انگریزون کی جان بخشی تو شاید بخش بھی دون مگر اون ہندوستانیون کی جان بخشی ہرگز نہ کرونگا جو کسیطرح انگریزون کی سازش مین مشتبہ بھی ہونگے لہذا پھر تمادی آخر نوبت بولایت پہونچی وہان بھی وہی صورت خاص ہوئی مایوس ہو کر رامپور گئے نواب نے کئی برس تک

انکی خدمت کی بہت مدت سے رہے جب رخصت لیکر لکنؤ آکے انتقال کیا انکی بہنین ناکتخدا جوان ہوگئی تھین اونھون نے دعوی کیا انگریزی سرکار نے التفات بھی کیا مگر ناور مرزا کی لکہدیا کہ یہ سہمے پاتی تھین انکا حصہ بھی اجرا نہوا۔ منضبط رہا۔

دھاوا عالم باغ

ارکان دولت اور افسران فوج باغی نے کورنش کیا کہ کل دھاوا کرکے عالم باغ کو لیلو ہندو مسلمان نے قرآن شریف اور گنگا اوٹھائی صبحکو نواب سیان احمد علی بڑی تجمل سے مع اپنے جان نثار نمر ناکہ کربلاسے ہاتھی پر سوار جلالپور زیر دیوار کربلا پہونچے وہان سے تامجان پر سوار ہوکے گرد حلقہ جان نثاران تھا توپ کے مورچے پر پہونچے خوشامد کرنیوالون نے تعریف بہادری کی شروع کی اور ہر قدم پر زیادہ لفاظ خوشامد کہتے جاتے تھے او پیشقدمی کو روکتے تھے کہ ہم آگے نہ جانے دینگے ہم جان نثار و تماشا سرفروشی کا دیکھین اور باطنین اپنا بچاؤ منظور تھا کہ ہم نشانہ گلہ ہو جائین۔

غرض جب ادھر سے صف سپاہ آراستہ ہوکر مقابل عالم باغ کھڑی ہوئی ادھر سے ایک کمپنی و توپ چند سوار باہر نکلے طرفین سے کئی دقیقہ تک گولی گولہ چلتا رہا جب ادھر سے سوارون نے دھاوا کیا کئی سوار گرپڑے ادھر کے سوار چڑھے ادھر کے بھاگے توپ بھی بند ہوگئی ۱۱ بجے نواب پنس کی پنیس پر سوار کربلا کے دروازے تک آئے پھر وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر دولتسرا پہونچ ستملنگے۔ سوار۔ جو میدان سے پھرا اہلکارون کو نام بنام گالیان دیتے ہوے اپنے ڈیرا پر پہونچے نواب معین الدولہ بھی مع جماعت مومنین احاطہ کربلا مین سبیل پر بیٹھے رہے جب غازیان نبرد پھر لواب کو اپنی حاضری دیکر گھر گئے ہزارون خوانچہ والے مالولات تر و خشک سے بلکہ برف والے بھی ہانڈی برف کی لیے مورچے پر پکارتے پھرتے تھے یہ حال دیکہکر تلنگے تعجب کرتے تھے کہ دلی سے تیسرے فاقہ سے نکلے چھٹا تک بھر آٹا میسر نہوا یہان ہر مورچے پر بازار لگا رہتا ہے خدا یار خان خیر خواہ سرکار انگریزی میر واجد علی کے پاس نوکر تھا اونھون نے ہم اور صاحبون کی خدمت کو مقرر کر دیا تھا اوسنے فوج باغی کے ۳ سو جوڑے جوتہ تولایا جب بھاگی تھی

اور اونکا نیلام کیا پھر اونھین نے مول لے لیا۔

دوسرے دھاوے مین جب فوج باغی لپسا ہو کر علی خدا یار خان نے تالہ کربلا پر سبیل شربت کی رکھی تھی جو بھاگ کر پہونچا خوب شربت پی کر آنے پڑاو پر گیا اوسکی ہمت پر بہت متعجب ہوتا تھا اور تعریف کرتا تھا یہ جواب دیتا تھا یہ تمھاری جوتیون کا صدقہ ہے یعنی جبکا مین نے نیلام کیا ہے۔

جب صاحبان عالیشان کا قیام مستقل عالم باغ مین دیکھا اوسکا دھاوا ابھی کئی مرتبہ پیش نہ کرسکی اہالیان سرکار کو یہ خیال ہوا کہ مبادا صاحبان عالیشان اسطرف کے آنے کا قصد کرین لہذا مناسب ہے کہ قیصر باغ سے کوٹھی جنرل مارٹن اور کربلای تال کٹورے کے پل تک دمدمہ خندق اور کوچہ بندی ہو جائے تو بہتر ہی اور دروازون پر تیج نہین اور جو مکان سرراہ ہون اونمین رندہین میر عابد منشی موخان اوستاد اونکے لڑکون اونکو کالہ داغ سنہری منڈی حضور تحصیل بھی ہوتی تھی وہ میر عمارت اسکے ہوئی چنانچہ ایک خندق چتر منزل کی کوٹھی سے ظہور بخش کی کوٹھی تک دوسری چوکھی پر روشن علی خان کی مکان تک تیسری کوٹھی جانب سے ظہور بخش تک جانب شرق قیصر باغ سے سڑک خاص بازار تک چوتھی دروازہ کوٹھی قیصر پسند جانب مغرب ایک واسطے سرنگ کاٹنے کوٹھی منگل سین کے نیچے بصلاح پلٹن سائیپرس منیرس یعنی تہیر کہ اگر سرنگ بھی آوے تو آنے نپاوے اور درگا سنگھ کپتان اس پلٹن نے کئی سرنگ مخفی نکالی تھین کہ جب کوئی انگریز مع فوج آوے اوڑا دیا جاوے اپنے نزدیک یہ گویا سد سکندری بنوائی تھین حالانکہ ہزارہا روپیہ اسمین صرف ہوا اور اُنسے کچھ نہو سکا۔

تفصیل سرنگ

۱۔ سرنگ جانب دروازہ چینی بازار
۲۔ زیر دروازہ کوٹھی تارے والی
۳۔ طرف مکان بشیر الدولہ
۴۔ جانب دروازہ لال بارہ دری
۵۔ جانب دروازہ تاج بیگم۔

۶ - جانب مکان انجم الدولہ۔
۷ - جانب مکان روشن علی خان۔
۸ - طرف دروازہ رکاب گنج۔
۹ - طرف پل آہنی۔
۱۰ - طرف پل پختہ۔
۱۱ - عقب بیلی گارد سرنگ کھودی پھر اوسے پاٹ دیا۔

غرض یہ سرنگین مع بارود تیار ہو چکین حکم ہوا جہان جسکا پہرہ ہے وہان خندق و مٹی بھی رندوبکہ تیار ہون اوسکا روپیہ سرکار سے ملیگا چنانچہ ہر پلٹن کے کپتان نے تعمیل حکم کیا افسر اور تلنگے یہ لاف زنی کرنے لگے کہ اب فقط پانسو گورہ عالم باغ مین ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے اگر پانچ لاکھ آوے اوسے بھی کچھ نہو سکیگا ایسے دمدمے وغیرہ تیار ہوگئے ہین اور اس تیاری مین معرفت میر حامد علی ایک لاکھ ستر ہزار اور چالیس ہزار معرفت رسالدار اور کپتان نو ملازم خرچ ہوا اسمین بھی خوب خرد برد ہوئی۔

لطیفہ یہ ہے کہ ایک سپاہی پلٹن بوں نے اظہار کیا کہ مین ہنومان ہون عالم باغ کو فتح کرونگا اوسنے اپنا نام بجرنگ بلی مشہور کیا کہنے لگا مہابیر نے مجھے خواب مین کہا ہے کہ تو ہی سب گورون کو ماریگا اور جسقدر جہان پر نہان درخت پر ایک جھنڈی لگا دے گورے کبھی وہان نہ آوینگے غرض اوسنے دوار کا داس کے باغ مین مقام کیا اوسکی لڑائی بھی دھوم سے نکلنے لگی ایک دن اوسنے ہر پلٹن سے ایک ایک کمپنی لے کر دھاوا کیا اتفاقاً عالم باغ کے دروازے پر پہونچ کر زخمی ہوا تلنگے سرکار مین روتے آئے کہ ہنومان جی عالم باغ مین پہونچ گئے گورون نے مار لیا اوسکی ٹوپی اوس جھنڈی پر رکھدی آخر معلوم ہوا وہ گوئندہ تھا اس فریب سے جھنڈی نشانہ بم کے گولے کے واسطے لگا دی تھی فی الحقیقت اوسی مقام پر گولے برستے تھے۔

اسیطرح ارکان دولت نے کئی نیدٹ بنارس کے نوکر رکھے اونھین قیصر باغ کی مقام وزارت کے پیچھے ایک مکان رہنے کو دیا جہان وہ حساب کیا کرتے تھے انھون نے بھی ایک

جھنڈی ایک تھونیہ باندھکر لٹکائی تھی اوسی نشانے پر گولے آتے تھے آخر اوس جھنڈیکو ونہان سے اوتار لیا وہ بھی درحقیقت گولندازے کامل تھے مگر یہان اسپر بھی کسینے کچھ خیال نہ کیا
ایکدن ہرکارہ خبر لایا کہ فوج فرخ آباد کی بھاگ گئی اور فیروز شاہ بخت خان رسالدار بھی مع فوج کمپ بھاگ کر فتح علی کے تالاب پر پہونچا ہے ممو خان اور جناب عالیہ نے میر مہدی داروغہ [illegible] رنگلی کو بلاکر کہا کمپ بخت خان الیا قریب پہونچا تمنے خبر نہ کی ہم کیا جانین کہ یہ فوج نمک حرام [illegible] ہمارے شریک ہونیکو آیا ہی ایسی غفلت اچھی نہین ہزار ہا روپیہ اجبارہ پہ کیون خرچ ہوتا ہے پھر افسرونکو بلواکر کورٹ کیا بموجب تجویز و مشورہ بخت خان کو حکم ہوا کہ تم شہر مین نہ آؤ وہین ٹھہرو تمہارے حق مین بہتر ہی مگر وہ کب سنتا تھا اپنا کمپ لیے چلا آیا نشۂ غرور مین مست ہو رہا تھا اوسکے کمپ مین ۵ ہزار تلنگے ۵ ضرب توپ ایک ہوٹ ـ چوبیس نئی میگزین دو ہاتھی ۳۰۰ سو عورات اشراف رعایاے دلی و فرخ آباد اسیر تھین جنمین سے بہت سی اوسنے بیچ ڈالی تھین بعد تین دن کے جناب عالیہ نے بخت خان کو بلوایا بشمول اور افسرون کیے اوس سے قسم لی فرمایا ۷ روپیہ مہینا یا فتح عالم باغ تمھین ملے اور بعد فتح ۱۲ اوسنے قبول نہ کیا جواب دیا کہ ہم موافق دلی کے تنخواہ لینگے اور اگر نوکر نہ رینگے شہر کو لوٹ لینگے کئی دن تک اسکا جھگڑا رہا آخر جناب عالیہ نے فرمایا تمنے دلی مین کیا کیا جو یہان کروگے بلکہ یہان بھی تمھاری صحبت سے فوج بیدل ہوکر تمھارے پیچھے بھاگے گی ـ اسکا پھر کورٹ ہوا افسرون نے بھی وہی تجویز کیا مگر جب شہر کی لوٹ کو سنا سب دم کھا رہے غرض وہ نیم روبال کا خلعت ۵ ہزار دعوت کے ملے انکا موچہ قلعۂ جلال آباد پر ہوا اس عرصے مین دو سوار انگریز بخت خان سے خفا ہوکر مع دو ضرب توپ علیحدہ ہوکر چکپروالی کوٹھی مین جاکر اوترے اور کہا ہم اسکی اطاعت نہ کرینگے اور نہ سرکار کی نوکری بلکہ چلے جاوینگے ـ

دھاوا جنرل اوٹرم صاحب عالم باغ سی

ایکدن جنرل اوٹرم صاحب نے عالم باغ سے دھاوا کیا کپتان امراؤ سنگھ اور افسرلوگ کی پلٹنین کمرو جی جو متصل گاؤن بیدرک نزیک قلعہ جلال آباد تھی اونکی توپ لیگئے فوج مین تلاطم

پڑا بہت سے بھاگ کر شہر مین آئے اونکی برطرفی کا حکم ہوا اونکے عوض اور بھرتی ہوے اس عرصے مین اور پلٹنون کے تلنگے اور مظفر علی خان ہاتھی پر سوار ہوکر گئے جب یہ پہونچین گورے توپین چھین کر عالم باغ لیجا چکے تھے۔

پھر گورے قریب مسجد دیبھا درک نظر آئے اور قریب ۵ ہزار کے فوج ادھر کی سب جمع تھی اونکے دیکھتے ہی ان سب کی روح قبض ہوئی بھاگے جنرل بہادر نے محمد باغ مین آکر دم لیا وہان سے گھر چلے آئے اوسکے چوتھے دن پھر کورٹ ہوا قسم ہوئی ممو خان بھی فوج کے ساتھ دھاوے کو چلے پہلے محمد حسین کمیدان پلٹن جعفری کے سر کا بھیجا اوڑ گیا خون ناحق ممو خان پر ہوا بس یہ دیکھتے تلنگے بندوق جوتیان چھوڑ کر بھاگے یہی صورت تینون طرف کے دھاوے کی ہوئی کہ گراب اور بم کے گولے سے کوئی نہ ٹھہر سکا دو سو تلنگے مارے گئے اس سے زیادہ زخمی ہوے۔

جنرل اوٹرم صاحب نے پھر دھاوا کیا طرفین سے بندوق چلی ۵۰ آدمی مارے گئے فوج بہادر بھاگی بخت خان جاکر ایک غار مین چھپ رہا ایک ہوٹ چوبیس تپی ایک توپ ایک چھوٹا گردہ گورے چھین کر لے گئے یہان تلاطم ہوگیا کہ گورے آتے ہین جسطرح بچے نکو ہوا ہوتے کے نام سے ڈراتی ہین۔ جناب عالیہ نے جنرل بہادر سے کہا تم یہان کیا کرتے ہو گورے آپہونچے ابھی تم جاؤ غرض کیا بہت خوب مگر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہے یہ سب احوال اگرچہ سلسلہ بے موقع ہے مگر فقط سلسلہ کتاب کی جہت سے لکھا گیا بطور روزنامچہ کے یہ کیسی لڑائی اور لڑنیوالے کیسے اور کیسے حاکم وقت جمع ہوے ہین کچھ خیال مین نہین آتا کئی مہینے تک رد و بدل نئے تدبیر پیش ہوے اور امتحان لڑنیوالونکا متواتر ہوا اور کچھ نہ سمجھے۔

پھر خبر آئی بخت خان مارا گیا دوبارہ پھر خبر آئی زندہ ہے مگر توپون کے چھین جانے سے اپنا گلا کاٹے ڈالتا ہے ممو خان نے نذیر خان اپنے سالے اور امداد حسین خان داماد کو بھیجا جب اوس کمبخت کو لے آئے جناب عالیہ نے فرمایا تم خوب لڑے ابھی تو ہونکا رنج نہ کرو مین تمکو اور دونگی اوسنے کہا دلکی حسرت دلمین رہی اگر مجھے توپین ملجائین ابھی عالم باغ خالی کروا لون۔ اوس وقت سے حمقا اور خوشامد خورون نے کہا کہ غفلت سے توپین گئین پھر ممو خان نے پلٹن والون سے

تو ہین دینے کو کہا کسی نے نہ دین ۔
ایکدن پرچہ اخبار لکہا آیا کہ تمام زمیندار گردو پیش عالم باغ یا قریب کانپور کے سب انگریزیوں کے ساتھ لگ گئے ہین اونکے پاس حاضر رہتے ہین اوسوقت سبکو تردد ہوا پھر یہ صلاح ٹھہری کہ کوئی ایسی تدبیر کرے کہ سب زمیندار گرد و پیش کے اوس سے نا موافق ہوجائین پس تدبیر یہ ہے کہ جو قیدی بہ علت گوئندہ گری ساکنان نواح عالم باغ گرفتار ہین اونھین چھوڑ دو کہ اگر انگریز دیکھیں گے وہ زمینداروں سے کھٹک جائینگے اور اگر زمیندار دیکھینگے وہ باطن مین ناخوش ہوکر وقت اپنا پاکر بھاگ جائینگے ۔

ابلاغ حکم واسطے زمینداران اطراف عالم باغ نبی پتھرا رسول آباد وغیرہ

عرضیان تمھاری ملاحظے مین گذرین جو تمنے اطاعت و فرمانبرداری اور شراکت کفاران فرنگ کی واسطے بازی کی مصلحتاً کی ہے اور وقت مقابلہ سرکار کے بہت خیرخواہی کروگے جب حضور یہ کرنا شروع کرینگے چھپا کرکے سبکو قتل کرکے حاضر حضور ہونگے اسبات کو دریافت کرکے حضور کو بہت خوشی ہوگی شاباش طریقہ زمینداری اور رعایا گیری کا یہ ہے کہ جس حیلے سے ہوسکے گا کافرون کو تہ تیغ کرنا بہرصورت خاطر جمع رکھو کہ جب عملداری سرکار بخوبی ہوجائیگی تمھین جاگیر اور بہت سا روپیہ ملیگا مگر اپنے کام سے غافل نہونا اور ہر وقت اپنے تئین مورد عنایات و مراحم خسروانی سمجھنا یہ کہ سبکو پچاس قیدیان گوئندہ گری جو محبس مین تھے پچاس قطعہ دیکر چھوڑ دیا اور مطلب اہلکار سرکار اوس چھوڑنے اور ابلاغ حکم سے یہ تھا کہ اگر انگریز بہادر پکڑ لینگے زمینداروں کو پھانسی دیدینگے اور زمیندار دیکھ لینگے خیال امان آجائیگا تو شاید بروقت لڑائی ایسا کرینگے اور پاس لحاظ ادھر کا رہیگا اور کسیکو پھانسی ہوتی باقی زمیندار انکو یہ خیال ہوگا کہ ہمنے ساز کیا انھوں نے یہ کیا پھر اوسوقت پھر جائینگے ہمارا مطلب حاصل ہے

۱۰۸۱

پہونچنا شاہزادہ فیروزشاہ

فیروزشاہ شاہزادہ مع دوسو سوار پانسو تلنگہ ہمراہی بخت خان کے شہر مین آئے سلطان ہو متوقع

محل حضرت خلد منزل مین بسبب قرابت کے فروکش ہوے سلطان بہو صاحبہ نے مارے خوف کے جناب عالیہ سے کہلا بھیجا کہ مین محتاج ہون مجھسے انکی خدمت کیا ہو سکے کی سرکار سے دوسرا مکان انکے رہنے کو ملے تو بہتر ہے اس جہت سے ایک اور مکان علیحدہ انکے قریب تجویز ہوا ۔ ۵ ہزار دعوت کے آئے کئی دن کے بعد مرزا بلاقی داماد شاہ دلی اور مرزا کوچک سلطان بیٹے بہادر شاہ کے ملکہ گنج مین آئے انکے استقبال کو مولوی میر مہدی اتالیق نواب جرات الدولہ نواب ممتاز الدولہ بہادر گئے ۵ اشرفیان نذر دین مولوی نے دو دین اونکو قیصر باغ مین لاتے پانسو روپے دعوت کے اور کئی کشتی پوشاک پارچہ سفید کی جناب عالیہ نے دی چتر منزل رہنے کو ملا پھر مشہور ہوا کہ انکا رہنا متصل دردولت اچھا نہین یہ صاحب حوصلہ اولو العزم ہین ایسا نہو تخت شاہی پر بیٹھ جائین اس خیال سے ہم کمپنی تلنگہ بحیلہ حفاظت بطور نظر بند مقرر کین اور تلنگے سوار جو انکے ساتھ آتے تھے اونھین نوکر رکھا ۔

احوال متفرق اہلکار اور امیران دربار رجبعلی وغیرہ

جب فوج باغی داخل لکھنو ہوئی پہلے لوٹ نظامت کی پلٹنون سلطانی نمک حرامون نے شروع کی کسواسطے کہ یہ گھر کے بھیدی تھی شہر کے ہر وضیع و شریف و کوچہ محلہ سے واقف تھے جب بڑے آدمی اور روپے والون کے گھر تاکے ہر ایک نے مضطر ہوکر ایک صورت اپنے بچاؤ اور حفظ آبرو کی نکالی از انجملہ شرف الدولہ غلام رضا خان عرف راے جگنا تھا اپنے گھر واقع نال دروازہ مین دروازہ بند کرکے بیٹھے اور خان علیخان کو بلا کر ۵ سو روپے دیے دو سو اپنی حفاظت کو متعین کروائے مگر فوج باغی کب مانتی تھی اونکا گھر لوٹنے کو آئی اونھون نے پھاٹک نہ کھولا تلنگون نے کہا محمد خان کوتوال اور انگریز انکے گھر مین چھپے ہین بے تکلف گولیان مارنی شروع کین انکے سپاہی بھی بندوقون سے گولیان مارنے لگے کئی تلنگے مارے گئے جب یہ خبر پلٹن اختری اور ربول مین پہونچی اوسی وقت دونون پلٹن تیار ہو کر گھر کھودنے کو آئین ۔ غلام رضا نے معرفت اپنے وکیل کے ہزار روپیہ سید برکات احمد رسالدار کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ آپ میری جان اور آبرو بچائیے اور احمد اللہ شاہ کے پاس نذر اور ایک تاج بھیجا رسالدار نے

روپیہ لیکر تلنگون کو منع کردیا رفع شر ہوگیا۔

بعد ایک مہینے کے غلام رضا خان کسی چال سے ممو خان تک اور میر واجد علی سے ملے ۵ ہزار ممو خان ہزار روپے میر واجد علی کو دیے ممو خان نے خلعت گنجیات دیا کہ بسبب بے انتظامی کے شہر مین رسد غلہ کی کم آتی تھی غلہ گران ہوگیا تھا پھر چند روز مین ممو خان اور غلام رضا خان ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوگئے ہر روز اچھا کھانا پکوا کرلاتا تھا اور نواب کے ساتھ دسترخوان پر نوشجان ہوتا تھا جب گورے بشیر گنج مین آئے غلام رضا نے امراؤ مرزا کو اپنا کارندہ کرکے رسد رسانی فوج کو بھیجا اونھون نے تقسیم رسد تلنگون کے بہت سے کھانے غلام رضا نے ازراہ خیرخواہی سرکار پندرہ ہزار روپیہ کا غلہ اپنے پاس سے خرید کر بھروا دیا۔

جب جنرل اوٹرم نے اخیر دھاوا کیا کسیطرح سے رسد نہ پہنچ سکتی تھی سبھون نے انکار کیا مگر غلام رضا خان نے اقرار کرکے بخوبی رسد پہونچائی فی الحقیقت یہ بڑا کام جان جوکھم کا تھا مسلمانون کو نان خمیری ہندون کو پوری مٹھائی پہونچائی اور دس ہزار کا غلہ قیصر باغ مین نگینہ والی بارہ دری کے نیچے بھروا دیا وہ کسیکو کھانا نصیب نہوا اوسے گورے سکھ وغیرہ نے نوشجان کیا۔

خلاصہ باوجود مجتمع ہونے اسقدر فوج جنگی زمیندار تعلقدار ممالک محروسہ کے بیلی گارد کسیطرح خالی نہ کرسکے آخر مہاراج بالکرشن نے نظر بہ خیرخواہی سرکار انگریزی تعلقدارونکو لشکر سے رخصت کروادیا اس حیلے سے کہ اگر یہ لوگ اپنے علاقے پر نجائینگے رعایا سے وصول زر تحصیل کیونکر ہوگا بظاہر تعلقدار مذکور وہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے مگر اسکا جواب صاف ہے کہ ان کی چھ مہینے کے مقابلے سے کیا اوس سے ہوسکا تھا کہ اب اونکے رہجانے سے توقع ہوتی عجب قدرت خدا ہے کہ گوار زمیندار اور مقابلہ جنگ انگریزی واہ۔

غرض جب اہالیان سرکار تھکے اور مضطر ہوئے آخر صلاح یہ ہوئی کوئی تدبیر ایسی کیجائے کہ سب انگریز بیلیگارد مین بند مارے مرجائین کوئی شخص ایسا ہو جو وہان جا کر سب کنوون مین زہر ڈالدے کسی نے اقرار جانے کا نہ کیا مگر شہدون کے افسر نے کہا یہ کام ہمارا ہے سنکھیا ہمین عنایت ہو ممو خان نے پانچ سیر سنکھیا شہر سے تلاش کرکے اور غلام رضا خان سے چھپر لیکر

انکو دی انھون نے اکر کہا ہمارے شہر سے جا کر اپنا کام کر آئے ممو خان مید م خبر شگوفے تھے کہ انکو ہیئت جلیلہ
ہین یا مر گئے - مگر متواتر خبر آتی تھی کہ ابھی زندہ ہین ایسے مدبران ریاست ہوتے تھے واہ -

جنرل اوٹرم صاحب کو اسیران فرنگ کا احوال معلوم ہوا

خلاصہ جب اسیران فرنگ مرسلۂ راجہ لونا سنگہ محمدی سے آئے میر واحد علی نائب و مختار
مدار المہام دیوان عام علی محمد خان کے سپرد ہوے جسطرح سے قتل آر صاحب مین بیان کیا گیا او
بقیہ کا بچنا فقط قدرت خدا سے ہوا ورنہ جب آر صاحب کو لے گئے اونکو کیونکر چھوڑ جاتے
بہر حال اسکی صورت زبانی اننت رام یہ ہوئی کہ پہلے میر واحد علی کو بھی نسبت کی خبر نہ تھی
کسواسطے کہ انجام کار کا یہ حال معلوم نہ تھا فی الحقیقت سکہ نشہ اس ثروت و حکومت یا
دنیای دون کا ہو گیا تھا ایکدن میر سے ایک دوست نے ازراہ عاقبت اندیشی سمجھایا کہ تم کس فکر
و اندیشہ نشہ غفلت مین سو رہے ہو اگر کسی صورت سے ان اسیر فرنگیوں کو بچاؤ گے صورت نجات
نجات در رفاہ فلاح نیک نامی خیرخواہی سرکار انگریزی بہت حاصل ہوگی ورنہ تمپر سب سے زیادہ
آفت آئیگی ہمنے تمکو خبر کر دی ہے خبردار رہو اگرچہ اسوقت بظاہر بہت مشکل اور جان
جوکھم معلوم ہوتا ہے میر نے کورنگ دربار دیکھکر علی محمد خان اور جناب عالیہ کو سیطرح کے نشیب
و فراز سے اور گرم و سرد سے سمجھایا کہ اگر یہ اسیر بچ جاینگے کیا عجب ہے کہ بادشاہ کی بھی
اسی بہانے سے قلعہ کلکتہ سے رہائی ہو جاے اور یہ امر کچھ جدید نہین ہے نواب شجاع الدولہ
کی دو صاحب اسیر کو بڑی عزت سے رکھکر قید سے رخصت کر دیا تھا یہی مراجعت وثوق شفاعت و نیکنامی کا ہوا
امیر دوست محمد خان کابل نے جو اسیران فرنگ سے سلوک کیا ظاہر ہے بس یہی کہ نواب
شہنشاہ محل جناب عالیہ سے لڑکر شہر مین کسی مکان مین اوٹھ جائین یہ بیبیان انکے ساتھ
چلی جائین اس پردے مین اپنا افشاے راز نہونے پائے گا ورنہ کسی صورت سے انکی جان
ورنہ حمایت کرنیوالون کی بچیگی چنانچہ ایکدن جناب عالیہ و شہنشاہ محل سے خوب لڑائی ہوئی کہ خاص
و عام کو یہ بات اینکا مشہور ہو گئی اور انکا خفا ہو کر قیصر باغ سے اوٹھنا پیچ کھلگیا اور بی بی شہنشاہ محل

سلطان محل خورد محل دلدار محل دریا محل وغیرہ مع اسباب باغ سے اٹھکر قریب اکبری دروازہ
آغا مرزا عابل کے مکان مین بہ کرایہ جا کر رہین یہ محبوبین بھی انھین کے پردے مین بسلامت
چلی گئین جب بیبیون سے میر واجد علی نے بحضور قلب رجوع کی کہ آیا ہمارے واسطے صورت
سفینۃ النجات آپ کی بدولت متصور ہے یا نہین ہم امیدوار جلد وسیلہ جزا ءالاحسان
کے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہم تمہارے اور ان صاحبات محل کے بہت احسانمند ہین
جتنا ہمسے ممکن ہوگا ہم تمہارے واسطے اور ان صاحبات کے واسطے قصور نہ کرینگے لیکن
اب مناسب ہے یہان سے کسی اور مکان مین لیجا کر رکھو ایسا نہو یہ عین شہر ہے بدمعاشون
کا ہنگامہ فساد زیادہ ہو جاوے پھر وہان سے منصور نگر مین اکبر علیخان کے مکان مین اکر
رہین اوسوقت بیبیون نے چٹھی اپنی سرگذشت کی اوٹرم صاحب کو ایک گوئندے کے ہاتھ
بھیجی کہ تو اس لشکر ان کے تیلانے سے مورچہ انگریزی سے بسلامت گذر جائیگا چنانچہ جب وہ چٹھی جنرل
صاحب کے پاس پہونچی اوس گوئندہ کو رخصت کیا رات کو ایک گوئندہ فقیر بنا ہوا اوسکا جواب لایا اوسی
سے رسل رسائل یومیہ اخبار حبیبی و شہر میر واجد علی کی جہت سے جاری ہوا اور دربار کی حاضری
انہے عذرات بارد و علالت مزاج سے کم کر دیے ادھر سے مایوسی ہوتی ادھر سے امید
غرض جب جنرل اوٹرم کو قید ہونا اور زندہ رہنا میم صاحبات کا مفصل معلوم ہوا اسوقت
دیوان انت رام وکیل راجہ مان سنگہ کہلا بھیجا کہ اگر یہ اسیر بچ جاوینگے تمھین سرکار سے انعام لاکھ
روپے کا ملے گا اور جاگیری تمھاری اور متعلقان کی ہوگی انت رام نے عرض کیا کہ اگر آپکے
اس ارشاد کا اونکو یقین نہو فرمایا اونکی عرضی لاؤ ہم پروانہ دینگے عرض میر صاحب
نے عرضی لکھی کہ محلات واجد علیشاہ مجھسے تعلق ہین امیدوار ہون جو ہمارے ساتھ ہو سب کی
جان بخشی ہو اور خدا چاہے تو آپکی امانت بسلامت آپ تک پہونچے جب یہ عرضی گذری
حسب المعروضہ پروانہ آیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس جان بخشی کے سوا لاکھہ روپیہ انعام
ملے گا اور اسکے دینے مین ہرگز تساہل نہو گا بشرطیکہ میم صاحبات کی جان بچاؤ گے ۔
جب انت رام نے پروانہ دیا ہوش جاتے رہے اور ڈر سے بھی سپاہ تلنگے دیکھ لین
یا کچھ نشن لین کہا تم اسے چھپاؤ کل میرے مکان پر مجھے دینا ۔

ایکدن مصاحبات نے کہا اس مکان سے کسی اور مکان وسیع مین لیجا کر رکھو ہم یہان تنگ مین
ہین چنانچہ آرزو صاحب مقتول کی بی بی بیٹی اوس جگہ مین صاحبہ قیصر باغ کے گوشۂ عافیت مین
بیٹھ رہی تھین محمد بیگ کمیدان کے سپاہی کچھ اذیت دیتے تھے اونکے بدلے پہرہ پر تلنگے والونکا
مقرر کیا تھا بعد قتل آرزو صاحب تین دن تک اوسی کنج قفس مین بے آب و دانہ رہی تھین کسیکے
خبر نہ لی کسواسطے جو شہر تک سے تھے اونکا اپنی جان کی پڑی تھی جب ایک سپاہی نے اونپر رحم کیا اور
عیش باغ مین اننت رام سے جا کر یہ اسرار زبانی مصاحبہ بیان کیا اونھون نے کچھ میوہ شیرینی
روپیہ بھیجا اور بہت سی تشفی کہلا بھیجی کہ ہم کبھی ایسی غفلت نہ کرینگے اور اوس سپاہی کو بھی
کچھ دیا اور پھر کمر ہمت باندھ مستعد اونکی رہائی کے ہوے دربار مین میر واجد علی کو
ہمراز سمجھکر یہ تدبیر نکالی یعنی مس آرا کو بیمار خود ساختہ بنایا اور صحت الدولہ سید محمد خان کو
بھی موافق کر لیا اوسکا نام عباسی رکھا اور میر واجد علی نے اوس لڑکی کو سمجھا دیا کہ جب حال پوچھنے کو
یا کوئی اوپر آوے تم اوسوقت اپنی شکل اور حالت بیمارون کی بنا لینا چنانچہ حکیم صاحب نے
بموجب مشورہ محمود خان سے جا کر کہا کہ عباسی ایسی بیمار ہے کہ کل تک بچتی نظر نہین
آتی محمود خان نے علاج کو کہا میر واجد علی نے اننت رام سے وعدہ کیا کہ اسے کسی حکمت سے نکال کر
عالم باغ بھیجدینا مناسب ہے دوسرے دن میر واجد علی نے معرفت حکیم صاحب
محمود خان سے کہلا بھیجا کہ وہ لڑکی جو کل بیمار تھی آج مر گئی ہمنے اوسے دفن کروا دیا
کہا بہتر کیا جب اننت رام اوس لڑکی جنازہ اپنی حکمت عملی سے بنا کر قیصر باغ سے نکلے اوسکو
اپنے ہاتھی پر چھپا کر خوشی خوشی مع اپنے ہمراہیون کے لے چلے جب چھتر منزل پر پہونچے دفعتہ
پچاس سوارون نے آکے گھیر لیا پوچھا کون ہو کہان جاتے ہو اوسوقت دیوانجی کے حواس
باختہ ہوے بیہوش ہوگئے مگر اوسوقت اوس لڑکی کو ہوشیاری سے اپنے لحاف
مین لپیٹ مثل گاو تکیہ بنا کر اپنے کہار معتمد کو چپکے سے کر دیا فی الحقیقت وہ بڑا نمک حلال
تھا جھونکے کے ساتھ اپنی بغل مین دبا کر کنارہ راہ سے لے گیا پھر یہ ہاتھی سے اوترے
قلعہ [illegible] مصیبت سے گذر گئی [illegible] پچاس اشرفی اون سوارونکو دیکر نجات پائی وہان سے گھر گئے [illegible]
علاقہ مین بھیج دیا اور [illegible] مین اوس لڑکی کیطرف [illegible] سپاہی کی محنت و مشقت باقی [illegible]

اوسپر کیا گذری زندہ ہی یا راہ مین گرفتار ہوگئی عجب حالت سکرات مین رہی دوسرے دن وہ کہار پاؤن
نظر آیا پہلے اپنی امانت کو پوچھا اوسنے کہا کوس بھر کسی گانون مین اوسے بسلامت چھوڑ آیا ہون
اور خدا نے راہ مین ہر آفت سے بچا پایا اوسیوقت جا کر لائے کھانا کھلایا پھر جنرل اوٹرم کو اس
احوال کی عرضی لکھی اوسکا جواب نیکنامی و کمال عنایت سے بھیجا بعد فتح وہ لڑکی اپنی مان سے ملی
فی الحقیقت دلیرانجی نے بڑا کام جان جوکھم کا بڑی بہادری و خیرخواہی سے کیا خصوصیت یہ ہے
کی کرسٹن صاحب کمشنر خیرآباد قید قیصر باغ مین ہیضہ و باقی سے مرگئی تھی اوسی کہین دفن کردیا تھا

سالگرہ مرزا برجیس قدر

ہر روز تازہ بتازہ ایک پھول پھولتا تھا عجیب ماجرا ہے کہ عالم باغ مین لڑائی ہلی گاڈ
مین سر رو دنیا دھاوا کیا جاتا ہے ہر طرف مورچہ بندی ہورہی ہے یہان سرکار مین مرزا برجیس قدر
کی سالگرہ کی تیاری ہورہی چنانچہ جناب عالیہ پہلے ہی سے اپنے قدیم مکان سے متصل مکان
بشیر الدولہ تشریف لائین آراستگی مکان کو حکم ہوا کہ سب محلات اور شاہزادونکو بلایا دستیاب
ہوئی بڑی روشنی ہوئی نواب ممتاز الدولہ محمد خان میر واجد علی فوج کے سب کپتان رسالدار اور کچہری
والے حاضر تھے جناب عالیہ نے فرمایا مین نے منت مانی تھی کہ صبح درگاہ حضرت عباس مین جاؤن ارکان
دولت و مشیران خاص نے کہا ہرگز صلاح وقت نہین کہ آپ یہان سے قدم باہر نکالین ایسا نہو کہ
جب انگریز سنکر دھاوا کرکے داخل قیصر باغ ہوجائین پھر فوج بہادر اونہین کیونکر روک سکے گی اس حسرت
سے جانا درگاہ کا موقوف بروقت دیگر ہوا

پھر رات گئے گیارہوین برس کی سالگرہ ہوئی جناب عالیہ نے فرمایا مین جناب حضور سے پہلے
صاحبات محل مجھے نذر دین سوین اسیر کے تھے آئے اور کہا کہ اگر ہم بادشاہ کی مان کو
نذر کیا مضائقہ یہان نذر دینے مین کچھ تامل نہین یہ بات دونی بڑی گراگری سے کہی آخر سب نے
برجیس قدر کو بطریق رونمائی اپنا بچہ سمجھکر دو دو تین تین اشرفیان دیکر گلے لگایا باجے ہونے لگا
اسی جلسے مین نواب خاص محل کے ساتھ بیبیان اسیر بھی لباس ہندوستانی پہنے ناچتی تھین

مہندی لگانے شریک محفل ہوئین۔

مرزا برجیس قدر باہر برآمد ہوئے پہلے نواب شرف الدولہ نے نذر دی اوسکے بعد تمام رفقا اہلکار افسران فوج نے نذر دی خلعت ہونے لگے عبدالرحیم قوم قصاب داروغہ جواہرات جو بعد معزولی مفتاح الدولہ ہوا تھا صاحب علی خزانچی قوم جولاہہ کو بھی چودہری باغبان جس نے پھولون کا سہرا بنایا تھا میر کاظم علی داروغہ میگزین جو آتشبازی لایا تھا اور اوسکے وکیل کو یوسف خان داروغہ توپخانہ جسنے ۲۱ فیر سلامی کی چھوڑوائی تھی محمد بنیاد آتشباز کو وہ آتشبازی لایا تھا ہر ایک کو دوشالہ رومال ملا اوسوقت لوگون نے عرض کیا کہ عجیب ماجرا ہے کہ پہلے خلعت بڑے اہلکارونکو دینا مناسب تھا اوسکے بعد چھوٹی امت کو غرض رات بھر خوب جلسہ رہا محلات کو کھانا تک نہ ملا سبھون نے اپنے گھر سے منگوا کر کھایا یا بازار سے یہ خوبی انتظام تھی کشمیرن نے یہ غزل گائی ع غیرت مہتاب ہے برجیس قدر + گوہر نایاب ہے برجیس قدر + ادہر تقدیر نے یہ حسب حال پڑھا۔ چھوٹتا ہے تجھسے اب یہ لکھنؤ + جشن شادی خواب ہے برجیس قدر + دوپہر دن تک یہ صحبت رہی سہ پہر کو سب رخصت ہوئے جناب عالیہ بھی جو لکھی ہین تشریف لائین۔

خبر شکست میر مہدی حسن خان ناظم

غرہ رجب سنہ ۱۲۷۴ھ کو خبر آئی کہ جنگ بہادر کمانڈر انچیف گورکھا اور فوج گورہ نے سنگرامپور سے اگر میر مہدی حسن خان ناظم سلطانپور سے لڑائی کی وہ تھوڑے پسپا ہوئے فوج انگریزی پاشنہ کوب چندپور بھدوہی تک چلی آئی راجہ حسین علی خان خوب لڑا زخمی بھی ہوا تاب نہ لاسکا راہ گریز اختیار کی ممو خان نے حکمنامجات بنام راجہ مادھو سنگھ تعلقدار گڑھ امیٹھی کو اس مضمون کے بھیجے کہ تم از راہ نمک حلالی سد راہ فوج ہوئے معلوم ہوا تم ساد رکھتے ہو اور حکمنامے سب کے حاضرین کو جاری ہوئے سکو بیان کا حال اول مرحلے مین بخوبی کھل چکا تھا باتفاق ہمزبان ہو کر یہ جواب دیا کہ ہم اپنی اپنی حدود پر حتی الوسع روکتے ہین ہرگز قصور نہ کرینگے چنانچہ گور بخش سنگھ تعلقدار رام نگر دھمیڑی حشمت علی عامل سندیلہ وغیرہ انمین سے کوئی حاضر ہوا اور فوج انگریزی کاندو کے نالے تک آئی چلی آئی اس بیچ مین ہر جگہ اٹکاو سے لڑائی بھی ہوئی پھر امیٹھی اور گوشاین گنج مین پہونچے

اور موضع دھر ہرہ مین مصاحب علی زمیندار سے لڑائی ہوئی دوسرے دن اوسی ممو خان سے آکر اپنی نوبت کی اور کہا چودہری صمصام علی سلیم پور میر صفدر علی عامل حیدر گڑھ قمر الدین حسین عامل گشائینگنج وغیرہ نوب پر حیدر گڑھ مین ٹری بہادری سے مارے گئے اور ہمین باوجود ہونے توپ کے ایسا معرکہ کیا اگر میرے پاس توپ ہوتین ایک کو نچھوڑتا ممو خان نے دو توپین میگزین دو پلٹن نجیب خلعت اور پانچ چکلہ داری گوشائینگنج حیدر گڑھ وغیرہ دیکر حکم دیا کہ ان ثلاثہ کو جاتے ہی زندہ لاتا یا سر بھیجدینا اور جو فوج آدی اوسکے سدراہ ہونا کہتے ہین کہ رانی صاحب نے میر مہدی حسنخان ناظم سلطان پور کو بخفا پیام بھیجا کہ اگر فوج سرکار کی آنے کی راہ مین تم مانع نہوگے اور جدا نہو جاؤگے تمھین سرکار سے پچیس ہزار روپیہ کا درنا نسلاً بعد نسل ملے جائیگا انھون نے اوسوقت کے نشہ نخوت سے تعارض اوسپر کچھ اعتنا نہ کی بلکہ اہمال عجب کیا اور بعض کہتے ہین فی الحقیقت پہلو تہی کی اسپر انکا دوسو ماہواری کا پنشن سرکار سے ہوا واللہ اعلم۔

خبر شکست فرخ آباد و بریلی

فرخ آباد مین یہ صورت ہوئی کہ جب فوج انگریزی کانپور سے پہونچی فوج جنگی نے سامنا کیا لیکن کئی دن رد و بدل کے بھاگے گودام سرکار جسمین طاقہ ہر قسم بانات مخمل کاشانی وغیرہ اسباب تھا سب لوٹا توپین لیکر اوس پار اوترے اور لکھنؤ پہونچکر عیش باغ مین پڑاؤ کیا جتنی بانات مخمل وغیرہ لائے تھے رعایا کے ہاتھ کوڑیون بیچی۔ نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہ بھی گرفتار دام فوج باغی ہوگئے تھے آخر کچھ دن پڑا مایوس ہوکر انکو مع عیال و اسباب ضروری اپار دریا کے اترے سیدھی بریلی کو گئے ایک گونیدی نے اوسیوقت اونکی کوٹھی مین جاکر آگ لگادی لکھا روپیہ کا اسباب جلکر خاک سیاہ ہوگیا جبکہ فوج سرکار نے جاکر شہر کا بندوبست کیا رعایا سے پہلے ہر قسم کے ہتھیار لیلیے تھے پھر کتنی لاکھ لیکر سبکی جان بخشی کی نواب تفضل حسینخان بریلی گئے وہان سے خفا ہوکر کونڈی مین جاکر شریک حال قافلہ نفور لکھنؤ کے جب سرکار سے امان مطلق ملی سبکے ساتھ یہ بھی آئے نواب کے عیال فرخ آباد گئے اور بکاری تحقیقات کی نواب کو حکم ہوا قلمرو سرکار کے ملک سے نکلجائین چنانچہ بحفاظت سرکار مقیم مکہ معظمہ ہوے جنرل بیروضا کی بدولت بچے اسی جہت سے وہ درجہ اعلی سے اپنے کچھ دنون کم ہوگئے پھر اوسی درجے پر ہوکر

چیف کمشنر اودھ ہوکر بسبب علالت مزاج ولایت گئے —

انتظام بریلی کی صورت ہوئی کہ نواب خان بہادر خان مدت تک عمدۂ جلیلہ سرکار پر ڈپٹی یا صدر اعلیٰ رہے سررشتہ انتظام سے واقف تھے تحصیل ملک بخوبی جاری رہی فوج باغی خزانہ سرکار لوٹ و قتل کرکے دہلی چلی گئی تھی اونھین نمک حرام سرکار سمجھکر رہنے دیا اونکے بدلے ہمقوم اپنے پٹھان تہ بیلے پیلی بھیت کے رکھے جو ہمیشہ سے نامی بھاگنے کے تھے اپنے نزدیک سپاہی سمجھکر رکھا فوج انگریزی جو نینی تال پہاڑ سے اتری مقابلہ ہوا کئی مرتبہ شکست بھی دی فی الجملہ امیدات اونھین کے رہا جب مراد آباد اور ملک اودھ سے فوج پہونچی دس ہزار کی جمعیت سے بھاگ کر مع عیال ملک اودھ مین آئے ہزار کا خون ناحق ہوا اور اپنی بربادی اپنی نافہمی سے کی اگر صاحبان عالیشان سے موافقت باطنی کرتے غالب ہے کہ یہ صورت خرابی کی نہوتی ہرچند نواب یوسف علیخان رامپور نے ازراہ ہمدردی دوستانہ سمجھایا لیکن نشہ [illegible] دماغ سے نہ اترا

نواب محبت خان کی اولاد نشیندہ سرکار دولتمدار لکھنؤ کس عزت و آرام سے تھی فوج باغی کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اور ازراہ حق ہمدردی فی الجملہ روٹی کا بھی سہارا سمجھکر بریلی گئی وہاں کا رنگ حکومت دیکھکر ان سب کے نشے ہرن ہوگئے اگرچہ پہلے خان بہادر خان نے اپنا شریک ریاست سمجھکر بعزت استقبال کرکے داخل شہر کیا اپنا مہمان ناخواندہ سمجھا اور باطن مین متوسل سرکار جانکر کھٹکا رہا اپنے شوریٰ مین نہ داخل کیا اور نہ بخوبی صفائی ہوئی تا مدت قیام صورت نان نمک بھی پیدا نہوئی بلکہ ازین سو ماندہ و ازان سو راندہ ہوئے جب سب کے ساتھ شہر سے بھاگے حکیم محمد حسن خان طبیب معقول بہت نیک بخت شاگرد رشید حکیم مرزا محمد علی اپنی شامت اعمال و قضا سے گوروں کے مارے گئے باقی قافلہ بہزار خرابی لکھنؤ پھر آیا بعد تحقیقات و روبکاری کے سرکار سے کچھ پنشن تا وام حیات ہوگیا داد و فریاد سرکار سے بہت کی کلکتہ مین بھی بعض نے جاکر استعمال کیا صورت اول پیدا نہوئی

حکایت کپتان ہیرڈنگ صاحب

ایک سوار صاحب قسم رسالہ کپتان ہیرڈنگ صاحب نقل کرتا ہے کہ [illegible] فوج باغی [illegible]

صاحب نے مجھپر بڑی عنایات کی اور خبر قنوج کانپور و فیض آباد پوچھنے لگے مین کہا جو کچھ
آپ بھی سنتے ہین مین بھی سن رہا ہون کہا ہم تمسے ایک بات پوچھتے ہین بشرطیکہ سچ کہو اب
ہم اس معرکہ درپیش مین کیا صورت کرین مین نے کہا یہ امور سلطنت ہین جیسا حکام اپنی مصلحت
وقت سمجھین لیکن مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ بظاہر سارا ہندوستان دشمن جان و مال
سرکار ہوگیا ہے اسصورت مین جو سرکار کا خیرخواہ معتمد و وارث ریاست ہر مقام ہو اوسکا
ملک اسے دیدیجے اور آپ مع عیال و اطفال سیدھے کلکتہ چلے جائیے جب تک
ولایت سے کمک پہونچے یا ہندوستان مین کسی معتمد کی فوج جرار آپکے شریک ہوجا
یا ایسی قوم نوکر رکھیے جس سے انتظام بسہولت ہوسکے پھر اپنے دشمنونکی سرکوبی کیجیے
اس صورت مین غالب ہے کہین خونریزی نہوا اور یہ ہنگامہ از خود موقوف ہوجا اور اگر
غصہ و غضب سے کام فرمائیے گا و مظلوم کے مساوی کرنے سے اعتبار سرکار جاتا رہیگا
پھر اصلاح و آبادی ممالک دشوار ہے تالیف مشکل پڑیگی اور اگر یہان کے حکام پر چھوڑ دیا
گا انسے ایسا انتظام کبھی نہوسکیگا بلکہ میدان خالی دیکھکر ہر سردار و حاکم آپسمین نفاق [illegible]
جاہ سے کٹ مرینگے اور پھر تنگ و کمزور ہوکر آپسے ملتجی حمایت و اعانت کے ہونگے کہا
تمھاری رائے صائب ہے اور اکثر بہت صاحبون کے نزدیک بھی طرح دینا مناسب ہے لیکن کنس صاحب
فیناشل کمشنر کی رائے اسکے خلاف ہے کہتا ہے جب ولایت سے ہماری فوج آئیگی ہم [illegible] سارا ہندوستان
کو زیر و زبر کر دینگے اسیواسطے پلٹن گارد مین سامان آذوقہ کئی مہینے کا جمع کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

حکایت جنرل لارنس صاحب

اسیطرح ایک مرد جہاندیدہ جو قافلہ شاہی کے ساتھ لندن بھی گئے تھے مدت سے بیار ہو کر
پھر آتے اور سنا ایکدن جنرل لارنس صاحب کو عرضی اس مضمون کی دی کہ میری عمر اسّی برس
سے زیادہ کی ہوگئی ہے نظر پیش آمد فساد ہندوستان جو کچھ میری عقل ناقص مین آیا ہے عرض
کرتا ہون مشہور ہے کہ حکام عالیشان بعد تامل انصاف سے تسکین کریں ہنگامہ فساد مین اگر
ایالیان سرکار بمصلحت وقت بیگم واجد علیشاہ کو بدستور بحال فرمائین جتنی رعایا ماند [illegible]

کبھی سر نہ اوٹھائینگی کسواسطے کہ بنگال احاطہ فوج مین تلنگے نصف سے زیادہ رعایاے اودھ ہین تعلقداران
کی سرکوبی کو کافی ہونگے فقط مقابلہ شاہ دہلی رہجائیگا یہ انسے بھی ممکن ہے اور آپکی فوج بھی ساتھ
ہوگی دو سبب سے ایک تو یہ کہ یہ ساختہ پرداختہ آپکے ہین دوسرے مخالف مذہب ہین کہ انجام کار بسہولت
ہوجاے وگرنہ بظاہر بڑی خرابیان اور نقصان سرکار اور بدنامی مشہورہے کسواسطے کہ مقابلہ محض جاہل
گنوار باطن نا عاقبت اندیش نافہمون سے ہوگا عرضی کو پڑھکر فرمایا تمکو کسنے بھیجا ہے عرض کی کہ قسم ہے اوس
خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا فقط جو کچھ میری عقل ناقص مین گذرا آپسے گستاخانہ عرض کیا کہ آپ خود دریافت
کر دیکھیے کسیکا نوکر نہ متوسل ہون فقط خوشباش شہر ہون فرمایا بعد تین مہینے کے اسکے جواب کو میرے
پاس آنا چنانچہ صاحب نے اوس عرضی کو روانہ کونسل کلکتہ کیا بعد ہفتہ عشرہ کے ہنگامہ فساد برپا ہوا

معرکہ عالم باغ

۲۲ - رجب کو دوسری فوج نے عالم باغ سے نکلکر قبل از داخلہ فوج سلطان پور جو ڑنی
چلی آتی تھی قریب کوٹھی دلکشا و محمد باغ مورچے قائم کیے اس طرف سے بھی فوج
جمع ہوکر لڑائی ہونے لگی گوروں نے محمد باغ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا نجیب تلنگون
کے مورچے پر گوروں نے ایسا مارا کہ کشتون کے پشتے کردیے اکثر باغ کے کنوؤن مین گر کر مر گئے -

ایک دن فوج انگریزی قلعہ جلال آباد سے نکل کر بجنور پہونچی جو قلعے سے ایک کوس ہے
فوج باغی جو وہان تھی پہلے مقابلہ کیا بعد اسکے بھاگی گوروں نے قصبہ مین جاکر مرغ انڈا بکری
بھیڑ اور سامان کھانے کا لیکر چلے آئے وہان کے رئیس عورات اطفال کو لیکر پیادہ
پا سا کھو کے جنگل سے ہوکر گرتے پڑتے امین آباد کی دوکانون مین آکر پڑے جنکو اہل
شہر سے کچھ تعارف تھا اونکے گھر جاکر مہمان ہوے -

ایک دن گورے قلعہ سے ۸ کوس بسوارے مین جاکر رسد غلہ وغیرہ قیمت دیکر لائے
وہان کے عامل اور زمیندار کو بھی پکڑ کر عالم باغ مین چیف کمشنر کے سامنے لے گئے مقید ہوے
دوسرے دن اقرار نامہ رسد رسانی دیکر نجات پائی -

بیچ چھپ کر جو قریب قریب باغ عالم باغ تھے رات کو رسد پہونچاتے تھے ۲ سیر روپیہ کا آنا بیچکر چلے آتے تھے اسیطرح اور غریاجان جوکم کرکے ماکولات وغیرہ کانپور سے لاکر بیچتے تھے بعض چھوٹے بیچ پرچہ اخبار بھی دیتے تھے اسی رسوخ سے اکثر انکا بھلا بھی ہوگیا سرکار سے کام بھی ملا۔

ایک دن کچھ مجروح گورے کرانچی چھکڑے پر سوار بنی کے ٹوٹے پل پر چڑھ باندھکر عالمباغ کا مور چلے گئے تیسر اتر چار سالہ جسکا پڑاؤ کربلا سے میر خدا بخش میں تھا ایک دن کسی سے سوار تیار ہوکر بنی سے گئے وہان کے تھانہ دار اور کئی برقنداز کو مارا گودام سرکا مین جو کھانے کی چیز مٹھائی وغیرہ ملا لوٹا تار برقیہ کو جابجا سے توڑا ایک صاحب کہی سوارون سے سڑک پر ملا سوار بھاگ گئے اوس صاحب کو مارکر اوسکا سر سرکار مین بڑی بہادری سے لیکر گئے۔ اوسکی کچھ کرتی افسرون نے لے لی اوسنے کہا میرے قتل کرنے سے کیا لندن خالی ہوجائیگا میرے پاس اشرفیان ہین لیلو تم نا کہا بعد تمہارے قتل کے سوا ہمارے کون لیگا تمہارے ہاتھ سے لینا کیا ضرور ہے۔

روز شنبہ ۱۹ - رجب مطابق ۶ مارچ فوج انگریزی دلکشا سے پل باندھکر اوسپار چھاونی کے اوتری جانب جنوب گورون نے مورچہ باندھا فوج باغی نے قریب کوٹھی جنرل مارٹن مورچہ قایم کیا توپ چلنے لگی اور ایک مورچہ بخت خان نے چکر والی کوٹھی کی طرف لگایا اور اپنے نصف کمپ سے اجریا مین مورچہ کیا یوسف خان ممو خان کے بھائی کو حکم ہوا تم اپنی فوج لیکر کمک کو جاؤ شرف الدولہ غلام رضا کو حکم رسد رسانی کا ہوا اوسیوقت خوانچے والے ماکولات تر و خشک لیکر جا پہونچے طرفین سے خوب لڑائی ہونے لگی۔ اس عرصہ مین فوج انگریزی جو سلطانپور سے آئی تھی وہ بھی شریک معرکہ ہوئی نواب شرف الدولہ ہاتھی پر سوار ہو مع فوج دھاوے کو چلے کوکرال پر مقابلہ ہوا ایک بم کا گولہ نواب کے ہاتھی سے ہو ایک رسالدار ہمراہ رکاب بیچ گرا مرگیا نواب یہ سانحہ دیکھ گھر کو پھرے فوج نے بھی اپنی راہ لی مگر ایک صاحب کا سر فوج کے ہاتھ آگیا اوسے بتفاخر بیب دروازہ الٹ کر کیا احمد اللہ شاہ فقیر جو چکر والی کوٹھی مین اترا تھا اوس نے بھی نکل کر مقابلہ کیا اپنا مورچہ ککرال پر قایم کیا فوج باغی سے

کہنے لگا نواب سب مارا ہوا ہے اسواسطے چلا گیا پھر ساری فوج کے پانون اوکھڑ گئے اب ہمین لازم ہے کہ آج اپنا مورچہ یہان رہنے دو کل ہم دھاوا کرینگے اور جب ہمارا ساتھ دینا منظور ہو اچھا اچھا گر انڈیل جوان الگ ہو جاوے چنانچہ ایسی دو پلٹن ہنگی جدا کین اونھین اپنی کوٹھی کے قریب رکھا اور سب سے قسم نہ بھاگنے کی لی۔

جب یہ خبر سرکار مین پہونچی اہلکارون مین مشورہ ہوا کہ یہ لڑائی فتح کریگا ملنگون کی شراکت سے بڑی قوت پکڑ جائیگا ریاست مین فساد ڈالیگا پس جتنی فوج اوسکے پاس ہے طلب کرنا چاہیے یہ بھی اقبال صاحبان عالیشان کا تھا کہ آپسمین ہر روز بلکہ ہر وقت ایسے فساد چلے جاتے تھے اگر ایک بناتا تھا دوسرا اپنی بدنفسی سے بگاڑ دیتا تھا غرض نصف شب کو چوبدار طلب فوج کو گیا کہا تم برجسقدر کے نوکر ہو یا شاہ جی کے فوج نے کہا کہ ہم برجسقدر کے نوکر ہین چوبدار نے کہا حکم سرکار زبانی ممو خان یہ ہے کہ اسیوقت ہمارے پاس چلے آو سب اوسکے ساتھ چلے آئے اونکا مورچہ گرد قیصر باغ کے ہوا۔

شاہ جی یہ حال دیکھکر مضطر ہوئے جتنے تلنگے اونکے ساتھ رہگئے تھے اونکا پہرہ گرد کوٹھی کردیا صبحکو فوج انگریزی نے دھاوا کیا کوٹھی پر بم کے گولے مارے شاہ جی مع اصحاب بھاگ کر شہر مین سرا معتمد الدولہ مین اترے کچھ زخمی بھی ساتھ تھے اوسے بمنزلہ قلعہ سمجھے گلیون مین چھپی توپ لگادی پہرے کھڑے کردیے۔

گورون نے دریا گومتی پر پل باندھکر ایک برن اوسپار اوتارا اجڑیاؤن کا مورچہ لیلیا دوسرے برن نے موضع بھٹولی علی گنج چاندگنج مین عمل کیا اوردوسیدن بادشاہ باغ واقع رمنہ سلطانی لیلیا پلٹن دہنے بائین مع بہادر علی مخدوم بخش کپتان جنکا پڑاؤ وہان تھا یہ سب اپنا اسباب چھوڑ کر بھاگے گورون نے وہ لوٹ کر توپین بم کی لگادین اوسیدن تقریباً آٹھ سو آدمی جان سے گئے زخمیون کا شمار نہین ممو خان اوسوقت بدحواس ہوئے تھوڑے دالنیشر لیکر دھس پڑا کھڑے ہوے دیکھا گورونکا اسباب چکروالی کوٹھی سے بادشاہ باغ کو چلا آتا ہے سوارون کو بلاکر پکارا جاتا حمید اللہ خان جو بریلی سے آیا تھا بڑا بہادر مشہور تھا اوسی حکم دیا کہ تم سوار اپنے ساتھ لیکر جاؤ پھر پکار کر کہا کون کون اونکے ساتھ جاتا ہے جو بہادر ہو جاوے

کسی نے کچھ جواب نہ دیا شیخ احسان اللہ بیگ شریک ہمراہی شیخ فضل علی ڈاکو نے کہا ہم اونکے ساتھ
جاوینگے مگر جداگانہ ممو خان نے کہا بسم اللہ انکے ساتھ اور سوار جاوینگے پھر ۱۲ رسالے کے سوار حیدر خان
کے ساتھ ہوے گھوڑون کی باگین لین کوئی نہ پہونچا سب گرد ہوکر رہگئے فقط اونسے جاکر گوردونین
پہونچکر تمنچے خالی کیے کئی آدمیون کو مار کر پھر آیا زخمی بھی نہوا فوج باغیہ مین واہ واہ کی دھوم
مچی اور جو کام اونسے کیا وہی شیخ احسان اللہ بیگ نے بھی کیا ممو خان نے دونونکو دو دو شالے رومال دیا
گوردون نے ۸ توپین بم و سیل کی بادشاہ باغ سے قیصر باغ اور حسن گنج کیطرف سے
لگاکر شام سے مارنا شروع کی جب قیصر باغ مین گولے برسنے لگے فوج پیادہ نے بھاگنا شروع کیا
پھر فوج انگریزی نے دھاوا کرکے اسطرف پل آہنی کے مورچہ لگایا بعد اسکے کربلا نصیر الدین
حیدر سے امام باغ تک اپنا عمل کرلیا۔ بہت سی رعایا اور سپاہ کی بیگناہ ماری گئی مگر توپین تراب علی
خان کے امام باغ مین لگی تھین اونکی فوج کا پڑاؤ بھی اسطرف تھا ٹھہرنے نہ دیا۔

سانحہ حیرت افزاے فوج باغی

۵ - رجب روز شنبہ ۱۲۷۴ھ مطابق ۲۰ فروری پلٹن گرائی کے تلنگے کی ہمیانی سے سو روپیہ
مین سے ۲۰ روپیے کم ہوے ایک لڑکے کو چوری کی علت سے پکڑکر ممو خان کے پاس روبکاری مین
لائے حکم ہوا اس لڑکے کے وارث سے جاکر یہ روپیہ لیلو اوسنے کہا میرا باپ مرزا بنیاد علی بیگ
محلہ اشرف آباد مین رہتا ہے میرے ساتھ چلو دلوا دون بیس تلنگے مسلح اوسکے ساتھ آئے میرن صاحب
کمیدان کے بیٹے سے گھر کا پتا پوچھا بنیاد علی بیگ کا کون سا گھر ہے پتا پایا جب باہر آئے ماجرا
بیان کیا انھون نے کہا حاشا مین اس سے واقف نہین گفتگو بڑھی آخر مرزا کو گرفتار کرکے لیچلے
مرزا علی حسن جوان رعنا بیٹا مجرد تھے اسکے شیر بچہ تلوار لیکر چلا جب تھانہ پل اشرف آباد پر پہونچا
جوشش جرات اجل گرفتگی اور محبت پدری سے پکارا مجھے میرے باپ کے بدلے لیچلو
سپاہی ڈرے ایسا نہو پیچھے سے شیر بچہ دانت مارے دفعتہ کئی تلنگے پھر پڑے باقی اونکو لیکر
آگے بڑھے اس جوانمرد نے شیر بچہ کو آگ دی نہ چلا گھبرا کر ناکے کیطرف چلا تلنگون نے تعاقب کر

وہین اوسکا کام تمام کیا بعد ایک ساعت کے چارپائی پر نعش گھر مین آئی حشر ماتم برپا ہوا اسے کس زبان سے بیان کیا جائے شام کو پہلوی مرزا عباس قلی بیگ مرحوم کے دفن ہوئے باپ بھی چھوٹے کر آئے تھے یک دفن ہوئے ایسے خون ناحق شہر مین بہت ہوئے انصاف کون کرتا جہان ایسے ظالم بیدین سفاک جمع ہوئے ہون شرفا و نجبای شہر نے اپنے گھر سے باہر نکلنا موقوف کردیا تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ

مہاراجہ بالکرشن دیوان کا مرنا راجہ بہاری لال کو خلعت ہونا

۱۰ شہر رجب سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۲۵ فروری مہاراجہ بالکرشن مرض اسہال سے مر گئے یہ اپنی وضع اور استقلال مزاج اور فہم سے اس زمانے مین بہت غنیمت تھے اور خیرات و مبرات ہنود و بیراگی فقیر دور دور سے آکر عشق باغ مین برسات تک انکے مہمان رہتے تھے پچاس ہزار سے زیادہ انکی مہمانی مین صرف ہوتا تھا بعد دسہرے کے سب چلے جاتے تھے اور اچھے سیاق پیشہ سقدی گری مین بہت ہوشیار تھے سارا ملک محروسہ نوک زبان یاد تھا اور ہر سلطنت مین ذریعہ انکا محتاج ارزے و دانقیت و قدامت رہا اور بعیش عمر بھی ایک منبط اوقات سے کیا اس انقلاب سلطنت کے ہوجانے سے زیادہ تر آلام روحانی اوٹھایا اور اپنی سرکار سے کھٹکا بھی باز پرس کا جاتا رہا اور اپنی آبرو کی حیت سے پانچسو روپیہ بھی نذر نذر کیا او سلطنت نصیبی مین اس عہدے کو باکراہ مجبوری قبول کیا اور گو بار زمینداران ممالک محروسہ انھین کی صلاح سے اپنے اپنے علاقے پر چلی گئی تمام کچھ رہ گئی تھی در پردہ سرکار انگریزی کیواسطے کی تھی اگر جیتے رہتے کیا عجب تھا اسکا ثمرہ بھی اوٹھاتے غرض جب سرکار مین خبر ہوئی پہرے بجلیہ حفاظت گھر پر آئے راجہ بہاری لال کو خدمت و اصلیاقی تھی سراسیمہ ہوکر نواب سے عرض حال کیا انھون نے بلحاظ قدامت و سررشتہ سوروثی و خیر خواہی و نمک حلالی بہت تاسف کرکے پہرے بڑھا دیے اگرچہ مہاراج جہان گذشتہ کے دشمن دانا مگر تصفیت تھی جب نو دولت اہلکار ذی لطف دنیا واخذ زر سمجھا یا دو خاص بردار چپراسی دیوان عدم بجلیہ حفاظت رہنے دیے جب رسومات مذہب سے فراغت ہوئی ۱۷ رجب پنجشنبہ کو راجہ بہاری لال کو خلعت دیوانی ۲۲ پارچہ ملا

اور خلعت و اصلباتی راجہ تیز کرشن مہاراج کے بیٹے کو دیا سوم خدمت جہ زمان معتمد الدولہ رای دولت کی ہید و پیشکش سرکار مقرر تھا وہ بھی پا مصروف کار و یا متصاہر ہوجان بھی بچی گر بھی لٹنے سے بچا بعد فتح و تسلط سرکار مہاراجہ اور راجہ تیز کرشن سی بگڑی دونون علیحدہ ہوگئی جب حکام سی مہاراجہ بہاری لال کو صفائی زبان باضبہ حاصل ہوتی سرکار سی ۱۱ ہزار روپے خرچ کو ملے ایندہ کو امیدوار پروش کیا عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی تجویز ہوا انہون نے قبول نہ کیا مگر حکام کو بدل او نیز رعایت منظور ہوئی اور ادر روپے انصاف محرک حق دیوانی زبان گذشتہ راجہ تیز کرشن سے ہوی پہلے چاہا کہ آپس مین تصفیہ ہوجاوے نہوا آخر نوبت بعدالت پہونچی بعد خرچ اخراجات وحقوق وکلای عدالت دو سو ما مواری تصفیہ ہوا ڈگری الی مادت حین حیات راجہ تیز کرشن پاکین خیر نونکا اوسکے بعد تیز کرشن کا احوال بسبب آوارگی فراج اور خرچ لغویات نوبت بہ گدائی پہونچی مضطر ہوکر جو نکہ بھی ہوا تھا مکان خاص بازار کا نشان نرہا بھوانی گنج اور گا ؤ خانے مین مکان وسیع ہوا یا تھا بک گیا ۱۰ الاکھ روپے کے توشہ سرکاری مہراج جیان گذشتہ کے پاس تھی سوای مالیت خانہ وغیرہ اوسکا بھی نشان نرہا کہان گئی اور کیونکر خرچ ہوا اب شاید راجہ گنج سنگھ کچھ کفالت قوت لایموت کرتی ہین انکی گھر کی دولت کا سبکو تعجب ہے کسی کی فہم مین نہین آتا ۔

فوج انگریزی کا دریا کے پار جانا اور ہنگامہ قتل ہر طرف ہونا

۲۰ رجب کو گورے ہاتھیون پہ سوار مع توپ اور گارد سوارون سے دریا کے پار اوترے سپاہ باغی ہر طرف سے دوڑی اور ہر جگہ پہ رک کر بھاگی ۔ رعایا بھاگ کر شہر مین اسیار آئی ۔

تفصیل فوج انگریزی ہمراہی کمانڈر انچیف

۵ فصلٹین ۱۳ لائٹ انفنٹری - ۱۹ - ۲۰ - ۲۳ - فصلٹین - ۳۵ - ۳۷ - ۸ - ۴۲ - ہائی لنڈرس یعنی کوہی ملک اسکاٹلنڈ کے رہنے والے یعنی گھنگرے والی - ۵۳ - ۶۰ - رائفل

۶۰-۴۴-۶۴-۸-۷۰ ہائی لنڈرس-۲-۸-۹۳-ہائی لنڈرس ۹۷ رائل ہارنس ملٹری ٹرین ۲۶ ہزار نیپالی ہمراہی جنگ بہادر میگزین وغلہ لشکریان-۲۰ ہزار اونٹ ۵۰۰ ہاتھی ۸ ہزار کرانچی چھکڑا ۸ ہزار کہار ڈولی وغیرہ یہ سب فوج قاہرہ جابجا ملک مین متفرق ہو گئی تھی اور پنجابی پلٹن اور رسالون کا حساب نہین معلوم اور جب سے داخل ملک اودھ ہوئے اور جتنے ہر جگہ راہ مین مورچون پر یا میدان مین مارے گئے یا زخمی ہوے اونکا حساب نہین - ۲۲ رجب روز شنبہ کوکب مریخ جلاد فلک قتال عالم برج عقرب مین طالع تھا بحساب نجوم قبل از طلوع آفتاب ساعت مریخ مین ہنگامہ کارزار طرفین سے جوش وخروش مین آیا پہلے گورون نے چاہا کہ بادشاہی رمنہ سے نکل کر مثل سابق دردولت پر چلے آوین لوہے کے پل سے مگر جب حیدرآباد ماہ نگر مین پہونچے آگ لگانا شروع کیا سپاہ باغی جو پکے پل اور لوہے کے پل پر تھی رعایا اوس پار کی شہر مین جانے کی مانع ہوتی کہ باعث ہراس رعایا شہر کا ہوگا بادشاہ باغ سے جب گورے نکلے راہ منوا کے لوگ سد راہ ہوے طرفین سے مارے گئے تین توپین گورے بادشاہ باغ مین نہ لیجا سکے آخر ۲ گورے مردانگی سے باہر نکلے دو تلنگون کی گولی سے گر پڑے باقی چار دونون نعش کو توپ پر باندھ مثل برق جہندہ باغ مین کھینچ لے گئے اسطرف دریا کی جتنی توپین مورچون پر تھین چلنے لگین سپاہ بھگی اور افسران فوج کا دردولت پر ہجوم ہوا چودہری حشمت علی بحکم سرکار ۵ یا ۶ ہزار گوہار سے سمت منڈیا نون گئے تھے راہ مین لڑائی ہوئی گورے پسپا ہوے کچھ میگزین ہاتھ لگا پھر سب بھاگے بہت سے سوار دریا مین ڈوبے پیدل استقدر کشتیون پر سوار ہوے کہ سب کو لیے ڈوبے -

ککرال کے میدان مین پانسو سوار مسلح صف بستہ کھڑی ہوئے تھے دفعۃً - انگریز نے اون پر گھوڑے اوٹھائے چنانچہ نامرد بصورت سپاہی نیکر دھڑکی کی ٹٹی کھڑے ہوئے تھے سب لوگ دم بھاگے کئی تلنگے مین ویسا ہر نکل آئے اونمین سے تین گولی سے گر پڑے اونکے سر کاٹ لائے -

اسیطرح ایک صاحب نے جنرل مارٹن کی کوٹھی کے مورچے پر دلکشا سے گھوڑا دوڑایا ایک توپ پر پہونچا ہاتھ مین چابک تھا کوئی توپ پر بارکے گولہ انداز بھاگ گئے ایک بڈھا کھڑا رہ گیا صاحب نے کہا صدآفرین تو بڑا بہادر ہے اب یہ توپ ہماری ہے اتفاقاً ایک تلنگے نے کمین سے گولی

گولی ماری کر پڑا اسکا سر کاٹ لیا شام کو طرفین سے لڑائی مورچون کی بند ہوئی -

۲۴ - رجب پنجشنبہ پہر رات رہے سے طرفین سے پھر لڑائی ہونے لگی پل پر مورچہ جعفری پلٹن نجیب کا تھا خوب لڑا گورون کو پل سے ادھر آنے نہ دیا اوسوقت فوج انگریزی موسی باغ کو چلی کھیلے گانون سے پار اتری ایک پانی کے تھالے کو گہرا سمجھکر پھرے ایک تعلقدار کی گوہا نالے مین تھی وہان سے نکلکر ایک باڑھ ماری دوسری طرف چودھری کی گہار رنے گورے پسپا ہوکر پیچھے پل پر آئے سپاہی سب بھاگے ایک تلنگہ توپ پر رہگیا اپنے ساتھیون کو پکارا اے نمک حرامون کہان بھاگ کر جاؤگے یہ کہکر اوسنے آپ توپ کو مہتاب دی اتفاقاً وہ گولہ انگریزی پیٹی پر گرا آگ لگ گئی اس عرصے مین تلنگے جو بھاگے تھے ہمت کر پھر آئے گورے پیچھے ہٹکر بانسمنڈی کے گھرون مین گھسے لوٹا جو سامنے آیا پرغضب ہوکر گولی ماری غریب اپنے گھرون سے کچہار دریا مین چھپکر بیٹھے تھے اونھین پکڑکر اپنے پیشرو کیا جب توپ چلی پہلے نشانے مین اوڑے بعد اسکے گورے شاہ جی کے باغ کربلاے مریم مکانی جیا لال کے باغ مین چلے گئے بعض مرد سپاہی اپنی جہالت سپاہگری سے نکلکر لڑے مارے گئے گھر لٹ گیا کنار دریا دھوبی کپڑے دھو رہے تھی جب گورے گاؤگھاٹ سے پھرے ۷ کو گولیون سے مارا اونکے بیل جو قریب تھی اونکا شکار کرکے لے گئے ۲۵ - رجب روز جمعہ قبل طلوع آفتاب پھر لڑائی شروع ہوئی وقت عصر ایک صاحب یکہ سوار اوسپار دریا کے زیر درخت کے دوربین سے دو تنخواہ قدم کے سیش محل کو دیکھ رہا تھا اسطرف ٹہر رہا تماشبین شہر جمع تھا کنار دریا ایک رسالہ نیا نکھرا تھا اونمین سے ایک شہسوار نے پرے سے نکل سوارون سے کہا تم مین کون ایسا ہے جو اوسپار جاکر اس صاحب کا سر لاوے سب چپ ہورہے اوسنے پکار کر کلمہ شہادت پڑھ زیر بند گھوڑیکا کاٹ دریا سے مثل عقاب صاحب کے سر پر پہونچا پہلے گولی گھوڑیکو ماری صاحب نے دونالی بندوق سر کی سوار نے گھوڑیکا وہ پر لگایا جب دونون نال خالی ہوچکے اوسنے نیمچہ مارا صاحب گر پڑے اس عرصے مین کئی سوار انگریزی صاحب کی کمک کو پہونچے پھر اوسنے طمع خشا کے سر لی اپنے سر کی بچاو سے نیکی اوسطرح اوس پار چلا آیا واہ واہ کی بڑی دھوم مچی اون سوارون نے بھی پکار کر اسکی بہادری کی تعریف کی اور کہا اگر ایسی بہادری ہمارے لشکر مین کرتا افسر کلان ہوجاتا -

قیصر باغ مین فوج کا داخل ہونا جناب عالیہ کا نکلنا

۲۶- رجب روز شنبہ پھر طرفین سے لڑائی شروع ہوئی دوپہر کو گورونے ناکہ چار باغ سے چاہا کہ امین آباد سے چلے آئین ہر طرف سے فوج جمع ہوگئی نہ آنے پائے

۲۷- رجب روز یکشنبہ دوپہر کو گورے پہلے امامیارہ جنت مکان مین آئے کچھ باغی مقام امن سمجھکر وہان چھپے ہوئے تھے بعض مکان کی چھت کو بارود سے اوڑا دیا اوسکے گرنے سے کئی آدمی دبکر مر گئے پھر وہان سے بشیر الدولہ کے امام باڑہ اور اصطبل سے ہوکر سیدھے قیصر باغ کے دروازے پر آئے اس پھاٹک کے سامنے برُا ادھس دیکر خندق کھودی تھی برج بناکر اوسمین توپین لگائی تھین پہلے گولہ انداز بھاگے توپین بھری تھین کانٹے اوبغین داغ کر ادھیاتے ممو خان نے جب یہ خبر سنی مستعد برگ ہوکر اپنے چار ہزار جان نثارون سے اوٹھ کھڑے ہوے لیکن معشوق محل کے مکان سے کسی نے آگے قدم نہ بڑھایا آخر مایوس ہوکر پھر آئے۔

وقت صبح شرف الدولہ حاضر حضور جناب عالیہ ہوے سبکی صلاح یہ ہوئی کہ اب جناب عالیہ کا یہان سے نکلنا مناسب ہے نواب تامجان پر سوار ہوکے سیدھے اپنے گھر پہونچے قیصر باغ مین سب نے پچھم کے پھاٹک پر باغ کے جو نواب روشن الدولہ کی کوٹھی کیطرف ہے ہجوم کیا پھاٹک مقفل تھا تلنگون نے گولیان مارکر اوسے کھولا مثل کبوتر دفعتہً سب کے سب پھڑ پھڑا کر باہر نکلے ہر طرف اوڑ گئے میر واجد علی کو داخلہ فوج انگریزی کا معلوم ہوچکا تھا صبحکو جناب عالیہ سے کہنا یہ وانشارہ بہت سا سمجھایا اوسکا جواب بڑے استقلال سے دیا ممو خان کو اپنی خوبی فہم سے نشہ اوسیطرح کا تھا یہ کہکر سوار ہو اپنے گھر چپکے چلے آئے۔

جنرل اوٹرم صاحب مع صاحبان کوٹھی جنرل مارٹن مین جلسہ کمیٹی مین تھے کہ دفعتہ خبر ہونچی کہ میجر صاحب دو کمپنی گورون کی لیکر دلکشا سے پہلے دیوار رمنہ توڑکر حیات بخش کی کوٹھی مین آئی وہان سے میر فدا حسین کپتان کے مکان مین ہو قیصر باغ تک جا پہونچے اور اونکے آگے سے کچی دیوارین مکانون کی بناتی ہر سٹرس گراتے چلے جاتے تھے جب گورے باغ کے پھاٹک پر پہونچے کلہاڑون سے پھاٹک توڑ داخل باغ ہوے ہر روش پر پھیلے چاندی کی

بارہ دری کے صحن مین نشان فتح گاڑ دیا افسر بارہ دری مین کرسی پر بیٹھے بڑی دھوم مچائی فوج سکھہ وغیرہ رسنا اور مقبرۂ جنت آرامگاہ سے داخل ہوئی ہر طرف غل اور شور در غارت ہونا شروع ہوا اس لوٹ مین ہزارہا ملازم نمک حرام ہوکر لگگئے صاحبات محل مین قیامت برپا ہوئی لیکن یہ بات خداداد ہے کہ اگر گورہ اسیوقت سیدھے مکان فرحت افزا مین قریب چوکلکھی چلے آتے کیا عجیب ہے اسیوقت جناب عالیہ برجیس قدر مع صاحبات محل سب کو گرفتار کر لیتے قصہ مختصر تھا مگر اتفاقاً خان علی خان اسیوقت کئی ہزار سپاہ سے داخل باغ ہوگئے ناکہ یو دعلی شاہ پر کسی کے بہکانے سے تھوڑی دیر رک رہے تھے بہرحال گوروں سے باغ مین خوب گھمسان ہوا چمن پر نہر خون جاری تھی ہر طرف لاشن کا انبار تھا گورے سمٹ کر سنگین بارہ دری مین ہو رہے تھے پیچھے سے جنگ بہادر کی فوج نے آکر باڑھ ماری سیکڑون گر پڑے آخر سب بھاگے خان بھی زخمی ہوئے ۔

جناب عالیہ سراسیمہ پریشان حال پیادہ پا مع صاحبات محل اور شاگرد پیشہ غول عورات ملازمین باغ کے کوٹھوںپر سے گھسیاری منڈی کے پھاٹک سے باہر نکلین حلقہ عورات صف بستہ انکے پیچھے برجیسقدر ایک سید کی گود مین کندھے سے چمٹے ہوئے اور تعالیجہ اور جانفی رفع احتمال کو ڈالے ہوئے جنے راہ مین قافلۂ ناموس شاہی کو دیکھا بے اختیار پیٹنے اور رونے لگا یہ انقلاب زمانہ تھا بہرحال گلیون مین گرتی پڑتی ٹھوکرین کھاتی ہر قدم پر اوجھتی ہوئی ٹپلہ شاہ پیر جلیل سے گذر کے پل مولوی گنج پر پہونچین جواہر علی خان نے اپنی پینس کہار آگے سے وہان بھیجدیے تھے قریب زوال شمسی جناب عالیہ مع برجیسقدر اوسی پینس مین سوار ہوئین باقی اور صاحبات محل وہان سے متفرق ہوگئے اس عرصہ مین کچھہ سوار تلنگے شاگرد پیشہ تلاشی سواری ہر طرف سے جمع ہوکر ساتھہ ہوئے بیچلی گنج نخاس چوک ۔ ہوکر بغل دروازے مین غلام رضا خان کے گھر مین اوترین یہ مرد عاقبت بین تھا کچھہ انجام کار سمجھکر عرض کیا یہان سے گوری بہت قریب ہین خدانخواستہ کوئی صورت تفرقہ پیش آنے باعث روسیاہی غلام ہو پھر وہان سے نواب شرف الدولہ کے گھر گئین وہان بھی یہی تردد پیدا ہوا کہ شاید نواب اپنا رسوخ سمجھکر صاحبان عالیشان کو بلوا کر گرفتار کروا دین حالانکہ یہ سب کا خیال غلط تھا

مگر اضطرار نواب سے ایسی نمک حرامی کبھی نہوتی چنانچہ انھون نے تین مرتبہ اپنی حکومت کے استعفا مین عرضی اپنے حال کی لکھی اور بھاڑ والی جناب عالیہ وہان سے محلسرائے حسین آباد مین گئیں وہان سے پھر غلام رضا کے مکان مین مگر رات کو ساہ جی کے مکان مگر رات کو ساہ جی کی مکان قدیم مین رہتی تھین شام تک جتنا عملہ شاگرد پیشہ تھا سب جمع ہو گیا ممو خان محلسرائے حسین آباد مین رہے اور یہان چوک تک پہرے حفاظت کے کھڑے ہوے تھے۔

پیام جنرل اوٹرم صاحب جناب عالیہ کو

زبانی اہلکاران دربار جیسی یہ ہے کہ پہلے قیصر باغ مین جنرل اوٹرم صاحب نے پیام بمعرفت مرزا علی رضا کوتوال بواسطۂ شرف الدولہ جناب عالیہ کو بھیجا کہ ممالک محروسہ سرکار سے بموافق عہد دولت نواب شجاع الدولہ ملیگا بشرطیکہ لڑائی موقوف کرو ہم ان باغیون کے نکالنے کی تدبیر کرینگے اور مسافران لندن و کلکتہ کو بھی بلوا دینگے یہان خود غلط ایسی بات کب سنتے تھے بعض اسے فریب و خدع سمجھے بعض نے جانا کہ اب یہ مغلوب ہو چکے ہین جب ایسی باتین کرتے ہین خدا نے چاہا تو ہم اونھین نکالے دیتے ہین اسکا جواب معقول نہ گیا اسی کشمکش و پیچ مین رہے یہ وہی صورت ہوتی ہوتی جسطرح قبل از معرکہ بکسر صاحبان عالیشان نواب شجاع الدولہ سے کہتے تھے کہ آپ سیدھے صوبۂ عظیم آباد لیجیے مگر قاسم علیخان کے شریک نہوجیے وہان مشیرکار معتمدین خاص نواب مرزا علیخان نواب سالار جنگ نواب مدار الدولہ تھے وہ سنتے تھے اسے بھی عجز سمجھے تھے بعد اسکے دوسرا محبت نامہ غلام رضا کے مکان مین اس مضمون سے آیا کہ خیر اب ہم زمان واجد علیشاہ بدستور سابق تمھین تمھارا ملک دینگے نہ لڑو جہان ہو اوسی مکان مین رہو جب ہم فوج باغی کو بھگائین تم نہ بھاگنا اوسی مکان مین رہجانا تیسرا پیام آخری اوسوقت آیا جب جناب عالیہ مہمانخانہ نواب تھین کہ اب سرکار سے تمھین صرف ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار ملیگا اور پھر اسی جو حکمنامہ لایا تھا اوس نے زبانی کلمات تشفی حسب الحکم صاحب کہے اور کئی تدابیر بھی لکھکر آئے تھے کہ اوپر اپنی مہر کرکے بھیجدو اوسوقت ممو خان اور ارکان دولت نے سمجھکر اسکا جواب دیا کہ یہ وقت مقابلہ و مقاتلہ ہے ہمیشہ سے خدع و فریب طرفین سے جائز ہے بعد اس عہد

عہد و میثاق کئے ہیں بے فوج سمجھکر مثل سنا جان گرفتار کرکے لیجائیں اگر صاحبان عالیشان کو
یہی منظور ہے تو حسب سررشتہ انپاس اقرار کو تحریر فرمائیں انجیل خدا پہ مہر کردیں اور بادشاہوں
کی اوسپر گواہی بھی مثل بادشاہ مصر وغیرہ جو ہمارے واسطے سند کامل ہو اسکا جواب مرزا علی رضا نے
دیا سبحان اللہ کل دھاوا ہوگا یہ امر تا تریاق از عراق آج آپ چاہتے ہین فیصل ہوجاوے مصر اور
ولایت کے بادشاہ کیا آپ سے قریب ہین گویا نواح لکھنؤ ہین ہین ممو خان نے کہا اگر گواہ
لعبد المشرقین پر ہین خبگ بہادر تو ہمرنگ حال ہے وہ اپنی گواہی اور ذمہ اسکی تو قسم کردے
کیا مضایقہ یہ سند بھی ہمارے واسطے کافی ہوگی بعد اسکے سوال و جواب طرفین سے قطعی موقوف ہوا
مرزا علی رضا بھی مایوس ہوکر اپنے گھر چلے آئے سمجھے کہ ظاہر اب ہم سبکی اجل دامنگیر ہے دیکھیے
اس آفت سے خدا کیونکر بچاتا ہے ـ

اوسکی صبحکو شہر مین منادی ہوئی کہ رعایا بدحواس و پریشان تھے سب گورے مارے گئے
تھوڑے قیصر باغ مین ہین وہ بھی تمام ہوے جاتے ہین مگر اس منادی پر کسیکے کان
پر جون بھی نہ رینگی ـ

شب سہ شنبہ حسین آباد مین مفتاح الدولہ اور حکیم حسن رضا نے اپنے ایک دوست
کو بلا کر مہر طغرا خبگ بہادر کی دکھائی اور کہا ممو خان نے کئی افسر معتمد اسکی تصدیق کو بھیجے
ہین خدا چاہے تو یہ صورت نجات اچھی نکلی ہے مگر پھر حوادث روز سہ شنبہ تک دریافت کیا فی الاصل
محض بلکہ سراسر جعل و فریب تھا ـ

غرض صبحکو فوج باغی نے ہر طرف سے جمع ہوکر گگا و گھاٹ سے دھاوا کیا اور پلٹنین
کہتے چلے کہ ہم آج گورون کو مارے لیتے ہین قیصر باغ بھی خالی کروائے لیتے ہین ورنہ کسیکو
منھہ نہ دکھائینگے جب یہ خبر جناب عالیہ نے سنی کہ فوج نے دھاوا کرکے بادشاہ باغ لیلیا چار نمبر
بھی چھین لین اب کوئی دم مین قیصر باغ بھی خالی ہوا جاتا ہے اسپر بڑی خوشی ہوئی پھر خلاف
اسکے خبر آئی کہ گورون نے دھاوا کیا ساری فوج ہر طرف بھاگی مورچے سب چھوٹ گئے بڑا
امام باڑہ بھی لیلیا جامع مسجد کے گلدستے اور امام باڑے کے کوٹھے سے گورے قصابوں کے
پل تک گولیاں لگاتے تھے اب قریب ہے کہ داخل حسین آباد ہوجائین ـ

احمد اللہ شاہ نے تلنگے سوار جمع کرکے فیروز شاہ سے کہا تم بیلی پل سے دھاوا کرو میں عیش باغ سے کرونگا وہان بھی جنگ بہادری پلٹن سے خوب تلوار چلی جب اونکی اور کمک آئی شاہ جی بھاگ کر نخاس میں آئی گورے چوک مچھلی والی بارہ دری۔ اکبری دروازہ تک پھیل گئے پھر شام سے رات بھر گولون کا مینھہ برستا رہا مگر بقدرت خدا شہر میں دو تین آدمی ضائع ہوئے۔ آگ بھی کسیکے گھر میں نہ لگی اور اگر کہین لگی بھی جلد بجھ گئی خلاصہ رعایاے شہر بیگناہ پر ہر طرح آفت ہے باوجودیکہ انمین سے کسی نے مقابلہ نہ کیا نسبت دلی کے کہ وہان سب رعایا نے جہاد ایمانی پر کمر باندھی تھی آخر سب کے سب بحال تباہ بے حواس و مضطر ہوکر بے اسباب مال و زر مثل مور و ملخ جانب مغرب تا کنارہ شہر کاکوری کا نگر آباد۔ گسمنڈی کی راہ لی وہ دن وہ رات کچھ قیامت سے کم نہ تھی۔ شاہ جی گھبرا کر ہرنا کے سے فوج کو لاتے تھے کسیکے پانون نہ ٹھہرتے تھے اور گورے کے نام سے بھاگتے تھے حالانکہ سب صاحب ہتیار اور کارزار ہندوستان دیکھے ہوے تھے اسکے سوا گلیون میں گورے شہر کے معلوم نہین کہان چھپ رہے تھے کوئی پرندہ آسمان پر نظر نہ آتا تھا ہر کوچے سے وحشت برستی تھی اور خون ناحق کی بو آتی تھی اور عورات پردہ نشین کو پردہ کیا کب ہوش رہا تھا داہنا مسلح آگے عورات چادر اوڑھے پیچھے چلی جاتی تھین۔

جناب عالیہ کا شہر سے نکلنا

روز سہ شنبہ ۲۹۔ رجب ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۶۔ مارچ ۱۸۵۷ء قریب شام جناب عالیہ مع برجیس قدر بحالت یاس کلی مین نینس مین سوار ہوئین چار توڑے اشرفی کچھ جواہر بیش بہا زبانی زبانی مفتاح الدولہ اور کئی دن پیشتر نکلنے قیصر باغ سے ممو خان کے کہنے سے زنانہ کروا کے اپنے جواہر خانے مین آکر کنجیان مفتاح الدولہ سے لیکر جتنے صندوقچے باقیماندہ تھے سب لیگئی تھین اونمین کچھ ملا یا نہین معلوم نہین کیا ہوا اور ممو خان نے کسے دیا جسکی قسمت کا تھا لیگیا۔ اور آج تک کسی کے پاس اوسکا نشان بھی نہ رہا اگر کسی کے پاس ہوتا غالب ہی کہ ہر طرح سے کھلجاتا یا گونید سے کب اس سے غافل رہتے۔ غرض تا کہ عالم باغ سے سواری نکلی حلقہ عورات گرد و پیش تھا ممو خان گھوڑے پر میر مہدی مع اپنی عیال۔ محمد حسین حکیم حسن رضا صاحب عدالت یہ سب پیادہ پا کچھ سوار تلنگے

بھی ساتھ تھے جنکو پھر اون پہونچین اپ اسوقت بھی اگرچہ سوار انگریزی پہونچتے تو بے تکلف گرفتار کر لیتے اسکا سبب نہین معلوم حکام نے کیون اسکا خیال نہ کیا اور ایسی خبر عظیم سے کسوجہ سے غفلت کی راجہ مردن سنگھ زمیندار نے بہت تمردی سے ایک چوپال رہنے کو دیا اور خود حاضر ہوا جناب عالیہ بہت بھوکی تھین کھلانے کو کہلا بھیجا جب پک چکے کا بھیجدیا جائیگا اور پھر گستاخانہ کہلا بھیجا ہم تمکو کیونکر جگہ دین اور شریک ہون تم ہرجگہ مثل مینڈک اچھلتی پھرو گے اور پیچھے انگریزی مثل سیاہ لہراتے پھرینگے خلاصہ یہ کہ باری ہوکر خیرآباد پہونچین ہر پرشاد ناظم قسمت اول خیرآباد مولوی عماد اللہ عرف مولوی محمد ناظم بسواں باڑی جو سندیلہ مین لڑتا رہا اور باڑی ہی مین وہ مارا گیا یہ مجرد سنتے خبر آمد جناب عالیہ تین کوس سے استقبال کیا بڑی دھوم نقارہ و نشان جلوس سواری سے مرزا بندہ علی بیگ کے امام باڑے مین اوتارا راہ مین فقرا کو دو ہزار خیرات کیے جب داخل شہر ہوئین توپین سلامی کی چلین۔

وہان صلاح یہ ٹھہری کہ بریلی کو چلین اکثرون کا رجحان یہ ہوا کہ ابھی اپنے ممالک محروسہ مین توقف مناسب ہے کسواسطے کہ ساتے کہ نکوست از بہار رفتن پیداست جب انگریزی گاہ زنگی اور کہین بنیاد نہ ملیگی ملک غیر مین مجبوری سے چلے جائینگے بعد اسکے محمود آباد راجہ نواب علیخان کے گھر مین مہمان ہوئین پھر بھوبی راجہ سنوا کی گڑھی مین رہین وہان وکیل راجہ ہردت سنگھ سنواتی حاضر ہوا عرض کی ہم آپکے بہر حال شریک و فرمانبرداری مین رہین احتمال راجہ سنوا کا انگریزون سے سازکا ہے پھر وہان سے وکیل کے ساتھ داخل بونڈی ہوئین اور متوجہ انتظام ممالک محروسہ اور حکمرانی چند روز مین جتنے لکھنو سے بھاگے تھے اندرونی و بیرونی مع سپاہ جنگی سب جمع ہوگئے اور ملازمین قدیم وجدید مع بیگمات محلات اور امرا اور رعایا وغیرہ آپہونچے اور جتنے اہل حرفہ تھے اور اہل بازار مع اجناس از خود جمع ہو مثل لکھنو چوک آباد ہوگیا اسکے سوا زمیندار اور تعلقدارون سے طلب زر تحصیل بھیجنا شروع کیا ایسی صورت بے منت کسی تسلط سلطنت مین نہوتی تھی اس زر تحصیل کی عدم رسی پر کیا کیا لڑائی اکثر ضلع مین رہا کرتی تھی اس امر مین سب کو استعجاب تھا کہ ایسے وقت اضطرار و مایوسی و قطع امید مین اسطرح آمدنی ملک کا بے منت پہونچنا غرض اس مدت قیام مین جتنا سامان امارت شاہی تھا

اور اسباب لوازمہ ریاست سب طرح کا موجود ہوگیا تھا بلکہ اکثرون کے پاس جو اسباب سلطانی کسی طریق سے ہاتھ آگیا تھا اونہون نے بے طلب سرکار مین دیدیا اور نظاہر ہر شخص اپنے واسطے اس مرگ انبوہ کو بصورت عاقیت مستعار سمجھا تھا اور پچھلی مصیبتین جو لکھنؤ یا میان راہ ہر طرح سے پائی تھین دل سے بھلادی تھین اور بازار شل چوک لکھنؤ ہوگیا۔

حکام عالیشان بندوبست و انتظام شہر اور لوگون کی روبکاری و داد دیگر قصاص مین مصروف تھے اور معرکہ سندیلہ اور نواب گنج بریلی تھا بچا ہنوز روبیش تھا اور ایام برسات سے ندی نالے بالغ راہ تھے اور خاطر جمع تھی کہ ان سب کی منتہا ہی گریزگاہ کوہ شمالی ہے وہان کا حاکم جنگ بہادر بھی موافق ہے یہان ان سب کو تنہا اندیشون کا اوسیطرح کا نشہ پر غرور وہ پڑ غلط ہوگیا تھا کبھی اصلاح حال آشتی صاحبان عالیشان کا خیال بھی نہ آیا فوج جنگی اور آپس کا نفاق خود بدائی خود پسندی بھی پر مشتمل

انتظام ممالک محروسہ و محاربات اکثر مقام

راجہ بینی مادھو بخش نظامت بیسواڑہ سے بین مستعدی سرگرم قتال و جدال رہے سلون مین شیخ فضل عظیم خان بدستور بحال رہے میر مہدی حسن خان نظامت سلطان پور مین مقرب الدولہ منتظم الملک میر محمد حسن خان بہادر شمشیر جنگ نظامت گورکھپور مین اور انتظام الدولہ ممتاز الملک خان علی خان بہادر ذوالفقار جنگ جلدوی معرکہ قیصر باغ مین اعلا قسمت اول خیر آباد محمدی سانڈی پالی شاہ آباد مین مولوی محمد سندیلہ خاص مین اس شرط پر گئے تھے کہ یا فتح کرونگا یا مارا جاؤنگا چنانچہ اس معرکے سے منہ نہ پھیرا پانچ ہزار مرنے والے سرفروش ساتھ تھے وہ مردانگی دیکر خوب لڑ بھڑ کر نام کر گئے گونیا صاحب اسی معرکے مین زخمی ہوے اور جبتک معرکہ سندیلہ رہا شہر سے تا کہ حیدر گنج جدید پر توپ خانہ اور فوج سرکار ہوشیار و تیار رہی۔

یوسف خان بھائی ممو خان کے سپہ سالار فوج ہو کر گئے کئی راجہ اونکے ساتھ تھے نواب گنج مین فوج انگریزی سے مقابلہ ہوا راجہ بلبھدر سنگھ چہلاری بعد قتل و جمع کثیر کے نام و نمود سے اسی لڑائی مین مارا گیا جب اس راجہ کے گھر مین بیٹا پیدا ہوا تھا خوشی کی توپین چلین نوبت

تھے یعنی شمار مین نہ ادھر نہ اودھر تھے اور نہ سرکار کو اونکا کچھ خیال تھا بر در حاضر ہونے لگے۔
نواب نورالدولہ عرف نادر مرزا صاحب وثیقہ بہو بیگم صاحبہ عکسنا سرکار پر بھی حاضر نہوے معلوم
نہین کس خواب وخیال مین تھے بعد ازخرابی لبرہ آنے طالب وثیقہ ہوے وکیل ہائیکورٹ
مین لیا آخرنوبت بولایت پہونچی سبھون نے بامید اجرا ایبلغ خطیر سنواتی بہت سے ہاتھہ پانون
مارے خاک اوڑاتی کچھ نہوا آخر انتقال کیا اسکے وثیقہ کو عدم اجرا مین کچھ حیرت ہے نسبت عدالت سرکار
رئیسان بیرونی جو اپنا بچاؤ سمجھکر رفاقت وہمراہی جنابعالیہ مین ہوگئی تھی مرزا کوچک سلطان بہائی
بہادرشاہ دلی نانا راؤ۔ بالا راؤ پیشوا نواب محمود خان نجیب آبادی۔ احمد اللہ خان شفیع
خان نجیب آبادی۔ منظر علیخان رئیس کاہونہ۔ ولی داد خان رئیس بالا گڈھ سمدھی
بہادرشاہ۔ غلام قادر خان رئیس شاہجہان پور۔ غایت احمد خان رئیس پیلی بہیت وغیرہ

پہونچنا کمانڈر انچیف کا بھاگنا جناب عالیہ کا کوٹ مین

غرض جب کمانڈر انچیف جنرل کلائیڈ بہادر فوج قاہرہ لیکر بہرائچ سے لڑتے بھڑتے تو
بونڈی پہونچے فوج جنگی مع زمیندار تعاقدار دو ساعت تک خوب لڑی جب فوج انگریزی
نے دھاوا کیا نہ ٹھہر سکی حدود نیپال جنگل مین ہر طرف متفرق ہوگئی ہر طرف جنگ بہادر نے اپنی حدود پر
اور جابجا گھاٹیون پر پہرے بٹھا دیے تھے مگر اس قافلہ مور و ملخ کو نہ روک سکے طرح دی گئی اوسوقت
جنابعالیہ تھاک کے تلسی پور کی گڑھی اجوا مین دو تین دن تک رہین وہان سے سناری پہاڑ سی ہوکر دونگو
مین پہونچین جو کوہ بٹول پر ہے جہان نواب آصف الدولہ کی اب تک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔
جب جنابعالیہ سناری سے آگے چلین جنگ بہادر کا خط کپتان نرنجن مانجھی کی معرفت اس مضمون کا آیا
کہ آپ انگریزون سے صلح کیجیے یا یہان کا رہنا اختیار کیجیے سے توقع اپنے سے شریک حال ہونے کی یا
کسیطرح کی اعانت و امداد کی نرکھیے گا کسواسطے کہ ہم انگریزون سے کسیطرح کا مقابلہ نہین کر سکتے
یا کسی اور طرف چلی جائیے آپکو اختیار ہے ممو خان نے اسکا جواب دیا کہ نہ ہمیں صلح منظور ہے
اور نہ تمھارے ملک مین قیام منظور ہے اور نہ کسی طرف جائین گے یہین ہم انگریزون سے

رہینگے اور نہ کچھ تمہارے بھروسے پر اونسے بگاڑا ہے یہ بات کپتان کو بہت ناگوار گذری کہا ہم اسیطرح اپنی سرکار مین کہلا بھیجتے ہین بعد اسکے جواب یہ آیا کہ اودھر سے انگریز ادھر سے ہم تمہین مارینگے تم ہمارے ملک سے نکلجاؤ اور رسد کی بھی ممانعت کردی بعد اسکے جب ترت آشتی ہوئی اجازت رسد رسانی مگر بشراکت سے از روے فہمایش انکار کیا۔

پہلے جناب عالیہ بینیس مین سوار تنہا نئے کوٹ روانہ ہوئین اور کسیکو جانے کی اجازت ملی بلکہ جسنے سینہ زوری سے جانے کا قصد کیا تھا سپاہیون نے نجانے دیا آخر سب منہ دیکھکر وہین رہ گئے دوسرے دن جناب عالیہ کی سفارش سے جتنی عورات لڑکے ہر امیر راجہ کے ساتھ سے فقط اونھین اجازت ہوئی۔

مرزا برجیسقدر کے ساتھ کپتان نرنجن مانجھی اور ایک سردار ہست پر سپاہی و مفتاح الدولہ ساتھ تھے پہلے ٹانگھن پر سوار ہوکر چلے پہاڑ پر نہ چل سکے کپتان کے کہنے سے ہاتھی پر سوار ہوئے پیچھے کپتان اور مفتاح الدولہ اوسی ہاتھی پر بیٹھے کسواسطے کہ ہاتھی پہاڑ پر بہ نسبت اور سواری کے چلنے کا مشتاق ہوتا ہے راہ مین مرزا برجیسقدر کو پیاس کی شدت ہوئی کپتان کی نارنگیان تھین کھائین فی الجملہ تسکین ہوئی پھر وسوسہ یہ گذرا کہ مبادا کپتان دغا سے کہین اوڑکیجا کسواسطے سواری بے اختیار ہے مگر مفتاح الدولہ نے زرگری مین کہا اگر خدانخواستہ ایسا امر ہوگا میرے پاس تنچہ ہے کافی ہوگا آپ مطمین رہین پھر وہان سے مفتاح الدولہ کے واسطے مقام سدرۃ المنتہی تھا کپتان نے کہا تمھین آگے جانیکی اجازت ہماری سرکار سے نہین ہے ہم نہین لیجا سکتے مگر ایک صورت ہے کہ جناب عالیہ اور برجیسقدر سے علیحدہ ہوکر یہان رہو تمھاری صورت معاش بھی ہماری سرکار سے ہوجایگی یہ اونھون نے گوارا نہ کیا چار و ناچار حالت یاس مین وہین سے رخصت ہوے۔

ممو خان نے کپتانون سے اپنی نخوت و غرور سے گفتگو بہت نامناسب کی تھی و گرنہ کیا عجب تھا اونکے واسطے بھی اجازت ساتھ جانے کی ہوجاتی یہ فوج جنگی کے ساتھ رہے جب فوج شکست کھا کر گھبرا کر پہاڑ پر چڑھنے لگی تو سو گھوڑے سواروں کے گر کر مر گئے سیکڑون اونٹ مع بار عظیم گر کر مر گئے پہلے جب مقابلہ دامن کوہ مین ہوا فوج خوب لڑی جب فوج نے بھاگ کر پہاڑ پر

قصد چڑھنے کا کیا صد ملک نیپال سمجھکر فوج انگریزی آگے نہ بڑھی ورگرنہ اوسیدن بدمعاشونکا
کام تمام ہو جاتا بلکہ بھاگنا مشکل پڑتا۔

اجمالی منشی میر قربان علی اور میجر کارنیگی صاحب سٹی مجسٹریٹ

منشی میر قربان علی ساکن دھام پور نگینہ کا احوال من الشمس ہے اور میجر کارنیگی صاحب سٹی
مجسٹریٹ ان دونون نے خوب لکھنؤ مین چھاڑو دیدی صاحبان اخبار نے کچھہ کچھہ احوال
چھاپا مگر عربی بیار و مرد بیخبر۔ خلاصہ جب منشی مذکور اور میجر صاحب بعلت جعل خرید لوٹ
روبکاری ڈپٹی کمشنر مین دھرے گئے میجر صاحب بالمیان تمام تشریف فرماے ولایت
ہوے جرمن کے رہنے والے تھے یہان کے رہنے والون کو احوال ولایت کشمیر وغیرہ
ظاہر کیا پھر کلکتے مین باسید ترقی عہدہ جلیلہ آتے اور اضلاع لکھنؤ مین بھی مامور ہوے منشی جی بعد
روانگی میجر صاحب اپنے وطن مالوف مین بادشاہت کرر ہے تھے طاؤس بیگم منحلات شاہی
اونکے ساتھہ لکھنؤ سے چلی گئی تھی خلاصہ بعد ثبوت جرم ۷ برس کی قید منشی کے واسطے تجویز ہوئی
جیلخانہ الہ آباد مین گئے جب اونھون نے اپیل کیا ۳ برس اور بڑھے دس برس ہوے
میجر صاحب کی تحقیقات کو کوئی صاحب اپنی لکھنؤ آتے انکا قصاص منحصر بولایت رہا نوکری
سرکار سے ترک ہوئی اگر ایسا صاحب متمول نوکری سے برطرف ہو جاے اوسے نوکری
کی کیا پرواہے۔

اب سنتے ہین کہ کسی صاحب کی رعایت و پرورش سے منشی جی کیواسطے بہت سی تخفیف
عذاب ہوگئی ہے کپڑے بدلتے ہین پلنگ پر سوتے ہین فی الجملہ موافق جیلخانہ قیدیون پر حکومت
ہے طاؤس بیگم بھی کئی مرتبہ اونکی خدمت مین مستفید ہوئی کئی لاکھہ کے گانون زمینداری نگینے
مین مول لیے ہین جب سرکار سے قرقی اونکے گھر کی نقد وجنس کی ہوئی ۲۲ لاکھہ کا تخمینہ ہوا تھا
بس اسی حساب سے اونکے غبن کا بھی ہو سکتا ہے۔ عیان راچہ بیان۔ لکھنؤ کی بربادی کی
ہزارون بن گئے مگر دیکھا چاہیے۔ یہ بیت المال کیونکر سرسبزی کرتا ہے۔

مراجعت کمانڈر انچیف لکھنؤ مین

کمانڈر انچیف سپہ سالار فوج بونڈی سے لکھنؤ داخل ہوئے رمنہ سلطانی اس پار دریا کے مقیم خیام ہوئے باقی فوج کو سرحد ملک پر جابجا چھوڑ آئے جنرل ہرو صاحب بہادر اس معرکے مین نسبت اور حکام کے بسبب ایمان و نیکی رئیسون کے اور اونکے حفظ مراتب سے پیش آنے کے بہت نیک نام رہے خصوصاً تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد کی جان و عزت فقط صاحب ممدوح کی امان سے بچی وگرنہ دائرہ حلقۂ پھانسی سے کبھی باہر نہوتے حکام صدر کو اسی باب خاص مین بہت مناظرہ رہا بعد تنقیح تمام صاحب بہادر کا ایک درجہ پایۂ منزلت سے ترقی کا گھٹ گیا بعد چند روز کے پھر اپنی منزلت پر آرہے چیف کمشنر لکھنؤ ہو کر بسبب عارضہ لاحقہ ولایت کا جانا سبب ناگوار ہوا اسواسطے کہ وہ قدر شناس شرفا شہر تھے اور ولایت پہونچکر متوفی ہوئے یہ بھی تاثیر زمین لکھنؤ ہے کہ جو اچھا حاکم ہوا وسکے قیام نہو سکے جسطرح اکثر ایسے صاحب آئے پھر بہت جلد چلے گئے۔

داخلہ فوج انگریزی شہر مین بہ تسلط رعایا کا شہر سے بھاگنا شاہ جی کا نکلنا

۳۰ سلخ رجب روز چارشنبہ فوج انگریزی نے پہلے چاہا کہ عالم باغ سے گڈھی کنورا مہ ناکہ حیدر گنج سے داخل شہر ہوجاے پلٹن جنگ بہادر عیش باغ سے احمد اللہ شاہ مع مرزا معتمد الدولہ سے فوج لیکر عیش باغ مین جا پہونچا خوب تلوار چلی کئی سو کو بھیجا مارا گیا آخر باغ سے اونکے ہمراہیان یاد ہ سب سمٹ کر کنار شہر آئے ادھر سے فوج انگریزی آتی تھی وہان بھی شاہ جی دل کھول کر لڑے فوج انگریزی کو تھرکا سیا اور ترتلے ندیا شاہ جی کی طرف سے تین چار توپ بھی چلی جب فوج انگریزی نے دھاوا کیا پہلے حملہ لوہش مین سوار بھاگے وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ تین دن رات سے حقیقت مین سوار ہر طرف دوڑتے رہے اور خود شاہ جی بھی فوج کو گھیر کر لاتے تھے سب سے ہیبت تازہ لی تھی بہت سخت سست لکر غیرت دلائی تھی قتل تیغ سے ڈرایا تھا مگر اون نامردون کے واسطے گو نہ پر گو نہ تھا پہلے مقابل ہوے اور تنکے بھاگے

اسی طرح اس مورچے سے پندرہ سو سوار شہر کی طرف بھاگ گئے تھے حیدر گنج نوبستہ ہوکر سعادت گنج پہونچے بعد اسکے شاہ جی پھر کر درگاہ حضرت عباس مین آئے ایک مورچہ قایم کیا دوسرا سعادت گنج کی لال کوٹھی پر اور توپ بڑھکر تراہے پر لگائی -

بھوٹیون نے میدان خالی پاکر حیدری ستی کے باغ مین اپنا پڑاؤ کیا جب رات کو بہت بھوکے ہوے ایک ہندو فقیر اوس باغ مین رہتا تھا اوس سے جنس کھانے کی مانگی اوسنے ایک ہندو رستوگی مہاجن جو اوسکے پاس آکر چھپا تھا وہ اشرفیاں اوسکے گھر لے آیا اور جو جنس گھر مین تھی اوسکو دیدی یہ اپنی جان بچاکر گھر آنا غنیمت سمجھا مہر بھر عیش باغ سے حیدر گنج - نوبستہ - سعادت گنج تک مینہ گولیون کا رعایا پر برستا رہا ہر گھر پر زنبک چاندماری ہو گیا اگرچہ بہت کم رعایا اپنے گھر مین رہ گئی تھی -

غرہ شعبان پنجشنبہ کو گورے - چوک - فرنگی محل - نخاس - کاظمین - منصور نگر تک پھیل گئے اور مورچہ کاظمین کربلا سے دیانت الدولہ کی درواره مین قایم کیا ایک مورچہ سڑک سے گھنٹہ بیگ کی گڑھیا پر قایم کیا مقابل درگاہ حضرت عباس چنانچہ جب کونیا صاحب مورچون پر آئے شاہ جی نے ہٹکر سعادت گنج لال کوٹھی پر مورچہ قایم کیا دونون طرف گولیان برس رہی تھین اس عرصے مین گورے رعایا کے کوٹھون پر سے ہوکر ہر گھر مین اوترکر لوٹنے لگے میر آغا میر باقر علی رسالدار ملازم شاہی کا گھر زرد لوا کر ملا تھا کونیا صاحب مع دو افسر کوٹھے پر سے اترے پوچھا تم باغی ہو عرض کی ہم رعایا سرکار ہین ایک گھوڑا میر باقر علی کا پسند کرکے لے لیا اوسکی قیمت دینے لگے اوتھون نے نہ لی اس عرصے میر آغا کے ایک گولی زیر ناف لگی جان بچی اتفاقاً قدرت خدا سے اوسیوقت جراح بھی مل گیا بہزار خرابی صحت ہوئی کونیا صاحب پر انکی بیکسی و غربت ثابت ہوئی پہرہ گورے کا انکے گھر پر کر دیا کہ لوٹنے نپائے مگر بعد فتح سرکار پیچر کا بیٹی صاحب مع ناظر کوتوالی انکے گھر مین چلے آئے سارا اسباب گھر کا لوٹ کر لے گئے بہت سی داد بیداد کی کون سنتا تھا انکا ایک گھر نیا بازار مین تھا وہ مسمار ہوکر داخل دھس قلعہ مچھی بھون ہوا دوسرا گھر اشرف آباد مین تھا نصف سے زیادہ داخل سڑک شارع عام ہوا فقط بارہ دری باقی رہ گئی ہے -

دوسری شعبان روز جمعہ دوپہر تک یہ ماجرا رہا آخر گوروں کے گھوڑوں سے داخل درگاہ حضرت عباس ہوے سب بھاگ گئے قریب عصر شاہ جی کو زبردستی دو مرید بغلوں میں ہاتھ دے کر محبوب گنج تک پیادہ لے آئے وہاں سے گھوڑے پر چڑھے کچھ سوار تلنگے مرید خاص جو اصحاب عار تھے ہاتھیوں پر سوار تا کہ موسی باغ سے لڑتے ہوے نکلے پیچھے فوج انگریزی تعاقب میں قریب شام شاہ جی کسمنڈی کے نالے کے اوس پار ہوے وہاں سے فوج انگریزی پھر آئی

رعایاے غریب جو شہر سے جان بچا کر نکلی تھی مابین فوج انگریزی اور شاہ جی آگئی کچھ مرگئی کسی طرف بھاگ نہ سکی وہیں جل بھن کر رہ گئی اتفاقاً جو کسی طرح بھاگ کر بچا اوسنے پیچھے پھر کر اپنے ساتھی کو نہ دیکھا ماں سے بچے خاوند سے جورو چھٹ کر رہ گئی جب جان بچی ہر ایک کا نام لے کر پکارتے پھرتے تھے اسمین شب تاریک ہوگئی صحرا میں ٹھوکرین کھا کر رہ گئے العیاذ باللہ۔

رعایاے شہر کا یہ حال ہوا کہ جب سب کو اپنے قتل و بے عزتی کا یقین ہوگیا کسیکو کچھ نہ بن پڑا سواے اسکے کہ شہر سے بھاگین ہر محلہ و کوچہ بکوچہ قیامت بپا تھی عورات پردہ نشین بیبیان ہجوم بلواے عام آگے آگے اونکے وارث پیچھے قافلہ عورات اطفال خردسال گود مین لیکر نکلین فوج انگریزی نے شہر کو تین طرف سے گھیر لیا تھا سواے سمت مغرب کے وہ ناکہ تھے حیدر گنج اور موسی باغ کا تھا اور ہر طرف سے بم کا گولہ برس رہا تھا مگر فضل خدا یہ تھا کہ ایک گھر نہ جلا اور نہ کوئی آدمی جان سے گیا اور قتل رعایا قتل عام مین خلاف راے صاحبان عالیشان ہوا افسران فوج چاہتے تھے کہ ایک کو جیتا نہ چھوڑین مگر جنرل اوٹرم اور نواب گورنر جنرل بہادر کے نزدیک درگذر کرنا بہتر تھا اور جنگ بہادر بھی قتل عام پر راضی نہ تھا گرچہ مقابلہ کرے اسی جہت سے رعایاے بے گناہ کی جان بچی اور بروقت تحقیقات مجرمین پایۂ قصاص مین آئے مگر گوروں نے اسپر بھی جو سامنے آیا اسے گھر مین پایا مارا بعض نے گھر لوٹا جان بچائی عورات صاحب عزت اور لڑکیان بن بیاہی گوروں کی صورت دیکھتے ہی کنوؤن مین گر گر مر گئین بعض جیتی نکالین بعض تمام ہوگئین۔ نہرے مین بم کے گولے سے سلطان دولھا داماد نواب منورالدولہ مر گئے میر محمد زکی نوجوان اجل گرفتہ پوتا حکیم بندہ حسین خان مرحوم باورچی ٹولے مین گرا گئے

حویلی مین تھا جب بہو ٹیے گھر مین آتے ۔ اپنی جہالت وحماقت سے ، وہین تمنچہ مار بیٹھا انھون نے اوسکا قیمہ کردیا نعش کو بہزار خرابی اوس ہنگامے مین نواب ملکہ جہان کے باغ مین معلوم نہین کسطرح سے دفن کردیا اب نشان قبر بھی شرک کی جہت سے معلوم نہین ہوتا ۔

فتح و فیروزی صاحبان عالیشان با اقبال

۴۔ شعبان روز شنبہ جب صاحبان عالیشان آشوب شہر سے مطمئن ہوے اور نعش خاص بدمعاش سے شہر پاک ہوا فتح و فیروزی نصیب اولیاے دولت ہوئی منادی عمل سرکار کمپنی انگریز بہادر ہوئی ۱۵ دن تک شہر برابر لٹا سوا نال دروازے کے جہان مہاجن رہتے تھے اور سعادت گنج بھی لوٹ سے بچا شاید کوئی صورت عافیت مہاجنون نے نکالی ہو یا خود سرکار کو اونسے درگذر منظور ہوئی ہو اور بہت کم محلے شہر کے لوٹ سے بچے مگر سکھ منیا بائی گورون کی کوٹی جگہ محفوظ رہی تھی یا کونیا صاحب کی بدولت امیر اور شرفا کے گھر بچ گئے ۔ اور اس مدت غارتگری مین صاحبان فوج بھی کرلیتہ رہے اور جب کوئی شخص صاحب کے پاس داد و بیداد لوٹ کی کرتا تھا خود سوار ہوکر چلے جاتے تھے منع کرتے تھے چنانچہ درگاہ حضرت عباس مین کئی سو عورات پردہ نشین جاکر چھپی تھین گورون کے ہاتھ سے بہت آبروریزی ہوئی بعد اسکے صاحب نے ہر ایک کو سوار کرکے ہمراہ کے گھر بھیجدیا اور ایک ایک روپیہ کرایہ بھی ہر ایک کو دیا کئی سو دھوبی شہر کے مع پارچہ شست و شو درگاہ مین آکر چھپے تھے وہ سب کپڑے لٹے اسباب درگاہ کا سب لٹا علم سونے کے ایک مہاجن نے گورون کے ہاتھ سے روپیہ تولہ خریدے اور اسباب بھی اسیطرح سے بجز الا علم خاص درگاہ جو وزن مین تیرہ سیر تھا دھات کا اوسے سب درگاہ سے نکلتے دیکھا کہ صحن مین زمین درخت توت تک آیا پھر کسی نے اوسکا نشان نہ دیکھا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اوسکی بہت کوشش کی کہتا تھا کہ مین ہزار روپیہ دونگا جسنے پایا ہو لاوے مفتاح الدولہ بھی دینے کو راضی تھے مگر مطلق اوسکا احوال نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا کون لیگیا کسکے پاس رہا اگر کسیکے پاس ہندوستان مین ہوتا البتہ مشہور ہوجاتا ۔ واللہ اعلم ۔

احمد اللہ شاہ جب باڑی پہونچا پھر جمعیت مجاہدین جابجا سے خوب جمع کرکے مستعد جنگ و جدال کے ہوا۔ نواب ممتاز الدولہ نواب معین الدولہ سے خاطر خواہ زر خرچ جہاد لیکر چھوڑ دیا بعض امرائے بنجوت غارتگری شاہ جی کا پیالہ بھی پیا بیعت بھی کی جب محمدی پہونچا اپنا سکہ جاری کیا فیروز شاہ شاہزادے سے اسی امر پر بگاڑ ہوا جب اپنی جوشش و لولے سے تنہا اجل پوائے مین لیکگئی اپنی نخوت غرور سے تنہا مع دو تین سوار کے گیا بسبب بھروسہ اپنی کرامات کا رکھتا تھا ڈاکی گڑھی کے دروازہ پر جا کر ٹھہرا ہوا پھاٹک بند تھا نہ کھولا سخت گفتگو لینے و لولے سے کرنے لگا چار تین رنڈے سے گولی ماری گر پڑا راجہ نے سر کاٹ کر سرکار میں بھیجا بڑی خیر خواہی ثابت ہوئی انعام و جاگیر فراخور حال ملی لشکر کذائی جو کئی کوس کے فاصلے پر تھا یا دہوائی ہوگیا زر کثیر و اسباب غارتگری جو اس مدت میں ہاتھ آیا تھا اوسکا کہین پتا نہ لگا۔

خاص بیان راہ قصبہ کاکوری

۲۔ شعبان روز جمعہ ناکہ نئے حیدر گنج مبارک باغ نواب منور الدولہ اور باغ معتمد الدولہ مسلکہ دلوان بہادر شکہ مین کوئی دن سی ہزار ہا شرفا بجائے شہر مع عیال و اطفال بیشتر سامان جاکر رہے رات بھر ناکہ شہر سے ہزار ہا آدمی کی قطار تا صبح منقطع نہوئی ایکساعت رات باقی تھی کہ ہزار ہا نکلکر راہی گسمنڈی اور کاکوری کے ہوا اہل فوج سب کے سب گسمنڈی گئے بعض نے راہ کاکوری لی ناکے سے باغات قصبہ تک ہزار ہا زن و مرد مثل سیل دریا چلے جاتے تھے اکثر عورتین تازہ دامادا فغان و حیران اپنی ساس نند کے حلقے مین ہاتھ پانون مین مہندی بھاری جوڑے پہنے بہت مرد و زن اپاہج لونڈیون کی پیٹھ پر سوا ہزار ہا ہتھیار بند مگر جنگ نادیدہ عورات ہر قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر بڑے پائچون مین گر گر اوٹھکر گرتی تھین اور سب کے خیال مین کاکوری مقام امن و امان تھا کسواسطے کہ رستہ قصبہ سے شہر کے بہت سے لوگونکو تعارف تھا غرض نہ سمجھے ہونگے کہ دفعتہ کاکوری سے آواز بندوق کی آئی سبکے کان کھڑے ہوے مگر تخویف خیال نہوا آپسمین اسکا چرچا کرنے لگے کہ دفعتہ ایک باڑھ چلی اور کھیت والے اپنے گانون مین بھاگ چلے

کہ فوج گورہ آپہونچی۔ قصبے مین قتل و غارت ہو رہا ہی بس یہ سنتے ہی ایک قیامت ہو گئی ہزار ہا آدمی کا سیل مثل فوج سمندر تلاطم مین آیا ہر طرف شور و فریاد الغیاث برپا تھی۔ ایک دوسرے کو پکارتا تھا اکثر جاہل ہتھیار بند آگے آگے پیچھے قافلہ عورات تھا آپس مین کہتے تھے کہ ان عورات کو ہم یہان مار ڈالین مگر آگے چلین بعض فہمیدہ نے کہا اس خون ناحق کرنے سے کیا فائدہ بیبیان ادہر کے کھیت مین چلتی تھین اور ہر کھونٹی سے اولجھکر گرتی تھین خلاصہ دو ساعت تک اوس میدان مین یہی صورت رہی جب لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے میدان خالی ہوا اور فوج گورہ نے قصبے سے ہو کر ایک نالہ پر پڑاو کیا ادھر کوئی نہ آیا سب کی جان مین جان آئی اگر ایک تمن اس حشر مین چلا آتا بڑی لوٹ ہوتی اور سیل خون بہتا۔

معرکہ غارتگری خاص قصبہ مذکور

جب رعایا کے شہر شرفا بجناب امرا محلات مع مجتہد العصر سلطان العلما وغیرہ کاکوری پہونچے ہر گھر وضیع و شریف احاطہ خرابہ احاطہ مسجد خانہ باغ مین آدمی مثل دیمک کے بھر گئے وہان کے رئیسون نے بھی خدا ترسی سے مدد کی یا بمعارف شہر سے کسیطرح کی چشم پوشی نہ کی سبکو اپنا مہمان کیا کئی دن تک غالب سبب کثرت ازدحام خلایق کے مشکل میسر آیا لیکن یہ بھی رئیسون کے خیال مین آیا کہ ان شہر والون کی بدولت ہمپر بھی خواہ مخواہ کچھ آفت اویگی چنانچہ جناب مجتہد العصر مع اپنے اہل بیت دخیل خانہ مولوی محمد خلیل الدین خان ہوئے تھے لیکن عجب حال سراسیمگی و پریشانی سے کہ قلب مومن اونکا حال دیکھکر ضبط نہین کرسکتا تھا اتفاقاً بعض وجہ خاص سے اپنے قافلے سے بجبت داخلہ تمن گورہ بخوف ایک کھیت مین چھپ رہی تھین کسیکو جرات نہوتی کہ اونکی خبر کو گھر سے باہر نکلے آخر میر محمد حسین اونکی نسبتی بھائی نہایت سماحت کہاران ڈولی لیکر اونکے تجسس کو چلے یہان جناب مجتہد کا عجب حال و صدمہ روحانی تھا آخر بسلامت پا لیے اور آئی کہارونکو انعام دیا۔ ایک اور بھی سبب اس قصبہ کی خرابی کا ہوا تھا کہ جب فوج انگریزی کسی قریے سے گذرتی تھی وہان کا زمیندار استقبال کر کے کمان افسر کو نذر دیتا تھا عرض حال کر کے امان پاتا تھا کمان افسر

پوچھتا تھا کوئی فوج باغی سے تمھارے گانون مین ہے یا نہین چنانچہ جب فوج عالم باغ سے اس
قصبہ مین آئی کوئی رئیس استقبال کو نہ گیا محض بخوف وہ سمجھے کہ از راہ تمردی حاضر نہوے
بلکہ رعایا سے شہر اور باغیون کو اپنے قصبے مین رکھا ہے۔

خلاصہ جب نیزن داخل قصبہ ہوا ۵ یا ۶ آدمی اس قصبے کے مارے گئے لشکر نے
باہر بستی کے ندی پر جا کر پڑاؤ کیا اوسوقت قاضی وصی علیخان وغیرہ لشکر مین جا کر حاضر
ہوے کمان افسر نے شکایت کی تم بڑے باغی ہو مغرور ہو پہلے ہماری خبر نہ لی اب
آئے ہو جب ہم تمھارے سر پر آ پہونچے اس غضب سے قاضی صاحب نظر بند ہوے لکھنؤ
آئے بعد کئی مہینے کے بڑی تحقیقات اور روبکاری سے نجات پائی۔

۲۴۔ شعبان روز شنبہ لشکر سے گورے سگہ وغیرہ بستی مین لوٹ کو آئے نقی یاور خان۔
احمد علی خان وکیل عدالت کانپور محمد خلیل الدین خان کے گھر کو حرف معاف کیا مگر ہر ایک
گھر کا حفظ ناموس کیا اوسوقت کیا عجب تھا کہ اکثر رئیس بمقتضائے غیرت لڑکر مارے جاتے
صاحبان لکھنؤ جتنے تھے اونکے آنے سے سبھون نے اپنے ہزارہا روپے کی قیمت
کے ہتھیار تالاب کنودن مین کوٹھون پر زمین مین کھیت باغ مین پھینک کر گاڑ دیے تھے
صندوقچی۔ پاندان مسی۔ زیور۔ زر نقد رکھکر جا بجا فرش مین گاڑ دیے تھے چنانچہ
بعد فتح برس دن تک ہتھیار سب قسم کے اس بستی سے چھکڑون پر بار ہو کر داخل سرکار ہوے۔

احمد علی خان وکیل مذکور کو حکم قطعی پھانسی کا دیا گیا تھا اس جہت سے کہ رانا بینی مادھو
کے دربار مین حاضر رہتے تھے عجب مصیبت مین پھنسے تھے کہ مہینون اپنے سایے سے ڈرتے رہے
اور اپنی نجات سے یاس کلی ہو چکی تھی اپنے مرشد کے گھر چھپے رہے انھون نے بھی اپنا حق پیری
ادا کیا جب فتح سرکار ہوئی میجر صاحب انکا بڑا دوست تھا جسکا ذکر باب سفارت مین ہو چکا وہ انکی
واسطے عدالت مین سینہ سپر ہوا اپنے ساتھ باعزت صاحب جج کانپور کے پاس لیگیا اور بڑی
شد و مد سے روبکاری کی اور صفائی دلوا کر بدستور پھر عہدہ قدیم پر بحال کروایا انھون نے
بعد انتقال تراب علیشاہ کئی ہزار صرف کر کے اونکا مقبرہ بنوا دیا

میر محمد تقی فاضل حاجی الحرمین زائر ائمہ معصومین ۴ع شاگرد رشید جناب مرزا علی صاحب مجتہد

اسی قصبہ مین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور میر ہادی نواب ظفر الدولہ کے مارے گئے
میر صاحب کی نعش کو جلا دیا بعد اس معرکے کے اونکی قبر ناکے پر ایک باغ مین بنوا دی سبب
وجہ اسکی یہ ہوئی کہ گورون کے نزدیک علمائے دین دراز صورت متشرع محرک جہاد جہال ہوتے
ہو نہ جانتے تھے کہ مذہب شیعہ زمان غیبت امام مین جہاد حرام ہے —

۱۲۷۴ھ

امان سرکار واسطے خاص و عام اور رعایا کا شہر مین آنا

۴ شعبان روز یکشنبہ سے لکھنؤ مین منادی امان ہوئی قتل و غارت رعایا موقوف
ہوا حکم عام ہوا کہ رعایا اپنے گھرون مین آباد ہون اور جو نہ آئیگا اوسکا گھر ضبط ہوکر نیلام ہوجائیگا
گا پہلے مدت امان داخلہ شہر ۹ ماہ اپریل تک دی اور بتواتر اشتہار دیا کہ جسکے گھر مین اسباب
نکلیگا یا اسلحہ حرب ہو داخل سرکار کریں بجز باغیون کیواسطے اور جو لوگ شہر سے نکل کر کہی منزل
چلے گئے تھے مدت امان اونکو ایک مہینے کی ہوئی اور حکمنامے معرفت کپتان آر صاحب
زمیندار تعلقدار وغیرہ کے حاضر ہونے کے جاری ہوے جنرل جنگ بہادر مع اپنی فوج کے روانہ
نیپال آباد ہوے مال غنیمت جو اونکی فوج نے لوٹے اسکا حساب و شمار نہین ہو سکتا بعد اسکے
جنرل اوٹرم صاحب روانہ کلکتہ داخل ممبران سپریم کونسل ہوے رابٹ مانٹ گومری صاحب
چیف کمشنر اودھ ہوے میجر کارنیگی سٹی مجسٹریٹ نے انتظام کیا منشی میر قربان علی منشی قدیم بدستور سابق
بحال ہوے احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد اور محمود خان کوتوال مقتول کوتوال شہر مارٹن صاحب ڈپٹی
کمشنر ایبٹ صاحب اسپشل کمشنر فاتسبیٹ صاحب سکرٹر نظامت کپتان ہچنسن صاحب ملٹری
سکرٹر خارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر اور فینانسل بھی یعنی دیوانی اور عدالت دونون کپتان
ایسٹن صاحب اور اکثر صاحب روانہ ولایت ہوے ولیم صاحب صاحب [illegible] ہوے

اہل قبایل اور صاحبان پنشن جدید جو کہی منزل شہر سے چلے گئے تھے بعد حکم امان پہلے
عرضیان ارسال کیے اور جب حکمنامہ سرکار ہر ایک بتدریج داخل شہر ہوا حسب سررشتہ
ہر ایک کی روبکاری پر تحقیقات ہوئی سارٹیفکٹ امان ملا اور ہر ایک سے جرمانہ بقدر حال لیا گیا
جب سلطان العلما کالپی سے گھبرا کر قصبہ سوہان مین چلے گئے عیال اور متعلق کو

غلام صفدر خان کے گھر مین چھوڑ گئے جب عرضی کی حکم داخلۂ شہر ہوا کئی مہینے تک املاک قدیم
ضبط سرکار رہی بعد خرابی بصرہ ایکدن محکمۂ کارنیگی صاحب مین گئے مکان قدیم ملا لیکن
بیت المال اور کتب خانہ ہزارہا جلد کا نملا - مرزا وصی علیخان کے بھائی نے نیلام مین سات
سو روپیہ پر سل لیا خاطر خواہ بیچا بڑا نفع ہوا بعد اسکے سرکار سے ۸ سو روپیہ ماہواری
کا پنشن دائمی نسلاً بعد نسل مقرر ہوا رجوع مسائل شرعیہ اثناعشریہ انھین سے متعلق ہے
سید نقی صاحب بیٹے جناب سید العلما کئی مہینے سے وطن مالوف نصیر آباد مین جا کر
رہے تھے بعد فتح آئے مسجد تحسین علیخان مین جمعہ جماعت بدستور ہونے لگی مقام استعجاب
یہ ہے کہ جب جناب مجتہد العصر سلطان العلما نے مقلدین راسخ الاعتقاد سے اپنی بیقیدی
اور بد ..... بد معاشان کا استشہاد چاہا چند فقراے مومنین نے حسبۃً لله او سپر
مہر گواہی کی امرا ذوی الاقتدار اگرچہ اپنے حال مین گرفتار تھے سب نے پہلوتہی کی بلکہ بعض
امرا جو خیر خواہ اور معتمدین سرکار تھے اور کیفیت واقعی بیان کر سکتے تھے سمجھا سکتے تھے
لب بمہر رہے واہ

شرف الدولہ غلام رضا خان بہ علت کارفرمائی سرکار جیسی ۱۱ دن تک تارہ والی کوٹھی مین
مقید ہو کر حالت سکرات مین رہے یقین پھانسی دینے کا ہو چکا تھا لیکن اونکا عمل خیر کام آیا
گورے کاظمین مین اونھین مارے ڈالتے تھے جب اوسون نے واقی کارنیگی صاحب
کی دی جان بچی مگر مشکل سے نجات پائی اور پھر اہی یاوری قسمت سے سرکار سے متاجری
اور کارفرمائی پر سرفراز ہوے جب کاظمین گوروں سے خالی ہوا پھر اوسکی تیاری از
مجلس صبحگاہی بدستور ہونے لگی عشرۂ محرم مین درگاہ حضرت عباس بھی اونکی ضمانت سے کھلی
تھی اصلہ اوسکی تیاری بھی کی اسباب سب لٹ گیا - علم خاص جس سے بنا درگاہ ہوئی
تھی اوسکا کہین نشان نہ ملا امیر الدولہ میر مہدی نے کچھ شیشہ آلات وغیرہ سے درست کیا کر
درگاہ مین چڑھا دیا اب باجازت بادشاہ پیارے صاحب نبیرۂ نواب علیخان مرحوم کو دیا اس
جہت سے کہ اونکی حقیقی بہن منجملہ محلات بادشاہ تھین اب وہ بھی مر گئین کلکتہ مین جو نذر نیاز درگاہ کی ہوتی
ہے پیارے صاحب کے اختیار مین ہے وہ تیاری اور نذر نیاز جو ..... دولت ..... مین ہوتی تھی

اوسکا شمہ بھی نہین ہے

صاحبان پنشن شاہی کی روبکاری ہوئی بعد تحقیقات اور بہت سماجت اور موافقت اہلکارون سے پھر تنخواہ سبکی خزانے سے جاری ہوئی اکثرون کی زیر تجویز رہی بعض کی ضبط ہوکے نامنظوری آئی بعد کئی مہینے کے موافق دستور ولایت انگلستان باہتمام منشی رامدیال اکسٹرا اسسٹنٹ رعایا کے گھر پر ایک روپیہ سے چار روپیہ تک اور اہل پیشہ پر تین روپئے سالانہ تجویز ہوکر تحصیل ہوا یہ امر جدید رعایا پر بہت شاق گذرا مگر حکم حاکم سمجھکر ہر طرح سے دینا پڑا بعد اسکے سنہ ۱۸۶۲ء سے محصول مکانات موقوف ہوا اور بعد دو برس کے دوسرا ٹکس بھی موقوف ہوگیا۔

موقوفی متاجری سرکار کمپنی و عملداری سلطانیہ

کئی مہینے کے بعد متاجری عملداری سرکار کمپنی انگریز بہادر الزام فساد ہندوستان سے بتجویز ارباب پارلیمنٹ ولایت موقوف ہوئی ہر چند حقوق قدامت اسکا مستلزم تھا سلطانیہ ہوئی چنانچہ ایک دن حسب الحکم سرکار رؤسا و امرا و رعایا شہر سب مچھلی والی بارہ دری چوک مین جمع ہوے اشتہار جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا پڑھا گیا حکام نے سب کی اطمینان کی کسیکو جرأت کلام ہوئی مگر نواب معین الدولہ نے کہا کہ ہم سب رعایائے سرکار دولتمدار مطیع و فرمان بردار مگر ستم رسیدہ مظلوم واجب الرحم ہین فقط محتاج عزت و آبرو کے امیدوار ہین بر وقت عدالت حکام نے کلمات تشفی فرماکر رخصت کیا۔

ایک دن ایک رات فرح بخش کنارہ دریا عملداری سلطانیہ کا جشن ہوا شرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنے امام بارہ واقع گھر یالی مین جہان ۸ محرم کو حاضری حضرت عباس علیہ السلام ہوا کرتی تھی ضیافت صاحبان عالیشان فوج و نظامت کی بڑا کھانا اور خوب ناچ و رنگ صحبت شراب ہوئی وقت رخصت ہار گوشہ دیکر رخصت کیا فقط چیف صاحب اس جلسہ مین یہ بھی بدلے کے وہ اماماباڑہ وغیرہ مسمار ہوکر داخل دخل قلعہ ہوا

پھر ساہ جی نے اپنے باغ مین اسیطرح ضیافت سبکی کی اوسکے بعد راجہ بانسنگہ نے جنرل کلائیڈ صاحب بھی اس جلسہ مین شریک ہوے پھر کسینے حوصلہ ضیافت نہ کیا اگرچہ پہلے شاہزادے امرا اسیر آباد

آمادہ ہوے مگر پھر موقوف رکھا۔

آراستگی شہر

حکام عالیشان صفائی و آراستگی شہر پر متوجہ ہوے چنانچہ بیلی گارد کا جتنا احاطہ محیط کیا تھا دمدمہ جھانکیان بنی کوٹھیان جو مثل خرابہ اور کثرت گولون سے مثل غربال ہوگئی تھین اون سب کو ڈہا دیا بہ دستور رکھا تیاری اور آراستگی کو مناسب وقت نہ جانا بظاہر عبرت الناظرین رکھا ایک کمپنی گورہ رہتی ہے افتادہ زمین پر باغ درخت جنگلی یا پھول کے لگوا دیے ہین ہر طرف سے شہر کی آمد رفت کر دی ہے بیلی گارد سے تا دلکشا میدان صاف کرکے ہر طرف سڑک دونون طرف درخت صبح و شام آبپاشی مقرر ہے ہر نالہ و نشیب پر پل بنوا دیے ہین جب دلکشا کو مرمت طلب دیکھا مسمار کرو دیا حیات بخش دار الشفا۔ ظہور بخش نور بخش رمد خانہ سلطانی خورشید منزل کنکر والی کوٹھی میر ابو القاسم خان کی کوٹھی حضرت گنج مکانات نواب ملکہ عہد امام باڑہ نواب جرأۃ الدولہ۔ مبارک منزل شاہ منزل موتی محل کوٹھی دلارام حاضری باغ بادشاہ باغ۔ سکندر باغ۔ چھتر منزل فرح بخش بارہ دری سر راہ اندراسن۔ مقبرہ جنت مکان۔ جنت آرامگاہ ٹیڑھی کوٹھی مکان جنرل مرزا سکندر حشمت کوٹھی نواب روشن الدولہ۔ چولکھی قیصر باغ۔ امام باڑہ غلام حسین بشیر الدولہ احسن الدولہ دیانت الدولہ۔ کوٹھی عنایت باغ۔ نواب مبارز الدولہ اسکے سوا بہت سی کوٹھیان بن گئی ہین۔ اکثر اسمین سے مراح الدولہ و راجہ تعلقدار وغیرہ نے مول لین اور نو تعمیر بھی کین چنانچہ بادشاہ باغ جو راجہ بختاور سنگہ کے اہتمام مین ۵۰ لاکھ مین تیار ہوا تھا ۵۰ ہزار روپیہ کو راجہ کپورتھلہ نے مول لے لیا اور راجہ نے سبکو آراستہ اور درست اپنے طور پر کیا دلارام کی کوٹھی بھی کسی راجہ نے خریدی قیصر باغ راجہ اور تعلقدارون کو تقسیم ہوکر ملا اوسکی مرمت جسمین جو رہے درست کر دی چولکھی حضرت سلطان عالم نے اعظم الدولہ سے چار لاکھ کو لی جب نیلام ہوا ساہو جی نے ۱۲ ہزار کو لی اور نواب مرزا نے چالیس کو خریدی ایک کوٹھی جو اسمین تھی راجہ نے بنوا لی غرض گولہ گنج سے جانب مغرب صورت شہر قدیم باقی ہے اور جانب مشرق مثل چھاؤنی اور شہر ہای انگریزی کے

کئی گرجے بہ تکلف تیار ہوئے ہین مکان فرحت بخش تیار ہوا ہے نواب ممتاز الدولہ۔ نواب صادق جنگ
تہان وغیرہ شے عجیب وغریب سمجھکر فرحت بخش ہوگئی درجے طے کیے ہین اپنے برادران ایمانی کی
بہت تکلف سے ضیافت کی جتنے مکان خام وغیرہ تھے سب مسمار کردیے کوٹھیون کی
دیوار احاطہ موقوف کردی کہ مانع ہوا ہوتی ہے وسعت مکان مین گھاس لگادی کہ
بعد برسات یک جاتی ہے موتی محل کے پاس مرزا کی کوٹھی تھی اوسے مسمار کرکے دریا پر
ایک پل پختہ تیار کیا ہے دریا کے دولت خانہ قدیم سے تا موتی محل دونون کنارون کو باہی پشتہ
ڈھال رکھا ہے کہ دریا مثل نہر ہوگیا ہے ایک ریل کا پل زیر دلکشا بنوادیا ہے۔ چار باغ قدیم مین
اسٹیشن ریل بہت تکلف سے بنا ہے۔ ریل کی تین دفعہ آمد ورفت ہوتی ہے ایک فیض آباد
دوسری کانپور تیسری بریلی مرادآباد کی آمد ورفت ہوتی ہے۔ اسٹیشن پر مثل بازار ہر چیز ماکولات
وغیرہ ملتی ہے مسافرین سب دست بدعا ہین۔ دلکشا اور محمد باغ کی جانب ۲۲ گانون
ہموار زمین کرکے چھاؤنی فوج وکمپ کی تیار کی ہے شارع عام کی سڑک کے دونو طرف
درخت لگا دیے ہین جسکے سایہ سے بہت آرام چلنے والونکو ملتا ہے کئی سو خاکروب گرد
سب سڑکونکو دونون وقت صاف کرتے ہین کنار دریا کے سڑک جو حسین آباد تک ہے دونون
وقت آب پاشی ہوتی ہے امام باڑہ آصف الدولہ کو حصن حصین کیا اور سب طرح سے آراستہ ہے
۵ اسو فٹ تک گرد قلعہ کے میدان کردیا ہے وہان سے دو سڑک بہت وسیع کی ہین ایک کربلا سے
تال کٹورہ سے عالم باغ تک دوسری چار باغ تک دونون شہر کانپور سے ملی ہین مکان باولی
جسمین نواب مبارک محل رہتی تھین اوسمین میگزین قلعہ مچھی بھون کو بھی شامل کردیا ہے
امام باڑہ کے گرد کے جتنے مکانات عالیشان اور محلے تھے تا حسین آباد داخل حصار
قلعہ ہوے پیچ محلہ کی محل حسن باغ وغیرہ جتنی عمارات عالیشان میان حصار تھی سب ہموار
زمین ہوگئی چوک گول دروازہ سے حد حصار ہوئی۔ نواب محسن الدولہ کا مکان دہس ست
باہر تھا بچا امام باڑہ میر حسن رضا خان سید حسین جمعہ جماعت ۷۰ یا ۴۰ برس تک ہوتی ہموار زمین
ہوگئی بنیا بازار مین قبر شاہ مینا فقط رہگئی اور قبرین قدیم داخل حصار رہین امام باڑہ آغا باقر خان
کا قلعہ کربلا ہوگیا مرزا حیدر شکوہ شاہزادے نے انجنیر صاحب کی اجازت سے قطعہ زمین امام باڑہ

لیکر وسط مین ٹن کا بنگلہ بنوا دیا اس جہت سے کہ مرزا کام بخش اونکے باپ وہان دفن تھے جب وہ
روانہ کربلا ے معلی ہوا اونکے بیٹے سے ایک مہاجن نے نیلام کروا کر اپنے قرضہ مین لے لیا
دریا کے اوس پار بھی جو داخل حصار پڑے سب کھد گئے وہین چھاؤنی سنڈیا ؤن راجہ شنکر کشن
نیلام مین ۲۳ ہزار روپیہ کو خریدی اگر اسکا تردد کرتے با طمینان اوسکے محاصل سے بسر اوقات کرتی
اکلی بدمعاشی سے بک گئی ایک مہاجن نے لی ہے حسین آباد کی شکست ریخت کی پھر تیاری ہوئی
اوسکی تولیت نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو سرکار سے ملی مصارف امام بارہ بدستور
جاری ہوا مگر انکے اختیار سے ہر کچہری مین عملہ بنگالی کشمیری کھتری ۔ قصبا تی مامور ہوئے اہل
شہر بہت کم ۔ ہزار ہا ہر طرف چلے گئے مابقی محتاجی بے اسبابی سے رہ گئے ۔ عمارت سرکار مین
گنجایش ہزار ہا مزدور کی ہوتی ۔ اکثر اہل وثایق باجازت سرکار روانہ عتبات ہوے صفائی
سے فی الجملہ کثافت نسبت سابق کے بہت کم ہوئی وسعت سڑکون سے اور اکثر محلون کے کھدنے
سے فی الجملہ شہر کھل گیا وبا کی بھی وہ شدت نہین ہوتی ۔

قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان

۲۷ رجب روز شنبہ جب جناب عالیہ سوار ہوئین پہلے شرف الدولہ کے گھر مین اترین
فرمایا تم بھی میرے ساتھ چلو اب کسیطرح مین نہین ٹھہر سکتی غرض کی حضور تشریف فرما ہون غلام بھی
فوج جمع کرکے حاضر ہوتا ہے اشرفیان نذر کی دیکر رخصت ہوے آ گیا اور مقربان نواب نے کہا
آپ نکلنے کے وقت یہ نحو رنگ کیا سمجھکر جواب دیا کہ فوج باغی ہر شخص متوسل سرکار بتاتی
اور ارکان دولت کی بھی موافقت کا حال ظاہر ہے بس یہی حیلہ سازش ان بیا کون کیواسطے کافی
ہے میرے نزدیک اپنے گھر مین رہنا بہتر ہے اگر سرکار گرفتار کریگی مین اپنی مجبوری کا ہر امر نیا
اظہار کرونگا جو کچھ مجبورا گذرا ہے پس میرا جانا بھی باعث ثبوت حق بجانب ہو جائیگا اور اگر مین نہ
جاتا جاتا دوستی او خیر خواہی باغیون کی ثابت ہوتی ۔
اس عرصے مین رات کے دس بجے عبد الباسط خان آکر کہنے لگے حضور تشریف فرما نہین ہوے
مین مع عیال جاتا ہون نواب نے سو ہزار روپے دیکر رخصت کیا بعد اسکے ہمراہ ضرین صحبت مین

بیٹھے تھوڑی دیر مین محلسرا سے منزل مین استراحت کو گئے بم کے گولے شام سے
برس رہے تھے اتفاقاً ایک گولہ اوسی کوٹھی کی چھت پر گرا بیبیان سر دپا برہنہ باہر
نکلکر صحن خانہ مین کھڑی ہوئین منشی قدرت اللہ نے کہا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین کہین اور
چلیے جواب دیا تمھارے گھر مین آگ لگی ہی جلد جاکر خبر لو۔ منشی کہتے ہین کہ جب اپنے گھر گیا کسیکو
نپایا معلوم ہوا کہ بم کے گولے کے خوف سے گھبراکر چلی گئی ہین بعد اسکے چاہا کہ کچھ مال دنیا
سے لیں کمرہ مین ایسا گرد وغبار بھر اٹھا کہ اندھیرے سے اندر جانا مشکل تھا مایوس ہوکر باہر نکلا چراغ
جلاکر چاہا کہ پھر جاؤن دیکھا کہ نواب تن تنہا سراسیمہ دروازے پر کھڑے ہین اونکے پیچھے فافا معوات
جمع ہی مجھسے فرمایا چلو مین نے عرض کیا ہم ہزار روپیہ صحول مین موجود ہے ایک ایک توڑہ ہم سب
اوٹھا لینگے کہا ایسے وقت مین خدا پر بھروسا کرنا چاہیے غرض اسی صورت سے گلیون ہوکر
شاہ گنج مین میر معین کمیدان کے گھر آئے پھر رات رہے حسن جان قمر الدولہ کے بیٹے کو بلواکر
کہا کہ داروغہ عاشق علی سے جاکر کہو کہ اپنے عیال کے ساتھ میرے متوسلین کو بھی لیتے جائیں
کسواسطے کہ وہ کہا نوکر رکھ چکے ہین عرض کیا اونکا مزاج جانتے ہین اگر حضور خود تشریف
لیچلین اور اونسے فرمائین تو بہتر ہوگا نواب اونکے ساتھ اکیلے چلے آئے اور یہ حال سنت دارونحہ سے
کہا اونھون نے بدبختی جواب سخت دیا کہ ہم تمھاری رفاقت مین تباہ اور برباد ہوگئے یہانتک
ہماری نوبت پہونچی اور میرے عیال پہلے جا چکے ہین اوسوقت نواب عجب حالت یاس مین
مایوس ہوکر پھر شاہ گنج مین آئے بیبیان اونکے آنے کے پیشتر گھبراکر موسی باغ کے
ناکے سے کسی گانون مین چلی گئی تھین اوسوقت نواب زیادہ مضطرب ہوے آقر وہاٹ کشمیری
محلے سے ہوکر چلے اس عرصے مین صبح صادق ہوئی جب چوراہے پر پہونچے اتفاقاً درگاہ حضرت
عباس کیطرف سے کئی تلنگے چلے آتے تھے اونکے برابر سے گذرے ہو نواب کی ہیئت کذائی دیکھ لینے لگے یہ
کون ہے کہین جاتا ہے نواب نے یہ سنتے ہی قدم کو تیز کیا پیچھے سے ایک تلنگے نے
بندوق ماری نواب زمین سے لپٹ گئے اوسکے بعد دوڑکر رفیق الدولہ کی سبیل کے
بند دروازہ سے جاکر لپٹ گئے دروازہ بند تھا پھر کر نال کا تنچہ ہاتھ مین تھا مارا آگ نہ ہی
اور پھینکدیا اسمین چادر سر سے گر پڑی تلنگون نے پہچانا کہا دادیہ تو ہمارے بھاگے نواب ہین

بیگم کرموسی باغ شاہ جی کے پاس لے گئے شاہ جی اسمین فتوح غیبی سمجھے ایک چھوٹے ٹٹو پر سوار کیا لیکن جب وہ ٹٹو بار وزارت نہ اوٹھا سکا توپ کی پٹی پہ بٹھاکر اپنے ساتھ درگاہ سے آئے لاکھ روپیہ زرنقد طلب کرنے لگا نواب نے کہا دو لاکھ دونگا بشرطیکہ میرے ساتھ آدمی دو فقیر نے کہا تو خیرخواہ نصاری ہی اب بھی اونسے ہاتھ نہین اٹھاتا جاتا ہے گورے سارے شہرمین پھیل گئے ہین میرے آدمی کو اپنے ساتھ لیجا کر کٹوا دیگا خود اونکی حفاظت مین بھاگے گا نواب نے کہا مین مجبور ہون تمھین اختیار ہے —

خلاصہ روز جمعہ ۶ شعبان جب کارنیگی صاحب گورے لیکر کوٹھون پر سے ہوکر داخل درگاہ ہوے شاہ جی بھاگ گئے وہ ظالم جو نواب کے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑے تھے اونھون نے دوڑکر پوچھا کہ اس اسیر کیا حکم ہوتا ہی کہا مار ڈالو جب وہ دونون نامرد ازلی پھرے نواب نے عنایت علی خدمتگار کو بازو سے جوشن جلد اتار دیے کہا یہ میری نشانی میرے گھر پہونچا دینا اوس نے خوف سے انکار کیا کہا دیکھو وہ میرے قاتل آ پہونچے یہ کہکر پہلو سے ممبر نماز کو کھڑے ہوگئے اکی نامرد نے بندوق دوسرے نے تلوار ماری مقام سجدہ پر گر پڑے سسک رہے تھے اس عرصہ مین کارنیگی صاحب آئے عنایت علی سے پوچھا یہ کسکی نعش ہے کہا نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی کارنیگی صاحب نے خاکروبون کو حکم دیا سب لاشونکو اٹھاکر صاف کرو۔ غرض باورچیخانہ درگاہ مین ایک گڑھے مین مع اور نعش مقتولین پیوند خاک کر دیا۔

جب عنایت علی نے نواب کے عیال کو یہ خبر پہونچائی قافلۂ عورات مین شور ماتم برپا ہوا خصوصًا انکی بیٹی نا کتخدا نے اپنا سر پھوڑ ڈالا۔ پھر اسیطرح روتی پیٹتی کسمنڈی پہونچی وہاں کر خیرآباد عبدالباسط خان کی کوٹھی مین رہ گئی تھی جب سرکار سے اشتہار امان جاری ہوا اشرف الدولہ غلام رضا خان نے اپنی نیک نہادی سے اپنا خط مع حکمنامۂ امان بھیجکر سبکو شہر مین بلوایا اعانت و کفالت اونکے خرچ کی بھی کی۔ صد آفرین اوسکی ہمت عالی پر مقدمات ماضیہ جو فیما بین گذرے تھے اونپر صلواۃ بھیجی —

جب ولیم صاحب نے نواب کے بیٹون سے روبکاری مین کہا تمھارا باپ متوسل سرکار تھا رسل رسائل کیون موقوف کر دیا تھا۔ جواب دیا اسکی بازپرس اگر اوس سے ہوتی غالب ہے کہ جواب شافی

دیتے ہم اونسے بہتر نہ عرض کر سکینگے پہر مظفر علیخان سے کہا تم جنرل فوج ہوا تھا جواب دیا کہ جسطرح باغیان سرکار نے بادشاہ و زیر بنایا تھا مجھے جنرل کر دیا تھا اگر آپ بخوبی دریافت فرمائیے کہ کسی معرکے مین ہم میدان ہو کر کسی کا خون ناحق نہین بہایا ہم سب شامل بت اونکے اختیار حکومت مین سے جو چاہا کیا ہم ہر طرح بے بس رہے —

غرض بعد روبکاری کے انکا رپورٹ نمبر معائینہ کیا گورنمنٹ نے منظور نہ کیا املاک شہر رہنے کو ملی کچھہ لوٹ شاید بسر اوقات کو رہ گئے ہین ہر طرح سے برباد ہوئے وکالت حسین آباد جو نسلاً بعد نسل مقرر ہوئی تھی عدالت سپریم کورٹ مین نالش ہوئی کچھہ شنوائی نہوئی تو بیت امام بارہ نواب محسن الدولہ نواب ممتاز الدولہ کو از روے وراثت مقرر ہوئی

قطعۂ تاریخ قتل نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خان ۲ شعبان ۱۲۷۴ھ شیخ بہادر علی شجاع شاعر ہندی

شرف الدولہ فلک مرتبہ ہمنام خلیل — صاحب خلق و حیا معدن فیاض حلیم

چون بدرگاہ ضیا بار جناب عباس — شد قتیل ستم لشکر غدار و لئیم

ماند بے گور و کفن جسم شریفش بر خاک — شد روان روح لطیفش سوئے فردوس نعیم

آہ ہی آہ رسی شد از اعنایات خدا — کفن از حلہ بود غسل ز آب تسنیم

زمزم کعبہ ازین واقعہ شد چشم پر آب — پشت محراب دوتا گشت ازین رنج عظیم

بدل چاک رقم کرد شجاعت تاریخ — شد سیہ پوش حرم از الم ابراہیم

جب شاہ جی نیپر آباد پہونچے وہان بھی نواب کے عیال کی تلاش کی لیکن نپایا

بعض احوال مختلف بعد معرکۂ لکھنؤ

جب حضرت سلطان عالم نے کلکتہ مین اپنے صاحبات محل کا احوال لوٹ و غارت کا سنا دو لاکھہ روپے اور زیور مع تحائف ہر ایک کیواسطے عنایت فرمایا یہان اوسیطرح ہر ایک کو ملا شاہزادہ مصطفا علیخان مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ عالم باغ سے میر فدا حسین کپتان سے

مکان مین مقید رہے بعد کئی مہینے کے جب اطمینان کلی سب طرف سے ہوا مصطفی علیخان
رخصت کیا اپنے مکان سعادت گنج مین آئے دس ہزار خرچ کو ملے جس سے سامان ضروری
کچھ درست ہوا ۵ سو روپیہ ماہواری اونکے بیٹے کے نام مقرر ہوے اب شاید چھ سو سے زیادہ
پاتے ہین حضرت سلطان عالم کی سلطنت مین فقط ۶۰ روپے ماہواری بہزار خرابی ملتے
تھے ۰۷ برس کی قید مین رہتے تھے جب حکام عالیشان نے سبب سمجھا یا اونکے عذرات
بارد کے جواب شافی دیے۔ اوسدن سے تاج یا کلاہ تاج زمانہ زیب فرق مبارک ہوا انکے
بڑے بیٹے کی شادی نواب ممتاز الدولہ کی صاحبزادی سے بہزار خرابی ہوئی ہے صاحبزادی حسب وثیقہ ہم

مرزا حیدر شکوہ ہمایون شکوہ شاہزادے بسلامت اپنے گھر آئے ہزار روپے ماہواری کا
پنشن سلطانی خزانے سے جاری ہوا۔ انھون نے ۲ ہزار روپے ماہواری قدیم تنخواہ
کا سرکار مین دعوی کیا جو انکے جد امجد کو ہمیشہ سے ملتے تھے کوا غذاسناد مع خطوط نواب
گورنر جنرل پیش کیے آخر نوبت بولایت پہونچی اس خیال سے کہ بیلی گارد مین مقید از راہ حفاظت
رہے ہین۔ اس عرصے مین مرزا حیدر شکوہ روانہ کربلای معلی ہوے مشہد مقدس مین جاکر انتقال
کیا بعد اسکے سرکار سے پانسو ماہواری اضافہ ہوے متعلقان جد امجد پر اور اونکے عیال
پر بھی عدالت سرکار سے منقسم ہوے اگر وہ جیتے ہوتے ہزار روپے معینہ مین ۶ سو آپ لیتے
تھی چار سو مین سبکو تقسیم کرتے تھے اس پانچسو کو بھی خود لیتے اون کی حین حیات تک گھر
کی بابارت فی الجملہ صورت تھی اب بڑے بیٹے جو مرزا ولیعہد کہلاتے تھے داماد سراج الدولہ
ہین انھین کے ایک مکان مین رہتے ہین مکان مفتی گنج اور زمین اماميارہ آغا باقر خان
بسبب بدچلنی اور قرض کے مہاجنون کے ہاتھ آیا۔

جنرل مرزا سکندر حشمت کا شہزادہ وغیرہ سپرد دار و نہ میرزا احمد علی ہوئی تھی سپرد کو امانت
حضرت سلطان عالم کلکتہ جاکر پہونچا آگے زیر ظل داماں عم تا مدار پرورش پاتے ہین

۱۵۔ ماہ فروری ۱۸۵۹ع مطابق ۱۱۔ رجب روز سہ شنبہ ۵ بجے شام کو بانٹ گمری صاحب چیف کمشنر
بہادر بسمت لاہور تشریف فرما ہوے صبح چارشنبہ ۱۲ رجب ۱۶ فروری دنیگفیلڈ صاحب کمشنر بہادر
بہرائچ چیف کمشنر لکھنو ہوے دوشنبہ کو دربار کیا پھر دورہ نظامت بسواڑہ مین تشریف لیگئے

اکثر صاحب جو بیلی گارد مین محصور رہے عہدات سرکاری پر مامور ہوئے علی محمد رسالدار سبکو انعام ملا
مکان بھی بدلے اونکی املاک کے ملا تلافی مال واموال غارت بھی ہوئی تھا چنانچہ جیکب جوہانس کو
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ملا انھون نے گرجہ بنوایا مطبع اخبار کیا کئی کوٹھیاں بنوائین کئی
برس تک دوکان خوب چلی جب مر گئے اپنے گرجے مین دفن ہوئے نسبتی بھائی اونکے
مختار کار رہے ہوئے کئی مہینے کے بعد سب گیا گذرا ہوا بیٹی کو ایک کوٹھی دی تھی وہ مع اپنی مان
اوسی مین رہتی ہی کونیا صاحب نے بیلی گارد سے نکلکر بڑا کام جانبازی کا کیا تھا ۲۵ ہزار روپے
انعام ملے مگر قسمت علو ہمت سرکار سے کم سمجھکر روانہ ولایت ہوئے۔ رئیس صاحب نے
انکا احوال بہت تفصیل سے لکھا ہے اب مختصر یہ ہے کہ صاحب مع کنوجی لال کے وہ رات کو ہندوستانی
لباس سپاہیانہ پہن ہندوستانی ہتھیار لگا کر پہلے جنرل اوٹرم صاحب کے پاس گئے
اور بخیال احتیاط اپنی بی بی کو بھی خبر نہ کی۔ رخصت ہو سورج کنڈ کے تالاب کے مورچے سے
نکلے وہان سے پکے پل چوک سے ہوکر کربلا کے کہین کنارے کہین نہر مین اوترکر بدشواری
تمام مورچون سے گذرے دریا پیر کر پار چلے سیدھی راہ بنی کی لی جہان کمانڈر انچیف کا لشکر
تھا میان راہ کئی گانون سے مشکل سے گذرے ہندوستانی جوتے سے پاؤن مین چھالے
پڑ گئے انسے لہو بہنے لگا ہزار خرابی جب لشکر ہی مین اسی حالت سے وہ پہونچے جنرل بہادر
بھی تعظیم عزت سے پیش آئے دوپہر کو عالم باغ سے ایک پتنگ اوڑا کر علامت معینہ سے اہل
بیلی گارد کو اپنے سلامت پہونچنے سے آگاہ کیا اگر نہ سکتے یقین انکے مارے جانے کا ہوچکا
تھا۔ اس سرفروشی سے سرکار سے ۲۵ ہزار روپیہ انعام ملا معرکہ سندیلہ مین مولوی محمد
کے مقابلے مین زخمی بھی ہوئے پھر نواب گنج سیتاپور مین ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ رہکر روانہ
ولایت ہوئے امیدوار عہدۂ جلیلہ ہوئے ۵۰ ہزار روپے انعام وہان ملے پھر اودھ مین
اکثر ڈپٹی کمشنر ہوئے اونکی رحمدلی سے رعایا بہت شکرگذار ہے۔

راجہ جے لال سنگہ کا پھانسی پانا

راجہ جے لال سنگہ نصرت جنگ بھیا راجہ غالب جنگ و درشن سنگہ بہت قابل صاحب لیاقت تھا

اور اپنی قابلیت سے خدمت کلکٹری اور اہتمام ممالک محروسہ اور انتظام شہر کو اکثر مقرر ہوتا
تھا اس ہنگامہ فساد مین بھی اوسی عہدے پر بدمعاشان سرکار اور دربار نے منصوب کیا تھا
اور فوج باغی ہر امر مین بسبب قدامت اور واقفکاری کے راجہ سے صلاح و مشورہ کرتی
تھی جب شہر سے سب کے ساتھ یہ بھی بھاگے جب اشتہار امان سرکار سے ہر خاص و عام کو
اپنے گھر آنے کا ملا - یہ بھی دخیل سرکار ہوئے اور اپنے گانون پر قابض و متصرف ہوئے
کہتے ہین میجر برد س صاحب چیف پولیس کے دیبی پرشاد سررشتہ دار کی عداوت سے یا بعلت
طاسب ندہ نیار و بکاری کپتان آر صاحب کے قتل مین پھر دھر لیے گئے کئی مہینے تک اشد مصائب
مین قید رہے اپنے جینے سے تنگ آگئے خلاصہ موافق تحریر رپورٹ صاحب چیف پولیس حکم صدر
قطعی انکے پھانسی دینے کا آیا - داروغہ میر واجد علی اور میر حسو کہتے ہین کہ ہمنے کیفیت انکی بابت
خود دخدا سرکار سے کہی واللہ اعلم - بہرصورت جب خون ناحق ثابت ہوا یکم اکتوبر روز شنبہ
سنہ ۱۸۵۹ء مطابق ۳ - ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ھ اسیر کو در دولت پر اوسی مقام پر لائے جہان پیٹرک
آر صاحب کو قتل کیا تھا اب وہان اونکی لاٹ بہت تکلف سے بنوادی ہے پتھر پر تاریخ وغیرہ
کندہ ہے - حسب دستور ڈپٹی مجسٹریٹ آئے - ہزارہا تماشہ بین شہر جمع تھا راجہ نے اپنے ہاتھ
سے پھانسی ڈالی - جب تختہ کھینچ کیا کام تمام ہوگیا ڈیڑھ روپیہ کا کفن دیکر وہین برابر
لاٹ کے خاک مین ملادیا اب دونون کا مرافعہ بڑی عدالت مین ہو رہے گا - استعجاب سبکو
یہ ہے کہ کار فرمایا یہ کبھی حکم قصاص جاری نہین ہوتا وگرنہ پہلے صاحب حکم کو قتل کرنا چاہیے تھا عبرت و

رونق افزائی نواب گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف بہادر

رائٹ انریبل سی جی لارڈ کیننگ بہادر اور کلائڈ صاحب کمانڈر انچیف بہادر ۲۲ اکتوبر روز
شنبہ سنہ ۱۸۵۹ء مطابق ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ھ ۵ بجے صبح کے رونق افروز شہر ہوئے ہزارہا
تماشا بین شہر اور حکام عالیشان نظامت و فوج لباس وردی پر تکلف پہنے اسلحہ حرب سے
آراستہ تا کہ چارباغ پر استقبال کو گئے - ۶ بجے پہلے کمانڈر انچیف بہادر اور ان کے مصاحب
سوار بگھی پر آئے سر ہوپ گرانٹ اور ونگفیلڈ صاحب چیف کمشنر اور کئی افسر

منتظر آمد نواب محتشم الیہ پل کے اسطرف کھڑے ہوے تھے اسوقت سلامی توپ ہوئی اور
بعدہ گھوڑے کی کھلی ہوئی گاڑی مین لاٹ صاحب اونکے پہلو مین لیڈی کوئیز نمودہ ہوئین
لاٹ صاحب سب طرف بکشادہ پیشانی ملاحظہ فرماتے جاتے تھے جب پل پر آئے سبزے عربی
گھوڑے پر سوار ہوے سر جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر ہم پہلوی لیڈی صاحبہ ہوے -

جلوس سواری یہ تھا آگے دوسرا ڈریگون گارڈ پہلا تریپ پنجاب ۶ توپ اسی ۳۵
رجمنٹ پیدل شاہی کا ونگ - پہلا رسالہ پنجاب پہلا رجمنٹ پیدل سکھ ۳۵ رجمنٹ پیدل
شاہی کا ونگ اونکے پیچھے کوارٹر ماسٹر اور کئی افسر پھر باڈی گارڈ دگونے کی تنی پگڑی کلغی
لگی سر پر باندھے اونکے پیچھے چوبدار جلوس وغیرہ نواب محتشم الیہ کے دست راست کمانڈر انچیف
دست چپ چیف کمشنر سر ہوپ گرنٹ بیڈن صاحب سکرٹر اعظم اونکے پیچھے گاڑی لیڈی
صاحبہ اونکے ساتھ اسسٹنٹ جنرل اسسٹنٹ کیوٹر ماسٹر برگیڈ میجر اور صاحبان نظامت
اور قلعہ کے صاحبان مع ۱۲ ہاتھی ایک ہودج نقرئی پر تکلف اوسکے بعد باڈی گارڈ دوسرا
ڈریگون پہلا رسالہ سکھ ۲۳ رجمنٹ شاہی توپین اسپی اور بیلون کی ۷۳ رجمنٹ شاہی پیدل
دوسرا برگیڈ ماونٹن ریفل رسالہ متعلق لکھنؤ -

سڑک پر اہتمام دورباش برقنداز پولیس تھا - سواری سڑک جدید مچھی بھون سے
ہوکے نکلی اسیواسطے اس سڑک کا نام کیننگ روڈ رکھا سڑک کے دونون طرف اہل
شہر کا ہجوم تھا سب نے سلام کیا لاٹ صاحب نے سر پہ ہاتھ رکھا یوساک منزی پہنچے
تھے مچھی بھون سے توپ سلامی کی چلی جب بیلی گارڈ کے پاس پہونچے تیسری سلامی
ہوئی چھتر منزل بارہ دری شارع عام پر اکثر ارکان دولت راجہ تعلقدار سوار اسپ صف بستہ
کھڑے تھے جب قریب آئے سبھون نے گھوڑون سے اوترکر سلام کیا قریب
کوٹھی دلکشا اقربا ے شاہی نے پا بندھکر سلام کیا - رخصت ہوے - لاٹ صاحب
داخل خیمہ ہوے پھر توپ سلامی چلی -

دربار خاص نواب گورنر جنرل بہادر

۲۴ اکتوبر سنہ [illegible] مطابق ۲۶ ربیع الاول سنہ [illegible] ۴ بجے دن کو دربار خاص ہوا چنانچہ ۱۴۴ اشخاص معزز افراد سے شاہی منتخب ہوئے خیمہ عالیشان نصب تھا فرش قالین بچھا اوسکے طول مین کرسیاں دو رویہ سبز سے پر سنہری مسند اور سپر کرسی پر تکلف کارچوبی رکھی مسند کے پہلو دو اور کرسیاں اونکے پیچھے علم چوبدار وغیرہ دست بستہ کھڑے ہوئے خاندان شاہی حسب الحکم لباس دربار پر تکلف پہنے پہلے درخیمہ پر جاکر کھڑے ہوئے چیف کمشنر نے صحت الدولہ سے پہلے مرزا قمر قدر مصطفی علیخان نواب محسن الدولہ کو بمراتب خلوت مین بلالیا پھر باہر نکلے بڈن صاحب سکرٹر نے شاہزادون کو لیجاکر دہنی بٹھایا۔ سمسن صاحب ڈپٹی سکرٹر نے درجہ دوم کو جنکے نام فرد مین تھے فاٹ سائٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر نے درجہ سوم کو جس مین نواب ممتاز الدولہ وغیرہ تھے صاحبان نظما لکھنؤ دست چپ کرسیون پر گارد گورون کا احتشام کو کھڑا ہوا۔ پولیس کے افسر اہتمام کررہے تھے چیف کمشنر نے لباس اہل دربار کو بنظر تامل دیکھا سب کا لباس موافق دربار شاہی تھا لباس انگریزی کی سب کو ممانعت تھی وگرنہ اکثر صاحب بتفاخر پہنکے جاتے صحت الدولہ نے نواب وزیر مرزا نام فہرست شاہزادون سے نکالڈالا تھا جب انکو خبر ہوئی کرنل ایپٹ صاحب کے پاس اپنی تحریرات صدر زمان حضرت خلد منزل بھیجدی۔ صحت الدولہ پر چشم نمائی ہوئی درجہ شاہزادون مین نام قایم ہوا انکا ہر شخص شاکی رہا۔ امام علی خان آفتاب علی خان کا لباس پر تکلف جیسا چاہیے نہ تھا کس واسطے کہ زردار بھی تھے چیف کمشنر نے نواب محسن الدولہ سے پوچھا یہ اسی طرح دربار شاہی مین آتے تھے کہا اسی صورت سے چپ ہو رہے نواب ممتاز الدولہ نے بتفاخر چاندی کی کرسی لاٹ صاحب کے واسطے بہت تکلف کی بنوائی تھی چیف کمشنر بہادر خلاف مرتبت سمجھکر مانع ہوئے اور کچھ الفاظ زبان پر جیسی کے بھی از راہ طعن فرمائے۔

خلاصہ جب ساڑھے چار بجے نواب گورنر جنرل بہادر برآمد ہوئے توپ سلامی کی چلی سلامی باڑ ہوئی یعنی خدا جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو سلامت رکھے سب تعظیم کو کھڑے ہوگئے دہنی طرف

بیڈن صاحب سکرٹر بائین طرف کماندر انچیف بیٹھے مصاحبان خاص آکر بیٹھے جب توپ چل چکی بیڈن صاحب بموجب تحریر فرد اسم نویسی مرزا قمر قدر کے پاس آئے روبرو لیگئے شاہزادے نے بآداب شاہی چھوٹے ہاتھ سے جھک کر تسلیم کی لاٹ صاحب نے کمال شفقت سے ہاتھ پکڑ کر موافق اونکے قد کے جھک کر مصافحہ کیا بعد اسکے مصطفے علی خان مرزا دارا سطوت محمد علی مرزا سلیمان قدر حسن علی شاہزادہ جنت مکان اونکے بعد مرزا خرم بخت یحیی علیخان مرزا یحیی علیخان مرزا عظیم الشان محمد تقی مرزا رفیع الشان نقی علی مرزا شاہزادہ فردوس منزل ہر ایک اوسیطرح روبرو گیا پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھا نواب محتشم الیہ سب اوسی طرح پیش آئے ۔

بعد اسکے سمسن صاحب اونکے نواب محسن الدولہ ۔ داماد فردوس منزل نواسہ خلد مکان جنکی خیر خواہی سرکار مین اس ہنگامہ فساد مین حکام عالیشان پر ثابت ہے عظمت الدولہ خوش حضرت سلطان عالم ۔ نواب سرفراز الدولہ داماد جنت مکان نواب امتیاز الدولہ معز الدولہ نظام الدولہ ۔ اقتدار الدولہ ۔ غضنفر الدولہ ۔ حیدر الدولہ حشمت الدولہ ۔ مرزا ابو تراب خان محمد تقی خان سگے بھائی نواب محسن الدولہ وغیرہ ان سبکی نیم قد تعظیم ہوکر مصافحہ کیا ۔

اسکے بعد درجہ سوم فاٹ سائیٹ صاحب سکرٹر چیف کمشنر اونکے نواب ممتاز الدولہ مرزا بیدار بخت پسر مرزا خرم بخت ۔ جلیل الشان ۔ مرزا محمد اکبر علی پسر مرزا عظیم الشان ۔ نواز مرزا شاہ مرزا بہادر مرزا بیٹے مرزا ہمایون بخت سعید الدولہ ۔ محمد زکی علی خان احمد حسین خان ۔ کلب حسین خان ۔ پسر نواب کلب علی خان ۔ امام علی خان ۔ افتاب علیخان ۔ امیر الدولہ علی حسین شمشیر الدولہ پسر نواب رکن الدولہ محمد حسن خان اقتدار الدولہ بیٹے نواب کاظم علیخان محمد مقیم خان پسر شارق الدولہ اکبر علیخان عم نواب محسن الدولہ محمد عباس داماد رکن الدولہ مرزا علی خان پسر محتشم الدولہ محمد سلیمان مرزا پسر مظفر الدولہ ذکی الدولہ پسر احمد الدولہ صمصام الدولہ ابو الحسن خان پسر عزاز الدولہ مجید الدولہ پسر حشمت الدولہ یہ سب اوسیطرح آگے گئے اور ہر ایک سلام کرکے اپنی کرسی ٹکٹ پر جاکر بیٹھا کسواسطے کہ یہ سب پوتے نواسے شاہی درجہ سوم کے تھے ایک بنگالہ معززین بنگالہ مرشد آباد سے لاٹ صاحب کے ساتھ آیا تھا وہ بھی داخل زمرہ کرسی نشینان تھا اور خرید خلعت

وغیرہ عطیہ اوسکی مرحمت ہوئے تھے اہل دربار کی کرسیاں آگے بچھی تھین بعد اسکے لاٹ صاحب اوٹھکر کھڑے ہوئے کچھ ارشاد کیا سکرٹر صاحب نے اوسکا ترجمہ سبکو سنایا کہ تم سب حفاظت وحمایت جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مین ہمیشہ سے اور تمہارے خاندان عالیشان سے ایک روابطۂ قدیم چلا آیا ہے بہت تمہاری عزت و توقیر سرکار کرتی ہے اور کریگی پس لازم ہے کہ تم بھی سرکار کی خیرخواہی نمک حلالی فرمانبرداری مین مستعد و سرگرم رہو۔

مرزا دارا سطوت نے کچھ طول سے بیان شکریہ چاہا اپنی تقریر مین خود اونکو سکرٹر صاحب نے روک دیا نواب محسن الدولہ نے فقط ایک ہی کلمۃ الخیر پر خاتمہ کیا کہ ہم پچاس برس سے خیرخواہی سرکار کی کرتے چلے آتے ہین آجتک ہمسے کوئی امر خلاف نہین ہوا نمک خوار سرکار ہین سکرٹر صاحب نے ان سب کا ترجمہ کیا بعد اسکے کشتی سنہری گوٹے کے ہار کی۔ عطر۔ سنہری گلوریان پان کی تین لاٹ صاحب نے دستہ اول کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائین نمبر دوم کو سکرٹر صاحب نے نمبر سوم کو فارن سکرٹ صاحب نے دیے ہار جب ملے اپنے ہاتھ مین لیکر ہر ایک نے پہن لیا سب رخصت ہوے۔ دربار خاص برخاست ہوا۔ سلامی باندا اور توپ ہوئی۔

دربار عام نواب محتشم الیہ

۲۶ - اکتوبر روز چہارشنبہ مطابق ۲۸ - ربیع الاول ۱۲ بجے دوپہر دن سے پہلے اہل وثایق صاحبان نیشن راجہ تعلقدار معززین رئیس شہر جناب سلطان العلما سید تقی صاحب بیٹے جناب سید العلما ای مرحوم خیمہ گورنری سے بہت دور اپنی سواری سے اتر کر پیدل ایک بجے سے مجسٹریٹ کوتوال شہر اور افسران پولیس نے اکر انتظام و اہتمام کیا ہر کسی سواری کو بہت دور ہٹا دیا سوارونکو حکم قطعی دیا کہ کسیکو گاڑی پر سوار نہ آنے دو بعد اسکے جو پیادہ آکر سبکو لے گیا ہر ایک دروازے پر اپنا ٹکٹ دکھا اپنی کرسی ٹکٹ پر بیٹھ جاتا تھا اکثر بے ادمی صاحب وثیقہ خواص خیمہ سے ٹکٹ برات اپنے گھر سوا آئے تھے نہ پا سکے بعض ندرانہ نہین لگی بیٹھنے سے ہوا آ ال گئی اونکے واسطے حکم قطعی ہوا کہ کبھی دربار مین حاضر ہونے پیش ندر بار کی اونکے گاڑی پر سوار یا پیدل تھے چلے جائین سوارونکو منع کیا جب نہ مانا طرفین سے

خوب چھوٹ چلی آخر گاڑی سے اوتر کر گئے بعض صاحب اس اہتمام سے میان راہ سے پھر گئے
ندر کی اشرفی تین سے کم ۹ سے زیادہ نہ تھین اسکے بعد پھر کچھ زیادہ ہوگئی تھین اسکے بعد پھر کچھ نہ پائی
ہوگئی تھین سب اہل دربار ۲۵۰ تھے بیٹھنے سے سلسلہ انتظام کرسیونکا درہم وبرہم ہوگیا مقدم
مؤخر ہوگئے ـ جب نواب گورنر جنرل بہادر رونق افزا ہوے اوسی طرح سلامی توپ و
باجا ہوتی چیف کمشنر بہادر فرداسم نویسی سے ہر ایک کو سلام کرواکے نذر دلواتے جاتے
تھے اوسوقت دو تین راجہ کو خلعت پر تکلف بیش قیمت مرحمت ہوا ـ باقی سب کشتیان
خلعت کی فارسائیٹ صاحب لیگئے حکم دیا کہ آج دیر ہوگئی کل سب کے مختار آکر ہر ایک
کے خلعت لیجائین بعد اسکے دربار برخاست ہوا ـ

شب جمعہ کو روشنی آتشبازی بڑا کھانا ہوا دلارام کی کوٹھی سے چتر منزل تک یہ سب
تیاری آراستگی بہ تکلفات انتظام سے تھی ـ ۲۹ ـ اکتوبر روز شنبہ مطابق غرہ ربیع الثانی نواب
گورنر جنرل بہادر تشریف فرماے کانپور ہوے ـ

کمانڈر انچیف بہادر اپنے لشکر مین رہگئے نواب گورنر جنرل کو اہل شہر نے ہزارون عرضیان
پیش کین فرمایا کہ گذرانین حسب سررشتہ ہر ایک کو جواب آئے گا ـ اولاد تیموریہ حاضر دربار نہوئی
چیف کمشنر نے مرزا حیدر شکوہ شاہزادے کی دلجوئی اور خاطر بہت کی کسواسطے کہ بے قصور
تھے اور پہلی گارد بحفاظت سرکار رہے تھے ـ

گرفتاری علی محمد خان عرف ممو خان

مختصر یہ ہے کہ جب جناب عالیہ داخل سنّے کوٹ ہوئین ممو خان پہلی صحبت مین کپتان
جنگ بہادر سے گفتگو نامناسب کر چکے تھے اس جہت سے معہ فوج باغی حوالی کوہ جنگل مین ہی بعد کو
جناب عالیہ کے پاس پھر دن رن و مردمان تم شمردہ باجازت جانی پائی جب خبر ہوئی کہ جنگ بہادر جناب عالیہ
کی ملاقات کو آیا چاہتے ہین مرزا برجیس قدر خود سوار ہوکر چلے داخل خیمہ ہوے کرسیون پر بیٹھے
جنگ بہادر اس سبقت کے بہت شکر گزار ہوے مرزا برجیس قدر نے کہا کہ آج ہم کس حال
سے آپ کے پاس پہونچے اب آپکو اختیار ہے اور مرزا مراد جان حاضر رہین گے

جنگ بہادر نے مرزا امراؤجان سے بہت نشیب و فراز دنیا ہم از راہ تہدید و تفہیم سمجھا کر یہ صورت ٹھہرائی کہ جناب عالیہ اور مرزا برجیس قدر باطمینان تمام اور آرام یہاں تشریف رکھیں مگر فوج بدمعاش جو نمکحرام اپنی سرکار کی ہوئی ہے کسیکو یہاں رہنے نہ دینگے اور آنے نہ دینگے کسواسطے کہ فیما بین سرکار انگریز بہادر اور ہمارے رابطہ دوستی اور یکجہتی دلی ہے ہم اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن اور دوست کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اپنے قلمرو ملک میں نہیں رکھ سکتے۔

ممو خاں شادان و فرحان مع فوج باغی چلے اس اطمینان سے کہ جناب عالیہ نے میرے واسطے اجازت لی ہوگی میان راہ ایک گھاٹی پر ہم بہادر بھائی مہاراجہ جنگ بہادر کے مع ایک پلٹن پڑے ہوئے تھے مانع راہ ہوکر فقط ممو خان کو ملوا بھیجا یہ باطمینان چلے گئے جب ملاقات ہوئی کہا تم یہاں ٹھہرو۔ ہم جنگ بہادر کو لکھتے ہیں جب حکم آئے گا جانے گا غرض بظاہر نظر بند اور بباطن مین مقید کیا جب مہاراجہ جنگ بہادر خود تشریف لائے عزت ملاقات کی اور پوچھا آپ نے کسی صاحب یا میم کو اپنے ہاتھ سے مارا ہے کہا حاشا کبھی مجھسے ایسا امر نہیں ہوا یہ سنکر جواب دیا تم مطمئن ہو یہ باتیں کر رہے تھے کہ جنل صاحب کمان افسر تھوڑی فوج سے کسی پہاڑی قریب پر تھے لباس عربی پہنے تشریف لائے خانصاحب کو لیکر روانہ لکھنؤ ہوے۔

فوج باغی جب بن سمکی ہوگئی فوج انگریزی سے مقابلہ کیا کئی ساعت تک لعنت بھیج لڑکر سب کو جنگل کو بھاگی پہاڑ پر کسی نے جانے نہ دیا کسواسطے کہ ہر گھاٹی پہ فوج باغی کی عجیب شکل جنگلی بن مانس کی بن گئی تھی کسی کے پاس کپڑا درست نہ تھا فقط بندوق تلوار توسدان سنگین رہ گئی تھی کوئی یہ نہ کہ سکتا تھا کہ یہ کبھی ملازم رہے تھے شکمن رسالدار وغیرہ بھی گرفتار ہوے۔ ۱۲۔ جمادی الاول روز شنبہ سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۱۷ ستمبر سنہ ۱۸۵۹ء یہ اسیر داخل جیلخانہ لکھنؤ ہوے موافق دستور ایک کرتہ رنگین ایک کملی ایک بوریہ فی کس ملا۔ سب جدا جدا قید ہوے۔

جب ممو خان کی روبکاری ہوئی بہت صاف صاف جواب شافی دیے بہت سی چھٹیان بھی

صاحبون کی جو واسطہ اور بے واسطہ ملی تھین دکھائین اپنی حفاظت بیبیون اسیر قیصر باغ کی
بیان کی کہ میر واجد علی میرنائب تھا میرے مشورے وحکم سے کوئی امرا وسنے انھو وسنے
نہین ہوا تعجب الفصاف سرکار سے ہے کہ دس لاکھ روپے کے انعام کا مین سزاوار تھا یا وہ خلاصہ اوسکا
سے جیلخانہ سے فرح بخش کے کمرہ مین بآرام رہنے لگے سرکار سے کئی روپیہ خرچ یومیہ بھی مقرر ہوئے
کئی خدمتگار بھی خدمت کو رہنے لگے کئی مہینے تک روبکاری رہی آخر تجویز پھانسی ہوئی جب مراقعہ
اپیل جارج کیمبل صاحب جوڈیشل کمشنر نے حکم پھانسی منسوخ کرکے حکم دوپیا شور دیا جزیرہ منڈمین کو
جو قریب کلکتہ ہے روانہ ہوئے میان راہ جہاز سے اتر کہین بھاگے تھے پکڑے گئے حکم دائم الحبس ہوا
کہتے ہین اوسی جزیرے دوکان بسراوقات کو کی تھی اب شاید وہین مرگئے ۔

ذکر احوالی جناب عالیہ و مرزا برجیس قدر

ایک مصور انگریز ایک صاحب بحکم سرکار مرزا برجیس قدر کی تصویر کھینچنے کو نیپے کوٹ
مین گئے ان صاحبون نے ملاقات کی باآداب شاہی تصویر کھینچی اور کہا حکم سرکار یہ ہے کہ آپکو
فیض آباد یا لکھنو جہان رہنا منظور ہو اختیار ہے تنخواہ فراخور حال ملے گی اور وہی تعظیم و
احترام شاہانہ عمل مین آئیگا مگر کثرت ملازمین آپ کے پاس نہونے پائیگی اگر آپ تشریف
لیجائینگے ہمارے بھی موجب نیکنامی و تفاخر ہوگا ۔
جناب عالیہ نے جواب دیا کہ جب کسیکو نوکر نہ رکھ سکینگے وہ روپیہ کس مصرف مین آئیگا مجھکو
رہنے مین یہان کیا قباحت ہے آیندہ خدا کو اختیار ہے ۔ اوسکے بعد وہ صاحب رخصت ہوا اور یہ تصویر
سرکار مین آئی ۔ جنگ بہادر نے عرض کیا کہ یہان سے آپ کا جانا آپکی مرضی پر موقوف ہے ہم
کبھی اس امر خاص مین دخل نہ دینگے اور نہ اسکے خلاف ہمسے ہوگا آپ باطمینان تمام رہے کسی
طرح کا اندیشہ نہ کیجئے جو لوگ کہ نام آوران لکھنو تھے چلے آئے سوا مرزائی بیگم جنہنے مرزا برجیس قدر
کو پرورش کیا تھا سو اب وہ بھی وہین مرگئین معتبرین کہتے ہین کہ پانسو روپیہ ماہواری راجہ کی سرکار
سے ملتا ہے مرزا برجیس قدر اب صاحب اولاد ہوئے ہین ۔ اکثر دورہ کیا کرتے ہین اور دشمنی

اور متیمی لکھنؤ کے ہین مگر اب کون پوچھتا ہے پیشتر جو کچھ ہونا تھا ہوا

گرفتاری نواب خان بہادر خان بریلی

زبانی مرزا امراؤ خان یہ ہے کہ نواب بہادر خان رئیس و حاکم مستعار بریلی کسی پہاڑ کے
جنگل مین ۱۱ - آدمیون سے چھپے بیٹھے تھے کسی گوئندے نے جاکر خبر کی جنگ بہادر کے
پاس آئے اونسے مقدمہ خون پوچھا بہت سی تشفی کی ہیبل صاحب کے سپرد کردیا انھون
نے چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرین صاحب نے کہا کہ ہمنے تمھین امان دی ہے خاطر جمع رکھو جب
لکھنؤ مین روبکاری ہوئی کرنل بیرو صاحب نے پوچھا تمنے مدت تک سرکار کا نمک کھایا عہدہ
جلیلہ پر مامور رہے اس سن پیری مین کیون ایسی سرکار عالیشان سے بغاوت کی جواب دیا
تمنے ہمارا ملک آبائی چھین لیا تھا تمھاری فوج نے تمھارا سامنا کیا جب تم بھاگ گئے تمھارے باغیون
نے ہمین نیابتاً مستحق ریاست سمجھکر حاکم ریاست کردیا ہم اسے عنایت خدا سمجھے کہ اپنے حق کو پہونچے
جہان تک ہوسکا بچایا اب تمھارے قابو مین آگئے اختیار ہے صاحب نے کہا جب تعلقدار یہی
سرکار ہوتی پھر تمنے ملک کو بخوشی کیون ندیا کہا طمع نفسانی نے بچایا سرکار بھی یون کیکو ملک د
غرض لکھنؤ سے حکم ہوا کہ تمھاری روبکاری خاص بریلی مین ہوگی چنانچہ سوار پیدل
کے پہرے مین مقید ہوکر بریلی گئے حکام نے بعد روبکاری پھانسی تجویز کی حکم سنایا اونھون نے
یہ بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز لفٹنٹ گورنر کو لکھتے ہین جیسا وہ حکم دین عرض کیا میرے سب اہلیان
بھیجدیجیے انکا ایک گواہ بھی بھاگ گیا دوسرا حوالات مین رہا قصہ مختصر آخر حکم پھانسی آیا سوار ام
جو انکا نائب تھا اوسے بھی پھانسی ملی اوسے شاہ جی نے خوب لوٹا تھا جب وہ بریلی سے بھاگ
کر ملک اودھ مین آیا تھا ایک دوست بریلی کا کہتا تھا جب نواب کو چوک مین پھانسی کو لائے
خلقت شہر کی تماشے کو جمع تھی صاحب کمشنر مع اور صاحبان عالیشان بھی آئے تھے نواب
سے اور صاحب کمشنر سے خوب تقریر ہوئی جب صاحب کمشنر خاموش ہو نواب نے کہا اب دیر کا ہے کا
کیا ضرور ہے حکم حاکم مرگ مفاجات ہے حسب دستور جلاد نے نواب کی مشکین باندھکر ٹوپی اوتارنی
کو پوچھا منع کیا فرمایا ایک ہاتھ انکا کلکٹر صاحب دوسرا اور صاحب تھامے ہے یہ فرماکر چلا کر دو

سوار ہو کر جلد چلے گئے جب پھانسی دے چکے ورثۂ نواب نے نعش طلب کی جواب دیا کہ تم اسے شہید بنا کر قبر پر میلا کیا کرو گے ہماری باعث تکلیف ہوگا بعد اسکے قلعہ مین گڑوا دیا اونکے عیال کی بسر اوقات کو کچھ سرکار سے مقرر ہو گیا ہے ۔

اسیران فرنگ کا بچنا اور رسوخ میر واجد علی کا ہونا

جب گورے قریب کوٹھی جنرل مارٹن محمد باغ میں پہونچے داروغہ میر واجد علی نے اون بیبیون اسیر کو جو فوج باغی کے ہاتھ سے محض قدرت خدا سے بچ رہی تھین نواب محسن الدولہ کے مکان واقع گلگڑ بالی مین بھیجدیا تھا پلٹن نادری کے تلنگے قیصر باغ سے بھاگ کر وہین اپنے ڈیرا ڈکو آئے سپاہیون نے کہا یہان محلات واجد علی شاہ اور عیال داروغہ میر واجد علی ہین ہم نہ اترنے دینگے تلنگون نے نمانا ایک چپراسی نے داروغہ کو خبر کی اونھون نے جا بہ بیبیون کو نال دروازہ مین چودھری جگناتھ کے مکان مین بھیجدیا بعد دو دن کے گورون نے مکان نواب محسن الدولہ واقع بینا باز پیا کر گولیان مارنی شروع کین خصوصًا جس مکان مین یہ بیبیان تھین متصل گولیان آنے لگین ۔ وہان سے محلہ منصور نگر مین جہان نواب خرد محل سلطان محل اور بہت سی عورات محل تھین بھیجدیا نواب خرد محل نے احتیاطًا بیبیونکو علیحدہ کوٹھے کے کمرے مین رکھا اور اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ لیجا کر کھلایا کرتی تھین اسواسطے کہ مبادا کسی ماما لونڈی کو خبر ہو جاے ۔

جب احمد اللہ شاہ نے درگاہ حضرت عباس مین آکر مورچہ کیا وہ قریب منصور نگر متصل سکونت صاحبات محل تھا میر واجد علی نے بیبیون سے ایک چٹھی لکھوائی یعنی ہم میر واجد علی داروغہ کے مکان مین ہین یہان بھی بدمعاش چارونطرف سے گھیرے ہوے ہین جو صاحب اس چٹھی کو دیکھے فورًا مع فوج آکر ہمکو یہان سے لیجاے داروغہ نے ایک شخص کو ۲۰۰ روپیے دیکر مع چٹھی بھیجا ۔ راہ مین قریب اکبری دروازہ دو افسر نیپالی ملے وہ چٹھی دیکھی وہ دو کمپنی اپنی لیکر آئے ۔

نواب خرد محل نے بیبیون کیواسطے کشتی بھاری پر تکلف اور ساده لباس کی منگوائین اور

کچھ زیور۔ بیبیون نے لباس سادہ پہن لیا اور ایک طوق گلوبند و بجلیان کانون کی اور
جہانگیریان دستی لے لین اور داروغہ کی پنس مین سوار ہو رخصت ہوئین فقط ایک گارد واسطے
حفاظت کو رہ گیا بعد اسکے بدمعاشون نے باخبر ہوکر گھر کو گھیر لیا داروغہ نے پھاٹک پر قفل لگا دیا
کہ مبادا یورش کرکے داخل ہون سبکو قتل کرینگے اور گارد کو کوٹھے پر چڑھا دیا کہ سب طرف
گولیان مارو بدمعاش سمجھے کہ یہان فوج ہے رک رہے یورش نکرسکے داروغہ کو یہ خیال گذرا
کہ اگر سرکار سے کمک نہ آئی یہ بدمعاش کیونکر باز رہینگے۔
جب بیبیان لشکر جنگ بہادر مین پہونچین اپنا احوال جنرل سے کہا وہانسے دو پلٹن اور کئی صاحبان
اس مکان پر آئے اوسیوقت صاحبات محل اور عورات کو سوار کرکے لشکر مین جہان بیبیان
تھین پہونچا دیا جنگ بہادر نے علیحدہ خیمے مین ان سبکو اوتارا۔ بہت خاطرداری کی۔
ہزار روپے دعوت کے بھیجے میم نے جنگ بہادر سے داروغہ کی ملاقات کروائی۔ بعد
اسکے کماندرانچیف سے ملاقات کی اونھون نے محلات کی بہت تشفی کی۔
تیسرے دن داروغہ معرفت آر صاحب جنرل اوٹرم صاحب کے پاس حاضر ہوئے
صاحب نے کھڑے ہوکر انکا مزاج پوچھا بہت تسلی کی فرمایا لاکھ روپیہ سرکار سے تمھین انعام
ملیگا اور ایسی پرورش ہوگی کہ تمھارے وہم و خیال سے باہر ہو داروغہ نے محلات کیواسطے
عرض کیا کہ جاگیر و تنخواہ نوٹ وغیرہ سب اونکو ملین اور ہرصورت اونکی رعایت کیجاوے
پھر آر صاحب سے فرمایا کہ اونھین ایک چٹھی لکھدی یعنی تباکید اکید حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی
شخص فرقۂ سپاہ سے میر واجد علی داروغہ کے مکان پر نجاوے اور جو اونکے متعلق ہون
اونکو بھی نہ ستاوے کسواسطے یہ خیرخواہ اور متوسل و در حفاظت انگریز بہادر ہین اور
ایک چٹھی بنام افسران گورہ دی کہ جہان آر صاحب کہین پہرہ گورون کا مقرر کرین پھر محلات
کو لشکر جنگ بہادر سے مع اسباب وغیرہ گولہ گنج مین محترم اور محبوب خواجہ سرا اون کا مکان
آر صاحب نے خالی کروا دیا وہان جاکر رہے پہرہ گورہ کردیا۔
بعد تین دن کے میر واجد علی مرزا قمر قدر بیٹے سلطان عالم کو لیکر جنرل اوٹرم صاحب کے
پاس گئے صاحب نے حسب معمول تعظیم و تکریم کی اور بہت کچھ تشفی و تسلی دیکے اور فرمایا محلات

اور ملکہ جہان کو تمہارے سپرد کیا اور سبکی داروغگی دی اور نواب خاص محل کی مان کو بھی
تم اپنے پاس رکھو اور شہزادی کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور وعدہ لیا تمھاری تنخواہ بھی
ہو جائیگی پھر رخصت کیا۔

میر واجد علی کے پانون مین گھوڑے سے گرنے مین چوٹ آئی تھی اس جہت سے
چیف کمشنر کے پاس نجا سکے صاحب بہادر کلکتہ تشریف فرما ہوے مونٹ گومری صاحب
رونق افروز ہوے منشی رام دیال تحصیلدار نے اس اہتمام سے کارنیگی صاحب سے کہا کہ داروغہ
نے اور محلات باغیہ کو بھی اپنے گھر مین چھپایا ہی بس چاہیے کہ اونکے گھر پر دوڑ جاے سب اسباب
گھر سے لوٹ لائے صاحب نے کہا تم دوڑ لیجاو مگر اونکے گھر پر لیجانا موجب بدنامی کا
ہوگا کسواسطے کہ چٹھی جنرل اوٹرم صاحب اونکے پاس ہی تحصیلدار نے کہا کوئی نہ پوچھیگا میرا
ذمہ ہے چنانچہ ایک دن ولیم صاحب مارٹنس صاحب کپتان اور رگھو تحصیلدار مع ایک
کمپنی گورہ آئے داروغہ اور جتنے آدمی اوس مکان مین تھے سب کو قید کر لیا دوسرے
دروازے سے گورے نواب خرد محل سلطان محل کے مکان مین بیباک چلے گئے بہت سا
اسباب اوس مکان کا لوٹ لیا کارنیگی صاحب نے آکر کہا حکم چیف صاحب یہ ہی کہ انکا
اسباب کسیطرح لوٹنا نچاہیے لے انکے اسباب پر مہر کر لو ہم نواب گورنر جنرل کو لکھتے ہین جیسا حکم
آئیگا عمل کیا جائیگا گورے جو لوٹ رہی تھے اونپر خفا ہو کر کچھ اسباب ظاہری اونسے چھین لیا اور جو
پہلے سے لے چکے تھے اونکے پاس رہا میر واجد علی نے چٹھی جنرل اوٹرم کی دکھائی ولیم صاحب
نے تشفی کی مگر محلات مین جا کر خاکروبن وغیرہ سے تلاشی کروا کے سب اسباب لیکر نکالدیا
سب محلات احاطہ فقیر محمد خان مین گئے وہان بھی پہرہ رہا۔

دوسرے دن کارنیگی صاحب چٹھی چیف کمشنر لائے بہت تشفی کی پہرہ گورون کا اوٹھا لیا
اسباب پر مہر کر کے توتوالی مین رکھوا دیا۔

جب میر واجد علی چیف کمشنر کے پاس گئے بڑی خاطر کی نواب گورنر جنرل کو چٹھی لکھی وہانسے
حکم استرداد اسباب آیا اور چیف کمشنر نے بھی وہی حکم دیا کہ اوٹرم صاحب نے داروغہ کو چٹھی دیکر معاف
کیا ہی یہ داخل لوٹ نہین تعجب نے اسکی اپیل کی کہ یہ حق سپاہ ہی ہم نہ دینگے مگر پھر از راہ پرورش

مفتاح الدولہ محمود علیخان

Miftrhoodoulah.

یکم نومبر ۱۸۵۸ء بحالات لو اسباب ملا میر واجد علی کو سرکار سے لاکھ روپیہ انعام ملا انھون نے ایک دوست کے سمجھانے سے نوٹ کا بارہ لیا اس جہت سے نذر اصل پر ۷ ہزار بابت تو فیر شرح سے بہت سے دیہات زمینداری خرید کیے صاحب نصیب ہین ہر وقت مین اچھے رہے

معرکۂ اختتام راجہ بینی مادھو بخش اور بالاجمال احوال مفتاح الدولہ

راجہ بینی مادھو بخش بہادر تعلقدار نظامت بیسواڑہ اپنی بات پر مستقل و ثابت قدم رہا سرکار انگریزی سے کسیطرح رجوع نہ کی اور جناب عالیہ کی رفاقت سے ہاتھہ نہ اوٹھایا اگرچہ دامن کوہ مین رہ گیا تھا اور اونکے ساتھہ جانے کی کسیکو اجازت نہ تھی مجبور تھا آخر کئی سو آدمی ہمراہ لیکر فوج سرکار سے لڑکر بڑی بہادری سے مارا گیا اور اپنے علاقے تئین بھی مع عیال مردانہ وار ہوکر چلا گیا تھا چنانچہ بعد رفع ہنگامہ کے سرکار انگریزی سے اوسکے متعلقین کی بسر اوقات کو کچھ علاقہ ملا ہی باقی قرق ہوکر تقسیم ہوگیا۔

مفتاح الدولہ کا احوال یہ ہے کہ جب جناب عالیہ کی رفاقت سے اور مرزا برجیس قدر کے ساتھ سے میان راہ بمجبوری رخصت ہوے سمہیہ پہاڑ پر کمنڈنگ فوج کے پاس آئے سر ڈپٹی خیر الدین احمد خان ہوکر ہتھیار ہوا اٹھا دیکر پہرے مین روانہ فیض آباد ہوے اور ایک کاغذ لکھکر افسر پہرے کو دیا فیض آباد مین راسفورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر نے روبکاری کی اور حسب علی خان کا مکان رہنے کو ملا اور حکم دیا کہ بے ہماری اجازت کہین نہ جانا پھر جب سر ہوپ گرانٹ صاحب چیف آف پولیس کے پاس حسب الطلب آگئے فرمایا دور کو ہمارے ساتھہ چلو اور تم قدیم نمکخوار اپنی سرکار کے ہو اپنی عرضی لکھکر جناب عالیہ کو بابوا بھیجو عرض کی میری کیا مجال ہے اور وہ کیونکر میرے لکھنے سے چلی آئینگی تماما آخر عرضی اس مضمون کی لکھوائی کہ جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے سبکو امان دی قصور معاف کیا ہے از انجملہ آپ کا بھی قصور معاف ہوا آپ بے تکلف تشریف لائے کسیطرحکا اندیشہ نہ کیجیے سرکار سے آپکے فراغور حال تنخواہ مقرر ہو جائیگی جہان چاہیے رہیے گا بلکہ کیا عجب ہے صورت قیام خاص اودھ مین ہو جاے اس عرضی کو اپنے گوئندے کے ہاتھہ جناب عالیہ کے پاس روانہ کیا مگر وہان سے کچھ جواب نہ آیا مہینے بھر تک صاحب کے ساتھہ دورہ پر رہے

قصیدہ حضرت سلطان عالم واسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے

جب حضرت سلطان عالم رونق افروز قلعہ کلکتہ ہوئے تھے ایک قصیدہ نواب گورنر جنرل بہادر کی شان میں انشا فرماکر بھیجا تھا اوسکی نقل بھی عبرت الناظرین سمجھکر منضم کتاب کی ہے یہ بھی زیب انقلاب نامہ ہے وہ یہ ہے

تا دور دوام الجلال ریاض دولت و اقبال زیبندہ آرائے سلطنت و حشمت رونق بخش سریر شوکت و عظمت با آبیاری سحاب عنایت خویش مدام شگفتہ و خنداں و محفوظ زمان دارد۔

بعد بر ضمیر منیر مجلی نظر مخفی و محتجب نماند مخلص دیرینہ چند شعر در مدح ذات بابرکات آن ستودہ صفات انشا نمودہ برائے ملاحظہ عالی ارسال میدارد ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

قصیدہ در بحر ہزج مثمن سالم

مشیر خاص شاہنشاہ انگلستان بحر و بر — تمہیں فرمان روائے ہند و ستو مستظلم ہو

وزیر صاحب تدبیر و با توقیر و با ہمت — قلم دار و قلم کش تاج بخش فرق عالم ہو

سپہ سالار و سالار سپہ آصف منش حاکم — گورنر جنرل بہادر صاحب سیف و علم ہو

نگیں باقی ہے تا نام پاک سے گیا اسپہ روشن ہے — سپہر جاہ و مہر چرخ و مہر اسم اعظم ہو

ارسطوئے کسری عدل رستم تن فریدوں فر — بہادر اور جری ہو اور ہنر اور مکرم ہو

سمن بر موسی ید ہو وزیر ملک عالم — جہان پرور کرم گستر کرم کن ہو معظم ہو

کرو میدان میں اونی پیرزال کو زیشت اسکو — نگاہ قہر سے دیکھو جو رستم ہو وہ بے دم ہو

جہاندار و جہان بخش و فلک رخش و ملک خادم — تم ایسے عہد ہو عیسیٰ نفس ہو رشک حاتم ہو

ہلال مہر ماہ کوکب خورشید و مہتاب — قمر قدر و مہ سیر و ثریا شمس عالم ہو

سپہر رفعت و اوج سما و نور ہندستان — عقیل و نکتہ فہم و نکتہ سنج و ہمدم عالم ہو

سریر آرائے ہفت اقلیم و حکم شاہ انگلستان — سلیمان دست سلطان جہان ہو رشک ضیغم ہو

ظفر یاب مظفر ہو ظفر کردار و فاتح ہو — علمدار جنود عدل و ہمت مہر عالم ہو

نہایت فکر میں تھا مدح خوان سکو گیا — ندائے ہاتف غیبی سنی تو آں خستہ ہو

وہین یہ مطلع خوش جوش کلک فلک سے ٹپکا ۔ عجب کیا ایسے مطلع کا صلہ تحسین ہر دم ہو

مطلع

سکندر جاہ و کیکاؤس و نوشیروان عالم ہو ۔ ارسطو فہم و افلاطون منش حاتم سی ہم ہو

در صفت شمشیر

وہ شمشیر مصفا ہے کہ جوہر جسکے انجم ہین ۔ وہ دھار اوسکی ہے جیسے تار کا صابنکے ہو بہم

جہانمین سرکشون کے حق مین سم کا کام کرتی ہو ۔ مطیعون کے لیے نہر لبن کی دھار ہر دم ہو

غضب سے گر کھنچے میدان مین وہ صدمہ کشور ۔ نہ ضیغم ہو نہ جن پہونچے پری ہو نہ آدم ہو

تمہاری طرح کا سایہ صبا پر گرچہ پڑ جائے ۔ ہوا کی جان کو دو ٹکڑا اسی تلوار کا سم ہو

نکل آئے میان سے وقت رزم جنگ تو جسدم ۔ نہ ٹھہرے سامنے کوئی تہمتن ہو کہ رستم ہو

جو قبضہ ہو سوبج کا تو پھل دست مسیحا ہو ۔ سراب کہکشان چرخ اس قبضے پہ ہر دم ہو

اگر تو کھینچ لے گھوڑی پہ اوسکو فلک حشمت ۔ تری طرح فرنگی سے سپر افلاک تک خم ہو

عدو دن کیلئے بجلی کا کام اوس سے عیان ہو ۔ نیر ہونگی دعا دست سیف صاف سر دم ہو

محبان شال گل ہین چلتی رہین سمن ۔ الم پر سو الم بدخواہ دولت کا یہ عالم ہو

دلا اک مطلع خوش صفت توسن مین رقم کرتا ۔ جو جوش مدحت ممدوح ہی ذرہ نہ وہ کم ہو

مطلع

چھلاوا یا پری یا حور یا صرصر ہو دم ہو ۔ ادب مین وہ ہندستان کا مرمین بجلی کا عالم ہو

کہے گر شہسوار اوسکو کہ تاپ ساری عالم ہو ۔ مجال اتنی نہین گر اک قدم وہ حکم سے کم ہو

بس اک سرپٹ ہے اوسکا ہند چین مغرب مشرق ۔ فرنگستان ہو روم و شام ہو یا اسپین و دیلم ہو

وہ آہو چشم ہے اور کان جیسی آم کی پھانکین ۔ ہر اک آنکھ ایسی جیسے نشہ اک بوتل کا ہر دم ہو

وہ سم جیسے ہرن کے کٹورے مشک و کس بصورت ۔ کہ جیسے ہو وقت رقص مہر و دم سے باہم ہو

جو لیلو ہاتھ مین پانی نہ چلتی وقت وہ چھلکا ۔ اشارہ ہو تو جھپکے چار جاسہ چرخ کا خم ہو

فنا اک لات سے اوسکی عدو کے خستہ تن ہو دنیا ۔ کسانون کی زمین کیواسطے سم دانہ ہر دم ہو

در صفت گاڑی

لگی ہین گھوڑیان وسمین کہ پریان پرکشادہ ہین — وہ گاڑی ہی سواری کی کہ جیسے چرخ اعظم ہو
دلا اک مطلعِ خوش مدح فیل خوش مین انشا کر — الا ای کلک لکھنے مین نہ تو اسوقت کچھہ کم ہو

مطلع در صفت فیل

سیاہی رات کی ہاتھی کی رنگت سی کہین کم ہو — جو چارون بھٹیان اوسکی ہین تیغ اژدہا تک نم ہو
فلک کوہ وشکوہ گنبد اخضر سپیر صورت — وہ سونڈ ایسی کہ جیسے زلف لیلی کان پیچ وخم ہو
وہ خرطوم اوسکی اسود ہی گھٹا ساونکی جیسی ہو — مقابل مین عدو کے اژدہا جسطرح سے خم ہو
وہ دندان اوسکے جیسے شمع کافوری منیر ہین — وہ یا ظلمات کے رستے مین ذوالنورین باہم ہو
بلندی اوسکی ایسی ہو کہ جیسے چرخ کی عظمت — سیاہی ایسی جیسے مشک تاتاری کا عالم ہو

در عرض حال خود

ترا مین کمترین اک مدح خوان ذات انور ہون — ترے لطف وعنایت کا نہ سایہ مجھہ سے اب کم ہو
جو دامن تیرا پکڑا ہی تو پوری دستگیری کر — کدھر جاؤن کہون کس سے جو میرا کام ہر دم ہو
جو مارو کچھہ نہین چارہ جلاؤ معجزہ ہی یہ — ہمارے حق مین عیسی ہو نہین او نسے کچھہ کم ہو
زن و وزند اسباب وریاست مال وزر دولت — نثار راہ ذی شوکت ہوا اب دل کو کیا غم ہو

مطلع

اعانت چرخ کی اسوقت مین کی کیون نہ حاتم ہو — مرا ہر ہر مو ہوا رطب اللسان نواب اکرم ہو
یہ چھوٹی چھوٹی بچی ننھی جانین بچ گئین بیشک — یہی ہی آرزو مجھہ پہ عنایت اب نہ یہ کم ہو
مقدم سب پہ ہی میری رہائی بیٹھا ہوں مین — الہی تیر اسکہ مہر ومہ پہ بھی مقدم ہو
دلے شاہ اودھ دیتا ہی تجھکو یہ دعا ہر دم — دعای اختر ناچار مین تاثیر ہر دم ہو
رہی حکم وحکومت ملکۂ عالم کی دنیا مین — وزیر ملکۂ انگلینڈ ہر دم شاد وخرم ہو

ایام جمعیت وکامرانی وبہجت وشادمانی مدام بکام باد

غرض جب بادشاہ نے یہ قصیدہ انشا فرمایا فی الحقیقت مرثیہ حال ہے اور اوسکا بھیجنا نواب گورنر جنرل بہادر کو منظور خاطر اقدس ہوا تو نواب خاص محل سے مہر خاص طلب فرمائی نامناسب اور خلاف رتبۂ شاہی سمجھ کر عذر فرمایا کہ یہ دربدرہ گدائی ہے اس قصیدے پر تو ہمیں اپنے ہاتھ سے کرنا کیا ضرور ہے صبر سب سے بہتر ہے بادشاہ نے بجبر مہر یٹ اور کرنل کو نیا صاحب سے فرمایا آپ اسیوقت محل میں جا کر میری مہر لے آئیے جب دونوں صاحب تشریف لائے فرمایا بموجب حکم نواب گورنر جنرل ہم مامور ہیں تعمیل حکم بادشاہ میں بہتر یہی ہے کہ مہر عنایت فرمائیے اسوقت مجبور ہو کر حوالے کی

جب قصیدہ نواب گورنر جنرل نے ملاحظہ فرمایا حکم ہوا جو بادشاہ طلب کریں دیا جائے بھیجدو چنانچہ دو لاکھ روپے طلب ہوئے بادشاہ کو صاحبات محل کا فساد میں لٹنا معلوم ہو چکا تھا وہ روپیہ لکھنؤ سے تحائف بھیجا اور حسب الحکم ہر ایک کو ملا۔

بعد رفع ہنگامۂ فساد اکثر صاحبات محل مع مرزا قمر قدر کلکتہ گئے بعض حسب الحکم بادشاہ بھی لکھنؤ کی سرکار سے نوٹ جاگیر ہر ایک کو ملی بدستور زمان شاہی جاری ہوئی ہر ایک صاحب اختیار ہے بادشاہ کسی کے مزاحم حال نہیں ہوے سب سے بدعا خیر ہیں۔ نواب گورنر جنرل نے ازراہ علو ہمت نسبت بادشاہ ملا تھا جسقدر بادشاہ طلب کریں لیکن بعض اہلکار کم ہمت اور مقربان خاص نے خیرخواہی سے عرض کیا مبادا یہ روپیہ تنخواہ معینہ سے بوقت وصول وضع کیا جائے اسلیے اسیقدر زر مطلوب پر قناعت فرمائیے۔

باب چوتھا

قافلہ سیلانی راہی لندن ابتدائے روانگی کلکتہ تا مراجعت مرزا ولی عہد کلکتہ میں

۱۳ شوال شب چہارشنبہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸ جون ۱۸۵۶ء جہاز دخانی مسماۃ بنگال پر قافلہ شاہی سوار ہوا ۱۳ روز چہارشنبہ ۱۹ جون وقت ۷ بجے گارڈن سے ریچ سے جہاز نے

لنگر اوٹھایا حضری مین جاکر ارکاٹی مین لنگر کیا رات وہین گذری شدت ہوا اور تلاطم حرکت جہاز سے حال عورات ہندوستانی نادیدگان سفر کا دگرگون ہوا ہر ایک کا مادہ فاسدہ بیجا گیٹین آیا حق بجانب ہے اول یہ کہ خلاف موسم بے ضرورت کوئی صاحب بھی عازم ولایت نہین ہوتا بلکہ بیشتر سے تنقیۂ مزاج کر لیتے ہین کہ مادۂ فاسدہ سے باعث فساد نہو مگر یہ امور واقفیت اور اطمینان سے ہوتے ہین اسمین یہ قافلہ مجبور تھا روز روانگی لکھنؤ جو صدمہ ہوا ایسا ہی سامنا روح پیش آیا کہ وطن مالوف سے چھوٹے ایسے روز بد کی کا ہے کو خبر تھی جو بیبیان کبھی لکھنؤ کے دریاے گومتی مین سوار بجکومت نہوئی ہون وہ دفعۃً صورت بحر محیط و نہنگ و دواعجباہ۔

غرض وہ شب اوسی اضطراب و کرب مین گذری صبح کو جہاز نے لنگر اوٹھایا خلیج بنگال سے داخل آب سیاہ ہوا کہ سواے سطح آب اور آسمان کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ۱۸۔ شوال روز یکشنبہ بعد دوپہر داخل احاطۂ مدراس ہوا۔ جناب عالیہ اور جنرل صاحب کا حال ایسے مشاہدات نادیدہ سے دگرگون ہوا چاہا کہ فسخ عزیمت فرمائین کہ واسطے کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن ملازمین کی فہمایش سے چار و ناچار مآل کار سمجھکر راضی برضاے الٰہی ہوئین اور بیبیان ولایتی جو جہاز مین تھین اونکے دیکھنے سے بھی فی الجملہ تسکین خاطر و اطفاے نائرہ حرارت ہوا مگر مرزا ولیعہد بہادر کا مزاج بسبب قوت شباب جوانی جادۂ اعتدال سے منحرف نہوا بلکہ ان سب مشاہدات کو تماشاے عالم سمجھتے تھے۔

۲۲۔ شوال وقت صبح جہاز سراندیپ سیلان مین پہونچا تین دن تک انتظار جہاز چین مین رہا چوتھے دن ۹ بجے جہاز آیا ۸ بجے ۲۴ کو لنگر اوٹھایا ۲۔ شہر ذیقعدہ کو عدن مین پہونچا اتفاقاً منشا خاکروب قافلۂ شاہی دفعۃً جہاز سے سمندر مین گر پڑا گورنر نے فوراً رسیان جہاز سے پھینکدین جہاز کو بخشتی کیا یعنی روکا۔ کپتان نے دوربین سے دیکھا سیاہی سر کے بال نظر آئی اور ایک میل سے زیادہ نکل گیا تھا گورے چھوٹی کشتی مثل بادصرصر لیکر پہونچے ایک ساعت کے بعد جہاز پر رسی سے باندھکر کھینچتے تھے کہ دفعۃً رسی ٹوٹ گئی پھر ڈوب گیا سارجن اور گورے پانی مین کود پڑے اوسے زندہ جہاز پر لائے جنابعالیہ نے خوش ہوکر ہزار روپیہ انعام دیا کپتان نے اونھین گوروں غواص کو دیدیا اوسیدن شام کو عدن سے

لنگر اوٹھایا ۱۵۔ ذیقعدہ پنجشنبہ کو بعد ۸ بجے سوئز پہونچے۔

جب چھوٹے دودی پر قافلۂ شاہی سوار ہوا تھوڑی دور چلا اتفاقاً خاصدان جسمین ۲ عدد جواہر بیش بہا نذر جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا تھے میان نیلم کے آدمی کی بغل سے سمندر مین گر پڑا کنارے پہونچکر جلیس الدولہ حاجی توکل میان نیلم۔ نواب مہدی قلیخان۔ میان الماس کپتان بر نڈن کشتی پر سوار غوطہ خور لیکر گئے بہت سے ہاتھ پانون مارے تپایا۔ ناکام پھر آئے اخبار کلکتہ سے اسکے خلاف سنا گیا کہ یہ سب فریب تھا واللہ اعلم۔

سوئز کے پنج گھر مین پچاس روپیہ یومیہ کرائے مین جاکر اترے ۱۶۔ ذیقعدہ یکشنبہ کو دو گھڑی مین پانسو روپے کرائے کا گھر لیکر اترے اس مسافت کا فاصلہ ۴۲ کوس ہے ۱۹ ذیقعدہ یوم چہارشنبہ ابراہیم پاشا کے مکان مین اڑھائی سو روپیہ کرایہ دیکر اترے دس دن تک مصر مین رہی مقام متبرکہ مشہور حسینین یعنی بموجب ایک روایت کے سر مقدس جناب سید الشہداء دفن ہے دوسرے مزار جناب زینب خاتون مزار محمد بن ابی بکر جو حاکم مصر ہوے تھے جناب عالیہ وہان تشریف لے گئین۔ مجلس عزا کی۔ ایک جگہ اکادن روپے دوسری جگہ پچیس روپے نذر چڑھائے۔ رات کو مراجعت کی داخل مصر ہوئین۔

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ

شیخ محمد علی ذاکر و واعظ رفاقت جنرل صاحب مین گئے تھے لکھنؤ مین اپنے عیال کو نواب معین الدولہ کے سپرد کر گئے تھے خود ناقل تھے کہ جب ایام حج خانہ کعبہ قریب پہونچے مین نے اپنے نفس پر ملامت کرکے خیال کیا حیف ہے کہ تو خانۂ کعبہ سے پشت کرے اور منہ سمت لندن یہ لوگ بامید استرداد اپنی سلطنت کے جاتے ہین تو کس امید شفاعت عیسوی پر جاتا ہے اسکے سوا راہ مین کچھ صورت خلاف مزاج بھی گذری تھی بہرحال جناب عالیہ اور جنرل صاحب سے عرض کیا مجھی رخصت حج سے ایام حج قریب ہین آپ کے واسطے بحضور قلب اوقات خاص اور مقامات خاص مین دعا مانگونگا سو روپے زاد راہ عنایت ہوے سوئز سے رخصت ہوئے دو ہزار روپیہ لکھنؤ مین پاتے تھے۔

حاجی صاحب سویز سے چھوٹی کشتی پر مصریون کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین پہاڑ سے ٹکر کھا کر کشتی ڈو
بنے لگی تین سو تیس آدمی دفعۃً غریق رحمت ہوے حاجی صاحب نے وقت ڈوبنے کے ایک فرد
زر نقد کمر سے کھول ناخدا کو دیا اوسنے اپنے ساتھ چھوٹی کشتی پر سوار کر لیا بہزار خرابی کنارے
پہونچے اوسوقت دہ روپیہ تصدق جان ہوا اگرچہ یہ بھی سب کے ساتھ ڈوبتے وہان اونٹ
پر سوار ہو تین دن مین مدینہ منورہ پہونچے پھر جدے آئے ایک تاجر دوست قدیم کے ساتھ
حج کو گئے بعد فراغ عدن مین آئے جب جہاز سویز سے آیا سات سو روپیہ کرایہ دیکر کلکتہ
آئے حضرت سلامت خاقانی حاصل کی ساری کہانی سفر تصریح بیان کی پھر لکھنؤ آئے
عیال سے ملے ایکدن ایام بارہ نواب محسن الدولہ مین مجلس عزا کی مومنین جمع ہوے
اپنی ساری داستان منزل بمنزل بیان کی —
غرض قافلہ شاہی نے مصر مین ۵ مقام کیے فی الحقیقت خستگی راہ ہوئی عباس پاشا
مصر قافلہ شاہی کے آنے سے مطلع ہوا مولوی مسیح الدین خان سے ملاقات ہوئی
منظور خاطر ہوا کہ شاہزادون کی ملاقات کیجیے بطریق ضیافت و مہمانی تواضع حال ہو لیکن جہان
کے خدشہ تو بات ہی مناسب وقت سمجھا نا بلکہ زبان سے با ایہمہ کچھ خدشہ گذرا تھا رفع کیا گیا۔
۲۹ ذیقعدہ وہان سے منجے ریل پر سوار ہو کے شام کو اسکندریہ مین پہونچے یہ مسافت
تیس کوس کی ہے بسرعت خدا بخش تاجر کا روانسرا مین اترے ۴ ذیحجہ چہارشنبہ بعد دوپہر کے دخانی
سے چلے ہم نیچے جہاز انڈس پر سوار ہوے اوسی دن جرات علیخان میر امداد علی ہرمزجی پارسی
وغیرہ مع مرسلہ خزانہ خرچ پہونچکر ہمراہ رکاب ہوے ۱۰ ذیحجہ شنبہ کو بعد ۱۰ بجے مالٹہ مین لنگر
کیا عجیب حسن عمارات عالیشان شہر قابل دیدنی تھی لیکن اس شہر مین ہر شئے ہر قسم کی بہت
خوب ہے لیکن گران بہت زیادہ چار گھڑی رات گئے وہان سے لنگر اوٹھا کر ۱۲ ذیحجہ
سنہ ۱۲۷۲ روز جمعہ جبرالٹر مین پہونچے یہان عمارات عالیشان کو پہاڑ کو تراش کر بنایا ہے
اور رنگ برنگ کی گلکاری اور نقش کا بیجر کھودے ہین نسبت مالٹہ کے یہان ہر شئے
گران پایا ۳ دن کے بعد یہان سے چلے اس دریا مین طوفان عظیم اوٹھا سب کو
یقین غرق ہو چکا تھا باری فضل خدا سے نجات پائی ۲۰ اگست مطابق ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ

۵ بجے شام کو لنگرگاہ سوتھمپٹن یعنی جنوب لندن پہونچے یہ دونوں بندرگاہ جنوبی و شمالی لندن واقع ہیں اس شہر میں تجارت خاص ابریشم قالین وغیرہ ہوتی ہے ۲۷ کوس کا فاصلہ لندن سے راہ خشکی ہے ریل پر ۳ گھنٹے میں لندن پہونچتے ہیں ۔

منشی میر شفیع منشی میر حسن کے بیٹے ملازم جنت آرامگاہ ضعیف البنیان اکثر لکھنؤ میں بھی ضعف قوی سے رہتے تھے وقت روانگی کربلا میں جب اس سلطنت کتاب سے ملاقات ہوئی کہا کہ تم قصد سفر لندن نہ کرنا تمہارے قوی بہت ضعیف ہیں صدمات جہاز راہ دور دراز نہ اوٹھا سکو گے بلکہ اپنے بیٹے میر محمد شفیع کو بھیجدو تو مناسب ہے وہ جوان ہے متحمل مشقت ہو جائیگا خیال میں نہ آیا تین سو روپیہ درماہہ کا لالچ کیا پہلا خط سیلان سے آیا کہ مرض اسہال ہو گیا ہے امید حیات منقطع ہو چکی ہے آخر ۱۳ ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۵ اگست بمقام جبل الطارق میں جہاز پر انتقال کیا بعد غسل و کفن جہاز کو روکا چھوٹی کشتی پر نعش کو رکھکر شرق رخصت کر دیا جنرل صاحب کو افسوس بہت ہوا کیا تھا بادشاہ نے میر محمد شفیع کو سرفراز کیا خطاب دیا کچھ دنوں ملازمین جدید دعا گو اور صاحبات محل لکھنؤ کی تقسیم تنخواہ اونکے اختیار میں رہی اب کلکتہ میں حاضر حضور ہیں ۔

داخلہ جناب عالیہ سوتھمپٹن میں اخبار لندن میل ۲۶ اگست سنہ الیہ ۱۸ ذیحجہ سنہ الیہ یہ سب احوال لندن مؤلف کتاب نے از روئے خطوط لندن جو مسیح الدین خان اپنے عم نامدار محمد خلیل الدین خان کو بھیجتے تھے نبدیکو وہ خطوط دکھا دیتے تھے سمجھی نہیں لکھا اور خود مسیح الدین خان نے کتاب لکھی ہے اوسمیں سب احوال بتصریح تمام ہے ،

اخبار میں لکھا ہے کہ جہاز میں جہاں جناب عالیہ و دیگر عورات پردہ نشین تھیں سخت قید تھا کہ کوئی شخص نامحرم نہ جانے پائے دو تین مرتبہ گانیکی آواز آئی غالب ہے کہ مرثیہ پڑھا ہو

سکندریہ سے جناب عالیہ جہاز دودی پر سوار ہوئین عجیب معاملہ پیش آیا کہ تندی و شدت ہوا سے
اوسوقت جہاز کو تلاطم تھا جناب عالیہ اپنے لباس او جھکر سطح جہاز پر گر پڑین۔ صاحبون نے چاہا کہ
دوڑ کر اعانت کرین لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہزار خرابی
عورات کی اعانت کرین لیکن بسبب رسم ہندوستان کے خواجہ سرا مانع ہوئے بہزار خرابی
عورات کی اعانت سے خاص کمرے میں داخل ہوئین اس قافلے مین کئی منشیان دفتر
مشغول اپنی تحریر کتابت مین تھے جب جہاز سے صندوق بار لنارے اترے برمٹ پر گودام مین رکھے
گئے جنھین پیشتر سے خالی کر رکھا تھا اور حسب الحکم گورنر خزانہ جناب ملکہ معظمہ اسباب کو بہت احتیاط
سے اوتارا محصول برمٹ نہ لیا فرش خواب اور اسباب باورچی خانہ کثرت سے تھا ایک مسخرہ بھی
انکے ساتھ تھا جس سے سب ہنستے تھے۔ نوکر شاگرد پیشہ حقہ پیتے آپس مین غل مچاتے تھے اس عرصے
مین بوجہ سواری جناب عالیہ کے نکلنے مین کچھ دیر ہوئی اس جہت سے منظور ہوا کہ پالکی مین
سوار ہو کر اترین گاڑیون پر سوار ہون جو کنارے کھڑی تھین جب ۳ بجے دو گاڑیان بہت
عمدہ چار گھوڑونکی حسب الحکم کوتوال شہر آئین اہل شہر مشتاق سواری ہزارون جمع ہوئے کنارہ دریا
سے جہان گاریان کھڑی تھین فرش قالین بچھا دیا تھا جہاز کے آگے خواجہ سرا ارکان دولت
صف بستہ قاعدے سے کھڑے ہوئے جب سابان جادس سواری ہو چکا قنات پردہ
کھینچی جس سے فقط عکس و صورت ملفوف پارچہ مثل عورات مصر معلوم ہوتا تھا او نکے پانون مین
جراب نہ تھی لیکن جوتے مغرق بھاری سنہرے زیب پا تھے خوب چمکتے تھے جب گاڑیون پہ
سوار ہونے لگین ایڑیان نظر آئی تھین قرینے سے معلوم ہوا کہ یہ دونون بیبیان مقرب
خاص ہین جب گاڑی مین سوار ہو چکین اوٹ پردے کو جلد جہاز سے اتارا دونو طرف پردہ کیا
جسمین بوجہ سواری نمودار ہوا رسیون سے باندھ کشتی پر آتارا نیلے رنگ کا مغرق بوجہ کا پردہ تھا
سرخ بڑا چھاتہ مغرق پہلوی بوجہ مین تھا اوسمین وہ عصمت مآب پردہ نشین تھی جبھر کبھی نظر نامحرم
نہ پڑی تھی چوبدار عصا نقرہ و طلا ارکان دولت با دابستہ پیش پیش جلوہ سواری مین تھے
اوسوقت اہل شہر متمنی عکس ظل جناب عالیہ کے رہگئی خواجہ سرا بلاز مین بدستور ہند سرگرم اہتمام تھے
اسلیئے گاڑی کے پاس آنے دیتے تھے پھر اوسیطرح گرد گاڑی کے پردہ کیا جسمین وہ ہمائے اوج اقبال نمرت مرجع

سعادت مین جلوہ افروز ہوئین اوسوقت سب خاص و عام نے باتفاق چلا کر لفظ ہرا کہا
جسے حالت مسرت وسرور مین کہتے ہین ایک شخص غیر کورٹ بخش پر جا بیٹھا اوسے اوسیوقت
اتار دیا میجر برڈ صاحب نے عرض کیا اندر و صاحب کوتوال شہر سلام کرتے ہین حضور چابلی سے
ہاتھ نکالکر موافق رسم ولایت مصافحہ فرمایئے بعد اسکے مصافحت راہ طے کرکے رائیل پارک ہو
یعنی سرا مین داخل ہوئین کاروانسراے ولایت بہت عمدگی سے آراستہ ہوتی ہین جسمین امرا
سلاطین اترتے ہین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہے نہ مثل سراے خرابہ ہندوستان -
اسکے بعد اندرو صاحب اور امراے ہندوستان جو کئی برس سے ہر ایک اپنی دادخواہی کو
گیا تھا استقبال شاہزادون کے لیے جہاز پر گئے جنرل صاحب مرزا ولیعہد سے ملاقات ہوئی
پھر جہاز سے اوترکر گاڑی پر سوار ہوکے میجر برڈ صاحب اوسی گاڑی مین پیشتر جا بیٹھے جنرل صاحب
تماشاے خلق پر کم متوجہ ہوے مرزا ولیعہد کا قد موزون تقریبًا ۵ فیٹ ۱۶ - انچ کا تن لاغر
۱۸ برس سے زیادہ سن شباب مین معلوم ہوتا تھا - گندم گون - روشن چشم - صاحب ذہن و
ذکا معلوم ہوتے تھے اونکے عم نامدار جوان قوی ہیکل پوشاک دونون کی بہت عمدہ شاہانہ
جواہر بیش بہا پہنے تھے خلایق انکی تشریف آوری کی منتظر تھی متعجب ہوکر سبھون نے ہرا کہا
مرزا ولیعہد عدم واقفیت سے چپ وراست دیکھنے لگے جنرل صاحب نے متبسم ہوکر موافق
دستور ہند ہاتھ سلام کا پیشانی پر رکھا پھر داخل سرا ہوے - راہ مین خواص مگس ران تھے یہان بھی
اوس سے زیادہ کثرت اژدحام تھی میجر برڈ صاحب نے دونون شاہزادونکو سرا کے کوٹھے پر لے گئے
سب سے مخاطب ہو داستان اودھ بزبان شیرین بیان کیا یہ امر خاص اس تصریح سے
کسی ہندوستانی سے نہ ہوسکتا - الحق کہ وہ اپنے حق خیرخواہی سے ادا ہوے -

بیان میجر برڈ صاحب

ایہا الناس - مین ملکہ معظمہ جناب عالیہ متعالیہ اور جنرل صاحب مرزا ولیعہد کیطرف سے کہتا ہون
کہ یہ حضرات تمھارے بہت ممنون و مشکور ہے جو تم اس خوبی سے پیش آئے اور کمال مسرت دلی سے
تمنے ہرا کہا لیکن تم پوچھوگے کس سبب سے انکا آنا ولایت برطانیہ مین ہوا اور اپنی ولایت

کو کیون چھوڑا اسکا جواب باعث تمہارے وفور تاسف و حیرت کا ہوگا پس ایہا الناس اپنے
دل مین تصور کرو کہ سن شریف جنابعالیہ معظمہ تقریباً ۶۰ برس کا ہی اپنی ولایت مین کمال عیش
وعشرت سے رہتی تھین اس مدت عمر مین کبھی انکی کف پای مبارک رفتار سطح زمین سے
آشنا نہین ہوے تھے کیطرح کا خیال مین نہ لائین پانچ ہزار کوس کی مسافت راہ طے کر کے
مع اپنے بیٹے پوتے کے محض طلب انصاف اہل برطانیہ کبری سے آئی ہین اور یہ خاندان
عالیشان اودھ مرافعہ اپیل کو آیا ہے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نے انکا تخت سلطنت لیلیا
ہے اسواسطے انھون نے جلاے وطن اختیار کیا اور صاحبان عالیشان سے متوقع انصاف و
تحقیقات ہین یعنی دریافت فرمائین کہ کس سبب سے سرکار کمپنی نے قلمرو اودھ کو لیکر اپنے
ممالک محروسہ سے شامل کرلیا ہی اور مجھے زیادہ تر افسوس اسپر آتا ہے کہ اہلکاران سلطنت
جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے بھی ایک طرح کی اجازت فہمائی و دیگر شریک اس امر خاص کے
ہوے ہین تمسے کوئی امر چھپا نرکھونگا اور بڑی بات جو سرزد ہوئی ہے مطلع کرونگا پس مین
مدعی تحقیقات و انصاف ہوا ہون کسواسطے کہ سالہا سالہاے دراز سے درمیان سرکار کمپنی انگریز
بہادر اور اس خاندان عالیہ کے روابط اتحاد و دوستی و وثوق ملحوظ چلا آیا ہی اب اوسے
سرکار کمپنی نے اس خاندان شاہی سے ممالک محروسہ لے لیا ہے باوجود اسکے کہ لارڈ ڈلہوزی
بہادر اپنے اشتہار مین خود مقر اس بات کے ہین کہ یہ خاندان عالیشان اقوام انگلشیہ سے
ہمیشہ صادق الوداد رہا ہی پس جانو کہ یہ سرکار عالی کس طریق پر رہی جسوقت کہ ملک گوالیار
کی لڑائی درپیش ہوئی اور جب معرکہ ملک پنجاب ہوا اور یہ وہ وقت تھا جسکے فتح ہونے
مین دغدغہ تھا اور نرخ کواغذ نوٹ سرکار کمپنی کس تبہ گھٹ گیا تھا اور یہ سب ریاستہاے ہندوستان
کی مستعد و آمادہ سرکار کمپنی سے پھر جانے کی ہو چکی تھین اوسوقت دارو گیر مین شاہ اودھ نے
اپنے ترکسوارون کے گھوڑے سرکار کمپنی کو دیے اور فوج کو بھی اجازت کمک کی دی یہ مخصوص اسیوقت
نہین ہوا اسکے سوا جب کوئی مہم عظیم پیش آئی ہی سرکار شاہ اودھ نے مبالغ زر کثیر خرچ کرکے اعانت
و امداد سرکار کمپنی کی کی ہی اور یہ مصارف ہزار ہا روپیہ کا نتھا بلکہ کرورون کا ہوا ہی چنانچہ اب تک سرکار کمپنی
دو کرور پچاس لاکھ روپیہ سرکار اودھ کی قرضدار ہی پس مقام انصاف ہی کہ بدلے ایسی سلوک خصوصیات کے تخت سلطنت

اپنے دوست صادق کا لے لیوے لیکن تم مستفسر ہوگے کہ کس حیلہ و حجت ظاہری سے
لے لیا جواب دیتے ہین کہ رعایا سے ملک اودھ سالہا سے دراز سے حکام اودھ کے جبر و تعدی
مین تھی اُنکی عافیت و نجات کے واسطے ہمنے لے لیا ہے - ایہا الناس اے میرے ہم شہریو
فرض کرو کہ اگر بادشاہ فرانس یا کوئی اور بادشاہ جو سلطنت انگلستان سے زبردست ہو عہد شکنی
کرے اور تخت و تاج ملکہ معظمہ دام اقبالہا لے لیوے اس بہانے سے کہ اونکے ملک مین بے انتظامی
ہوئی تم گوارا کروگے بلکہ تم اُسکا جواب دوگے کہ ہم آپ سمجھ لین گے اور تصور کرو کہ اگر کوئی تمھاری
گھر مین مداخلت کرے یا کوئی ہمسایہ زبردست تمھارا گھر آکر چھین لے آیا اسے گوارا کروگے
سب نے باتفاق جواب دیا نہین -

بعد اسکے میجر برڈ نے کہا ایہا الناس تمنے حفاظت دو اضلاع کوچک ترکستان کیواسطے خون
اپنا حلال جانا اسواسطے کہ جور و بدعت سے روسیون کے اور اسپر کرور ہا روپیہ خرچ کیا
اسی طرح کب گوارا کروگے کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر بادشاہت اودھ کو لے لیوے اور مملکت
اودھ ملک بلجیم سے زیادہ نہین ہے جو بادشاہ وہانکا چچا ہماری ملکہ معظمہ کا ہی سبھون نے جواب دیا نہین
پھر صاحب نے کہا آیا تم اس جبر صریح کا انصاف نہ کروگے مین تمسے چشمداشت انصاف رکھتا ہون اور
یہ خاندان عالیشان تمسے اعانت و امداد چاہتا ہے پس اگر تمھین اعانت و امداد منظور ہے میرے
ساتھ ۳ مرتبہ ہرّا کہو خلاصہ سبھون نے ہرّا کہا اور اس داستان پسندیدہ سے بہت متعجب اور معقول ہوے
میجر صاحب نے یہ داستان زمان سلطنت حال بیان کی اگر مقدمہ راجہ چیت سنگھ بنارس یا اعانت
جنگ بیگموا اور نیپال لارڈ ہار صاحب بیان کرتے تو اس سے زیادہ مستجاب ہوتا مگر اب جو
نتیجہ انجام کار ہوا کیا فائدہ تھا اگر اسکا فی الحقیقت انصاف ہوتا تو ہرّا کہنا صادق آتا -

میر جعفر علیخان بہادر رئیس سورت مرزا علی اکبر خان بہادر اُنکے منشی حیدر جنگ بہادر مندراسی
حافظ صدر الاسلام مندراسی مولوی غلام خان وکیل ناگپور سید ابراہیم ناگپوری یہ سب لندن سے
شاہزادون کی ملازمت کو آئے تھے جناب عالیہ سرا کے درجہ اول کے کمرے مین تشریف رکھتی تھین
چارون طرف اوٹ پردے کے تھے بالا خانہ کی راہ اونھین کمرون کے دروازون سے تھی - جنابکی
ذات کو لوگون نے ملازمت چاہی لیکن اوٹ کے حائل ہونے سے نابینائی اور ایسی پردہ داری

گئی تھی کہ اگر دروازے کمرے کے کھلجاتے تو بھی کچھ نظر نہ آتا۔ پس جناب عالیہ نے لوگون کیواسطے
اپنی تکلیف گوارا کی اور اجازت جانے کی دی آگے قنات کا پردہ کرلیا اور تھلیلیان دن رات
بند رہتی تھین دروازہ پر خواجہ سرا سرگرم حفاظت رہتے تھے اور بعض اوقات مجلد ارین باہر آتی
جاتی تھین اہل شہر اس قرینے کے دربار ہندوستانی سے بہت متعجب ہوتے تھے اور ہر وقت
گرد مکان کے ہجوم عام رہتا تھا سب ملازم دوشالہ پوش نظر آتے تھے اور قہوہ خانہ ملازمین
خالی کردیا تھا اندر کے کمرون مین معززین رہتے تھے نوکر چاکر دن بھر بازارون مین پھرتے
تھے۔ میوہ جات مرغ وغیرہ فواکہات مول لیتے تھے بٹوون مین روپیہ رکھتے تھے۔
۲۲۔ اگست مطابق ۲۱۔ ذیحجہ روز شنبہ مشہور ہوا کہ صاحبان عالیشان جو معززین
ہین اور میم شاہزادون و جناب عالیہ سے ملاقات کو آئینگے دروازہ پر مجمع انبوہ خلایق ہوا
لیکن سوائے زمیندار جاگیردار اور امرا اور اعزائے ولایت دوسرے کو اجازت حضوری نہوئی اور
بعد ۳ بجے ڈنکو دربار قرار پایا اور ۴ بجے ملاقات جناب عالیہ اسمین کثرت لوگون کی عمارت
کے سامنے بہت سی ہوگئی اور پردگیان عصمت کے دروازہ بخط فارسی انگریزی لکھکر لگا دیا
کہ کوئی اندر داخل نہوون چوبدار عصا سنہری روپہلی لیکر اہتمام کو کھڑے ہوے برنڈن صاحب ایجس
صاحب مترجم حاضر ہوے اور سوائے امرا کے کسیکو اجازت داخلی نہوئی اور دربار بالاخانہ پہ ہوا کسواسطے
کہ شاہزادے وہین تشریف رکھتے تھی اور بلا زینے زینے پر کھڑے ہوے صاحبون کی رہنموئی کیواسطے
جب ۳ بجے میجر بڑد صاحب شاہزادون کے پاس گئے اوسوقت دونون شاہزادے
کمرے خاص مین ٹہل رہے تھے مرزا ولیعہد کا لبادہ کارچوبی طلا سے مغرق سرخ رنگ کا جنرل
صاحب کا آبی روپہلی تاج شاہانہ مکلل بجواہر سر پر شمشیر ولایتی مغرق بہ تکلف زیب کمر تھی خواجہ
سرا حبشی پیچھے کھڑے تھے جو صاحب داخل ہوتا تھا میجر صاحب اوسکا نام لیتے تھے وہ کمال
تہذیب سے سلام کرکے دوسرے کمرے مین جاکر بیٹھتا تھا جب سب بیٹھ چکے شاہزادے آکر دنگل
بیٹھے اور صاحب کرسیونپر اس مجمع مین آرل آف ہارڈوک اور اونکی لیڈی یا رک ڈیوک کونٹ رشٹن
ڈھرل اس گٹ سر جارج میل۔ سر جارج جنرل پالک امرائے لکھنؤ جو زمان جنت مکان رزیڈنٹ تھی
اور اونکی لیڈی وغیرہ شرفیاب ملازمت ہوئی جنرل صاحب و جنرل پالک مین باتین ہندوستانی

شروع ہوئین اور صاحب کمال غور سے سنتے تھے بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے اوٹھ کھڑا ہوئے اور بہت اخلاق سے پیش آئے صاحبان عالیشان بھی اوسی تعظیم و تکریم سے موافق دستور سر جھکا کر رخصت ہوئے پھر اوسکے بعد اور صاحب آئے اوسی طریق سے ملاقات کی رخصت ہوئے شاہزادون کے بشرے سے تہذیب اخلاق ظاہر تھی

۴ بجے ۳۰ میم اوس شہر کی حاضر خدمت جنابعالیہ ہوئین برندن صاحب کی بی بی اور ایک میم جو مدت تک کانپور مین رہی تھی یہ دونون مترجم تھین جب میم آئین جناب عالیہ ذرا نکل بیٹھین ۸۔ اور خواص عورات مقربہ لباس فاخرہ پہنے دوشالے بھاری اوڑھے تھین لباس جناب عالیہ سب سے زیادہ عمدہ زیب گوش ہوش دو ہیکلیان تھین اپنے بیٹے اور پوتے سے بہت اشبہ تھین اور حسن صورت بہت اخلاق سے میم سے پیش آئین لیڈی ہارڈوک سے فرمایا افسوس ہی کہ مین تم سے انگریزی مین بات نہین کرسکتی یہ صحبت بھی ربع ساعت تک رہی اسوقت مین دونون شاہزادی بھی آکر شریک صحبت ہوے اور اپنی ما کے پہلو مین بیٹھے ۔ تین حکیم پانچ منشی ساتھ تھے ۔ شاعر نے حسب حال وقت خاص خوب کہا ہے

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

اگر بچشم غور و انصاف دیکھیے تو ایسی صحبت بھی لندن مین قابل یادگار ہی مگر افسوس ہی کہ اسکا انجام کار نہوا

سوتھمپٹن سے روانہ ہوتا لندن مین پہونچنا،

قافلہ شاہی ۳۰ اگست وقت شب مطابق ۲۸ ذیحجہ شنبہ کو ریل پر سوار داخل لندن ہوا اوسی اہتمام سے پردہ داری سواری ہوئی ۔ اہل شہر نے ہجوم کیا ہر چند چاہا کہ دیکھین لیکن کوئی دیکھنے نپایا جب سڑک سے چلنے لگے لوگون نے مثل دستور ہند سر پر ہاتھ رکھا خدا حافظ کہا ایک گاڑی درجہ اول ۲۔ درجہ دوم باقی دو اور درجۂ سوم کی تھین ۱۱۰۔ آدمی ساتھ تھے پانسو صندوق بارہ ہزار روپیہ کرایہ وایٹ صاحب مہتمم سفر کو دیا جو داخل ہارلی ہوس شارع عام جدید متمام تیار ہم کو ایک بڑا سوک ہی ۵ ہزار روپیہ کرایہ سالانہ کا لیا اور ہالفرد ہوس محلہ ریجنٹ جو اس سے عمدہ دس ہزار سالانہ کا تھا نلیا ناپسند ہوا ہوگا مرزا ولیعہد جنرل صاحب کو کسی نے نہ دیکھا اگرچہ

صحن خانہ مین چہلقدمی کیا کرتے تھے پس از اعلاء شہر ۳۱۔ اگست کو ہوا ملازمین مترجم کے ساتھ
بازار مین اسباب خریدتے پھرتے تھے دن بھر آپس مین غل مچاتے تھے مثل اپنے شہر کے
یہ نہ سمجھے کہ تمام شہر تہذیب سے بھرا ہوا ہے ڈپٹی مرزا عباس بیگ صاحب کہتے تھے کہ مینے
اپنی مدت قیام لندن مین کسی بچے کی رونے کی آواز نہین سنی پکارنا اور چلانا کیسا انتظام شہر کی
اب تعجب اور مقام حیرت یہ ہے کہ قریب لندن وہ اہتمام باحتشام گذرا جاتا تھا کہ
شہر خاص پایۂ تخت شاہی مین اوس سے زیادہ ہوتا مگر نہوا کوئی استقبال کو نہ نکلا اسکے سبب بہت
سے خیال مین آتے ہین کہ حکام نے استقبال مناسب وقت نجانا ہو دوسرے ہجوم ہنود کی توضیح و
تشریح جسکی تصدیق خاص و عام نے باتفاق کی اور رعایائے خاص شہر و آراستہ مزاج سب ہین
اور منصف ہین کسی پر کوئی جبر و ظلم صریح گوارا نہین کرتے تیسرا سبب یہ تھا کہ جناب ملکہ معظمہ
دام اقبالہا اور اکثر اعظم ارکان سلطنت باہر چلے گئے تھے اسیطرح اور بھی سبب باطنی ہوے
ہون واللہ اعلم یہ امور سلطنت ہین اسکے سوا یہ سبب قرب عشرۂ محرم جناب عالیہ و
جنرل صاحب کو بھی جلدی منظور تھی چنانچہ مولوی مسیح الدین خان نے متواتر عرض
کیا کہ پہلے حضور تا کہ شہر مین ٹھیرین فدوی داخل شہر ہوکر حکام کو بطریق مناسب تکلیف
استقبال دون اور یہ امر کچھ دشوار نہین اکثر صاحبان عالیشان کی چٹھیاں میرے
پاس ہین بہرحال منظور خاطر نہوا اور ایک اور امر ہوا کہ بعض مشیران نافہم کی صلاح سے ایک
خط اپنے احوال کا صاحبان کمپنی کے پاس بھیجا جلیس الدولہ اوسے لیکر گئے پھر منشی فی
عرض کیا کہ پہلے صاحبان کمپنی کے پاس خط بھیجنا مناسب حال نہین اور اگر یہی منظور ہے تو او
جوابکا انتظار کیجیے غرض سبب اختلاف آرا اور آپس کا خلاف ہونا شروع ہوا اقبال فی میان پہلو تہی کی

بعض حالات کلکتہ و لندن بطریق اجمال

بعد پندرہ دن کے روانگی قافلہ شاہی کے جب جہاز مسماۃ ہندوستان سویز کو جانے لگا
پانچ شخص لندن کی بھیجنے کی تجویز ہوئی ایک میر اولاد علی منجملہ شاہیر لکھنؤ جنھون نے اپنا
خطاب فرزند علیخان لوگون کے رفع اشتباہ اور دفع مغالطۂ خاص کیواسطے مشہور کیا تھا وہ مع

جرأت علی خان جو بسبب ناک کے چشم زخم سے قافلے کے پیچھے رہ گئے تھے تیسرے باقر علی بھائی ناظر کی
جماعت چوتھے شیخ علی امجد مردمشن جہاندیدہ خواہ نمراؤن کی تجویز سے پانچوین مہرجی پارسی بادشاہ نے
رفع خدشۂ خاطر اقدس کو منشی میر باقر علی معتمد نواب منور الدولہ کو امین سمجھکر محض تحقیقات کو
جہاز پر بھیجا کہ تم جاؤ بچشم خود دیکھو اون لوگون کو کون کون اشخاص مشخصہ سے ولایت کو جاتا
اسکی وجہ یہ تھی کہ فقط میر اولاد علی کا جانا منظور خاطر نہ تھا کسواسطے کہ اونکے کردار سے خوب
واقف تھے غرض منشی جی نے جہاز پر جا کر شیخ کہتے تھے کہ خود مجھ سے اور میان جرأت
سے میر صاحب کو پوچھا ہمنے جواب دیا میان تو نہین ہین یعنی جہان ہم ہین منشی جی کی
دم کھا رہے ہے حالانکہ اونکو کپتان جہاز سے حسب الحکم شاہی دریافت کیا تھا اور میر صاحب
کو بہت سمجھا چکے تھے کہ از برائے خدا میرا نام نہ بتانا وگرنہ میر اسرار کا کام بنا بگڑ جائیگا
خلاصہ ایسے امور سے درگذر کرنا بہتر ہے غرض بعد کئی دن کے شیخ جی میان جرأت بیمار ہوئے
میان کو شدت خارش نے جان سے تنگ کیا شیخ جی قریب مرگ پہونچے لندن سے منہ
موڑا سویز سے بہزار خرابی کلکتہ آئے وہان سے ناکام بیمار لکھنؤ جیتے پہونچے میان
جرأت اچھے ہوکر مع شریک چار یا جسطرح مذکور ہوا داخل قافلہ سلطانی ہوئے —

جب حال صحبت اغیار مولوی مسیح الدین خان نے یہ دیکھا نوے روپیہ کرایہ کا گھر
لیکر علیحدہ رہے اور اپنی آبرو وعزت کو ڈرے کہ بادشاہ نے مجھے مختار معاملات فرمایا ہے
مقتضائے شرافت وایمان یہ ہے کہ بدل وجان نمک حلالی نیکنامی سے ہر امر کو بجا لاؤن اب
حال صحبت کا یہ ہوگیا ہے بنیاد امیر کے واسطے کوئی صورت الزام بدنامی ہے پیدا ہو لہذا ایسی صحبت
سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر پہلے عرض حال کرنا بادشاہ سے مناسب ہے اور ابھی میرے پاس خرچ
اسقدر ہے کہ کلکتہ پہنچ جاؤن پس اگر چندروز مین یہ خرچ ہو چکا تو اس سفر غربت مین کیا کرونگا
خلاصہ ان وسوسون سے بادشاہ کو عرضداشت ارسال کی اسی عرصہ مین پھر شروع فساد انی حد
حد سے آگے رہی سید عبد الغنی بھی کنارے رہے اسکے پیشتر یہ بھی داخل صاحبان کونسل ہو تھے بلکہ وزیر
ہو گئے تھے بعد اسکے کچھ ایسا سبب ہوا کہ گھر سے باہر ہوکے جانس الدولہ بھی الگ ہو گئے ان سبکے بدلے
میر جعفر علیخان نواب سورت کے داماد پیش ہوئے انکی حال یہ بھی ہر شخص واقف تھا جنرل صاحب

جب یہ حال دیکھا باعث توحش خاطر ہوا اور فرمان بادشاہ متواتر احکام مختلف کے پہونچنے لگے اس سے اور زیادہ تحیر ہوتا تھا مرزا ولیعہد بہادر سے بھی لوگون کی جہت سے امر خلاف ہونے لگے خلاصہ بہر صورت عافیت تنگ ہوئی لیکن جنرل صاحب ازبسکہ جناب عالیہ کی اطاعت حد سے زیادہ مثل جنت مکان کے کرتے تھے بجز سکوت کے نہ فرماتے تھے آخرکار شرح حالات عرضیحال بادشاہ کو لکھا اور رفتہ رفتہ صورت نفاق خانگی بھی پیدا ہوئی اور اختلاف رائے مشیران قدیم و جدید کھل گیا حاسدین اور منافقین جو درکمین اپنی گھات مین لگے ہوئے تھے وہ شماتت کرنے لگے ایسے مقدمات کی زیادہ توضیح کی کچھ احتیاج نہین کسواسطے کہ اسی اختلاف نے لکھنؤ سے لندن دکھایا بعد اسکے جنرل صاحب نے مسیح الدین خان کی بہت دلجوئی فرمائی اور عرضداشت ان سب حالات اور کیفیت ملازمین اور مصاحبین کار اور مشیران خاص کی بادشاہ کو روانہ کی اور کاپینٹ صحیح لا ہدایت کو بھی لکھا۔ مرزا ولیعہد بہادر نے ہدایا تحفہ حضرت کو ارسال کیے اور باقر علی اور ہرمزجی پارسی کلکتہ پھر آئے۔

فرمان و حکمنامجات بادشاہ لندن کو

جب متواتر عرضداشت مختلف نیرنگی احوال کی نظر اقدس سے گذری ہر ایک کو فرمان و حکمنامہ بتاکید بلیغ روانہ ہوا اور جواب کتاب بلیوبک جنرل سلیمن صاحب مشعر خرابی و بدانتظامی سلطنت بہ تصریح لکھی تھی بھیجا چنانچہ ایک جلد پر تکلف جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی واسطے مع محبت نامہ جسکا مضمون ظاہری یہ تھا کہ بعد حمد و نعت موافق دستور زمانہ شاہانہ اور بیان شکریہ اس سلطنت نسبت اسلاف کرام اس خاندان اور کچھ احوال انتزاع سلطنت ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز بہادر کا بہ تجویز لارڈ ڈالہوزی صاحب برطبق احوال مظنون صاحبان رزیڈنٹ لکھنؤ اور بربادی و خرابی مال و اسباب خانگی اور تباہی اور پریشانی رعایا و رہنیان شہر اور آوارہ وطن ہونا اپنا اپنی اس بے سر و سامانی سے اور نسبت علالت مزاج خود کلکتہ مین رہجانا اور جناب عالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر کو استغاثہ کو بھیجنا اور جواب بلیوبک جسے صاحبان پارلیمنٹ اور ارکان دولت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین یہ سب بتوضیح تمام لکھا گیا

ایک فرمان اردو مین جنرل صاحب کو اس مضمون سے کہ تمہارے ساکت وخاموش بیٹھنے اور عدم توجہی نسبت مرزا ولیعہد بہادر اور بعض مردم عوام کا شوری خاص مین داخل ہونا اور اشارات بعض مقدمات خاص سے سراسر باعث استعجاب وحیرت کا ہوا لہذا لازم ہے کہ حسب الحکم ہذا جو تصریح لکھا ہی بجالائین اور جو لوگ غیر معتمد ہین اونکو جلد روانہ کلکتہ کردیا مدولت کو جو کچھ مناسب وقت تھا وقت روانگی سب طرح سے تمکو بخوبی سمجھا دیا ہی اور مرزا ولیعہد بجاے تمہارے فرزند کے ہین کسواسطے کہ بھتیجے اور بیٹے مین کچھ فرق نہین اور غالب ہی کہ وہ بھی از راہ سعادتمندی تمہاری فرمانبرداری سے باہر نہونگے کہ سراسر موجب میری خوشی کا ہی جواب کتاب بلیو بک بہت تصریح وتوضیح سے لکھکر بھیجا ہی چاہیے کہ موافق تحریر مقدمات مندرجہ کے ہر مقدمہ کو انجام پہونچانا اور اگر احیانًا کسی مقدمۂ خاص مین جوابدہی سے عاجز ہوا وسے حضور اقدس پہ محول رکھنا یہان سے اوسکا جواب شافی جائیگا۔

محبت نامہ اور ایک جلد کتاب جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہ کو بھیجی ہی وزیر اعظم کے واسطہ سے گذرانا اور ایک جلد خود وزیر اعظم کو اور ایک شاہزادہ پرنس کو دینا اور تین سو جلد اور بھیجی ہین جسے قابل اور مشتاق دیکھنا دینا۔

ایک انگریز جلیل القدر خاندان عالی مترجم زبان فارسی وارد وکمال متدین اوسمین مقرر کرو جو اپنی طرف سے کسی طرح کا دخل وتصرف نہ کرسکے اور ہم لاکھ روپے جو آگے بھیجے ہین واسطے مصارف لابدیات روزمرہ کے اوسکے صرف بیجا کا خیال رہے فقط۔

ایک عریضہ اردو مین جناب عالیہ کو کہ آپ بہر صورت مالک ومختار رہا بدولت مین اور توضیح بعض مقدمات کی تھی۔

ایک فرمان مرزا ولیعہد بہادر کیواسطے مشعر اطاعت وفرمانبرداری جنرل صاحب اور ملاقات عمائد ولایت مین۔

حکمنامہ مولوی مسیح الدین خان کو کہ تمہاری بیدلی اور برخاستہ خاطری سے باعث استعجاب خاطر اقدس ہی لازم ہی کہ سب مقدمات کو حسب الحکم بقواعد منضبط کمال دیانت وامانت خیرخواہی تکملا لاکر مستعد بجا آوری احکام عظام رہین اور کسیطرح کا خدشہ نیچے دل مین نکرو

تم سے بہرحال اطمینان خاطر ہمایون ہے۔
ایک حکمنامہ جلیس الدولہ کو اور مولوی نور الدین احمد کو تباکید وترتیب کو اقدامات اور
متعہد ہونے کاروبار سرکار مین فقط ۔ ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ روانہ ولایت ہوا ۔
بعد روانگی جناب عالیہ بادشاہ نے محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کو بھیجا کہ بادولت نے اقبال
نے بسبب علالت مزاج سفر دریا شور مناسب نہ سمجھا کلکتہ مین رہنا بہتر جانکر جناب عالیہ
جنرل صاحبہ مرزا ولیعہد بہادر کو بمنزلہ ذات خود سمجھکر بہ جماعت ہمراہی قلیل روانہ ولایت کیا ہے
لازمہ محبت یہ ہے کہ جو مقتضائے شفقت قدیم اس سلطنت عالیہ کا چلا آیا ہے ارکین سلطنت
باحسن طریق پیش آئینگے کہ موجب تسکین شکستہ دلون کا ہوگا ۔
نواب گورنر جنرل بہادر نے اسکا جواب بکمال تہذیب بھیجا کہ نیازمند کو روانگی اقربا
حضرت سے دس والا دومان سے مطلق آگاہی نہین ہوئی لہذا بموجب ایما خیر لفیف حکام سلطنت
ولایت کو دربارہ حفظ مراتب و پاسداری بخوبی لکھا جاتا ہے کسیطرح کی تکلیف نہوگی ۔
کہتے ہین کہ قبل از روانگی جناب عالیہ اس خیال سے محبت نامہ نہ بھیجا کہ شاید کسی حیلہ ظاہری
سے روانگی منزل مقصود مین توقف ہوجاتا ۔
جسدن سے حضور عالم کلکتہ شرفیاب پابوس شاہی ہوے جو مقتضائے تدابیر امکان بشری
تھا عرق ریزی اور جانفشانی سے قصور نہ کیا لیکن چارۂ تدبیر بشری بہرحال تقدیر سے مجبور
ہے خلاصہ دستور معظم نے محض اپنی حسن رسائی ظاہر و باطن سے بعض ہوا خواہان روابط ظاہری
اور تعارف کار آمدنی اکثر حکام عالیشان کلکتہ سے پیدا کیے اور صاحب سکرٹر اعظم اور
نواب گورنر جنرل بہادر سے مقام خلوت مین ملازمت بھی حاصل کی اور بالفعل بعد
رہائی قلعہ سرنشتہ مین صاحب سکرٹر کے پاس جانا لازم پڑا ہے بے اجازت سرکار کہین
جابھی نہین سکتے وہی صورت فہمائیش جنرل اوٹرم صاحب پادشاہ سے رہی اور سب طرح
کے نشیب و فراز دنیا سے توضیح عرض کیا لیکن مرتبۂ عبودیت مرضی اقدس سے بالاتر نہین ہوتا
اس جہت سے معذور ہوکنارہ کش ہوے منشی صفدر کشمیری منصرم کاروبار سلطانی ہوے
در آخر کار نوذوالفقار الدولہ وغیرہ کی سمجھانے سے بادشاہ نے راضی نامہ دیا اور لکھ دیا اور ٹی بہ راضی ہوے

سبحان اللہ وہی انبوہ رنگ کھلا ہے ع - امور مملکت خویش خسروان دانند
مثل مشہور ہے جو دیتے تھے وہی دو -

حضور عالم نے آقا حسن خان جدید الاسلام یعنی موہن لال سابق قوم کشمیر ساکن شاہجہان آباد کو سفیر زمین فی معتمدین گورنمنٹ جان کر ولایت بھیجنے کو تجویز کیا کہ یہ موکہ کابل و قندھار میں سرکار میں بہت نیک نام اور لندن بھی گئے ہیں اراکین سلطنت سے روابط بھی رکھتے ہیں دستور ولایت سے خوب واقف ہیں ہزار روپیہ ماہوار کا پنشن سرکاری پاتے ہیں لیکن طرفین سے کئی سبب سے یہ صورت نہ ہوئی -

جنرل محمد حسن خان بیٹے نواب روشن الدولہ کے اکبر آباد سے کلکتہ بامید منصب سفارت شاہی گئے کسواسطے کہ اپنے ایام خانہ نشینی میں زبان انگریزی سے واقف ہوئے تھے اور حکام نزدیک بھی اونکا طریق رفتار نسبت ہندوستانیوں کے فی الجملہ پایہ اعتبار میں تھا لیکن بادشاہ نے بخیال مقدمات ماضیہ حضرت خلد منزل مناسب وقت سمجھا اس جہت سے نوبت ملازمت بھی نہوئی ناکام پھرے ۱۵ سو روپیہ کی زیرباری سفر کے آنے جانے میں ہوئی زبانی میر محمد رضا داروغہ جنرل صاحب -

نظام الدولہ سید علیخان بیٹے نواب معتمد الدولہ کے کانپور سے کلکتہ فقط اپنے خلوص محبت سے گئے تھے ایک دن سنیدہ میں سپر معلوب شاہی کو بگھی سے اپنی گاڑی میں سوا ہوکر جاتے تھے کہ داخل دردولت ہوں دربان نے منع کیا کہ آپ کسواسطے حکم حاضر ہونے کا نہیں ہے گفتگو ہوئی آخر بددماغ ہوکر پھر گئے حضور عالم سے رخصت کا ہونا چلے آئے ہرچند بادشاہ نے فرمایا کہ اونکے واسطے ممانعت نہیں تھی لیکن وصف داری کا کام فرمایا پندرہ ہزار کے عبث زیربار ہوے -

نواب باقر علیخان تیسرے بیٹے نواب معتمد الدولہ نے بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان منجم سلطانی کی معرفت چاہا کہ کچھ بہ سبیل حسن خدمت سرکار نواب خاص محل صاحبہ میں بھیجی چنانچہ انکی معرفت کچھ نوادر و تحف لائق قیمت مناسب نسبت اور دن کے ہاں دو سو روپیہ اونکو بھی بطور تکلیف خرچ بھیجکر دیے اور بعد تشریف فرمائی بادشاہ کا کلکتہ پھر اور راہ سفر دیگر روانہ کلکتہ ہوے جب ناکام پھر آئے

انسے ملاقات بھی نہ کی مرزا صاحب لکھنؤ آنیکے بعد اس ہنگامۂ فساد لکھنؤ پھر ارادہ کلکتہ کیا کئی
مہینے تک بنارس مین مولوی گلشن علی مہتمم سرکار راجہ بنارس ہی پیر کلکتہ پہونچے اندنون کہ بادشاہ
قلعہ مین تشریف رکھتے تھے مصاحب السلطان نے عرضحال کیا پنشن سلطانی مقرر ہوا ہر روز اسنے
گھر مین مجلس کرتے رہتے ایک دفعہ پانچہزار روپیہ بھی سرکار سے عتبات عالیات
جانیکو ملا مگر اتفاق نہ ہوا وہین انتقال کیا —

پھر عہدۂ جلیلہ سفارت حضور عالم نے مظفر حسین خان کمبوہ کو خلاف مرضی بادشاہ مقرر
کیا چند روز تا مور رہے ایکدن صاحب سکرٹر اعظم کو کوئی کلمہ گستاخانہ جواب مین دیا ناگوار
گذرا معزول ہوئے اونکو لود صاحب کمشنر الہ آباد نے وقت رخصت دوستانہ سمجھایا تھا کہ تم
مطمئن رہو اسے غنیمت جانو بادشاہ کے روزگار کے متمنی نہونا خراب جاؤگے انکو
طمع نفسانی کب چھوڑتی تھی حضور عالم نے خود ارادہ لندن بھی کیا تھا لیکن بادشاہ نے
انکی مفارقت اپنے سفر دور دراز کی گوارا نہ کی بلکہ کیا عجب تھا اونکو اجازت گورنمنٹ
سے نہ ملتی کسواسطے کہ کلکتہ سے باہر بے اجازت نہ جا سکتے تھے اور بالفرض اگر جاتے بھی
تو اوروں سے کیا ہوا تھا جو انسے ہوتا۔ انجام کار تو یہ ہونا تھا جو ہوا جیسا چاہیئے پھر دیکھا

حاجی توکل کا لندن سے کلکتے آنا اور محبت نامہ گورنر جنرل بہادر

حاجی توکل خواجہ سرا حبشی ہمراہی جناب عالیہ سے حسب الحکم مع [illegible]
کلکتہ پہونچے باریاب شرف ملازمت ہوکے خلوت مین عرضحال ولایت مشروحاً بیان کیا جو
تحائف ولایت لائے تھے گذرانے نواب خاص محل صاحبہ کو دیے باقی کوئی احوال مفصل نہ کہا
کہ کیون آئے پھر وہ لکھنؤ مین آ گئے —

۲۴ جمادی الثانی مطابق ۲ فروری روز جمعہ محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر
حضور شاہ مین گذرا حاصل مضمون یہ تھا کہ قبل ازین درباب مکانات چہتر منزل وغیرہ تحریر ہوا
تھا کہ برقندار کوتوالی نے بہت تشدد سے ۶ ساعت مین مکانات شاہی کو خالی کروا لیا جو
مختص قیام صاحبات محلات تھا اور مطلق رعایت حفظ ناموس شاہی کی نہ کی اوسکا جواب

ملتوی رہا اب واگذاشت اور برخاست پہرہ بعض مکانات خاص سے کیے اور اوسی محبت نامہ
مین تمہاری ملاقات شاہی بھی بطریق زمان ماضیہ بشرط منظوری خاطر منشرح تھی اوسکا
جواب عذر علالت مزاج اقدس کیا بعد اسکے بہ فہمایش منشی امیر علی خان بطریق دوستانہ
راہ بے تکلفی نبے ہوا اور تین لاکھ روپیہ شاید سرکار سے بہ علت مکانات دیے گئے اب اجنبا
قبضہ سرکار مین ہین ۔

خطوط ولایت سے سبب اس تحریک اشتیاق ملاقات کا معلوم کہ صاحبان کورٹ
آف ڈائرکٹرس نے تجویز کیا تھا اگر بادشاہ اور نواب گورنر جنرل بروقت ملاقات تصفیہ
مقدمات خاص کا بے مداخلت و شارکت غیر کے ہو تو بہتر ہے مگر یہ صورت نہوئی چنانچہ
مظفر حسین خان نے بھی بصلاح حضور عالم صورت ملاقات ٹھہرائی تھی لیکن بادشاہ نے کسیطرح
نمانا اسمین گفتگوی ی گستاخانہ بادشاہ سے بالمشافہہ ہوئی آخر کنارہ کش ہوے ۔

مصلح السلطان انجم الدولہ اپنے بیٹے کی شادی کو جو میر یوسف علی خان کی بیٹی یعنی اونکی
بھانجی سے ٹھہری تھی بادشاہ سے رخصت طلب ہوے سوا اسکے اپنی مانکا دیدار آخری
منظور تھا مگر حسب الحکم فسخ عزیمت کیا اور اس باب خاص مین کچھہ مرحمت بھی ہوا آخر اسنے فتحا
کو لکھا کہ تم امر ضروری سے فراغت کرلو میرا آنا نہوگا یہان اونکی مان حسرت دیدار مین
مرگئین اور بیٹی بھی بعد شادی کے مرگئی خلاصہ جس ملازم خاص نے درخواست لکھنؤ کے آنیکی
کی بالطبع ناگوار خاطر اقدس ہوتا تھا اور جو آیا پھر نہ گیا چنانچہ شفاء الدولہ مصاحب خاص بہ
علالت مزاج رخصت ہوکر لکھنؤ آئے پھر نہ گئے سبب بھی ایسا ہوا تھا اہتمام الدولہ خلیفہ حسینخان
باجازت لکھنؤ آئے تھے پھر نہ جاسکے بخیال اپنی خانہ بربادی کے جب بادشاہ قلعے
سے مع الخیر دولتخانہ مقیم مین تشریف لائے ان دونون نے عرضداشت شرف قدمبوسی کی حکم نہوا

اخبار لندن میل سی

مختار شاہی کا صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس کے پاس حاضر ہونا اور ملاقات

دونون شاہزادون کی صاحبان موصوف سے اور انکا شاہزادون کے گھر آنا اور احوال جو خطوط لندن سے معلوم ہوا

۱۱- اکتوبر ۱۸۵۶ء دنکو ایک بجے مرزا اسکندر حشمت جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر قصر بلوری شاہی اجلاس جلوس خاص جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا مقام سٹیدہم مین تشریف فرما ہوے ۸ گاڑیان سواری خاص اور ملازمین کے واسطے منگوائین نواب جعفر علیخان نواب مہدی علی خان خویش نواب احمد علی خان رئیس رامپور دو منشی ہمراہ خواجہ سرا باقی جلوس سواری ضروری کثرت اہل شہر سے بڑا ہجوم ہوا تماشا ے عجیب سمجھکر سب جمع ہوے —
اس مکان عالیشان کی رفعت و عظمت و نقش و نگار بوقلمون صفائی و شفافی جسے دیکھکر آئینہ کو حیرت آجاے اور زیب و زینت فرآرایش اور آراستگی موزون ہر قسم کے لوازمات سے بہ تکلف تمام جسکے مشاہدہ سے حیرت و استعجاب ہو کہ کبھی کسینے کہانی یا قصہ خیالی مین بھی ایسا پرستان کا رستانی نہ دیکھا ہوگا اور نہ سنا ہوگا زمان ماضیہ مین شعر مشہور شاہجہان آباد کے واسطے لکھا تھا وہ محض ایسے مکان کے شایان ہے اور اوسکی مجموع خوبی و صنعت قابل دید ہے نہ شنید ہر چیز کا بیان زبان حال سے ممکن نہین ؎

تراد یدہ و یوسف راشنیدہ ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ

خلاصہ فرش پشمینہ قالین کشمیر جسکے وسط مین لفظ بالعمر کار زر دوزی تھا جنرل صاحب کو ازراہ آداب ایمانی پانون رکھنے سے تامل تھا ایک بڑی نہر آب اوسکے صحن مین جاری اوسکی خوبی بیان سے باہر ہے اس طلسم دنیا کے دیکھنے سے شاہزادونکو کمال تفریح و مسرت حاصل ہوئی اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب سے بھی وہین ملاقات ہوئی بر ندانصاحب کیواسطے سے تعارفات ظاہری طرفین سے ہوئی ایک رفیق مرزا ولیعہد کہتے تھے کہ ایکدن جنرل اوٹرم صاحب اکیلے چھڑی ہاتھ مین لیکر مکان پر آئے خبر کہلا بھیجی کہ اوٹرم جسنے تمہارا ملک لیا حاضر ہے جب سامنے گئے مثل دستور ولایت شاہزادہ سمجھکر کھڑے رہے کرسی پر نہ بیٹھے ہر چند فرمایا کہ مثل ملاقات لکھنؤ پیش آنا چاہیے مگر قبول نہ کیا بعد اسکے مرزا ولیعہد نواب مہدی علیخان

بام قصر پر گئے وہاں تماشاے اراضی وسماوی دونون دیکھکر مراجعت فرمائی ہے
مدت طول خلاف فرمان مافیہ جو پارلیمنٹ کو ہوتی جناب ملکہ معظمہ شکار کو تشریف فرمائی ہو
تھین یہان جنرل صاحب مولوی مسیح الدین خان برنڈن صاحب بسبب وجوہات سابق
الذکر حالت سکوت مین تھے منتظر حکم شاہی اس عرصہ مین فرمان شاہی محررہ ۱۱ ربیع الثانی مضمون
مطلب مضمون یہ تھا حریف ستمگر گوشہ کمین مین جاکر بیٹھے اختیار رکھی جنرل صاحب ومولوی صاحب ومیجر برڈ صاحب
کو ہوا اب اپنا کار اور مشورہ یہ ٹھہرا کہ صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس سے عرض حال مشروحاً کرنا چاہیے
کہ حجت تمام ہو اور انکا پہلے مکنون خاطر ومافی الضمیر دریافت کرنا بہتر ہے کسواسطے کہ بعد انفصال بھی
انھین کے تحت حکومت واختیار مین رہیگا بظاہر راہ آشتی وصورت آشتی باقی رہیگی
چنانچہ ایکدن میجر صاحب مولوی صاحب انکے پاس گئے صاحبان عالیشان کمال اخلاق و
پاسداری سے متوجہ حال ہوے انھین تعارفات کی باتون مین مستفسر اختیار کرنے ایسے سفر دور دراز
کے ہوے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ نظر بوثوق مواثیق فیمابین سرکارین عالیتین مدت ممتد سے نقش کالحجر
تھا لیکن تجویز اہالیان سرکار دولتمدار سے وہی نقش کالحجر بالفعل نقش برآب معلوم ہوتا ہے جو بنظر
عالم باعث تحیر واستعجاب کا ہوا کہ انتزاع ممالک محروسہ شاہی آیا کس طریق مواثیق باضبط سے
ہوا ہے چنانچہ بروقت استفسار صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ نے جواب صاف دیا کہ فقط حکم قطعی نواب گورنر جنرل
سے تعمیل اسکی ہوئی ہے اسکے بعد بادشاہ حالت بیکسی وبے سروسامانی مین مع عیال خاص
اور جماعت قلیل ملازمین ہمراہ رکاب سے شدت حرارت موسم تابستان مین جلا وطن اختیار
کرکے کلکتہ تشریف لائے نواب گورنر جنرل نے وہی جواب فرمایا کہ ہمنے حسب الحکم صاحبان
کورٹ آف ڈائرکٹرس وانھون نے باستصواب رکن رکین سلطنت ایسا حکم قطعی جاری کیا ہے
اب یہ حیطہ قدرت اور امکان سے باہر ہے اور قطع نظر اسکے بالاتر سب سے یہ ہوا کہ جو لوازمات
التعارفات معمولی قدیم سے چلے آتے تھے خلاف رتبہ وقرب منزلت اس خاندان عالیشان
کے اہالیان سرکار سے ظاہر ہوے وہ بیان سے باہر ہین پھر کیونکر موجب استعجاب جمیع وابستگان
سرکار دولتمدار نہو جسوقت کہ ورود کلکتہ ایک ادنی ملازم سرکار شاہی کا نسبت زمان ماضیہ
مقابل کیا جاوے تو نظر عالم مین نسبت ایکا در ہزار کے بھی نہ ٹھہریگی پس ایسے آلام ومصائب

روحانی سے اس شدت حرارت تابستان مین مزاج شاہی زیادہ تر جادۂ اعتدال سے
منحرف ہوا ان وجوہات سے کچھ نہ بن پڑا سوائے اسکے کہ خود کلکتہ مین قیام فرمائین اور
جنابعالیہ جنرل صاحب مرزا ولیعہد کو اپنا جانشین و قایم مقام و وارث سمجھکر تھوڑے سے
ملازمین سے روانہ ولایت فرمایا بس پہلے آپکی حضور مین عرضحال ضرور ہوا کہ آیا مدت
دراز سے اس سرکار شاہی خلاف عہدنامجات ماضیہ آج تک کونسا امر سرزد ہوا جو باعث
انتزاع ممالک محروسہ ہوا۔

جواب ہمنے بھی وزرائے سلطنت کے حکم سے یہ امر کیا ہے خان موصوف نے
عرض کیا کہ اگر مطابق بند ششم عہدنامہ فردوس منزل اہالیان سرکار کرتے تو البتہ اتنا
مقام شکایت ہوتا جواب دیا کہ ہم نے اس عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ
سابق چلا آیا ہی اور وہ عہدنامہ ہوا ہو تو ارشاد فرمائیے یا وہی عہدنامہ سابق چلا آیا
ہی اور وہ عہدنامہ نہ تھا جو بابت ۱۶ لاکھہ روپے دفعہ دوم درخواست حضرت فردوس منزل
ہوا او سے اہالیان سرکار نے محض بپاس خاطر ہمالیون بطریق قرض موجلہ قبول فرمایا ہی
غرض اسی گفتگو خاص سے صاحبان موصوف نے تامل فرمایا مختارنامہ طلب کیا اور بعد
مطالعہ تحریر مختاری کو منظور فرمایا بعد اسکے شاہزادون کی ملاقات کا ذکر ہوا کہ موجب تشفی
شکستہ دلون کا ہوگا جواب دیا کہ اگر ہم پہلے سبقت ملاقات کرینگے موجب توہین سلاطین
متفقہ مین ہوگا لیکن اگر وہ پہلے تشریف لائین خلاف اخلاق نہوگا اور ہماری ولایت کا
دستور بھی یہی ہی پھر ہم اونکے مہمان ہونگے عرض کی کیا مضایقہ خلاصہ بڑی عزت و احترام
سے پیش آئے اور ہر سوال کا جواب شافی بکشادہ پیشانی دیکر رخصت کیا۔

خان موصوف نے یہ کیفیت خاص جنرل صاحب سے عرض کی اور تاریخ دن وقت
خاص ملاقات معین ہوا دوسرے دن صاحبان موصوف نے ایک جلد کتاب بلدیکہ جنرل
سلیمن صاحب جسمین خرابی و انتظامی ملک اودھ مندرج تھی بھیجدی مع چٹھی انگریزی ۔ بہیان
تخریب اور حریفون نے آتش افروزی کی کہ پہلے سبقت ملاقات آپکی شان و منزلت کے خلاف ہی
مرزا ولیعہد کے فرمانے سے جنرل صاحب کو بھی تامل ہوا۔ ہرچند خان موصوف نے بہت منت

وسماجت سے عرض کیا منظور خاطر ہوا آخر بنا چاہی عرض کی کہ اب بناے مقدسہ ہاتھ سے
جاتی ہے اور مشقت و عمر عزیز ہی سب میری برباد ہوتی جاتی ہے مین نے صاحبان موصوف
سے وعدہ کیا ہے ان عمارتون کے لگانے بکھانے سے کارسرکار ابتر و خراب ہوجائیگا
اور اونکی غرض یہ ہے کہ مین صاحبون کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوجاؤن جنرل صاحب
نے فرمایا مبادا اسیقت ہماری ملاقات سے اسقدر ہمارا احترام نہو تو موجب ہماری شکستہ
دلی کا ہوگا عرض کی یہ ذمہ غلام کا ہے جیسا چاہیے ویسا ہی احترام سے پیش آئینگے خلاصہ
بعد اسکے بنا یہ ٹھہری کہ اس تاریخ معینہ کو موقوف کردا اور دن اور وقت مقرر کرو خان موصوف
نے چھٹی صاحبان موصوف کو عذر علالت مزاج جنرل صاحب بھیجی کہ بعد افاقہ کلی مزاج عرض
کیا جائیگا - ۲۶ جنوری روز جمعہ ۱۸۵۷ء جنرل صاحب مرزا ولیعہد ملازمین خاص سے بجلوس
تمام ہیری ہوس سے سوار ہو ۵ گاڑیان اور تھین پہلی مین مولوی مسیح الدین خان بمعہ بڑد صاحب
سوار ہوکر انڈیا ہوس کو چلے راہ مین کثرت تماشائیون کی بہت تھی —
جب گاڑی شاہزادون کی انڈیا ہوس کے پھاٹک پر پہونچی کئی صاحب پولیٹکل ڈیپارٹمنٹ
انڈیا ہوس کے استقبال کو آئے سی آف شیپ اپرڈ پرپوٹ سکرٹری چیرمین کمرہ دربار مین
لے گئے جرنل سکیس چیرمین دربار راڈی منگلس ایم پی ڈپٹی چیرمین وغیرہ ممبر مثل سر ہنری
رالنسن - کرنل الفینٹ شیپ بڑد صاحب - کپتان السٹوک پرنسپ صاحب الیٹ میکناٹن
صاحب منتظر شاہزادون کے تھے صاحبان عالیشان بعد مبادلۂ سلام شاہزادون سے
بغلگیر ہوے ممبران دربار پہلے دالان مین لے گئے جہان مالک دربار بیٹھے تھے مشایعت کرکے
بٹھلایا بعد اسکے میوزیم یعنی عجائب خانے مین سب باتفاق گئے جہان اجسام جانوران ہندوستان
زمان قدیم مثل کالاصل تھی اور تصویرین شاہنشاہ فرانس و ملکۂ فرانس جو چند روز سے ازراہ
ہدیہ آئی تھین اور تصویرین خاندان سلطنت اودھ ابتدا سے تا زمان حال کے بعد داخل
کمرۂ لطامعتہ ہوے جہان تیاری ضیافت اقسام اطعمہ و اکھات میوہ جات وغیرہ کمال حسن
تکلف سے آراستہ تھی بانتھ صاحب فصحای لندن سی سبر جیمس مل سکرٹری کورٹ آف دائرکٹرس
رکلس صاحب ڈپٹی سکرٹری اور امرای عظام سب جمع تھے بعض نواکھات شاہزادون نے

بلحاظ میزبانون کے کمال احتیاط سے میل فرماتے بعد ۳ بجے کے رخصت ہوئے

۱۹ - ماہ مذکور کو شاہزادے مع ملازمین خاص سر فریزر اسے کلے کی ملاقات کو بگاڑی مین تشریف لے گئے بعد اسکے رایٹ آنریبل پی ل ٹرکش صاحب کو طلب فرمایا دوسرے دن چیرمن ڈیرکٹر الیسٹ انڈیا کمپنی شاہزادون کی ملاقات کو آئے اور طریق ضیافت بہت تکلف سے ہوا -

خطوط ولایت سے معلوم ہوا کہ جب شاہزادے تشریف فرما تھے صاحبان سکریٹر نے راہ مین استقبال کیا اور چیرمن نے پھاٹک سے اور جب گاڑی فرودگاہ پر پہنچی سب صاحب نے باہر اکر استقبال کیا اور حسب دستور ٹوپی اوتاری کھڑے رہے جب تک شاہزادے گاڑی سے اوترے اوسوقت چیرمن ہم پہلو سے مرزا ولیعہد اور ڈپٹی چیرمن جنرل صاحب کے پہلو باقی اور صاحب بعض آگے باہتمام اور رہبری کو مقام اجلاس تک لے گئے غرض کمال احتشام و احترام سے جو فراخور اس خاندان کے تھا بلکہ زیادہ تصور سے پیش آئے اور خوبی اور آراستگی اور زیب و زینت مکان اور شیشہ آلات اور گلدستہ تصویرین اور آئینہ و میز کرسی ونگل - کوچ طلائی و نقرئی اور سب لوازمات موزون اور مناسب ہر مقام کے جو کہنے بیان سے باہر ہے دیکھنے سے تعلق ہے -

صاحبان عالیشان نے پہلے میجر صاحب سے پوچھا کہ مولوی مسیح الدین خان انگریزی مین بات کر سکتے ہین کہا کہ تحریر ترجمے سے عاجز نہین مگر بولنے سے کم ربط ہے اس سے بہت خوش ہوے فرمایا ہم مین اکثر صاحب زبان فارسی عربی سے واقف ہین خلاصہ پہلے سب صاحب سے بغلگیر ہوے پھر معانقہ معمولی ہوا پہلے حال سفر اور کیفیت سواری جہاز اور مصروبات راہ کا ذکر ہوا شل حال پرسی دوستان قدیم جس سے زیادہ تر موجب شگفتگی خاطر شاہزادون کا ہوا بعد اسکے مکان میوزیم مذکور مین سب گئے کہتے ہین کہ وہ احاطہ مکان خاص کا ایک میل سے کم نہ تھا اور آراستگی اسکی نسبت پہلے مکان کے ہزار چند تھی اور تصویرات سلاطین ماضیہ و تصویرین خاندان عالیشان اودھ کی اور کتب عربی و فارسی - عربی قلمی - عجائب روزگار ہر جا اقالیم ہند مین کبھی نہ دیکھی ہون اور کمرہ ضیافت مین قسم اقسام کھانے میوہ جات تر و خشک گلدستہ مرصع کار و ہان صاحب

تکلیف دہ حاضری کے سبب ہوا انتظام نشست علی قدر مراتب ملازمین خاص کو بوقت مرتبی مبارک شاہزادون
پر تھی۔ چیر مین اسیطرح دونون شاہزادون کے پہلو مین مولوی صاحب پہلوی مرزا ولیعہد بہادر
صاحبان عظام نے ازراہ دانشمندی خان موصوف سے کہا کہ تم مختار بادشاہ کے ہو بجا بادشاہ کے
مین بیٹھو یہ خلاف دستور نہین اسمین یہ متردد ہوے کہ شاید ناگوار شاہزادون کے ہو اور تھوڑی دیر
معلوم ہوا کہ مرزا ولیعہد بہادر کے علیحدہ بٹھانا منظور ہے شاید گفتگوے معاملہ بلا واسطہ غرض رفع
خاطر کر گئے یہ اپنے طور پر کنج میز پر بیٹھے لیکن پہلے سے سمجھا دیا تھا کہ فقط لفظ استرداد ملک پر آپ
منحصر کیجیے گا خلاصہ باتین تعارفات کی شروع ہوئین ملازمین بہ طبیعت دلی مشغول خورش
میوہ جات ہوے اور شاہزادے بھی بپاس خاطر کمال احتیاط اور پرہیز سے تو اکھاتے مطبوع
نوش فرمانے لگے بعد اختتام صحبت کمرۂ خلوت مین سب صاحب گئے گفتگوی انتزاع ملک
شروع ہوئی اور خان موصوف نے ابتدا اور انتہاے مقدمات بخوبی گذارش کیے صاحب
ساکت و خاموش رہے جواب شافی نہ دیا بلکہ اوسکے خلاف شکر کہنے لگے کہ خانصاحب تم
بہت تیز و تند ہو گئے ہو عرض کی آیا خلاف واقعہ یا خلاف ادب و منزلت ورنہ انصاف شیوہ
ہے کسواسطے کہ اول مرحلہ یہ طے فرمائیے کہ اگر بعد عرض حال مقدمات ہمارا قصور ثابت ہو تو
ہم چپ ہو رہین اور اگر نسبت اہالیان سرکار ہو تو معترف ہون اسصورت مین البتہ احتیاج تالیف
کی پڑیگی بس خواہ نخواہ مرافعہ طرفین محول بپارلیمنٹ ہوگا اسکے بعد صحبت برخاست ہوئی شاہزادہ
فرحان و شادان پھر آئے خلاصہ صورت مقدمہ ایک طریق سے براہ راست چلی آتی ہے

۲۱ جنوری کو صاحبان عالیشان مہمان دولتسرا ے شاہزادون کے ہوے لوازمہ
مہمانی و خاطرداری حد سے بیان زیادہ ہوا۔ ہرچند کہ بی سر و سامانی و غریب الوطنی سے خاطر
خواہ موافق مرضی ممکن نہوا لیکن طعام ہندوستانی سے جو ہر قسم کے موجود تھے صاحبان
موصوف کو بہت لذت چاشنی ہند حاصل ہوئی سبت خوش و خرم لطف صحبت اوٹھا کر رخصت
ہوے بعد اختتام صحبت کمرہ خلوت مین بعض صاحب و مختار شاہی اور شاہزادے رونق
افروز ہوے کہنے لگے جنرل سلیمن نے اکیسوکی خط نسبت بادشاہ لکھی ہین انہین کے ہم
بھی ثابت و تحقیق مین لہذا ۵ لاکھ روپیہ سالانہ نذرات بادشاہ کو اور عملہ کو سی و لکھنؤ وغیرہ

باگیر ۵ لاکھ روپے سالانہ کا تجویز کیا ہے عرض کیا اس آپکے ارشاد کو کچھ سند اور نیز اطمینان موکلون کے
واسطے لازم ہے پس اُسی وقت موافق اقرار صاحبان عالیشان یہ تحریر ہوئی مختار شاہی نے
اوسے پارلیمنٹ مین بھیجدیا اور وزراے سلطنت کو بھی گذرانی یعنی اظہار مدعیون سے
الحمدللہ کہ ہمارے موکلون کی بے قصوری کلی ثابت و ظاہر ہے اسے وزراے سلطنت اور اہل
انصاف نے بھی مستحسن جانا۔

جناب عالیہ نے بضرورت خرچ لابدیات یا مناسب وقت سمجھکر ایک ہار جواہر دو لاکھ روپیہ کو
لونٹ ایم ڈیمارنی کے ہاتھ بیچا اونھون نے اپنی عروسی کو لیا۔ یہ خبر لندن میل اخبار سے معلوم ہوئی
۲۱۔ جنوری کو جلیس الدولہ نواب مہدی قلی خان۔ جرأت علی خان کو اونکے نوکرون
نے کھانے مین زہر دیکر کھلایا ہے۔ آدمی بہزار خرابی مرکر بچے کہتے ہین کہ یہ فکر برعکس ہوئی مثل
چاہ کندہ را چاہ درپیش ہے۔ جب تسلط و اختیار کلی جنرل صاحب کا ہوگیا اور مختار شاہی بھی
روبراہ ہوے میر اولاد علی مذکور مایوس و ناکام ہوکر ایک عورت ملازم جنرل صاحب سے
آشنائی کرکے کلکتہ آنے حاضر حضور دستور معظم ہوے پچاس روپیہ ماہواری مقرر کرنے لگے
راضی نہوے اس خیال سے جو کلکتہ مین ہین اون کے دو سو ملتے مجھے سفر لندن سے
اسمے مگر بیگم صاحبہ حضور عالم کی کبھی کبھی کچھ کفالت خرچ فرماتی ہین مگر بہ نسبت لکھنؤ
کے بہت تکلیف سے گذرتی ہے۔ شاید وہین انتقال کیا۔ زمان حکام متقدمین
البتہ صورت فلاح رہی۔

اوسی اخبار مین یہ بھی مندرج تھا کہ لارڈ ڈالہوزی صاحب اوسی علالت و ناسازی مزاج
مین اب تک صاحب فراش ہین۔ ڈاکٹر [illegible] صاحب اونکے معالج ہین اونکی بیٹیان رہتی
ہین اس جہت سے انڈین گورنمنٹ مین جوابدہی کو آنا جانا بیٹھنا محکمہ پارلیمنٹ مین دشوار
ہے جب تک کہ صحت کلی نہو جنرل سلیمن صاحب بھی بسلامت ولایت نہ پہونچے انکی گھر سے ... یہ
یہ صورت ہوئی۔ دعاے غرباے مومنین لکھنؤ خالی نہ گئی۔

خلاصہ اجلاس پارلیمنٹ ہوا اگرچہ بخوست تقدیر رہ گیا اوسکے پہلے مقدمۂ جنگ چین اور ہنگامہ
فساد بندر بوشہر ایران درپیش ہوا بعد قیل و قال تنازع کلی میان صاحبان ہوس آف کامنس

واقع ہوا وزرائے سلطنت و رعایا و موکلان و اکثر ممبران نے اسکے کئی وجوہ اچھا جانا باقی تمامی رعایا
غیر مستحسن و خلاف جان کر اظہار اپنی رائے کا لیا وزرائے سلطنت و رعایا ملکر اس اجماع کو موقوف کرکے
تجویز اجماع جدید کی حالانکہ حسب قانون بعد سات برس یا دہ برس مین حکم شاہی سے آمنا ہوسکے آفت کا امر
موقوف ہوکرنئے بھرتی ہوتے ہین پس ان ممبران خاص و عام نے مشہور کیا کہ ہمین چار سبب خارج
چھین ہم اپنے نزدیک اصلاح حال و نیکنامی و عدم زیرباری سرکار سمجھتی تھی - اول لڑائی چین بقایا تھی
کسواسطے کہ ہمین وہان کی تجارت سے منفعت کلی حاصل تھا چار کرور کی بھری رہجاتی وہان
آتی ہی اور اسی قدر افیون وغیرہ ہم وہان لیجا کر بیچتے ہین - دوسرے جنگ ایران سواسکے کہ کئی
برس تک لڑین نقصان عظیم اوٹھاوین اور پھر صلح کرلین کسواسطے کہ لینا آسان مگر تسلط
تمام مشکل اسکے سوا اور سلطنت کے والی کب راضی ہونگے کہ ہم دوسرے کی سلطنت چھین لین
تیسرے وہ امور جو خلاف مذہب و ملت کسیکے ہون اونکا جاری کرنا اچھا نہین کہ باعث
ناراضی خاص و عام و بدنامی سلطنت ہے چوتھے نفع قلیل موہوم پر مملکت اودھ کا لینا
خلاف عہد و میثاق اور سبب ساقط الاعتباری سرکار ہے -

خلاصہ تجویز اجماع جدید مین ایکسو کئی آدمی زیادہ نسبت سابق مشخص ہو غالب ہے
کہ آخر مئی مین اجلاس جدید ہو دیکھا چاہیے کہ رائے صواب اس اجماع امت کی مقدمہ خاص
اودھ مین کیا پہنچتی ہی آئندہ مین در رحمت خدا کے لیم و فلک در پے خیال - مشورے خاص و عام سب
خوب ہے لیکن وزرائے سلطنت کو بہرصورت اختیار ہے -

بادشاہ کا اور حضور عالم وغیرہ کا قلعہ مین جانا وغیرہ

بتاریخ ۲۳ شہر شوال سنہ ۱۲۷۳ھ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء جب ڈاک انگریزی بند ہوئی خبر کلکتہ بالکل مسدود
ہوگئی ارکان دولت شاہی اور صاحبات محل مضطر ہوے بہت سے وسوسے اور خیالات
ہر ہر ایک کو گذرنے لگے آخر قاصد بطریق تبدیل لباس سے روانہ کلکتہ ہوئی اور یہ بھی متواتر سنا گیا
کہ گورنمنٹ نے مطمئن ہوکر لحاظ باحتیاط پلٹن متعلقہ قلعہ اور بارکپور سے ہتھیار لیلیے سپاہی فقط گزر

پہرہ دیتے ہین اور جتنے صاحب ہین فوج کے خوف سے رات کو جہازون پر استراحت کرتے ہین
اور جتنے جہاز ولایت جاتے تھے وہ دریا کے لنگرگاہ ہی مین ہین وہ سب باہر نہین جا سکتے ہین
سوائے جہاز دودی یا ڈاک سرکار کے۔

اب مرثیہ حال مصیبت حضرت سلطان عالم سنا چاہیے کہ آخر ماہ ذیقعدہ مفصل احوال
کلکتہ کھلا کہ ماہ مبارکہ مین مزاج اقدس بہت ناساز ہوگیا جب شافی حقیقی نے شفائی کلی عطا فرمائی
انھین ایام عشرہ مین غسل صحت فرمایا ملازمین کو خلعت و انعام ملا نذر و نیاز دسترخوان وغیرہ
اوسی شب ہوا مگر یہ کسی خیراندیش کے ذہن ناقص مین نہ گذرا کہ مبادا اس جشن شاہی سے
حکام عالیشان کے خیال مین گذرا ہو کہ بظاہر حیلہ صحت ہے اور باطن مین ہمارے غدر و فساد کا
جشن شادی کیا ہے سب اپنے خواب غفلت مین بیہوش و بیخبر رہے اسکے سوا اور کئی امر
ایسے ہوئے جن سے سرکار کو مظنہ بد ہوا اوسکی تدبیر مناسب وقت یہی بھی جو عمل مین
آئی چنانچہ بجرہ دخانی مال بادشاہ جو لکھنو سے پہونچا تھا بادشاہ نے پانچہزار روپیہ خرچ کرکے
درست کروایا تھا حضور عالم اوسپر اکثر سوار ہو کر تفریحاً کیلا کا چیہ تک جایا کرتے تھے ایک
خیراندیش نے عرض کیا ایسے وقت فساد مین آپکا شہر سے اتنی دور جانا اچھا نہین مبادا
سرکار کو احتمال آپکے نکل جانے کا ہو دوسرے قراین سے ہمین دریافت ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے
ہم سب چندروز کیواسطے نظربند ہو جائین پس مناسب اور صفائی قلبی مقتضی اسکی ہے کہ آپ
خود نواب گورنر جنرل سے عرض کیجیے کہ اس شورش ہنگامہ فساد سے جو سارے ہندوستان مین برافروختہ
ہو رہا ہے ایسا نہو کسیصورت اقسام سے الزام سرکار نسبت ہمارے ہو لہذا مناسب یہ ہے کہ ہم چندے
تا رفع ہنگامہ آپکے قریب کسی کوٹھی مین آکر رہین تو بہتر ہے۔ یہ بھی حضور عالم نے اور خود بادشاہ
نے گوارا نہ کیا فرمایا دیدہ و دانستہ از خود قید فرنگ مین اپنا پھنسانا کیا ضرور ہے اور خلاف
ہماری شان و منزلت کے بھی ہے اسکے سوا نواب مخدرۂ عظمیٰ نے کئی لاکھ روپیہ بنگال بنک مین
دیا تھا پہلے خود قصد روانگی لکھنو کیا تھا پھر اپنے دیوان ٹکیٹ راے کو اوسکے زرمنافع لینے کو بنک
مین بھیجا کہ کبھی ضرورت اپنے ملازمین کی تنخواہ کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ لکھنو جاکر تقسیم تنخواہ
بدمعاشان سرکار کریگی۔ خلاصہ جب ایسے اسباب ظاہری اپنی نافہمی اور بداقبالی سے پیدا ہوان

تو عقلاے صاحب فہم کیونکر نہ اسکے سدباب کی تدبیرین یا اوسیطرح غافل بیٹھے رہین خیال کیجیے
بشیر الدولہ مرزا فدا حسین خان نجومی کہتے تھے کہ ہندوستانی افسران فوج نے مجھے عرضداشت
بادشاہ کی لا کر دی مگر بادشاہ نے بتاکید و تہدید فرمایا کہ زنہار ایسے امور رکیک و فساد سے
سامنے پھر ذکر نہ کرنا مین یہان سرکار کی قید مین ہوکر ایسی حرکت کرون اپنے گھر مین جب تھا
کبھی مجھے ایسا خیال فاسد نہ گذرا یہان ایسی حرکت کا مرتکب ہون۔

غرض ۲۳ ماہ شوال ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء پہلے سرکار نے یہ انتظام کیا کہ
شہر کلکتہ سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پاوے اور جو جاے تلاشی لے لو قریب صبح صادق
تھی کہ لشکریان شاہی نماز گزار متوجہ و مشغول نماز اور رادھمگاہی ہوا جاتے تھے اور اکثر
خواب غفلت یا عیش و راحت مین غلطان اپنے اپنے بستر آرامگاہ پہ ہو رہے تھے کہ ناگاہ
دو پلٹن گورہ ۴ سو بندوقچی نے احاطہ خاص کوٹھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا ۱۲ توپین ٹرپٹ
پھاٹک پر اور چار چار اور دونون پھاٹک پر لگا کر مہتاب ہر توپ پہ روشن ۔ میجر ہیر
صاحب نون میجر کوبیا صاحب قلعدار نے تکلف بیباکانہ داخل کوٹھی ہوکر درجۂ اول
کوٹھی مین کرسی نشین ہوے اور تین جہاز جنگی سمت دریا لگا دیے اونپر ہر توپ پہ مہتاب
روشن تھی بادشاہ غسل کر کے مشغول نماز تھے کنز الدولہ مصلح السلطان کمر مین ولایتی
لگائے آئے بادشاہ سے صورت حال عرض کی بادشاہ نے بعد فریضہ نماز تبدیل پوشاک
فرمائی حمائل قرآن شریف کو حمائل کیا تلوار دھوپ دست مبارک مین لیکر فرمایا میجر صاحب کو
بلا لو میجر صاحب بہ کمال نمایش غرور سامنے آئے اسکا سبب یہ تھا کہ اسکے پیشتر کبھی بادشاہ
نے انسے ملاقات نہ کی تھی فقط مصلح السلطان کے پاس آکر خیر خیریت پوچھکر چلے جاتے تھے
اب اس حکومت پر آئے کہا حکم نواب گورنر جنرل یہ ہے کہ آپ چندے قلعہ مین ہماری
حفاظت مین رہیے تو بہتر ہے فرمایا مجھ اسیر بے گناہ پر کس جرم پر یہ قید جدید ہوتی ہے
یہان بھی تو مین تمھاری قید مین تھا سنو یہ قرآن ہمارا ایمان ہے ہم بقسم شدید بدل
کہتے ہین کہ بجز اطاعت و فرمانبرداری سرکار زنہار زنہار کوئی امر فاسد مقصود کبھی نہ تھا اور
نہ ہے جو دشمن سرکار ہوا وسے اپنا دشمن جان و مال و آبرو جانتے ہین خیر اب اگر یہی منظور ہے

بسم اللہ حکم حاکم لیکن جہاز پر سوار نہ ہونگا میجر صاحب نے ایک سوار کو حکم دیا نواب گورنر جنرل
کی جلد گاڑی لاؤ بادشاہ سوار ہوئے میجر صاحب اور ٹون میجر روبرو بیٹھے نواب مجاہد الدولہ بھی
بادشاہ کے مصلح پہلو مین بیٹھے ایک افسر انگریز نے چاہا مین بھی پہلو مین بیٹھون نواب نے منع
کیا تک ادب سے کہنے لگا پھر کہان بیٹھون کہا کوچ بکس پر ایک خواص نے چاہا گاڑی کے
پیچھے لٹکتا ہو یادیانت الدولہ نے کہا آج یہ مقام ہم غلامون کا ہے میر نواب مخاطب عنبرت الدولہ
جوان نورسیدہ ملازم مجاہد الدولہ بھی اونکے برابر جا کھڑا ہوا بادشاہ نے وقت سوار ہونے کے
کنز الدولہ سے فرمایا ہماری جان اب تمہارے اختیار مین ہے او مصلح السلطان سے
فرمایا میرے گھر سے خبردار غرض کچھ سوار جلو سواری مین ہوئے قلعے کے مکان مجوزہ مین
داخل ہوئے راحت السلطان کربلائی خدمت گذار شاہی بیتاب و بے قرار ہو کر قلعہ کے
دروازے پر پہونچی گورون نے روکا سنگین سے دھمکایا اس عورت مرد سیرت نے جواب بہت
سخت دیے کہ تم خود یہان اپنی جان دینے کو آئے ہین دھمکاتے کیون ہو گولی مار دو مین
ہرگز یہان سے نہ سرکون گی غرض دراتہ بادشاہ کے پاس چلی گئی انیس الدولہ بھی افتان خیزان پہونچی
اسوقت بادشاہ کے پاس فقط ۱۶ آدمی حاضر رہے بعد کئی دن کے ۴۴ آدمی خدمت کو اجازت ہوئی تفصیل [illegible]
حضور عالم نماز فریضہ پڑھکر پوشاک بدل باہر برآمد ہوے احسان حسین خان مع احمد علیخان
منشی میرن خان رفیق قدیم یہ سب جہاز پر سوار ہوے میرن جان سے تلوار مانگی انھون نے
جھنجھلا کر دریا مین پھینکدی توپ مین ڈانٹ دیکر احسان حسین خان کو اوسکے سامنے کھڑا
کیا پوچھا ہم کس جرم و خطا پر اسکے سزاوار ہوے ہین کہا اگر بادشاہ قلعہ کے جانے مین لگت
کرتے ہم تم سبکو جو اس احاطے مین تھے توپ سے ہر چہار طرف سے اوڑا دیتے رفیتا بقفا
سبکے حالت سکرات مین رہی ۱۲ سو آدمی مجموع اوسوقت احاطۂ کوٹھی مین تھے سوا صاحبات محل وغیرہ
جب بادشاہ سوار ہوگئے فوج مع توپ اپنے مقام پر پھر گئی لیکن جتنے آدمی باقی رہے کوٹھی
مین شمار کرکے لکھے اور ہر روز ان سب کا جائزہ لیا جاتا تھا محلات مین ہر طرف قیامت کبری
ہوتی شاگرد پیشہ خوف جان سے ہر طرف کی دیوارین پھاند گئے اور تبدیل لباس
فقیر بنکر ہر طرف کو چلے گئے کئی مہینے مین راہ غیر متعارف سے ننگے ہوکے پیاسے افتان و
خیزان لکھنؤ پہونچے انمین سے بہت سے راہ مین گرفتار ہو کر کٹاتے گئے قید ہوے ہر ایک کیواسطے ا

مدت ہوئی تھوڑے سے آشنائے پھانسی بھی ہوئے صاحبات محل مین عجب کہرام مچا تھا اور
حالت یاس و بیم مین حق کو دیکھیے اب کس بلا مین گرفتار ہوتے ہین کوٹھیان ماتم سرا
ہوگئی تھین اسکے بعد میجر صاحب نے سب کے نام کتاب مین درج کیے کہ انکے سوا کوئی آدمی بھی
باہر سے نہ آنے پاوے اور جائزہ ہر ایک کا ہوتا تھا شام کو جہاز دریا کیطرف آکر لنگر کرکے
تمام شب رہتا تھا سپاہیون نے خوف سے اپنے ہتھیار دریا مین پھینکدیے تھے —

جب وہ یوسف کنعان زندان مصر یعنی داخل قلعہ ہوا گورے اور ہر افسر نے زبان
طعن و تشنیع کھولی اور شکایت قتل قمع زن و مرد و اطفال جو ہر مقام ہندوستان مین ہوئی
تھی اور اپنے زعم باطل مین فقط انکا باعث سمجھے ہوئے تھے اپنے دل سوختہ کے پھپھولے پھوڑے
تھے خلاصہ دوپہر تک طعام خاصہ بادشاہ تک نہ پہونچا آخر مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ حضور
کو آب و طعام نہ دینا آپ کے خلاف قانون بھی نہین ہے جب حکم نواب گورنر جنرل ہوا خوان
طعام گئے گورے نے تلاشی کیواسطے ہاتھ کھانے مین ڈالدیا بادشاہ نے بکمال غیظ وہ
طعام خاصہ نوشجان نہ فرمایا خوان پھر آئے۔ مصلح السلطان نے میجر صاحب سے کہا کہ اب ۱۲ پہر گذرے
ہین حکم ہوا گورون کے سامنے خواص بادشاہ تلاشی طعام لیا کرین —

احسان حسین خان کو کمرۂ قید مین آٹھ دن تک کھانا نصیب نہوا فاقہ کیا پہر کا گورہ گشتی
تھا جتنے ستہ ضروری ہین سب انکے سامنے کرواسو مین جب سیڈن صاحب سکرٹر اعظم اور صاحب
قلعہ نے دوسرے کمرے کی اجازت دی لیکن سب سے زیادہ یہ امر عجیب ہوا کہ میجر صاحب اور سکرٹر
صاحب نے انسے پوچھا کہ تم راجہ مانسنگھ کے بادشاہ کے پاس آنے سے واقف ہو سچ کہو
وگرنہ تمھارے واسطے بہت برا ہوگا اسمین سب طرح سے زمین آسمان جھکائی سنگین بندوق
پھانسی وغیرہ سے بھی ڈرایا غرض حاشا مجھی مطلق نہین معلوم اور قتل منظور ہے ہم بھی موجود ہین
پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھوکر آئے ہین غرض متواتر اسی خبر کی تصدیق
چاہی وہی جواب صاف دیے گئے بظاہر غالب ہے کہ یہ خبر باعث بلاے ناگہانی ان سب
کیواسطے ہوئی ہو دوسرا سبب شاید یہ ہو کہ میجر صاحب سے بادشاہ سے ملاقات نہوتی تھی اور
بادشاہ نے کانپور سے صاحبون کی ملاقات سے کنارہ کیا تھا چنانچہ چیف کمشنر جناب لارنس صاحب بھی

کانپور مین ملاقات بادشاہ سے چاہتے تھے منوئی عذر ناسازی مزاج کہا گیا کمشنر صاحب کو بہت
ناگوار ہوا آپ بحکومت آنے لگے بہرحال کسی مخبر مفسد نے میجر صاحب کو یہ خبر پہونچائی
ایسے مفسدے اور دسوسے جب گذرے میجر صاحب نے نواب گورنر جنرل سے عرض
کیا کہ بغاوت وسرکشی سپاہ باغی کی ظاہر ہے ایسا ہو کہ بادشاہ مفسدو رکو لیجا کر اپنا
سرپرست بنا دین پھر سے کچھہ نہ ہو سکے گا لہذا اگر چندے قیام بادشاہ قلعہ مین ہو تو
بہتر ہے نواب معظم الیہ نے باستصواب رائے میجر صاحب اسے منظور کیا تھا از راہ
مال اندیشی اور خارج سے اکثر معتبرین لکھنو کو بھی راجہ کا جانا قید ہونا اور بادشاہ کے پاس
جانا اور عدم منظوری بادشاہ بخوبی معلوم ہوئی تھی - زبانی اون سے جنھون نے بچشم خود دیکھا
غرض بعد کئی دن کے فتح الدولہ مرزا محمد رضا برق مقرب خاقان مرزا جعفر اونکے بھائی
شریک حال ملازمین شاہی ہوئے بعد کئی مہینے کے جب عوارض لاحق سے اونکا حال غیر ہوا
مردہ بدتر زندہ ہو کر کوٹھی موچی کھول مین آئے دو تین دن کے بعد مر گئے میر احمد سوداگر کے
باغ مین دفن ہوئے جب لکھنو سے چلے تھے اکثر دوستون سے از راہ تعقل کہتے تھے کہ ہمارے
مشت استخوان مشتاق خاک کلکتہ ہو رہی ہے بہرحال اپنے حقوق ولی نعمی سے ادا ہو بادشاہ
نے اونکا درماہہ اونکے عیال کیواسطے مقرر کردیا تھا بعد اسکے اونکی بی بی نے بھی انتقال کیا اب
سوای مرزا جعفر کے کوئی نہین رہا مرزا آغا جان اونکے بڑے بھائی نے بھی وہین انتقال کیا لکھنو
کی املاک امام باڑہ وغیرہ بہت دعا مانگ کر بنوایا تھا وہ بھی گیا گذرا اسکے بعد انیس الدولہ
عذر بارد کر کے کوٹھی قیام مین چلے آئے دیانت الدولہ بموافقت نواب محی الدولہ کے
کم اتفاقی بادشاہ سے اور اپنی منہ زوری سے بتوفیق جبری راہی عتبات عالیات ہوئے
بعد شرف زیارت پھر کلکتہ آئے باریاب شرف ملازمت ہوئے جب مر گئے اونکی نعش بریل
ریل لکھنؤ آئی اپنی کربلا مین مدفون ہوئے کئی لاکھ کے نوٹ گورنمنٹ کے تھے کچھ تلف ہوا اونکا
وصی دارا ب خواجہ سرا تھا اوسکے اختیار مین کربلا تھی ہر مہینہ کی پانچوین کو مجلس عزا ابھی مقرر ہے
میر خورشید علی نفیس تخلص بیٹے میر انیس مرحوم کے پڑھتے ہین ہیا اونکے واسطے بھی ماتا ہے
کربلائی راحت السلطان بھی رخصت ہو کر روانہ مشہد مقدس ہوئی - ہزار روپیہ اوسے دیا

ہوئے اب پارلیمنٹ قدیم سلطانی برہم ہوئی دوسری جدید برپا ہوئی ذوالفقار الدولہ
میر محمد سجاد بھائی نواب نشاط محل حاضر حضور ہوئے مرزا کاظم علی سواروں مین نوکر تھے اتفاقاً
قلعے مین ملازمین حاضرین سے ایک دو اسامی کی احتیاج ہوئی اور یہ خبر گرم تھی قیام قدیم مین
مشہور ہوئی مرزائی مذکور نے بنظر تجدید آشنائی دلی سے کمر ہمت باندھی اور تنگ آ کر زمانہ دیکھا
اس اسیری کو مفتاح فلاح سمجھکر شرفیاب خدمت سلطانی ہوئے انجام کار خدا نے اونکے ارادہ
صادق مین برکت دی طبیب الدولہ بھی قلعے سے چلے آئے تھے اس حیلۂ شرعیہ سے کہ مجھے
قلعہ مین رہنے کو استخارہ منع آتا ہے مسیح الدولہ بروقت ضرورت بدستور سابق حاضر ہوتے
رہے جب تک کہ مسیح ہی آخر اپنے عارضہ مزمنہ سے انتقال کیا میر احمد سوداگر کے باغ مین
دفن ہوئے بشیر الدولہ سب سے پہلے مر چکے تھے خلاصہ سبکو یہ گمان تھا بلکہ بمنزلہ یقین کہ یہ قید زندگی
ہے بہانے نجات تا حین حیات معلوم نہین دیتی اس قید کو قید وزیر علیخان سمجھے ہوئے تھے
اس مدت قیام قلعے مین مزاج اقدس اعلیٰ بسبب خلاف آب و ہوا و تردات صبح و مسا
زیادہ اعتدال سے منحرف ہوا تجویز قلعہ چنار گڈھ ہوئی اور شاید سواے [illegible] کو تبدیل ہوا کو
[illegible] کیا ہو مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا محض تفریح بعض کتابت منظوم جو صاحبات محل کو نواب
میجر صاحب نے [illegible] پایا چنانچہ مدفعات ۲۶ لاکھ روپیے اوسمین کچھ صاحبات لکھنو کو مع تحائف
بھیجے علی قدر حال سبکو تقسیم کیے مگر اس بلوہ فساد سے صاحبات محل کا یہ حال ہوا جسطرح
شیرازہ جلد کتاب ٹوٹکر متفرق ہوکر ہرکس و ناکس کے ہاتھ پڑجاتا ہے بادشاہ نے اپنے عطیۂ
عالیہ کو کچھ خیال نہ کیا مبدء فیاض سے بخل نہین ہوتا بہرحال سب دعاگوے حشمت و اقبال
شاہی رہتے ہین اور اپنی جاگیر مین بسر اوقات کرتے ہین —

نواب دلدار محل کا کلکتہ مین انتقال ہوا ۲۵ ہزار روپیے تعمیر مقبرہ کو عنایت
ہوے منظور تھا کہ تابوت کربلاے معلےٰ روانہ کرین مگر اتفاق نہ ہوا —

احسن اللہ ولد خواجہ سرا جسوقت کہ بادشاہ داخل قلعہ ہوے یہ بھی
بعوارض عارضی سے قافلہ شاہی کے پیچھے رہ گئے راہی کربلاے معلےٰ
ہوے [illegible] مین ابتک مجاور ہین اللہ دختہ سرکار شاہی سے بسر اوقات

کرتے ہیں خلاصہ ایک ہفتہ عشرہ تک سب طرح کی تشدد و سختی رہی جب نالش سپریم کورٹ
مین ہوئی حکام نے عذر مصلحت وقت پیش کیا بعد اسکے صورت عافیت تدریج و
بفیض جود ہمت ہونے لگی پہلے بہت دنون تک جب رونڈ گورون کی افسر کے
ساتھ پہرہ بدلنے آتی تھی سنگین چبھوکر ہر ایک کو جگاتی تھی تم سوتا ہے یا مر گیا وزرا ت
شاہی کیواسطے نام زندان کیا کم تھا اگرچہ بند و ربند تھے مصلحت وقت سے سواد اللہ
اگر اختیار ہین بد معاشان سرکار کے آنے بعد فتح کیا صورت ہوتی یہ بھی مصلحت خدا اور
بقاے نام خاندان تھا اور قطع نظر اور سب تکلیف کے اگ قلعہ مین نہین لیجا سکتے تھے اس
جہت سے حاصہ طعام مین کیفیت آب سرد تھی اور سر افسر اور گورہ ہر ایک کو کس چشم غضب
سے دیکھکر رہ جاتا تھا یعنی اس خیال سے ہماری قوم کی قتل و قمع خود انکی قید سے ہوئی ہے
آخر رفتہ رفتہ بعد تحقیقات اور ظہور حال تنبیہ ہوئی چنانچہ پہلے بھی ہکو تسلی ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر
خدا نخواستہ جو کچھ منظور ہو کیجیے تین مرتبہ باتفاق جمہور بھی مشورہ تجویز ہوا اگر خدا وند عادل نے
سے ہونے ندیا یہ زبانی اون معتمدین کے ہے جو قلعے مین شریک حال تھے -

نواب مجاہد الدولہ انیس جلیس ہمارے زندان مقرب خاص ہوے ہزار روپیہ ماہ
ملتا تھا اور رفع زیر باری کو ایک مرتبہ ۲۲ ہزار عنایت ہوے اتفاقاً گذشت
ایام سے قول بزرگان صادق آیا نزدیکان را بیش بود حیرانی وہی تقرب بی سلیقگی
باعث حجاب نظر رحمت ہوئی اور آثار و قراین سے یہ بھی سمجھے اس عرصہ مین انکا چھوٹا
بیٹا داماد نواب معظم الدولہ لکھنؤ پہ سب اسباب برخاستہ خاطری کے ہوا آخر مہینے
کی رخصت لیکر قلعے سے اپنی کوٹھی مین رہنے لگے

جب میدان مقربان شاہی سے خالی ہوا ذوالفقار الدولہ الکا الدولہ مرزا کاظم
مسبوق الذکر پایہ تفوق پہونچے انکی جہت سے امر خیر یہ ہوا کہ سو دو سو محتاجین جنکی رب
کے واسطے علی قدر حال وظیفہ شاہی مقرر ہوا کہ باعث افتتاح و انجاح مرام ہوا چنانچہ
منشی میر محمد شفیع اون سبکو تنخواہ دیا کرتے تھے جب ہندوی کلکتہ سے آتی تھی
وظائف روشنی سے بادشاہ کلو ردلیں افزا کوٹھی ونام ہوے بعد اسکے نظر بند

موقوف ہوے اور پھر کوئی مقربان شاہی سے محرک نہیے امر خیر کا نہوا اور نواب مجاہد الدولہ کے قلعہ سے نکلنے سے ایک مہینے کے عرصے مین بادشاہ تشریف لائے بظاہر ساری محنت اور حسن خدمت و رفاقت کا ثمرہ جاتا رہا الک الدولہ کو ۲ ہزار روپے انعام مرحمت ہوے تھے مگر اونھون نے نہ لیے موقوف پر وقت رکھا بادشاہ نے اسے امتحاناً ہر ایک کی مرضی پر رکھا مگر حال دنیا اور اہل دنیا کا دیکھکر خاطر اقدس کو زیادہ تر باعث افسردگی اور تاسف کا ہوتا تھا یعنی ہر شخص بظاہر حالت یاس و مایوسی سمجھکر بلطایف الحیل ہمہ کنارہ کش ہوا ہے مگر مصلح السلطنت انجم الدولہ محض اپنے خلوص ارادت و عقیدت خاص سے یکہ تازرہے رفاقت شاہی سے ہاتھ نہ اوٹھایا اور لکھنو مین جیسی اونکے گھر کی بربادی ہوئی ظاہر ہے بعد اطمینان کلی اپنے بیٹے کی شادی کرنے لکھنو آنے بعد فراغ کلکتہ گئے وہین انتقال کیا باغ و دکرسٹہ گانون وغیرہ لکھنو مین باقی ہے بیٹے کو تنخواہ باپ کی سرکار شاہی سے ملتی ہے۔

اب حیرت افزا مقدمہ مظفر حسین خان یہ ہے جسے بگوش ہوش سنا چاہیے اور تماشائے قدرت خدا کو دیکھیے مثل مشہور ہے سخی کی ناؤ پہاڑ پر چڑھتی ہے اسکی حبیب الدولہ کا ناقہ جب پردگیان عصمت مآب دستور معظم دونون صاحبزادون کی نسبت سے مرشدآباد مین فراغت کرکے روانہ کلکتہ ہوے راہ مین حکم سرکار گوش ہوش خان مین پہونچا کہ جہان ملین گرفتار کیے جائین اور بے تامل مدارج اعلا پر پھانسی پر اس دار دنیا سے پہونچین اسکا سبب یہ ہوا کہ سرکار کو گمان قوی یہ ہوا کہ فساد تمام ہندوستان مین جسکے باعث ساری فوج نے بغاوت پہ کمر باندھی۔ جواب بابو بک جنرل سلیمن صاحب کا خو انھین نے لکھا غرض اسی حالت اضطرار و یاس کلی مین متحیر تھے اتفاقاً ایک خضر راہ مین جانب اللہ پیدا ہوا کہ تم جلد ریل پہ سوار ہوکر چندن نگر فراس ڈانگی عمل شاہنشاہ فرنس مین چلے جاؤ وہان کوئی صورت گرفتاری پیدا نہوگی اور پھر تو ہر گز تلاشی تھانہ وار آیا اوسے کچھ دیکر رفع دفع کر دیا خلاصہ جب وہان گئے پہلے وہان کے قاضی سے ملاقات کی اوسکے ساتھ وہانکے گورنر کے پاس جا کر اپنی سرگذشت بیان کی اس آفت ناگہانی سے آگاہ کیا اور موافق وہان کے قانون کے ایک کوٹھی ۱۲ سو روپے کی مول لی اوسکا کھٹ ملا امان پاکر اوس گھر مین جا بیٹھے

جب یہ خبر کلکتہ مین پہونچی صبحکو بہت سویرے سکرٹر اعظم مع توپ و کمپنی لیکر سرحد پر اپنی آکر کھڑے ہوے یہان گورنر کے پاس ہم بہرے تلنگے گئے تھے وہ بھی تیار ہوا اپنی حد پر کھڑے ہوے گورنر تنہا جاکر پرسان حال ہوے کہا کہ سرگروہ باغی ہمارے ملک کا مع اسلحہ حرب تمہارے شہر مین آکر ٹھہرا ہے اوسکے سبب سے ہمارے سب زن و مرد قتل بے گناہ ہوے ہین ہم اوسے گرفتار کر کے لیجائینگے جواب دیا اوسکے پاس اسلحہ حرب نہین ہے اور ہمارا ٹکٹ رعیتی اوسنے پایا ہے اور زنہار قدم اپنی حد سے نہ بڑھانا وگر لندن ہماری ولایت سے دور نہین ان ہمارے چالیس تلنگون کو چہل تن ابدال سے کم نہ سمجھنا غرض اسمین بہت گفتگو ہوئی آخر سکرٹر تنہا خان موصوف نے گھر مین تلاشی اسلحہ لی یہان سب کے پاس آلات بیاض ربانی تھے اور جو کچھ تھے کوٹھے پر پھینکدیے تھے صاحب تلاشی لیکر چلے گئے خان صاحب کی جان بچی با طمینان رہنے لگے بعد اسکے اکثر صاحب کلکتہ اپنی سرحد پر کھڑے ہوکر انھین دم دیتے تھے یہ بھی جواب درست مردانہ وار نڈر ہوکر دیتے تھے جب کلکتہ مین سب کو نجات ملی یہ بھی ٹکٹ عدم مزاحمت گورنر لیکر مردانہ وار داخل کلکتہ ہوے خلاصہ ؏ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ؂ یہ کیفیت اونکی زبانی مندرج ہوئی یہ لوگ ہمیشہ تا ہین حیات صاحب ارادہ رہے قانع نہوے حالانکہ اونکی اوقات کو علاقہ جو خریدا تھا وہ کچھ کم نہ تھا سرکار نواب مرشد آباد مین جو صورت گذری ظاہر ہے۔ رامپور چندے روزگار کیواسطے گئے وہان کے نواب سے نہ بنی آخر احسان حسین خان نااتفاقی مظفر حسین خان سے کربلاے معلیٰ گئے بعد شرف زیارت وہین انتقال کیا۔

مظفر حسینخان نے سنہ ۱۲۹۲ھ مین انتقال کیا اوسی علاقے پر جو جائداد تھی اولاد ازواج پر سہم شرعی جاری ہوا اب اولاد سبحان علیخان مین فقط رضا حسین خان ذاکر حدیث خوان باقی ہین

ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے حسب تحریر خطوط لندن

اب لندن کی کہانی سنا چاہیے کہ صورت ملاقات جناب عالیہ ملکہ معظمہ ٹھہری کہ جناب عالیہ لباس مصری یا عربی سے تشریف لے چلین مگر وہ صاحب جا حضور جناب ملکہ معظمہ مثل کالنجر سب مستور ہنگے باقی کوئی اور صاحب سوا عورات کے نہوگا چنانچہ جناب عالیہ مع مقربان خاص

جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مولوی مسیح الدین خان سفیر شاہی بے تکلف گاڑی مین
سوار ہو کر چلے جب گاڑی جنابعالیہ مقام فرودگاہ خاص پر پہونچی ۸ میم جو زبان ہندوستانی
سے واقف تھین استقبال کو آئین بعد اداے سلام شاہانہ مقام خاص مین لیجا کر تکلف
کرسی پر بٹھایا آب آراستگی و زیب و زینت اس دولتسراے شاہی کی اور ہر کمرہ خاص
کی کس زبان سے بیان کیجاے جس سے سننے والونکا موجب تسکین ہوا اور غلبہ شوق
نظارہ بڑھے بعد چند دقیقہ کے انمین سے ایک میم نے حضور جناب ملکہ کو خبر کی ملکہ دوران
لباس سادہ غیر تکلف سے رونق افروز ہوئین اور بعد اداے سلام تہنیت بخش کرسی یا عدالت
ہوئین جناب عالیہ نے اشرفیان نذر کی گذرانین دو صاحب حاضر الوقت پشت کرسی جناب عالیہ
مقابل جناب ملکہ کھڑے ہوے جنرل صاحب آداب سلام زانوے ادب تہ کیے بجالا نذر دی
دست پر اپنے بوسہ دیا چاہتے تھے کہ جناب ملکہ نے کمال عطوفت سے مصافحہ فرمایا یہی صورت
مرزا ولیعہد کیواسطے ہوئی سفیر شاہی ہم پہلوے شاہزادون کے بیٹھے شروع کلام دریاے
شور سے ہوا فرمایا تم کبھی جہاز پر سوار ہوے ہو عرض کی ہمارے شہر مین ایک بہت چھوٹا دریا
گومتی ہے کبھی اوسمین اتفاق سواری کا نہین ہوا جب بیان صدمات جہاز اور تکلیفات
کا ہوا بہت ترحم اور تاسف کیا پھر ذکر مکانات ولایت ہوا کہ اگر نہ دیکھے ہون مین حکم دکھانے
کا دون اوسکے بعد فرمایا میرے دس اولاد ہین بعض اونمین گہوارے سے نہین نکلے لیکن
پرنس آف ویلس یعنی ولیعہد ابھی لڑکا ۱۲ برس کا ہے اگر اجازت ہو تمہارے سامنے آوے عرض
کی بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون کئی میم جا کر لے آئین جنابعالیہ نے اپنی گودی مین بٹھالیا
بہت پیار فرمایا اور فرط محبت سے اپنے گلے کا ہار اونمین پہنایا اتفاقا وسط ہار مین ایک
عطردان مرصع بھی تھا جناب ملکہ نے پوچھا عرض کی اسمین عطر رکھتی ہین اور بروقت رخصت دوست
حسب معمول عطر اسمین سے دیتے ہین پس اسوقت جناب ملکہ کے خیال مین گذرا شاید یہ لوگ
بسبب خستگی راہ کے رخصت ہوا چاہتے ہین فرمایا تمھین بہت تکلیف ہوئی تھوڑی دیر استراحت
کر کے جانا یہ ملاقات اجمالی ہوئی بعد ہفتہ عشرے کے تفصیل حال ملاقات ہوگی بسبب ناساعدی
ایام نافرجام یہی کہ صورت ملاقات بفرداے قیامت ٹھہری بعد استراحت کر دہی میم نے

مشایعت گاڑی تک کی۔

آٹھوین دن کے بعد یہ حضرات منتظر وعدۂ سلطانیہ رہے چون روزہ دار گوش ہوش پر تھی کہ
دفعتًا اخبار فساد ہندوستان کوچہ بکوچہ کالشمس شائع ہوئی اور اہل شہر میں ایک تلاطم عظیم برپا
ہوگیا اور خاص و عام کو اس تلفلے سے ایک چشمک اور شماتت ہوگئی یعنی یہ فساد بسبب انھین
کی بدنیت ہوا ہے اور ان حضرات کو بھی عجب طرح کا ہراس اور یاس کلی پیدا ہوئی کہ ولایت غیر
مین اسحالت بیکسی بے اختیاری ہین دیکھیے ہم غریب الوطنون پر کیا گذرتی ہے اور
انجام کار کیا ہوتا ہے۔ من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال۔

انتقال جناب عالیہ و جنرل صاحب شہر پارس مین وغیرہ سوانحات

خلاصہ جناب عالیہ بہت متفکر و متردد ہوئین کہ اب بظاہر چارہ کار و علاج معلوم کم حصول سلطنت
دنیا کا یہ حال دیکھا معلوم ہوا مشیت خدا نہین دربالفرض اگر اسکا حصول بھی ہوتا تو جبکہ
مستحق ہین اوقفین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اب چلکر دولت ایمانی حاصل کیجیے یعنی ملک فرانس سے
ہوکر از راہ مصر مشرف بہ حج خانہ کعبہ ہوجیے بظاہر اس خدشہ فتور سے بھی نجات متصور ہے
بعد و خاص سے تشریف فرما ہوئین جب پارس مین پہونچین آلام روحانی سے علالت مزاج لاحق ہوئی
آخر ۲۴ تاریخ شہر جمادی الثانی ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ء انتقال فرمایا اور بتوسط تاربرقی
سے خبر وفات لندن پہونچی جنرل صاحب مرزا ولیعہد بہادر مع ملازمین مرکب دودی سے تشریف
لائے یہان کے حکام نے حکام لندن کو کہلا بھیجا کہ یہ غریب الوطن خاندان شاہی سے
ہماری سلطنت مین انتقال کیا ہمین ہر حال مین رعایت و پاسداری اپنے نام کی مناسب
ہے یہان نے کچھ جواب شافی نہ کیا مگر وہان کے وزرائے سلطنت اور شاہنشاہ نے نام
نمود و بلند نامی سمجھکر موافق دستور کے بڑے تکلف اور رسوم سے اوٹھایا کہ قابل یادگار
ہے وزرائے سلطنت ارکان دولت افسران شہر ہزارہا بلباس سیاہ ساتھ تھے ہو چند قدم جنرل
صاحب پیادہ چلے تھے جب شدت ہم و غم سے طاقت نرہی وزیر اعظم نے اپنی گاڑی مین
بٹھالیا پھر اور سب بھی گاڑیو پر سوار ہوے ہزارہا عمائد شہر پیادہ ساتھ تھے ہزارہا تعظیم کو

کا لیے رومال نعم کے موافق اپنے دستور کے ملاقی یقین او رسفیر سلطان روم کے صحن مسجد مین
مع تابوت دفن کیا یعنی سپرد خاک تا مدت معینہ کی مگر کسینے اسکی فکر نہ کی کہ وہان سے کسی اکمنہ
متبرکہ مین لیجا کر دفن کرتے اور یہ جگہ بھی کچھ قدرت خدا سے ملی وگرنہ معلوم نہین کیا صورت
ہوتی سارے شہر پارس کے خاص و عام یہ سانحہ دیکھکر تاسف و افسوس کرتے تھے اور
جنرل صاحب پر جو صدمہ تھا اوسکا کیا بیان ہو —
جنرل صاحب کو اس صدمہ روحانی سے شدت عارضہ مرض زیادہ ہوئی مختصر یہ کہ ۱۱
تاریخ شہر رجب سنہ الیہ کو انتقال فرمایا اسیطرح انکے بھی جنازہ کو باہتمام شاہانہ اوٹھایا بلکہ
حسرت و تاسف سبکو اس مرگ ناگہانی کا زیادہ ہوا اونکو بھی آغوش مادر گرامی مین دفن
کیا شہنشاہ نے چاہا کہ انکی عورات کو تقریب ماتم پرسی مین بلوائین تا ضمناً مرزا ولیعہد سے بھی
ملاقات ہو بلکہ بدل منظور تھا کہ جناب ملکہ سے انکے باب مین بخوبی سفارش کرین اور
بطریق دوستانہ از راہ بلند نامی سمجھائین لیکن انکے مشیران خاص نے لسے مناسبت وقت
نسمجھا تا اس احتمال سے کہ ہم متوسل سلطنت انگلشیہ کے ہین مبادا اونکو ہمارا ریلیف مطلب
خلاف پیدا ہوا لہذا ہمکو بہرحال اونکی اطاعت چاہیئے عذر ظاہری کہلا بھیجا کہ موافق دستور
ہند چالیس دن تک صاحبان ماتم کہین نہین جاتے انشاء اللہ بعد مرور ایام حاضر ہونگے
اسعرصہ مین ایک صاحبزادی دسالہ ہم برس کی جنرل صاحب کی اونسے بھی وہین وفات پائی
وہ بھی وہین مدفون ہوئی —
جب یہ خبر وحشت اثر حوادث ناگہانی کلکتہ مین گوش ہوش حضرت سلطان عالم پہونچی وہ کیا زبان سے
بیان کیا جاوے ایسی صدمات عظیم کو قلب بشری مشکل سے متحمل ہوسکتا ہے مگر بجز صبر و شکر کیا چارہ ہے
مرزا ولیعہد بہادر نے تصرف مال عم تا مدار چاہا مولوی مسیح الدین خان نے عرض کیا حضور
مالک و مختار ہین اگر پہلے حضرت کو عرض کیا جاوے تو بہتر ہے یہ فہمایش ناگوار خاطر ہوئی حواشی
نے اور بھی اور حاشیہ لگایا اگر نوبت با طلاع عدالت ہوئی مولوی صاحب نے تحریر بادشاہ اپنی مختار
کی پیش کی اور ۵۰ ہزار روپیہ امین المال عدالت مین جمع کر دیا بادشاہ کو عرضداشت کی
کہ تنخواہ اس قدر نہین ہوئی کہ اسقدر سفارت مین تحمل اختیار رہا بدولت نے دیا ہے مرزا ولیعہد سے

تاگوارِ خاطر سمجھکر پھر پارس مین تشریف لائے شاہنشاہ نے پھر اونسے ملاقات چاہی
اونھون نے اپنے مشیرون سے مشورہ چاہا بالاتفاق تجویز ہوئی کہ اپنے ایجنٹ سرکار سے
بذریعہ تاربرقی اس صلاح کو پوچھیے تو بہتر ہے اونسے جواب بھیجا کہ ہم اس امر خاص مین کچھ
نہین کہہ سکتے اگر تمھاری ملاقات ہوجاتی تو باعث بھلائی کا تھا کچھ قباحت یہ سنکر مولوی [illegible]
نے عرضحال مرزا ولیعہد بہادر بشخص واسطہ سے کہدیا کہ ہم جس سلطنت کے متوسل قدیم ہین
فیما بین اونکے اور تمھارے صفائی قلبی نہین لہذا ملاقات نہ کرینگے جب مرزا ولیعہد نے یہ
پیام کہلا بھیجا بہت سے کلمات عتاب خان موصوف کو فرمائے اور اپنے پاس آنے سے
منع کردیا اور شہنشاہ کو بھی اسکا بہت ملال ہوا چنانچہ پیشتر اسکے پھر دفعہ مرزا ولیعہد بہادر
کھانے کو جاتے تھے شاہنشاہ سے صاحب سلامت ہوتی تھی بہت اشتیاق دلی پایا
جاتا تھا اور سڑک پر جب اونکی گاڑی کو دیکھتے تھے دوسری طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنا منہ
پھیر لیتے تھے اور اسکے مرزا ولیعہد بہادر عازم ہندوستان ہو داخل مصر ہوے اور ولایت
سے مسٹر کہ جنرل صاحب روانہ کلکتہ کیا اور ایک تاج مرصع تلوار ولایتی اور موتیونکا لباس
اپنے واسطے رکھ لیا جب مصر سے ارادہ کلکتہ کیا ایک خیرخواہ نے مفصل لکھ بھیجا کہ ابھی آپ
مصر مین توقف فرمائین تو بہتر ہے مبادا ویسا ہو خدا نخواستہ مثل بادشاہ سیلان مین پہونچکر
حفاظت صاحبان عالیشان مین ہوجائین اس باعث سے وہین چندے توقف کیا

رونق افروزی بادشاہ قلعے سے کوٹھی موچی کھولے مین

کئی مہینے سے خبر آمد حضرت قلعے سے مشہور ہورہی تھی جب خطوط کلکتہ آتے
تھے پہلے اون اخبار کو غلط العوام جانتے تھے کسواسطے کہ لفظاً بہر تقدیر ساختہ پرداختہ
تھے کہ یہ محض از راہ مصلحت کیا ہے اور خود بادشاہ کے جب بھی بے اختیاری کا
حال تو ظاہر ہے کبھی اختیار حکومت مین کسیطرح کا خیال یا منصوبہ بدگمانی خاطر اقدس مین
گذرا اس مین بھی کچھ مصلحت جناب رہی تھی اور فوج باغی کے کچھ ورنہ تھا کہ مثل دلی یا لکھنؤ کے
واسطے بھی کچھ کرتی اگرچہ اسباب ایسے ہوئے تھے مگر تقدیر نے بچایا اخلاص صدق تھا سلطان [illegible]

پہونچی اور متواتر ولایت سے حکم رہائی آیا آخر ۹- جولائی روز شنبہ ۱۸۵۹ء مطابق ۸ ذیحجہ ۱۲۷۵ھ
بعد چار بجے حضرت سلطان عالم مع ملازمین خاص و شاگرد پیشہ و حضور عالم قلعے سے سوار
ہو کر کوٹھی مذکور مین رونق افروز ہوا دوسرے دن بھی عجیب دوگانہ عید ہوا سب نے سجدات شکر
ادا کیے پہلے ساہ جی کے گماشتے نے حاضر ہو کر ایکسو ایک روپیہ تصدق اور ۲۱ اشرفی
نذر گزرانی اور ۱۱- اشرفی حضور عالم کو دین اوسی تاریخ سے خبر رونق افروزی ساہ جی
کو پہونچی اتوار کے دن سید نقی صاحب چھوٹے بیٹے سید العلما نے تاریخ سے
تصدیق و کذب خبر کو دریافت کیا منگل کے دن خود روانہ کلکتہ ہوے مورد عنایات
خسروانی ہوے پھر لکھنؤ اپنے عیال کو لینے آئے ۱۷ ربیع الاول کو مع عیال روانہ
ہوے ۶ ہزار روپیہ عنایت ہوے کچھ وظیفہ بھی مقرر ہوا کئی مہینے تک ناموافقت
آب و ہوا سے اور بعض امور کی ناگواری سے پھر چلے آئے-

مفسدین کلکتہ نے باتفاق اپنے ابناے جنس بواسطۂ نواب معشوق محل خاص
مطلب برآری پر ۳ لاکھ روپیہ کا نوٹ اوسکی ضمانت مین لیا تھا جب یہ خبر مفصل اخبار
مین چھپی لاٹ صاحب نے محبت نامہ بھیجا کہ جنسے یہ جعل کیا ہو اسے سرکار سے سزا
سنگین ملے اوسکا جواب کیا آیا کہ یہ مقدمہ معرفت عورات ناقص العقل سرزد ہوا انکی
تقصیر وارد ہو اس کلمۂ انصاف سے نواب محتشم الیہ بہت خوش ہوے اور وہ نوٹ پھر گیا

بادشاہ نے قلعہ مین بسبب تکلیف خرچ معرفت [illegible] صاحب ۶ لاکھ روپیہ قرض
لیا تھا جب لاکھ روپیہ کا پنشن جاری ہوا سرکار سے تقاضا ہوا پنشن کو اپنے نزدیک
روز رہائی قلعہ ٹھہرایا اور حساب شاہی ابتداے گرفتاری سرکار کے تھا غرض بادشاہ
نے جبر عطیۂ سرکار بھی قبول کیا اور اس لاکھ روپے کا بھی خرچ حسابی ٹھہرا تھا اس خیال
سے کہ مصارف زائد و نامقبول ہونے پاوے کسواسطے کہ باعث تکلیف بادشاہ ہو گا پھر حسب [illegible]
اسکے منتظم رہیں مگر بادشاہ نے اسباب میں محبت نامہ بہت شدومد سے بھیجا آخر معمول مرضی
حساب کچھ پڑا اسکا انجام کار بھی منشی [illegible] کے اہتمام [illegible] فی الحقیقت اسمین انصاف قرار
واقعی کیا اور آئندہ کو [illegible] سرکار سے وزیر السلطان [illegible] منشی میر علی خان مقرر ہوے بہت

غنیمت ہوا وگرنہ سارے کلکتہ کے قرضدار ہوجاتے حاکم کو چاہیے کہ اپنے داخل و مخارج پر خود متوجہ رہے دوسرے کے بھروسے پر نہ رکھے۔

یہ ایک جملہ معترضہ بر سبیل مذکور زبانی مفتاح الدولہ جب یہ کلکتہ میں حاضر حضور تھے ایکدن میجر صاحب تشریف لائے بر سبیل مذکور پہلے کہا آج سے چوتھے دن مرزا ولی عہد بہادر داخل کلکتہ ہونگے اور نواب گورنر جنرل بہادر بمعرفت جنگ بہادر مرزا یحییٰ قدر کو ایام تمتع ان میں ۱۵ لاکھ سالانہ اونکا اور ۵ لاکھ سالانہ جناب عالیہ اور ۴ لاکھ نانہاروں کا مقرر کرتے ہیں چاہیے کہ اسپر راضی ہوں اور یہ ہنگامہ فساد موقوف کریں اسکا جواب کچھ آج دوسرے نہ آیا دیکھیے کیا منظور ہے نواب خاص محل نے پس چلمن سے دیا جو شخص آپ کے گھر آئے قید ہو جاتا ہے اور سب طرح سے برباد ہوا دس کا لاکھ روپیہ اور جو مقابلہ و سرکشی کرے اوسکے واسطے اسقدر انصاف شرطی جواب دیا وہ صاحب شمشیر ہے اب سنتے ہیں کہ مرزا پر جسقدر ایسے حال پڑے ہیں اور دشمنی لکھتے ہیں اب کون سنتا ہے یہ زبانی اون لوگوں کے ہے جو اوسکے پاس آتے ہیں امرا ہند کا ہمیشہ سے یہی حال رہا ہے نواب شجاع الدولہ سے تصور کرنا چاہیے کہ صوبہ عظیم آباد ہمت دستے ہیں صاحب کیسے اسیطرح جنرل اوٹرم صاحب معرفت مرزا علی رضا جو کچھ کہلا بھیجا کب کسینے سنا۔

سرکار شاہی سے محبت نامہ گیا کہ جنرل اوٹرم صاحب نے ۱۵ لاکھ روپے مقرر کیے تھے اوسمیں قید حین حیات نہ تھی لیکن اب سب خرابی و بربادی کے بیان آپکی پاس آئے یہ دوسری صورت تخفیف نکلی موافق قانون عدالت نسلاً بعد نسل چاہیے غرض بہت تصریح سے لکھا گیا اور وہ راضی نامہ جسے پہلے طلب کرتے تھے وہ گیا اب اخبار سے معلوم ہوا کہ صاحبان پارلیمنٹ نے لسے جبری سمجھکر قبول نہ کیا اب پھر جو پارلیمنٹ کھلے دیکھا چاہیے کیا انصاف ہوتا ہے۔ مولوی مسیح الدین خان کو عہدۂ سفارت سے محض بخوشی خاطر اقوا گورنر جنرل موقوف کیا اور بتجویز مرزا ولی عہد بہادر علی اکبر خان شیرازی ٹھہرے اور بندرہ کوڑی ناکس پارلیمنٹ میں چاہتے ہیں جسکا سو ۲ لاکھ روپے ماہواری ہوتا ہے اسمیں سے ونس کروڑ بابت قرضہ سلطنت حال جسکی تفصیل مفصل معلوم نہیں اگر دعوی پیش ہو دیکھا چاہیے اسکا انصاف کیا ہوتا ہے اور

مشہور ہوا تھا کہ مرزا ولی عہد بہادر اسی امید موہوم پر پھر روانہ ہونگے تا اینکہ اونکا انتقال ہوگیا اور یہ کہانی رہ گئی۔

داخلہ مرزا ولی عہد بہادر کلکتے مین

۲۷ - ماہ صفر روز دوشنبہ ۱۲۷۶ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۸۵۹ع ۱۱ بجے گاردن ریچ مین جہاز دودی نے لنگر کیا جب یہ خبر دہ جاوید بہجت مبارک پہونچا فرط محبت و مسرت سے بے قرار ہوکر بہ حکم استقبال ہوا پہلے مصلح السلطان و کنز الدولہ نے جاکر نذر دی پیاک سفیر بنوائی مبارک الدولہ سید سجاد علیخان مرزا محمد عسکری خان بیٹے مرزا رفیع الشان کے یہ بھی بالغرض کلکتے گئے تھے اور ملازم بھی حاضر ہوئے مرزا محمد عسکری خان کو غیر سمجھا کر تھا مصلح السلطان نے سبب درد و باطنی بیان کیا کنار دریا سبب ہجوم تھا پہلے جہاز سے جتنے مسافر تھے سب اتر گئے جہاز دودی سلطانی کو حکم ہوا جب دو بجے جہاز سے مرزا محمد عسکری خان کی کشتی کرایے پر لی مرزا ولیعہد بہادر باہم ہوکر گھاٹ سے اترے بڑے جنرل کے صاحبزادوں نے نذر دی گلے لگایا دوسرے جنرل مرزا فریدون بخت نے نذر دی کمال محبت سے اونکے گلے ہاتھ ڈالدیا پھر مع ان تینوں شاہزادے کے گاری پر سوار ہوئے اور سلطانی جلوہ سواری مین تھے بڑی دھوم دھام سے قریب ۴ بجے داخل کوٹھی ہوئے بادشاہ اوسوقت نواب خاص محل کے پاس تھے شرف ملازمت والدین حاصل ہوئی قریب شام اپنے خاص محل مین داخل ہوئے صحیح و سلامت آگئے مشیت ایزدی مین کسیکو دخل نہین

لندن مین غریب الوطن جانکر اکثر ملازمین نے خیرہ سری کی از راہ نمکحرامی بہت سا نقصان دیا قلیل من عبادی الشکور یہ ہوگئے مثل نواب مہدی علی خان اور اشخاص جیدہ مہار النسا ملازمین جنابعالیہ مع اپنے مخصوصین راہی حج خانہ کعبہ ہوئین بعض ملازمین نے اپنی نمکحلالی سے آپکا دامن دولت نچھوڑا متروکہ شرعیہ جنابعالیہ مرحومہ کو حاضر حضور بادشاہ کیا اکثر صاحبان ولایت مشتاق ملاقات مرزا ولیعہد بہادر رہتے ہین مگر بسبب خوف بادشاہ از راہ اطاعت تامل کرتے ہین گفتگو زبان انگریزی سی بسبب منع شہرت صاحبان ولایت ہوگی سمجھ حسب

انکے لب و لہجہ سے بہت خوش ہوے بلکہ منتعجب ایک دن ملاقات کو تشریف لیگئے تھے
فی البجا کچھ خلاف دستور پیش آ گئے تھے مقتول گیا اور تمام مدت قیام ولایت کبھی دیا کا
ذبیحہ نوش نہ فرمایا صاحب مقدور تھے محتاج مجبور نہ تھے اور اگر کہین اتفاق ضیافت ہو
فواکہات پر اکتفا فرماتی دوسری یہ بھی بہت تعجب ہے کہ اس عالم شباب مین جانب خلاف
متوجہ نہوے حالانکہ اکثر فریا وہان کے خالی نہین رہے ہین مثل میر حسن علی لندنی یا مولوی
محمد اسمعیل سفیر شاہی بعض آپ کے ملازمین نے وہین سکونت اختیار کی صاحب عیال
بھی ہو گئے ہین لکھنو سے پہلے نیپل جو لندن گئے میر حسین گئے وہ صاحب علم تھے اوسکے
بعد میر عبد العلی جایسی خلیل مرزا احمد علی بطرت میر حسن علی بزبان سابق کا حال ہے کہ
۷ چاند سمندر مین دیکھکر داخل لندن ہوتے تھے اب ایک مہینے سے کم مین مسافت راہ
ریل و جہاز دخانی سے رہگئی ہے اور غالب ہے کہ چند روز مین اس سے بھی کم مسافت رہجائے
مگر ان سب جانیوالون کے راجہ رام موہن رائے بہادر بہت فضیلت علمی رکھتے تھے آج تک بنگالہ
مین ایسا کوئی نہین اس کمال کے ساتھ ۱۲ زبان کے علم مین بحث و مناظرہ علمی کر سکے
تھے ہندو مین ستی ہوتا انھین کی بدولت موقوف ہوا موجب شاستر امیانی کے محمد اکبر شاہ بادشاہ
دلی کے وکیل ہو گئے تھے اور اگر جیتے رہتے البتہ بہت سی صورت فلاح بادشاہ کے واسطے
نکالتے مگر پارلیمنٹ کے بند ہونے سے جیسا ایک فرنس مین گئے مر گئے اور یہ امر خود اپنی
نمود و نام کی راہ سے لیا تھا نہ کچھ طمع دنیا سے کسواسطے کہ محتاج نہ تھے —

خلاصہ احوال سلطنت ہندوستان

دار الخلافت شاہجہان آباد تواریخ انگریزی سر لسب صاحب کی کتاب
مشہور ہے کہ امیر تیمور قزاقی کرتے تھے اور مطیع بادشاہ بلخ و بخارا تھے اتفاقاً ۲۳ بنی فاطمہ کو
قید ترکمان سے نجات دی بادشاہ نے عتاب کیا اُسے مقابلہ ہوا یہ غالب آئے تا اینکہ نوبت سلطنت
پہونچی خواب مین جناب رسولخدا نے ۲۳ خرمے انھین عنایت فرمائی وہی ۲۳ سلطنت تھی جب خاتمہ
ہوا طیب تھی وہ شاداب ابتدا سے انتہا تک ہتی ہین اور خرما پہلے شاداب پھر خشک ہو جاتا ہے القصہ

سوائے تحریر تاریخ انگریزی سے اسیطرح خواب صوبہ اودھ بھی کہتے ہین -
ہندوستان کے ۲۲ صوبے دارالسلطنت صوبہ شاہجہان آباد و دلی ۲۴۰ میل کا طول
اور تقریباً ۲۰۰ میل کا عرض جانب شمال لاہور ملک پنجاب جنوب اکبرآباد اجمیر شرق -
مملکت اودھ اور بہت بلند پہاڑ حایل ہندوستان شمالی ہین جانب غرب لاہور و اجمیر
اور موافق تحقیق ابوالفضل یہ صوبہ داخل اقلیم سوم سے اور خاص دریا گنگا و جمن
انکے سرچشمے اسی صوبے مین ہین اس صوبے کی آب و ہوا معتدل ہے اور برسات مین
اکثر زمین سیلاب ہو جاتی ہے اور بعض مقام مین ۲ فصلین پیدایش غلے کی ہوتی ہین -
۸ سرکارین ہین - دلی بداون کموں - سنبھل - سہارنپور ریواری حصار فیروزآباد
سرہند ان سرکارون مین ۲۳۲ پرگنے ہین اور زمین زیر مساحت جغرافیہ ۱۶-۸-۴۵ ۴۵
۲۸ بیگھہ ہے مجموع آمدنی ۵۵۵-۶۱۸-۶۰۱ دام -
سنہ ۱۸۰۳ع مطابق سنہ ۱۲۳۰ھ تمام ملک شرقی جمن اور مقامات جو گرد شہر اور بہت سے
مقام شمال شرقی تحت حکومت سرکار دولتمدار انگریزی آئے اور مقامات جنوبی متعلق روساے
متوسلین سرکار موصوف ہین مثل ماچھڑی - راجہ الور - راجہ بھرت پور اور اور حکام کی
ریاسین جو بالفعل خودمختار مگر با طاعت و حکومت سرکار ہین اور ملک شمالی و غربی دریاے
جمن و جنوب دریاے ستلج متعلق سرداران سکھ وغیرہ بیشتر تھا اور انکی جانب غرب گویا مانع
اور عایق مداخلت سرکار ہین اسکے سوا فوج نظامت لدھیانہ فیروزپور مین رہتی ہی اور اس
صوبے مین ضلع بریلی قدیم ملک روہیلکھنڈ شامل ہی اور اور خاص شہر بھی مثل بریلی سرہند
سہارنپور انوپ شہر میرٹھ - حصار سرہند - پٹیالہ - بداؤن اور ضلع حال کموں جو قریب ۹
میل طول اسیطرح عرض مین ہی بالفعل متعلق سرکار ہوا ہی اس صوبے کے آدمی بعض
بہادر اور ہنود یا اہل اسلام اور سکھ وغیرہ ملے ہوے ہین اور قدیم شہر دلی تقریباً
۲۰ میل کے دور مین ہے جسکے بالفعل خرابے سے ظاہر ہوتا ہی اور دلی جدید شاہجہان آباد
ہے جسے شاہجہان بادشاہ نے سنہ ۱۶۳۱ع مطابق سنہ ۱۰۴۱ھ کنارہ جانب غرب دریاے
جمن واقع ہی ۷ میل کے دور مین بنوایا ہی اسکے محیط شہر پناہ ہی اسکے دروازے عالیشان

ستگی ہین مابین شہر و بازار جسے چاندنی چوک کہتے ہین امرا و سلاطین کے خانہ عالیشان تھے ہین مسجد جامع اور مسجد نواب روشن الدولہ ہے اور اس زمانے مین ازہنگامۂ فساد عمارات عالیہ بہت خوب بنتی تھی ہر چند سارے شہر کے بازار سوا دو بازار کے بہت تنگ ہین دارالامارت بھی جانب کنار غربی ہے تین طرف دیوارین سنگ سرخ کی ہین جسکا دور ایک میل ہے جہانگیر بادشاہ کی سلطنت مین نواب علی مردان خان دریاے جمن سے کرنال سو میل کے فاصلے سے نہر آب شیرین شہر مین لائے دوران مداخلت افغان اور ایرانیون تک جاری رہی بعد اسکے بالکل خشک ہوکر بند ہوگئی تھی سنہ ۱۸۱۰ء مطابق سنہ ۱۲۲۵ھ سرکار نے پھر اوسے صاف درست کردیا جسکا آجتک چشمہ فیض جاری ہے سارا شہر اور اطراف سرسبز و شاداب رہتا ہے اسکے آب شیرین سے سب سیراب ہوتے ہین۔ عرض بلد شمالی ۲۸ ۴۰ طول بلد شرقی ۷۷ ۹ ہے فاصلہ کلکتہ سے ۹۷۶ میل ہے۔

دلی کے راجہ اور مورخین اہل اسلام نے بنیاد اسکی ابتدا سنہ ۱۰۱۱ء مطابق سنہ ۴۰۰ھ ضبط تحریر کی ہے یعنی سلطان محمود غزنوی نے لوٹ لیکر غارت کیا لیکن بعد عہد و میثاق پھر راجہ کو واگذاشت کردیا تھا اور سلسلۂ ریاست پہلے قوم افغان سے شروع ہوا اور انکی سلطنت لشکرکشی شاہ بابر بیٹے تیمور لنگ تک برقرار رہی اور یہ بادشاہ بادشاہ شمالی و غربی ہندوستان کو بربادی سلطنت چنگیز خان ہلاکو تک خلعت مندی دیتے رہے

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	تاج الدین ببہیا	۶۰۷		۱۲۱۰
۲	آرام شاہ			۱۲۱۰
۳	شمس الدین التمش			۱۲۱۰
۴	فیروز شاہ	۶۳۳		۱۲۲۹
۵	ملکۂ دوران سلطان رضیہ			۱۲۳۵
۶	بہرام شاہ	۶۳۷		۱۲۳۵
۷	علاء الدین مسعود شاہ	۶۴۰		۱۲۴۲

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸	ناصرالدین	۶۶۴		۱۲۴۴
۹	غیاث الدین بلبن	۶۶۴		۱۲۶۵
۱۰	کیقباد	۶۸۰		۱۲۸۶
۱۱	فیروز شاہ خلجی	۶۸۸		۱۲۸۹
۱۲	سکندر ثانی	۶۹۰		۱۲۹۵
۱۳	شہاب الدین عمر	۷۱۶		۱۳۱۶
۱۴	مبارک شاہ	۷۱۷		۱۳۱۷
۱۵	تغلق شاہ	۷۲۱		۱۳۲۱
۱۶	سلطان محمود	۷۲۵		۱۳۲۵
۱۷	فیروز شاہ ثانی	۷۵۲		۱۳۵۱
۱۸	ابوبکر شاہ	۷۹۲		۱۳۹۰
۱۹	ناصرالدین محمود شاہ	۷۹۶		۱۳۹۳

اسی سلطنت میں تیمور لنگ نے ۱۳۹۸ء مطابق ۸۰۱ھ میں دہلی آکر
کیا دہلی کو غارت کیا اور سلطنت قوم افغان ۱۴۱۲ء مطابق ۸۱۶ھ میں تک تمام ہوئی
اور ۱۴۰۵ء مطابق ۸۰۸ھ میں تیمور لنگ نے ۷۱ برس کے سن میں انتقال کیا

نمبر		سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۱	دولت خان لودی	۸۱۶		۱۴۱۳
۲	خضر خان	۸۱۷		۱۴۱۴
۳	مبارک شاہ	۸۲۴		۱۴۲۱
۴	محمد شاہ ثانی	۸۳۶		۱۴۳۳
۵	علاء الدین ثانی	۸۵۰		۱۴۴۶
۶	بہلول لودی	۸۵۴		۱۴۵۰

اور دولت [illegible] سلطنت ہندوستان کی منقسم ہوئیں کیونکہ حکام دکن

گجرات مالوہ جونپور بنگالے نے اپنے تئین بنام نامی بادشاہ کیا اور صوبجات بھی مختلف لام
اور حکام کے ہاتھ پڑے جو بظاہر وقت سے از راہ سرکشی اطاعت بادشاہ دہلی کرنے لگے
تھی اور حقیقت یہ سبب ضعف سلطنت کے ہر صوبہ دار اپنی سرکشی سے خود مختار ہو گیا
سلطنت سے اسکا انتظام نہو سکا الا صوبہ دار صوبہ اودھ نے اسپر تین کرور سے زیادہ
روپیہ خرچ کرکے اپنا اختیار رکھا ہے حالانکہ کئی مرتبہ یہ صوبہ بھی صوبہ دار کے ہاتھ سے جا چکا تھا
لیکن یا زمینداری خریدی اسکا احوال کتب تواریخ مین مندرج ہے اور ارباب ثقات جانتے ہین

۷ سکندر بن لودی	۸۹۴	۱۴۸۸
اسی بادشاہ نے	۹۲۲	۱۵۱۶

۱۵۲۵ء مطابق ۹۳۲ھ سلطان بابر سے شکست کھائی اور اسی سال بابر نے
دلی کو لے لیا بس ابتدائے سلطنت مغلیہ چغتہ شروع ہوئی —

۱ ظہیر الدین محمد بابر ۹ جون سلطنت پر بیٹھا مدت سلطنت ۲۷ سال ۹۳۶ھ ۱۵۲۵

۲ نصیر الدین محمد ہمایون ۲۸ جنوری ۲۵ سال		۱۵۳۰
شیر شاہ سے شکست کھائی	۹۳۸	۱۵۳۱
۳ ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر ۱۷ فروری ۴۹	۹۶۴	۱۵۵۶
امرکوٹ مین پیدا سنہ مذکور مین شہنشاہ	۹۴۹	۱۵۴۲
اکبر آباد مین انتقال	۱۰۱۴	۱۶۰۵

بادشاہان مغلیہ و افغان مین یہ بادشاہ سب سے بڑا گذرا اوسکا وزیر ابو الفضل
تھا جو ۵۴ برس کے سن مین راہزن کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۴ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر ۱۷ اکتوبر ۲۳	۱۰۱۴	۱۶۰۵
۵ شہاب الدین محمد شاہجہان غازی ۳۱	۱۰۳۷	۱۶۲۸
۶ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر		
۲۴ فروری ۵۵	۱۰۶۸	۱۶۵۸
انتقال ۱۲ فروری	۱۱۱۹	۱۷۰۷

شاہ عالم اکا بڑا بیٹا زہر سے ہلاک ہوا۔

۷ اعظم شاہ شہید۔ چند ماہ

۸ ابوالمظفر قطب الدین بہادر شاہ ۲۳-فروری ۶ ۱۱۱۹ ۱۷۰۷

۹ معزالدین جہاندار شاہ ۱۱-جنوری سلطنت سے خارج ہوکر مارا گیا چند ماہ

۱۱۲۴ ۱۷۱۳

۱۰ محمد فرخ سیر شہید ۱۱-جنوری مارا گیا ۷ سال ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۱ رفیع الدرجات شمس الدین ابوالبرکات ۰-جنوری طفل ۴ ماہ

۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۲ رفیع الدولہ شاہجہان ثانی ۲۶-اپریل طفل ۳ ماہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۹

۱۳ ابوالفتح ناصرالدین محمد شاہ ۱۲-اکتوبر ۳۰ سال ۱۱۳۲ ۱۷۲۰

۱۷۳۵ء ۱۱۴۸ھ مرہٹوں نے ایسی یورش اور ترقی کی کہ شہر پناہ دلی کو جلا دیا
نادر شاہ ۹-مارچ ۱۷۳۹ء مطابق ۱۱۵۲ھ داخل شہر دلی ہوا - ۲- اپریل بعد
قتل وغارت اموال ولایت کو پھر گیا۔

۱۴- ابوالنصر احمد شاہ ۲۰-اپریل ۵ سال- ۱۱۶۱ ۱۷۴۹
خارج سلطنت اور اندھے ہوگئے ۱۱۶۴ ۱۷۵۳

۱۵- عزیزالدین عالمگیر ثانی ۲۹ نومبر ۱۱۷۳ ۱۷۵۹
مارے گئے اور اسی سال احمد شاہ ابدالی داخل دلی ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۶ کئی مہینے تک شاہجہان سلطنت سے خارج ہوا ۱۱۷۳ ۱۷۵۹

۱۷- جلال الدین مرزا عبداللہ علی گوہر شاہ عالم ثانی ۴۸ ۱۱۸۵ ۱۷۱۷
الہ آباد سے بحفاظت سرکار کمپنی داخل دلی ہوکے کور ہوئے ۱۲۰۳ ۱۷۸۸
غلام قادر روہیلے کے ہاتھ سے جسنے بہت سے اشخاص خاندان تیموریہ کو قتل وغارت
کیا بعد کئی مہینہ کے مہاجی سیندھیہ کی اعانت سے بدترین عذاب سے بعد تشہیر کے مارا گیا۔
۱۷۷۰-۱۱۸۴ تک تصرف واختیار مرہٹہ کا سلطنت دلی میں رہا۔ جب جنرل لیک صاحب

۱۱۔ ستمبر ۶ میل کے فاصلے شہر سے فوج مرہٹہ کو شکست دی ۱۴۔ ماہ مذکور لارڈ داخل شہر ہوئے
جب سے آج تک صوبہ مذکور اختیار و حکومت سرکار دولتمدار میں ہے اگرچہ پیشتر ہنگامہ
فساد و تدبی جو فوج بدمعاش سرکار نے کیا فقط بنام سلطنت مغلیہ رہی تھی

انتقال علی گوہر ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۸ ابو الناصر معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی ۳۔ دسمبر ۳۴ ۱۲۲۱ ۱۸۰۶

۱۹ ابو المظفر بہادر شاہ ثانی تخت سلطنت پر جلوس ۱۲۵۶ ۱۸۴۰

مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر بادشاہ ۱۵۔ صفر عارضہ ورم جگر سے انتقال کیا درگاہ
خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی میں دفن ہوئے ۱۲۶۵ ۱۸۴۹

انتقال بہادر شاہ رنگون قید سرکار ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

ایضاً جدول بادشاہان شاہجہان آباد بہ تفصیل تام

نام بادشاہ ولدیت۔ امیر تیمور امیر طراغائی از اولاد چنگیز خان ہلاکو
تاریخ ولادت ۲۵۔ شعبان سہ شنبہ سنہ ۷۳۶ھ سنہ ۱۳۳۵ء۔
محل ولادت مقام جلوس۔ شہر دوار خطش شہر بلخ
تعداد عمر روز جلوس۔ ۳۵ سال ۲۷ یوم
تاریخ مدت جلوس۔ ۲۲۔ شوال سنہ ۷۷۱ھ چہارشنبہ سنہ ۱۳۶۹ء
مرض الموت تاریخ وفات۔ تپ محرقہ ۶ یوم ۱۷۔ شعبان سنہ ۸۰۷ھ چہارشنبہ سنہ ۱۴۰۴ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت۔ سمرقند۔ ۷۱ سال ۱۱ شہر ۲۰ یوم ۳۵ سال
۱۰ شہر ۲۵ یوم۔

۲۔ نام ولدیت۔ جلال الدین میران شاہ ابن تیمور
تاریخ ولادت محل ولادت۔ پنجشنبہ ۱۴۔ ربیع الثانی ۷۶۵۔ ۱۳۵۴ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر روز جلوس۔ میان سمرقند و آذربائیجان ۳۸ ۴ ۳
مدت جلوس مرض الموت وفات۔ ۱۷۔ شعبان ۸۰۷ ۱۴۰۵ [illegible]

محل دفن مدت عمر و سلطنت تبریز ۳۱ ۱۰۰۷ ۱۴ - ذیقعدہ ۸۱۰ ۱۴۰۷
۲۲ ۷۳

۳ - سلطان محمد مرزا ابن میران شاہ -
۳ - ذیحجہ ۷۹۹ھ ۱۳۹۷ نامعلوم
مقام جلوس سمرقند تعداد عمر جلوس - ۹ سال - ۲ شہر ۲۴ یوم
تاریخ جلوس - ۲۴ - ذیقعدہ ۸۱۸ھ ۱۴۱۵ء مرض الموت عارضہ جسمانی
تاریخ وفات محل دفن - ۳۰ ذیحجہ ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء خطہ کش مدت عمر ۵۵ سال
مدت سلطنت - ۳۵ ۱۰ ۵

۴ - سلطان ابوسعید مرزا ابن سلطان محمد مرزا
۱۳ - رجب ۸۳۰ ۱۴۱۷ سمرقند
مقام جلوس تعداد عمر جلوس ۲۵ سال ۳۰ - ذیحجہ ۸۵۵ - ۱۴۵۱ -
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - درجنگ حسین بیگ گرفتار شدہ
شہید شد ۱۲ - رجب سہ شنبہ ۸۷۳ ۱۴۶۷ نواح سمرقند
مدت عمر مدت سلطنت - ۴۳ سال ۱۷ ۳ ۱۴

۵ - عمر شیخ مرزا خلف چہارم سلطان ابوسعید ۳ - ذیحجہ ۸۶۰ ۱۴۵۵ سمرقند -
مقام جلوس تعداد عمر جلوس - ولایت اندجان فرغانہ ۱۲ ۶ ۳
تاریخ جلوس مرض الموت تاریخ وفات - دوشنبہ ۱۲ - رجب ۸۷۳ھ ۱۴۶۷ء
از بام کبوترخانہ افتادہ مرد ۴ - رمضان دوشنبہ ۸۹۹ھ ۱۴۹۳ء
محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - سمرقند ۳۸ ۸ ۲۶ ۲ ۱ ۲۲

۶ - ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ ابن سلطان عمر شیخ مرزا جنت مکانی ۶ - محرم ۸۸۸ھ
۱۴۸۳ء ولایت فرغانہ خطہ کش -
تعداد عمر در جلوس تاریخ جلوس - ۱۱ ۸ ۱۹ سہ شنبہ ۲۵ رمضان ۸۹۹ھ
مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - تپ ۶ - جمادی الاول ۹۳۷ - ۱۵۳۰ کابل

۱۴۸۵ - مدت عمر مدت سلطنت - ۹ ۴ ۳۷ ۷ ۱۱ -

۷ - بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایون ابن بابر شاہ جنت آشیانی -

ولادت محل ولادت مقام جلوس ۱۴ ذیقعدہ ۹۰۳ ارک شہر کابل آگرہ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۲۳-۶-۴-۹ - جمادی الثانی ۹۳۷ ۱۵۳۰

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - از بام افتاد ۱۳ ربیع الاول ۹۶۳ ۱۵۵۵

محل دفن مدت عمر مدت سلطنت - مقبرہ ہمایون دلی ۴۹ ۹ ۴ ۲۵ ۱۰ ۵ -

۸ - محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آشیانی یکشنبہ ۸ - رجب ۹۴۹ - ۱۵۴۲ - امرکوٹ سندھ

تعداد عمر روز جلوس تاریخ جلوس مقام جلوس - ۱۳ ۸ ۲۸ جمعہ ۲ - ربیع الثانی

۹۶۳ - ۱۵۵۵ - کلانور -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - عارضہ جسمانی ۱۲ - جمادی الثانی مقبرہ

سکندریہ ۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ قریب آگرہ

مدت عمر مدت سلطنت - ۶۴ ۱۱ ۷ ۵۱ ۹ ۲

۹ - نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ جنت مکانی -

۷ - ربیع الاول ۹۷۷ھ ۱۵۶۹ فتحپور سیکری - اکبرآباد -

مدت عمر روز جلوس تاریخ جلوس - ۳۷ ۲ ۲۷ یکشنبہ ۱۴ جمادی الثانی

۱۰۱۴ - ۱۶۰۵ -

مرض الموت تاریخ وفات محل دفن - ضیق النفس یکشنبہ ۲۸ - صفر ۱۰۳۷

۱۶۲۷ باغ نورجہاں واقع لاہور

مدت عمر مدت سلطنت - ۵۹ ۱۱ ۱۱ ۲۲ ۸ ۱۴

۱۰ - محمد شہاب الدین شاہجہان بادشاہ فردوس آشیانی

ولادت لاہور لاہور - پنجشنبہ سلخ ربیع الاول -

مدت عمر روز جلوس ۳۷ ۲ ۲۲

تاریخ جلوس دوشنبہ ۲۲ - جمادی الاول ۱۶۲۷ - ۱۰۳۷ -

مرض الموت وفات محل دفن مدت عمر مدت سلطنت

درد گردہ تپ محرقہ ۲۶- رجب دوشنبہ ۱۱۶۷-۳-۱۷۵۳- اکبر آباد- روضہ تاج گنج

۴۲ ۲۰ ۶۳ ۶۷

۱۱- محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ خلد مکانی -

۲۵- ذیقعدہ یکشنبہ ۱۰۲۸ ۱۶۱۸- صوبہ گجرات نواح اکبر آباد -

۳۹ ۶ ۵ غرۂ جمادی الثانی ۱۰۶۸ ۱۶۵۷

عارضۂ جسمانی- جمعہ ۲۸- ذیقعدہ ۱۹ ۱۱ ۱۷۰۶ دکھن اورنگ آباد مقبرہ زین العابدین شاہ

۹۰ ۴ ۳ ۵۰ ۵ ۲۸ -

۱۲- اعظم شاہ بن عالمگیر شاہ ۱۲- شعبان ۱۰۶۳ ۱۶۵۲ دکن متصل اورنگ آباد

۵۵ ۳ ۲۶ - ۴م - ذیحجہ ۱۱۱۸-۱۷۰۶ در جنگ بہادر شاہ کشتہ شد ۸- ربیع الاول

۱۱۱۹ -۱۷۰۷- مقبرۂ ہمایون بادشاہ دلی -

۵۵ ۶۷ + ۳- شہر ۱۰

۱۳- بہادر شاہ شاہ عالم خلد منزل سلخ رجب ۱۰۴۳ ۱۶۳۳ دکن کابل

۶۷۵ ۲ ۱۰- محرم ۱۱۱۹ ۱۷۰۷ عارضۂ جسمانی ۱۸ محرم ۱۱۲۴ ۱۷۲۱

بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۸۰ ۲ ۱۸ ۵ + ۸

۱۴- معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ بادشاہ

غرۂ شوال چہار شنبہ ۱۰۷۲ ۱۶۶۱ دکن لاہور

۵۲ ۳ ۱۸ ۱۸ محرم روز جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۲ فرخ سیر در قید کشت -

۲۹- محرم ۱۱۲۵ ۱۷۱۳ مقبرۂ ہمایون بادشاہ

۵۴ ۳ ۲۵ + ۱۱ ۵

۱۵- فرخ سیر بادشاہ پسر عظیم الشان بہادر شاہ شہید مرحوم

غرۂ محرم پنجشنبہ ۱۰۹۸ ۱۶۸۶ دکھن نواح اکبر آباد

۲۶ ۱۱ ۲۳ ۲۳ ذیحجہ جمعہ ۱۱۲۴ ۱۷۱۳ سید حسین علیخان اسیر کردہ کشت -

۹ - رجب ۱۱۳۱ - ۱۷۱۵ - مقبرۂ ہمایون بادشاہ ۳۳ ۹۲ ۳ ۹۳ -

۱۶ - ابوالبرکات شمس الدین پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ رفیع الدرجات -

۱۷ - رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ دہلی اکبرآباد -

۲۷ ۲ ۲۳ ۹ - ربیع الثانی ۱۱۳۱ ۲۶، ۱۷ - تپ محرق ۱۹ - رجب ۱۱۳۱، ۱۷۱۸

مقبرۂ ہمایون ۴۷ ۳۱۰ + ۹۳

۱۷ - رفیع الدولہ پسر رفیع الشان بن بہادر شاہ

۲۰ - رمضان ۱۰۸۳ ۱۶۷۲ نواح اکبرآباد - اکبرآباد

۲۴۷ + ۶ - رجب ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ غلبۂ کوکنار ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ مقبرۂ ہمایون

۴۸ ۱ ۲۸ ۲۸ ۳ ۲۸۲ -

۱۸ - روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن جہاندار ابن بہادر شاہ فردوس آرامگاہ

۲۴ - ربیع الاول ۱۱۱۴ ۱۷۰۲ غزنین - کھراولی موضع اکبرآباد ۸ کردہ ۱۶ ۲۴۷

۱۷ - ذیقعدہ ۱۱۳۱ ۱۷۱۸ -

عارضۂ جسمانی ۲۷ - ربیع الثانی ۱۱۶۱ ۱۷۴۸ بدرگاہ نظام الدین

۴۷ ۱ ۴۱ ۲۹ ۱ ۱۰ -

۱۹ - ابوالنصر مجاہد الدین احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ

۱۷ - ذیحجہ ۱۱۳۸ ۱۷۲۵ شاہجہان آباد پانی پت -

۲۲ ۴ ۱۳ غرۂ جمادی الاول ۱۱۰۶ ۱۶۹۴

بسبب کشیدن میل در چشم ۱۰ شعبان سہ شنبہ ۱۱۶۷ ۱۸۵۳

مقبرۂ ہمایون ۲۸ + ۲۳ ۳۰ ۳ ۱۰ -

۲۰ - محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی بن معزالدین جہاندار شاہ عرش منزل -

غرۂ محرم ۱۰۹۹ ۱۶۸۷ - صوبۂ ملتان دہلی -

۶۸ ۱۰ ۱۰ - شعبان ۱۱۶۷ - ۷۵۳

از قلعۂ فیروزآباد افتادہ مردہ ۸ - ربیع الثانی ۱۱۷۳ - ۱۷۵۹ -

مقبرۂ ہمایون ۴۴ ۴۷ ۱۷ ۸۸۵

۲۱- علی گوہر شاہ عالم بادشاہ عالمگیر ثانی فردوس منزل

۲-جمادی الاول ۱۱۳۱ ۱۸ ۱۷ دہلی

گھتولی متصل عظیم آباد ۳۲ + ۳ ۴- جمادی الاول ۱۱۷۳ ۱۷۵۹-

عارضۂ جسمانی ۷- رمضان بدرگاہ خواجہ قطب الدین ۹۰ ۸۴ ۴۸ ۴ ۳۴-

۲۲- ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ بن شاہ عالم

۲۸- رجب ۱۱۷۳ ۱۷۵۹- ریمان مکن پور- دارالخلافت شاہجہان آباد-

۴۸ ۹۱ ۷- رمضان ۱۲۲۱ ۱۸۰۸

اسہال وورم ۷- جمادی الثانی ۱۲۵۳- ۱۸۳۷-

بدرگاہ خواجہ قطب الدین برابر والد خود ۸۰ ۳۱ ۱ ۲۰

۲۳- ابوالمظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۳ ۱۲ ۳۷ ۱۸-

شاہجہان آباد ایضاً ۷۳ سال- ۱۲۵۳ ۱۲۷۹ ۱۸۶۲

رنگون ۹۹ سال ۲۶ سال-

یہ ۲۳ سلطنت سوافق خواب امیر تیمور لنگ درست ہے واللہ اعلم

من ابتدائے ۱۱۳۵ھ و ۱۳۶۹ع لغایت ۱۲۷۹ھ و ۱۸۶۲ع

مجموع پنجصد وہشت سال ہوتے ہیں-

پانچوان باب

قساد عظیم بلوائے عام شاہجہان آباد تا خاتمہ اور مرزا ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ کا رنگون جانا انتقال زبانی رئیسان شہر آنجا

ہر صاحب ضلع نی احوال فساد بلوہ کے جو جہان ہوا لکھوا دی چنانچہ مرزا نوشہ صاحب اسداللہ خان غالب مرحوم نے کچھ منظوم کیا اس جہت سے اس مورخ کتاب نے بھی بشمول فساد لکھنو دو سانحہ شہر

ست دریافت کرکے لکھا ست ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است ٭

تمام ہندوستان مین دو صوبے عظیم بلوہ فساد ناگہانی کے ہوے ایک دہلی اور لکھنؤ کہ واسطے کہ یہ دونون پایہ تخت سلطنت تھے باقی فساد بے بنیاد ہوا ایسا قیاس کبھی اور کہین نہین ہوا ہرچند دلی مین کئی مرتبہ اسطرح کا فساد و قتل غارت ہو قتل عام نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی وغیرہ مین انقلاب ہوا مگر یہ رنگ انقلاب اور تھا اور نہ یہ صورت خاص گذری اور لکھنؤ ہمیشہ امن و امان مین رہا۔

خلاصہ سال بھر پہلے اس ہنگامہ عام کے گورنمنٹ سے کارتوس جنگی آئے کہ فوج مین تقسیم ہون ہندو مسلمان سپاہ نے اوسکے استعمال مین تامل کیا اس جہت سے کہ اون کارتوس مین چربی سور اور گاے کی لگی تھی چنانچہ اصل بیماری فاسد چھاؤنی بارکپور کلکتے سے پیدا ہوا جسطرح اکثر وبا عالمگیر پہلے کلکتے سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن چھاؤنی کے دو تلنگے دریا پر نہاتے تھے اتفاقاً تیسرا شخص بھی اونکے برابر نہا کر اپنی دھوتی کو جھٹکنے لگا جسطرح ہندو دھوتے ہین اوسکی چھینٹین اون تلنگون پر پڑین بہت خفا ہوکر کچھ سخت سست کہ بیٹھے اوسنے کہا سبحان اللہ ان لونڈون سے اتنی احتیاط کرتے ہو کل جنگی کارتوس جو ولایت سے آتے ہین کیونکر کاٹوگے جنپر چربی گاے اور سور کی لگی ہے اسی عرصے مین دو اور سپاہی چھاؤنی کے آگئے رفع شر ہوگیا اور وہ بھی چار چھاؤنی کا تھا راہ مین سپاہیونکو چربی کے نام سے کھٹکا ہوا پہلے اوسکی تحقیق صدق و کذب کو دریافت کیا کہ سبب خلاف ہو تو خجالت ہوگی پس جب خوب ثابت ہوگیا کہ فی التحقیق دونون چربی لگی ہین اسے مذہب خلاف مذہب دانستہ سمجھکر باخفا ہر چھاؤنی ہندوستان مین افسرونکو لکھ بھیجا بالاتفاق سبنے انکار کیا اور مستعد فساد ہو چنانچہ سرگیدیر چھاؤنی مین بریگیڈ کے حکم تعمیل حد بیکار رستی یا باتفاق ہندو مسلمان نے عذر کیا کہ ہمنے برسون سرکار کا نمک کھایا مگر دین فروشی کے واسطے نہ ایمان دینے کو افسرون نے کچھہ اعتنا نہ کیا جواب دیا کہ ہم البتہ حکم گورنمنٹ بجا لاینگے اتفاقاً کماندرانچیف بھی وہان تھے کچھ انتظام نہ کرسکے۔

نوک کی پلٹن کی ۵ کمپنی جٹ گاؤن ورہ۔ اس چھاؤنی مین تھی اوسنے اسی اثنا مین سرکاری

دیا اور اپنی تنخواہ لیکر گھر کی راہ لی حکام نے کچھ اسپر بھی اعتنا نہ کی بلکہ اونکا عفو جرائم کیا
اسکے بعد ۱۴ پلٹن بدلے کو اضلاع غربی کو چلین اونکے پیچھے پلٹن گورے کو حکم ہوا کہ راہ مین
فرصت وقت پانا انکو سزا دینا تا اور ونکو عبرت ہوجاوے اور افسر ہندوستانی جو وہان سے
چلے وہ اپنی ہوشمندی سے غافل نہ ہے یعنی اگر کوئی ہمارا سرپست مستحق ریاست ٹھہرے
تو فساد باتفاق کردیجیے لیکن سبکے جواب صاف پایا جب یہ خدشہ فساد سرکار کو ہوا قلعہ
کلکتہ مین تلنگون سے اسلحہ حرب لے لیے فقط بندوق سنگین گز بھرے کو رہنے دیے اور بادشاہ
کو بھی انھین توہمات سے قلعہ مین رکھا نواب دلی کے نقل کرتے تھے کہ مین جنرل صاحب
کی ملاقات کو گیا کہنے لگے ہم آپ سے اکثر ایک بندوق کی تعریف کیا کرتے تھے آج
اوس قسم کی بندوق ولایت سے آئی ہے ۱۵ سو گز پر اوسکی گولی جاتی ہے غالب ہے کہ آ
ہماری پلٹن مین احتیاج توپ کی نہو لیکن افسوس یہ ہی کہ ہماری فوج اوسکے استعمال مین
کارتوس پر راضی نہین ہوتی اوسپر گندہ بدبو گائے اور سور کی چربی کا لگا ہے اور آ
نے جواب دیا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے گورے استعمال کرین جب انکا رفع خدشہ
جاتا رہیگا سپاہی بھی خواہ مخواہ استعمال کرینگے جنرل صاحب نے کہا ہمنے سب طرح سے اسکی
تصریح سرکار مین کی اور یکھی منظور نہین خبر ہم جانتے ہین کہ ہماری اجل اس فوج کے ہاتھ
مقدر ہوئی ہے مجبور ہین جب فوج ولایت سے آئیگی انکا استیصال کریگی —

خلاصہ جب چھاونی میرٹھہ مین کمان افسر نے تیسرے رسالہ ترک سوار کو حکم کارتوس کے
کاٹنے کا دیا باتفاق ہندو مسلمان نے انکار کیا اور عذر کیا نہ سنا ایکدن چاہا کہ سبکو توپ سے
اڑادین اتفاقاً جب رسالہ توپخانہ سے گذرا ایک خلاصی نے سمجھا دیا کہ بے تدبیر نہ ٹھہرنا سیدھے
چلے جانا نہین حکم قطعی ہو چکا ہی یہ سنکر رسالہ ساکت و خاموش اپنی لین کو چلا گیا ایک صوبہ
دار نطفہ حرام سب سے شتر کینہ رکھتا تھا فرصت وقت پاکر اپنا رسوخ دکھانے کو اپنے افسر
کئی سپاہیون کی چغلی کھائی کہ یہ مفسد و مغوی سب کے ہین انھین پہلے قید کر لیجیے پھر سب
درست ہوجائینگے دوسرے دن صوبہ دار نے پریڈ پر اپنے دانت سے کارتوس کاٹکر سبکو
دکھایا تا کہ سب پر حجت تمام ہو سبھون نے جواب دیا کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے اوسوقت

کمان افسر نے شتر سوارون کو جیلخانے مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ انکے پانؤن مین بیڑی الدو
صاحب جیلخانہ سے نے کہا کہ از راہ خدا ترسی کہ سردست اتنی بیڑی تیار نہین - اور کہنے لگا
معلوم ہوا افسرون کی قضا دامنگیر ہوئی ہے دوبارہ حکم بھیجا کہ بیڑیان لوہے کی سلاخ
کی کاٹ کر پہنا دو - بعد اسکے تین دن تک ان اسیرون کے آب و طعام کی کچھ
فکر نہ ہوئی

۹ - مئی روز شنبہ ۱۴ - ماہ رمضان ۱۲۷۳ھ حسب الحکم کمان افسر اسیرونکو حکم دیا کہ
پابجولان سر بسر لاؤ بذلت تا اور ونکو عبرت ہوا ور پھر کوئی سرتابی حکم نہ کرے جب اسیران
صورت سے گذرے چھاؤنی کی بازاری رنڈیون نے باقی رسالے کے سپاہیونکو غیرت
دیکر غیرت دلائی اور خوب لونڈن مین لگا کر دیا اکثرون کے منہ پر تھوک دیا کہ تمسے ہم رنڈیان
بہتر ہین کیون تلوار باندھکر اپنی تئین مرد بنایا ہے وا آپہر یہ سنکر سبکو ایک جوش حمیت وغیرت از حد ہوا
دوسرے دن یکشنبہ ۱۵ - ماہ مبارک بعد دوپہر کے جب نماز ظہر پڑھ چکے اس رسالے
کے تیسرے ترپ کے پلٹن مین تھے کمر باندھ مسلح ہوکر باہر نکلے اور چھاؤنی قتل و غارت
و بنگلون کو آگ لگانا شروع کیا اور ساری فوج نے اسپر اتفاق کیا اور صاحب جیلخانے
کو اوسی وقت باعزت بسلامت چھاؤنی سے نکالدیا اور اوسکے احسان مند ہوئی پلٹن
رفل گورہ ۵ رسالہ لانسر توپخانہ گورہ دمدمے مین مع صاحبان چلے گئے اور بہت
متحیر اور متعجب ہوکہ اس انتظام و اہتمام پر یہ صورت ہوئی جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا خلاصہ
یہ شام تک ہنگامہ قتل و غارت رہا اور نامردان ناعاقبت اندیش نے جو کسیطرح نہ کرنا
تھا وہ کیا یعنی اطفال بے گناہ خردسال - عورات بے گناہ یا جسے عیسائی جانا
قتل کیا پھر دونون پلٹن پہلی بیسوین اون سے - گیارھوین سوارون کے شریک
ہوتین شہر مین جاکر روزے سے اور اپنی جا و بدنفسی کی دوڑ دھوپ سے تھک گئے تھے
بازارین ماکولات پر جھکے رعایاے شہر نے بھی ماحضر موجود کو مجاہدین راہ خدا سے
موافق اپنے عقیدے کے حاضر کیا اور خوف جان و مال سے اپنے گھر کے دروازہ
کو بند کر لیا آدھی رات تک جب کھانے سے فراغت ہوئی دلی کو چلے اونکے

پیچھے کئی کمپنی سائپرس منیرس گئی تھوڑی دور جاکر پھر آئی صاحب کمشنر میرٹھ نے چٹھی اس سانحہ کی سائمن فریزر صاحب کمشنر دلی کو لکھکر بھیجی - اتفاقاً وقت شب صاحب ممدوح چٹھی کو اپنی پاکٹ مین رکھ لیا یہ بڑی غفلت بداقبالی سے ہوئی وگرنہ پل پر اسکا انتظام کرتے سوار کیونکر دفعۃً چلے آتے -

۱۶ - تاریخ ماہ مبارک ۱۱ - مئی اول دم صبح ایک سوار دلی مین سمن برج کی جھروکے کے نیچے سے جہان بادشاہ بیٹھتے تھے پوچھا میر فتح علی خان داروغہ تخت شاہی کہان ہے یہ اوسوقت چبوترہ لب دریا خضری دروازے کے آگے ہی نماز پڑھ رہے تھے جواب دیا کیا کام اونسے ہے کہا مین حکم فوج لایا ہون جلد بادشاہ سے عرض کرو کہ ہمنے سب صاحبان فوج و میرٹھ کو قتل و غارت کیا ہے اب یہان کے صاحبون کے استیصال کو آئے ہین اگر بادشاہ ہمارے شریک دین ہوگا تخت پر بٹھائینگے وگرنہ ابھی ہم تماشا دکھلا دینگے کہا بہت خوب مین ابھی بادشاہ سے جاکر عرض کیے دیتا ہون اوسکے بعد وہی سوار وہان سے شہر مین پھر آیا -

ایک سوار اور لاہوری دروازہ سے قلعہ مین آیا اور دلی دروازے سے باہر جاکر دو کمپنی جو قلعہ مبارک مین متعین تھین اور کمپنی جو میگزین اور خزانے پر کشمیری دروازے مین تھی ان چارون کو ورغلا کر اپنے ساتھ چھاونی وزیرآباد اور راجپوتانہ مین لیگیا اور تینون پلٹن باٹ رن سٹ و انفنٹری داہنے اور توپخانہ اسپی کو اپنے ساتھ لایا اس عرصہ مین ۹ بجے بادشاہ نے قلعہ معلی مین بدستور دربار عام کیا ابھی تک اہل شہر اور حکام کو اس سانحہ سے خبر نہ تھی جب وہ سوار چلا گیا میر فتح علی نے تسبیح خانے مین جاکر معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر جنگ سید ذوالفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذوالفقار جنگ عرف حسین مرزا اور میر اشرف علی فوجدار خان سے کہا جواب دیا کہ ایسے امور کو زبان پر لانا چاہیے کہ باعث سراسر ذلت و خرابی کے ہین اوس سوار نے نشے مین ایسی بات کہی ہوگی -

اس عرصہ مین دو سو چالیس ترکسوار میرٹھ آن پہونچے اور دریا کے پل کے دونون تختے کو آگ لگا دی داروغہ پل نے صاحب مجسٹر سے خبر کی تھوڑے سوار پل پر ہی باقی سمن برج کے نیچے دریا کے کنارے سب نے غل مچا کر دہی ہم اول کہنے لگے بادشاہ نے اوسوقت کپتان

ڈگلس قلعدار کو بلوا کر فرمایا یہ کیسا شور و غل تم اپنی فوج کا سنتے ہو کیا کہہ رہے ہین کپتان اور
احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان اور سیف الدولہ مرزا غلام عباس خان وکیل شاہ یہ
تینون تسبیح خانے مین آئے سوارونکو جوابدیا کہ کیون گھبراتے ہو جو کہتے ہو وہ ظاہر ہو جائیگا
سوارون نے کہا اگر دروازہ کھول کر آجاؤ ہم تمھین ابھی قتل کرتے ہین ہم تمھاری قوم
کے قتل کو آتے ہین کپتان نے ازراہ جرأت چاہا دروازہ کھول اونھین جواب دے
مگران دونون نے سمجھا کر منع کیا اور اپنے مکان کو چلے آئے

رعایا شہر نے یہ حال دیکھکر اپنے گھر کے دروازے بند کر لیے یمن الدولہ سائمن
فریزر صاحب ایجنٹ اور کمشنر شہر پادری صاحب ڈاکٹر صاحب اپنی کوٹھی سے مع رسالہ
اردلی قلعہ مین آکر قلعدار کے مکان مین ٹھہرے اثناے راہ مین اوس رات کی چٹھی کو
پڑھا سیف الدولہ سے فرمایا بادشاہ کی توپ اور گولہ انداز میگزین کو جا بدلاؤ انھون نے
دیوان خاص مین ہر چند تلاش کی نہ پایا ناکام پھر کر عرض کیا کہ بروقت سواری بادشاہ
کارتوس سرکار سے گنگر ملتے تھے اسوقت کہان —

اس عرصے مین سوار جا بجا متفرق ہو کر قلعہ کے دروازے کے کھولنے کے تجسس مین پھر رہے
تھے کہ ناگاہ ایک شخص گمنام نے راج گھاٹ کے دروازے کو جسمین قفل تھا اور نہ کوئی پاسبان تھا
کھولدیا بس فوراً سوار داخل قلعہ ہو دریا گنج کے چھاونی کے بنگلونکو آگ لگانی شروع کی
اور رہنے والون سے قتل کرنا شروع کیا تلنگے جو قلعہ کے دروازون پر تھے اونھون نے ان چارون صاحبون
مع تین میم کے مارڈالا فریزر صاحب نے چاہا کہ وہان سے نیچے اوترین ایک سوار نے بندوق ماری
گر پڑے عبد القادر خان ولایتی مردسودائی ملازم محبوب علیخان وہان رہتا تھا سوار کی
تلوار لیکر صاحب کے پیٹ مین ماری اس عرصے مین قلعہ کے سب دروازے بہت مستحکم بند کر دیے گئے
میگزین مین صاحب میم اطفال تقریباً ڈیڑھ سو تھے مشہور حویلی دارا شکوہ مین جمع ہو رہے تھے
سوارون نے دریا گنج سے دونون توپین سلامی بادشاہ لیکر سڑک کے منگز سے بھر کر
میگزین پر ماریں صاحب جو مکان میگزین مین تھے خلاصی سے پیپہ باروت کا لیکر لال پہاڑ
کے نیچے کھپوا دیا ہندوستانی کو وہان سے باہر نکالدیا آگ دیکر سبکو اڑادیا اونمین ایک مرد پیر تھا

کہنے لگا کہ خود ہلاک کرنا بہتر ہے اوس سے کہ ہم ان سب کفّار کے ہاتھ سے بذلت مارے جاوین لیکن فصیل شہر جو فیما بین میگزین اور دریا کے تھی پانسو تماشین او سپر تماشے کو کھڑے ہوئے تھے وہ سب ہوا سے آسمان مین تنکے ہو کر اڑے اور یہ سب چار سو سے زیادہ نہ تھے تلنگے میگزین مین جاکر اسلحہ حرب لوٹنے لگے قریب گرجہ پہونچے دو افسر آگے سے چلے آتے تھے اسطرف سے دو سوار جاتے تھے صاحب نے حکم فیر دیا سپاہیون نے ہوا پر آسمانی چھوڑی دونون سوارون نے تیغ دھر دیا اس عرصے مین لباس صاحب سول جج شہر بگھی پر سوار کرنال کو چلے گئے جہان شکیفت صاحب اجنٹ مجسٹریٹ شہر کے پہاڑ گنج پہونچے نواب معین الدین حسین خان تھانہ دار نے گھوڑا اپنے کپڑے دیکر روانہ کیا افسران توپخانہ اور رجمنٹ کی پلٹن کے بیشتر یا بعض سمت کرنال پانی پت اگرہ چلے گئے اس عرصے مین دونون پلٹن میرٹھ کی بھی پہونچین اب سپاہی ملکر ہر طرف صاحبون کی تلاش مین دوڑنے لگے مرد عورت بچے کو جہان پایا مار ڈالا گھر کو لوٹ کر اگ لگا دی بنک مین ۱۲ لاکھ روپیہ تھا لے لیا کوتوالی کا بھی یہی حال کیا شرف الحق کوتوال شہر بھاگ کے گھر مین چھپ رہا شہر کے تھانونکو لوٹا اگ لگا دی فانوس جو سڑک پر بازارون مین نصب تھین توڑ ڈالین غرض دوپہر تک طرفہ ہنگامہ قیامت برپا تھا۔

اس عرصے مین مرزا ظہیر الدین بہادر عرف مرزا مغل بادشاہ کے بیٹے جو نواب شرف النسا محل صاحبہ سیدہ سے تھے مسجد سنہری جو قریب چبوترہ کوتوالی ہے جب نماز ظہر پڑھ چکے حسب الحکم بادشاہ شہر مین منادی امن و امان دی اور معین الدین حسن خان کو کوتوالی شہر کرکے داخل قلعہ ہوا اور پانچ لاکھ روپے جو خزانہ مین تھے وہ بھی لوٹ لیے پھر سب فوج جمع ہو کر دیوان خاص و عام مین آئی قریب شام بادشاہ تخت پر سوار محل سے برآمد ہوئے فوج سے فرمایا مین مرد فقیر نہ پونہ فوج میرے پاس پھر کیون میرے پاس آتے ہو گوالیار جیپور حیدرآباد کشمیر جاؤ وہان یہ تمیون خبرین ہین انھین پانچ پلٹنون سے مقابلہ انگریز کیا چاہتے ہو کچھ سمجھ مین نہین آتا معلوم نہین کیا سمجھے ہو فوج نے عرض کیا کہ سب فوج ہندوستان کی حرارت دین سے انگریزون سے پھر گئی ہے اب ہم سب جان نثارون کی منفعت یہ ہوئی کہ حضور کی اطاعت کرکے استیصال نصاری کرین بادشاہ نے فرمایا تمھین اختیار ہے خیر مین بھی شریک حال ہون لیکن

بعد اسکے بادشاہ داخل محلسرا ہوے آدھی رات کو توپخانہ چھاؤنی سے قلعہ مین آیا ۲۱ توپ سلامی کی چلی۔

بموجب درخواست سپاہ بادشاہ نے شاہزادونکو افسر سوار و پیدل و توپخانہ کیا یعنی کمانڈر انچیف مرزا مغل کرنل پلٹن والنیٹر ماپٹ مرزا خضر سلطان کرنل پلٹن پیلی مرزا عبد اللہ کرنل پلٹن الگزنڈر مرزا سہراب ہندی عرف مرزا مینڈو کرنل پلٹن رن سٹ مرزا بختاور شاہ کرنل رسالہ مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر بیٹے مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی مادہ تاریخ زوال اس سانحہ کا تخیز پہونچا مرزا اسد اللہ خان غالب نے کہا۔

سہ شنبہ ۱۷- ماہ مبارک ۱۲ مئی بادشاہ نے شقہ خاص خواجہ بخش شتر سوار کے ہاتھ نواب صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ کو بھیجا کہ تمھاری فوج باغی نے بجبر مجھے گرفتار بلا مازہ کیا ہے آمادہ جدال و قتال ہے اور مایہ دولت سے اسکا دفع کرنا غیر ممکن جو مناسب جانو اسکا علاج کرو مین مجبور ہون۔ گورنر نے شقہ لیکر اوسے ٹھہرایا اور نقل شقہ سب راجپوتانے مین بھیجدی۔

بادشاہ ہر روز موافق معمول دربار کرنے لگے تلنگے اکثر صاحبونکو جو چھپکر جا بجا رہ گئے تھے پکڑ لاکر حکم قتل چاہتے تھے بادشاہ رحمدلی سے حکم قید دیتے تھے تیسرے پہر کو سوار ہو چاندنی چوک مین جو روبرو باغ بیگم کے ہے تھوڑا ٹھہرے افسرونکو حکم کیا کہ شہر کے تینون دروازون پر دو دو کمپنی متعین ہون اور سلامی بادشاہ بدستور ہوا کرے۔

۱۸- ماہ مبارک تک ۵۲ صاحب و میم و اطفال قید ہو چکے تھے جب سپاہ نے حکیم احسن اللہ خان محبوب علی خان پر یورش کی کہ تم ابتک خیر خواہی نصاری سے ہاتھ نہین اوٹھاتے ان قیدیون کو ابتک زندہ رکھا ہے ہمین دیدو وگرنہ تمھین اور بیگمصاحبہ کو مار ڈالینگے مرزا مغل نے فرمایا دستور جاری ہوگا یہ ہے کہ محبوس کو جان سے امان دیتے ہین سپاہ نے کچھ جواب دیا اور ان دونو پر اتہام سازش سے تشدد آخر جب معین الدولہ نے سمجھایا سپاہ نے کہا کہ اگر یہ دونون قرآن اوٹھائین تو ہم دست بردار ہو جائین غرض اونکے اطمینان کیواسطے مجبوری قرآن اوٹھا کر اپنی جان بچائی تب سپاہ نے کہا کہ اگر تم ہمسے صاف ہو گئے ہو ان قیدیونکو کیون نہین دیتے حکیمصاحب یہ سنکر گھبراتے بادشاہ سے عرض کیا ہر چند شاہزادون نے بہت سمجھایا اون ظالمون نے

تھا ناآخر اون اسیر فرنگیون کو چوک مین جہان فرخ سیر بادشاہ کو مارا تھا دونون ترپولیون لاہوری
دروازہ قلعہ اور نقارخانہ دیوان خاص کے بیچ مین بٹھا کر گولیون سے گرا دیا اس مجمع مین ایک شخص
اہل شہر سے بھی مارا گیا پھر نعش مقتولین چھکڑون پر لدوا کر دریا مین بہادی اور دو صاحب جو تہ
خانہ کوٹھی راجہ کشن گڈھ مین محصور بیٹھے لڑ رہے تھے اونھین پکڑ کر توپ سے اوڑا دیا اور شاہزادون
جنھین اپنا افسر کیا تھا انھون نے ہر ایک کو خلعت منصوبی لوایا اور مرزا جوان بخت بیٹا بادشاہ
کا جو نواب زینت محل ملکہ دوران کے بطن سے تھا اوسے خلعت وزارت نیابت بادشاہ دلوایا۔

۱۹ - تاریخ کو سپاہ باغی و خونخوار نے طمع تمام سے چاہا کہ شہر کے روپیہ والون نے باہتمام سازش
انگریز ذلیل کرین روپیہ بھی لین پہلے اعتماد الدولہ سید حامد علیخان کا گھر تاکا کچھہ اسباب کوٹھی کا
لیکر میر صاحب کو قید کر کے نقد و جنس کی پرسش کر رہے تھے جب یہ خبر مرزا نصرت جنگ
وزیر شاہ کو پہونچی بہت جلد آئے سپاہ کو کوڑے مار کر گھر سے نکال دیا سید کی جان بخشی کی۔
وقت عصر حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو اپنے خرچ یومیہ کے واسطے پھر العبد قیل و قال
فی سوار ایک روپیہ چار آنہ پیدل مقرر کروائے اسیطرح ہر افسر کا یومیہ مقرر ہوا پھر حکم
بادشاہ ہوا کہ موافق دستور قدیم جتنے امرا اور رئیس شہر ہین ہر صبح کو دربار شاہی مین حاضر ہوا کرین

اس عرصے مین ۸ کمپنی سیاپیرس مینرس سب طرف سے جمع ہو کر آئی آگ جو میگزین مین لگی
تھی رفتہ رفتہ قریب لوٹہ بان پہونچی ۵ - لاکھ بان وہان رکھا تھا حکم ہوا پہلے آگ بجھاؤ پھر
سب بان کو ٹیلہ مجنون سے نکالکر کوٹھہ چور اکھیورا مین رکھدو۔

فورٹ صاحب کلکٹر گڈگانوان خزانہ تحصیل کو ہر سروگڈھ مین رکھوا کر چلے گئے تھے جب سپاہ
نے سناہ کمپنی تلنگا اور سوار میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل کمپنی اور گلاب خان صوبہ دار

۲ - رسالے جاکر لے آئے خزانہ بادشاہی مین داخل کیا ۳ لاکھ ۳۵ ہزار تھا۔

اب رعایائے شہر پر سپاہ بازار مین خرید کرتے کم قیمت دینے پر ایک ہنگامہ برپا ہوا - نوبت
بلشت و خون پہونچی اسمین ایک قریب ملازم مہاراجہ جیاجی راو سندھیہ کے ملازم ہوا وہی
حساب سے اسکا بھی یومیہ مقرر ہوا اور اردلی مین فرخ شاہ احمد قلیخان بہادر خسر بادشاہ کے
رہنے کو حکم ہوا اب افسرون نے تجویز کیا کہ شاہزادون کی افسری موقوف کر کے امرا کو مامور

کیجیے پھر نواب محمد خان نائب مرزا خضر سلطان ماپٹ کی پلٹن کے افسر بنائے گئے
کے خزانہ لینے کو گئے چار لاکھ کئی ہزار لے آئے

۱۹ - کو مرزا خضر سلطان نے دو سو مذہب عیسائی جو کوتوالی مین قید تھے اونپر رحم
کھایا اور بعد تلقین کلمہ اسلام ظاہری چھوڑ دیا ایک اور امر تازہ یہ ہوا کہ تلنگون کے
مسجد جامع کے جوتے والون سے ایک ہنگامہ برپا کیا نوبت کشت و خون پہونچی تھی مرزا
مغل شاہزادے گئے بعد مار پیٹ کے تلنگونکو کوتوالی مین قید کیا اس فی الجملہ تخفیف
ندامت ظلم رعایا کی ہوئی اور موجب عبرت فوج اوسی شام کو ہلال ماہ شوال نظر آیا —

خلاصہ صاحبان فوج ذلت اور بیم ایسے وقت و نشتر ناگہانی مین لاچار پریشان
بیہوش و بدحواس سراسیمہ و مضطر کچھ سوار باقی پیادہ لباس دلیدہ پا برہنہ افتان و خیزان
راہ پیمائی کرتان آگرہ ہوے اور بعضے پانون مین زنجیر اجل پڑ گئی تھی چھاونی مین
شہر کی گلیون مین جابجا اکثر مکانون مین چھپ رہے تھے شہر سے نہ جا سکے اونہین ظالمون نے
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالا کئی میم نو رسیدہ بہت قابل ہو کر ولایت سے تازہ وارد تھین وہ ناکام
دنیا سے گئین ایسے احوال کی توضیح و تفصیل مین قلم اور ہاتھ دونون کانپتے ہین کیونکر اوس
کس طرح سے بیان کیجیے سراسر حسرت و تنبیہ الغافلین ہے اگر چشم بصیرت ہو تو یہ مقدمہ بھی
مثل حال فوج بنی امیہ نظر آتا ہے کہ جب فوج سلطنت سے منحرف ہوئی اپنی سرکشی سے
بہت سا فساد برپا کیا اور ہر قبیلہ و طائفہ کو تحریک تخت نشینی کیا لیکن ہر شخص مثل صولت بیم
ہماری سلطنت بنی امیہ دہ رہا تھا آخر بعد تجسس کے ہاشم پوتے حضرت عباس عم رسول خدا
صلعم کو منتخب کیا اور اونہین سب طرح سمجھا کر تخت نشین خلافت کیا مگر سلطنت بنی عباس
قدرت خدا سے ایسی چمکی کہ لوگ اوس سلطنت کو بھول گئے اوسکے بعد چنگیز خان ہلاکو نے اونکا بھی
استیصال کلی کیا غرض دنیا مین کچھ نئی بات نہین ہوتی بن پڑنا شرط ہے —

عید کو بادشاہ سوار ہو کر عیدگاہ نہ گئے قلعہ مین مسجد چوبی مین نماز پڑھی لیکن مرزا مغل
مرزا خضر سلطان اور بیٹے بادشاہ کے مع فوج نواب حسن خان اور روسا شہر کے بھی دستور عام
سے گئے ابھی ان سب نے نماز نہ پڑھی تھی کہ بادشاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا الا کی ندا

لڑنے لگے اتنے مین ایک غبار گرد سمت میرٹھ سے اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو پار دریا فوج انگریزی
آپہونچی بس ہل چل پڑ گئی شاہزادے داخل قلعہ ہوئے آخر معلوم ہوا بنجارہ رسد غلہ لاتا ہے پھر
قریب شام ایک گوئندے نے خبر دی کہ فوج میرٹھ سے آتی ہے۔

دوسری تاریخ شوال مشہور ہوا کہ جان لارنس صاحب چیف کمشنر لاہور اور رائٹ صاحب
متفحص احوال کو شہر مین باغ مقبرہ روشن آرا بیگم کے اترے ہین مرزا خضر سلطان فوج لیکر
گئے سوائے منبر اور اسباب چاہ پانی کے کچھ نہ دیکھا اور ایکطرف چوبی زینہ دیوار سے لگا رہ گیا
تھا ہر چند تلاش کی نہ پایا۔

ایک دن بادشاہ دربار عام مین تھے کہ ایک فقیر تہمت باندھے کہاروے کا کرتہ پہنے
سر پر کچھ کپڑا باندھا ہوا لوہے کا لپٹ خار ہاتھ مین تسبیح خانہ کے دروازے پر قریب لال
پردہ پہونچکر کہنے لگا مجھے خلوت مین کچھ بادشاہ سے کہنا ہے دربانون نے بادشاہ سے خبر کی
حکیم احسن اللہ خان کو حکم ہوا تم جاکر مطلب پوچھو فقیر نے کہا مین چنبا راجہ کا بھائی ہون مدت سے سیاحت اختیار کی ہے
راجہ نے یہ ہنگامہ سنکر عرض خاص کیواسطے مجھے بھیجا ہے امیدوار ہون حاضر ہونیکا حکیم نے کہا
تم شام کو میرے گھر آنا جب فقیر لال پردے سے چلا ملنگ باغی جو پہرے پر تھا اوسنے پہچانکر کہا
یہ سپاہی لارنس صاحب کا ہے جو معرکہ کابل مین محمد اکبر خان کا سائیس بنکر نوکر رہا تھا بادشاہ نے
لوگون نے کہا بلکہ تیرا گمان غلط ہو گیا اسکی پشت پر ایک زخم تیر اور دو زخم گولی کے ہین اگر یہ ہین
تو مین سچا ہون اسکا بدن و رنگ خلاف رنگ اور صاحبون کے ہے سپاہی نے چاقو سے صاحب کی
جلد بدن کو چھیلا جلد سفید نکلی اوپر روغن ملا تھا جب کرتہ بزور اتروایا تینون نشان ٹھیک پائے
فقیر نے کہا مین انگریز نہین ہون لیکن مین ان دونون صاحب کا پتا بتاتا ہون سپاہیون نے ان کو
لیکر محمد سیا باغ مین لائے جہان ترپ گوالیار کا پڑا ہوا تھا وہان فقیر نے چاہا کہین اور لیجاوے سپاہ نے
تھامنا آخر لاہوری دروازے پر لاکر قتل کیا۔

تیسری تاریخ مفصل خبر پہونچی کہ فوج انگریزی میرٹھ سے غازی الدین نگر کو مع سیدن پہونچی
بڑھی ہی اس عرصے مین کوئل سے بھی ۵ کمپنی بعد قتل و غارت آپہونچی بادشاہ نے اوسی
شاہزادے حکیم احسن اللہ خان محبوب علیخان کو جمع کیا اور قرآن شریف درمیان رکھکر قسم

تھی کہ کوئی شخص فوج باغی کیساتھ انگریز سے لڑنیکو نجاوے مرزا نصرت الملک عرف مرزا ابوبکر نے اس
اجماع سے خارج ہوکر عرض کیا کہ ہم سب اسیر فوج باغی ہوچکے ہین کیونکہ یہ عہد شیاق بحال رہیگا اس
عرصے مین فوج مستعد مقابلہ انگریزون کے ہوتی کہا کہ ایک شہزادے کو ہمارے ساتھ کردو مرزا مغل جو
کمانڈر انچیف ہوئے تھے انکار کیا کہ اس خفیف مقابلے پر جانا خلاف دستور ہے لیکن مرزا خضر سلطان
نے نواب محمد حسن خان اپنے نائب کو مرزا ابوبکر کے ساتھ ہمراہ سپاہ کردیا شام تک اسی لڑائی
کی تدبیرون مین رہی چوتھے دن صبحکو مرزا الہی بخش خسر مرزا فتح الملک ولیعہد متوفی نے پہونچکر
حکم دیا کہ شہر مین جہان پل باندے آؤ بعد اسکے تین بڑی توپین ۶ - اسپی نصف فوج کو روانہ
کیا پہر دن رہی ندی کے اس پار لڑائی شروع ہوئی میرٹھ کی پلٹن کے گورے شدت
گرمی سے پانی مین گر پڑتے تھے اور پھر نکل کر بندوق مارتے تھے شام کو مرزا ابوبکر پھر آئے
ایک اسپی توپ کو انگریزی فوج نے چھین لیا اور سب فوج مع توپ جو اس جانب تھی پھر آئی لیکن
پلٹن سائیرس سپرس اپنے مورچے پر قائم رہی اور ایک توپ کا گولہ انگریزی میگزین پر ایسا
مارا کہ بیٹری بارودت رہی کرہ نار ہوگئی اور صبح تک کم کم لڑائی قائم رہی صبحکو اور فوج کمک کی گئی
فوج انگریزی نے دفعۃً دھاوا کیا تینون توپون مین کھینین ٹھوک کر نکمہ کردیا پھر لڑائی شروع
ہوئی۔ شام کو فوج انگریزی مع ان تینون توپ کے سمت غازی الدین نگر گئی اور
فوج باغی شہر کو پھر آئی۔ اس لڑائی مین تھوڑے لوگ زخمی ہوئے باقی جان سے
گئے اور فوج انگریزی سے تین سو بچے باقی ہلاک ہوئے۔

کمانڈر انچیف انسن صاحب بہادر شملے سے داخل چھاؤنی کرنال ہوے اور حکم فوج کے لام
باندھنے کا دیا اور خود بسبب الزام ممبران کونسل کے زہر کھا کر مر گئے اب یہان داخلہ فوج یا
ہر طرف سے شروع ہوگیا اور پلٹن لوکیر نظامت دو توپ جو سکندر صاحب کے رسالہ سے مع
خزانہ چار لاکھ روپیہ پلٹنی تھے اور پائند شہر سے خزانہ تحصیل کئی لاکھ کا لیکر پہونچی اور جو سب
خزانہ ۱۸ لاکھ ہوا فیروزپور سے کئی کمپنی پلٹن لاٹ ماٹرابی اسلحہ حرب آکر شریک باغیون کے
ہوئی میگزین کی لوٹ کے ہتھیار مل گئے حکیم احسن اللہ خان نے بندوبست و انتظام شہر
کیا جابجا تھانے اور پہرے بٹھائے اور رفیق اللہ خان کو کوتوال شہر کیا۔

۸ تاریخ جب یہ خبر آئی کہ فوج انگریزی کرنال سے آپہونچی یہانسے بھی فوج گئی پہلے استحکام
فصیل شہر کیواسطے توپین ماریں اس عرصے مین رسالہ بھی مین پوری سے آپہونچا
جسنے راہ مین کپتان ہیز صاحب وغیرہ کو مارا تھا ۱۲ تاریخ افسران فوج اور شاہزادے شہر سے
نکلے باہر گئے تجویز یہ سورچال پہلے قریب باغ تنالارہ باغ جنرل اختر لونی صاحب مورچے
قائم کیے دوسری پہاڑی پر جہان فریزر صاحب کی کوٹھی تھی اور مہاراجہ بابا ہندراؤ
رہتے تھے تیسرے سیاہ برج جو فصیل شہر ہے اور یہان تینون جگہ فوج بھی متقرر کی۔

۱۴ تاریخ شام کیوقت عرضی مرسلہ رسالہ چہارم جسے صاحبان عالیشان نے حکمت
عملی سے بھیجا تھا بادشاہ کو گذری کہ کل صبحکو سرکار جنگ درپیش ہے ہمنے فی سبیل اللہ
کمر جہاد پر باندھی ہے فوج شاہی کی جانب راست سے ہم آملینگے چاہیے کہ مجاہدین ہمپر گولہ
نہ مارین یہ مضمون کسیکی سمجھ مین نہین آیا بلکہ کسینے ہمارے بھی آگاہ نہ کیا قضانے سب
کی آنکھون مین پردہ ڈالدیا تھا خلاصہ اول صبح تھی کہ فوج انگریزی ادی پور سے سرآبادی پر
پہونچی لڑائی شروع ہوئی داہنی طرف سے رسالہ گورہ تھا لباس کابلی سفید پوش عمامے سر پر
نمود ہوئے اور مجاہدین للکارے کہ اے بھائی ایمانی مقتضائے حمیت اسلام ہم بھی آپہونچے پھر انہون
نے جواب دیا کہ السلام جب گولی کی زد پر پہونچے دفعتہً برابر گولے مارے دھاوا کیا صدہا مجاہدین
گرپڑے باقی موافق قاعدہ پسپا ہوکر شہر مین آئے فوج انگریزی نے پہاڑی پر اکر اپنا مورچہ
قائم کیا اور ۲۷ توپ لڑائی سے لے گئے اور دونون طرف سے ہزارہا مارے گئے اوسوقت
افسران فوج انگریزی نے مشورہ کیا کہ اسی دار و گیر سے شہر پر یورش کرنا چاہیے لیکن
جنرل فوج نے مناسب نجانا اور فوج باغی نے سیاہ برج سے قریب الموری دروازے کے توپ
مارنا شروع کیا ہر روز تلنگے شہر سے باہر جاکر پہاڑی پر دھاوا کرتے تھے دن بھر لڑکر شام پھر آتے
تھے مورچون سے متواتر توپ چلتی تھی دو رات کو نہر اوسوقت گھاٹی کی بند کر دی تھی صبحکو دوسری فوج انگریزی [illegible]

انہی دنون مین سپاہ نصیرآباد پلٹن دو میگزین ایک توپخانہ سپاہی تین سو ترکسوار جے پور [illegible]
پہونچا پہلے دن آرام کیا دوسرے دن خزانہ جو اپنے ساتھ لائے تھے جامع مسجد پر اکر اوس مین
سے نصف فقرا و مساکین شہر کو بانٹا اور مقابلہ کو گئے سرآبادی تک ۶ اوس لڑ بھڑ اکر

پہونچے اور انگریزی اونٹ پکڑ کر اپنے محاصرہ کیا پہر رات تک لڑتے رہے فوج انگریزی ٹھہائی کے پل پر پہونچی رسد بند کی اوسوقت مینھ شدت سے برسنے لگا میگزین اور اذوقہ جو بقیہ تھا ہو چکا بعد اسکے طرفین سے لڑائی موقوف ہوگئی دوسرے دن پھر بھی کنپ لڑا اور شہر کو پھر آیا۔ اسی لڑائی مین کرنل اور میجر صاحب زخمی ہوئے۔

اسکے بعد کنپ جلندر ۳ پلٹن سے داخل شہر ہوا اور بخت خان صوبہ دار توپخانہ بریلی ۴ پلٹن ۶ رسالہ ہندوستانی ایک توپخانہ اپنی بریلی بعد قتل و غارت اور سند فتحی خان بہادر خان پہونچا اور راہ مین بابوگڑھ سے پانسو بچھڑے لے لیے تھے بادشاہ سے ملازمت کی اور موافق اپنی درخواست کے خطاب لارڈ ملکی سے سرفراز ہوا۔

مولوی سرفراز علی ساکن جونپور پیر بخت خان اس فتنہ و فساد کا بانی مبانی تھا اونکا خطاب امام المجاہدین ہوا اجل گرفتہ اہل اسلام جو گرد و پیش سے آکر جمع ہوئے تھے تقریباً ۶ ہزار ہوئے تھے دو آنہ یومیہ خوراک مولوی کے ہاتھ سے پاتے تھے لیکن جب مولوی نے تصرف و غبن شروع کیا کم ہونے لگی بخت خان دو ہفتہ تک لڑا اس جہت سے کہ خود افسر کل کہلاتا تھا اور تلنگے کہتے تھے کہ تو ہم مین سے ہے یہ افسری کل رسول شاہزادون کے تجھے زیب نہین دیتی چاہیے کہ پہلے تو ہمین اپنا تماشا دکھلا پھر ہمین اختیار ہی اس لوہے مین فوج انگریزی و مدسہ فریزر صاحب کی کوٹھی کے نیچے باندھا تھی توپین لگائین جب بخت خان مستعد ہوکر چلا ٹھہائی کے پل اور تیلی واڑے سے آگے بڑھنے ندیا دو دن تک خوب لڑا اوسکے بعد پھر آیا اپنی افسری پر قائم رہا۔

جھانسی سے ۳ توپین ۴ رجمنٹ ہندوستانی رسالہ ۳ کمپنی شیخ فیض علی رسالدار کے ساتھ جو کپتان کہلاتا تھا آیا ایکدن یہ رسالہ پیادہ ہوکر صنوبر خان رسالدار کیساتھ سبزی باغ تک جنرل کی کوٹھی مین پہونچا اونکی ہیم کو مارا صد بار لوٹکر پھر آیا کہتے ہین اسی طعن تشنیع کی غیرت سے وہ جنرل زہر کھاکر مرگیا کمنیپنج ۶ ہزار سوار و پیدل ۱۲ توپ اسپی ۶ کمپنیو کے اور ۶ الور کے راجہ سے لی تھین ہمراہ جیاجی مہاراج قوم راٹھور سرداران الور سے مع افسران غوث محمد خان ہمراہ سنگھ سہاسی ونواب ہزاد بہادر بیٹے نواب مظہر علیخان جنکے بزرگ ریئس کا موتہ قوم راجپوت تھی ہزار جرار

سپاہی لیکر آتے تھے فیاب ملازمت شاہی ہوتے غرض اسطرح ہر روز داخلہ فوج باغی شہر مین ہوا کرتا تھا کہ یہ سب ۲۲ پلٹن ۸ ہزار سوار جنگی ۵ - توپخانے جمع ہو گئے اور توپخانہ میگزین شہر میں ۳ سو ضرب توپ تھی وہ حساب سے باہر ہے بس اگر یہ سب باتفاق حرارت دینی و باطاعت ایک کے لڑتے ظلم نہ کرتے تو البتہ کیا عجب ہے کچھ ہوتا -

بازار خاص کے کاریگرون نے بندوق کی ٹوپیان بنائین اور نام ولی کھودا اور بادشاہ کو گذرانین اس عرصے مین بادشاہ نافرمانی و خودسری سپاہ سے بہت تنگ ہوے آخر لباس گیروا فقرانہ پہنا اور ہر شخص نا لکار اس فرقہ کا سوچنے لگا جبکو ساز و موافقت انگریزون سے ہو گیا تھا اونھون نے کمر ہستی کی باندھی جانفشانی سرکار مین سرگرم ہوے اور افسران فوج نے یہ تجویز کیا کہ علی پور کی چھاونی کے پیچھے سے اور ہر طرف سے جو کچھ ہو مردانہ وار دھاوا کر کے بھاٹی کو لے لین اس جہت سے کنپ نیچ اور بخت خان بخت گڑھ چلا گیا اور نزدیک پہونچا مگر وہان سے قدم آگے نہ بڑھ سکا دوسرا کنپ پل بنگش کے اوسطرف جا کر ٹھہرا رات کو بادشن صاحب ۳ پلٹن گورہ ۳ ہزار سوار ۱۸ توپین باندھے ایکبار نیچ فوج سے مقابلہ کیا اوسوقت بخت خان مع اپنے کمپ شل اپنے بخت کے بھاگا اور کنپ نیچ کی توپین جھیل کی دلدل مین پھنسکر بیکار ہو گئین فوج انگریزی نے دھاوا کیا قریب تین ہزار کے اس سپاہ مجروح و مقتول ہوے اور جو زندہ رہے دو دن کے بعد ہزار خرابی افتان و خیزان شہر مین پہونچے اور ہر روز شل ٹوپی کے بارود بھی بنتی تھی خرچ مورچان فصیل ۲ - یا ۳ - من کا تھا اور ہر روز کے دھاوے مین ۷۰ من یا ۸۰ من صرف ہوتی تھی شام کو بارود طیار کر کے داخل قلعہ کرتے تھے

ایکدن جہان بارود بنتی تھی سہ پہر تک نوبت اوٹھانے کی نہ آئی تھی کہ آفت سماوی اور ادبار سپاہ سے آگ لگ گئی سات چار سو آدمی جل بھنکر رہ گئے سپاہ کو ظن سازش حکیم احسن اللہ خان صاحب عالیشان سے تھا اس آتش افروزی سے یقین ہو گیا کہ اسکا بانی مبانی وہی ہے اس اتہام سے اونکا گھر لوٹکر آگ لگا دی عورات کو بہزار ذلت گھر سے باہر نکالدیا اتفاقاً اوسوقت حکیم صاحب حاضر حضور بادشاہ تھے یہ حال عرض کیا ارشاد کیا مین بھی چلتا ہون نقارخانہ تک سواری پہونچی تھی کہ عبدالصمد خان رسالدار ملازم شاہی نے عرض کیا کہ اگر حضور آگے تشریف لیجائینگے تو تم

سبب سے سب مارے جاوینگے اسصورت مین صحبت بہتر ہی بادشاہ وہان سے پہر آئی دروازہ دیوان خاص و دیوان عام کے بند ہوگئے بادشاہ اور حکیم صاحب درگاہ سفیر صاحب مین جو داخل محل ہے بیٹھے شاہزادون اور افسرونکو مطلب باتیج جمع ہوکر درشاہی پر پہونچی کہا حکیم صاحب کو ابھی ہمین دیدو ورنہ ہم سبکو مار ڈالینگے پھر بعد از خرابی بصرہ اور ذلت تجویز یہ ہوئی کہ حکیم صاحب کو اپنے پہرے مین مثل محبوسون کے رکھو اور ایک شاہزادہ بھی ہر وقت حکیم صاحب کے پاس رہا کرے تین دن تک یہی حال رہا بعد اسکے کچھ تخفیف عذاب ہوئی کہ ایک گارد حکیم صاحب کے اردلی مین رہا کرے اور سوا پیشہ طبابت کسی اور امر مین دخل نہ دیا کرین بعد اسکے حکیم صاحب کو شاہزادے کے ساتھ اور افسران فوج جلوس سپاہ سے ہاتھی پر سوار کر کے قلعے مین لیگئی اور تحسین اسباب لوٹ کا کر کے قبضہ اپنا کر دیا اس عرصے مین عرائض رئیسان قرب وجوار مثل مقام جھجر وغیرہ با وصف سازش صاحبان عالیشان فوج باغی کے ڈر سے بادشاہ کو گذرین چنانچہ نذر نواب یوسف علی خان رئیس رامپور ایک سو ایک اشرفی معرفت بخت خان باجازت وصلاح صاحبان عالیشان اور نذر خان بہادر خان رئیس قدیم بریلی و حاکم مستعار بمعرفت محمد اکبر خان بیٹے نواب یعقوب علیخان رئیس دہلی ایکسو ایک اشرفی گھوڑا مع ساز نقرہ اور ہاتھی مع عرضداشت متضمن استدعا خلعت و خطاب صوبہ داری کے گذری چنانچہ خلعت و خطاب مرحمت ہوا اور تلنگون نے سمجھا دیا کہ باعث خوش سپاہ ہوگا

سفیر مرزا محمد حیدر کا آنا اور لکھنؤ پھر جانا

سید عباس مرزا حاجی وزائر بیٹے میر احمد کے داماد ملازمین اثاث جناب عالیہ دیکھیں سن ۱۲۷۴ ہجری سامان سفارت ضروری سے خیرآباد سے شاہجہان پور بریلی مرادآباد وغیرہ شہروں کی خرابی طی مسافت راہ کر کے ۱۹ محرم سنہ ۱۲۷۴ھ شاہ درہ قریب دلی پہونچے راہ مین ہر منزل مین فتنہ و فساد دیکھا مسافر لوٹے جاتے تھے کہیں مقام امن و امان نہ تھا دو تین جگہ نوبت کشت و خون پہونچی تھی لیکن اسکے ساتھ بھی بہت سے مسافر ملکر ایک قافلہ ہوگیا تھا نہ مفسد سرہنگانون کا خود غلط ہوگیا تھا اور منزل بادشاہ ہوگیا تھا حال عشرہ محرم مثل زمان قدیم دیکھا آذربائے انتظامی حکام جدید کی صد

زیادہ ہوگئی تھی مرادآباد مین ولایت حسین خان ڈپٹی معزول سے ملاقات ہوئی انھون نے
خوف راہ سے ڈرایا اور سازو موافقت وہلین جنا پر جب برانگیختہ کیا اوازراہ مال اندیشی مونہ
دلی کو بازیچۂ طفلان سمجھا یا سفیر نے مقتضائے اپنی شرافت نمانا کہ مین اپنی سرکار کا امین ہوں
امانت سے بعید ہے مگر لکھنو پہونچکر یہ سب نشیب و فراز سمجھا سکتا ہون دوسرے جب سنبھل
پہونچے اکثر ہمراہی امیدوار خدمت ملازمی سرکار قدیم جو ساتھ تھے بہت سے اونمین سے
چلے گئے کہ مبادا ہم دونون طرف سے جاتے ہین -

خلاصہ سفیر نے ایک خط نواب ناظر معین الدولہ بہادر عزت حسین مرزا نواب مظفر الدولہ بہادر
مقتول کلہ قضا کو لکھا حکم شاہی سے جلوس سوار وپیادہ صفدر علیخان نواب نجف خان کے
نواسے کے ساتھ آیا بڑی دھوم دھام سے داخل شہر ہوئے مظفر الدولہ کے گھر مین اترے
حکم شاہی دلکشا مین اترنے کا ہوا تھا مگر کثرت سپاہ کی جہت سے وہان نہ اترے شام کو چوبدار
سلطانی شقہ خاص لایا کہ معرفت میر احمد علی خان سفیر لکھنو اپنی معروضات کرین کہ وہ حال لکھنو
سے خوب واقف ہین نیدرہ روپیہ چوبدار کو دیکر بہزار منت رخصت کیا جسکو تحویلدار شاہی جو ان خاصہ
اولش لایا اور بہزار منت و سماجت پچاس دیگر گلو خلاصی پائی روز جمعہ سب اہل دربار منتظر آمد
سفیر دوپہر تک حاضر دربار رہے لیکن سفیر نے ملازمت میر حامد علیخان قبول نہ کی عذر خستگی اور
کہلا بھیجا اہل دربار نے جلکر دربار مین مشہور کر دیا کہ عدم حضوری سفیر باعث ملال شاہی ہوئے
دو دن کے بعد نواب احمد قلیخان فتح جاہ وزیر اعظم اور نواب زینت محل صاحبہ کیواسطے سے روز دوشنبہ
ملازمت ٹھہری نواب مظفر الدولہ کو حکم ہوا کہ تم سفیر کو اپنے ساتھ لاؤ اور اہل دربار بھی سب حاضر
تھے جب حاضر تھے جب سفیر دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ نے محل معلی مین بلایا وہان
اشخاص مشخصہ حاضر تھے بادشاہ چاندی کی پلنگڑی پر بیٹھے تھے ڈورئے کا کرتہ گلے مین عبا سفید پہنے
آداب سلام بجالائے عرضداشت گذرانی فرمایا یہی ہے جسپر کا نام شاہی آمین رضا علی نام لکھا ہے
عرض کی خلاف داب شاہی تھا فرمایا وہ فرزند دلبند میرا ہے اور کمال شفقت سے سفیر کے شانے
پر ہاتھ رکھکر خطاب سفیر الدولہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہی تاج بخشی کی ہے آداب بجالائے ایکسو ایک
اشرفی نذر تاج مرصع ۵ ہزار کی قیمت کا ہاتھی حوضہ نقرہ جھول کارچوبی دو گھوڑے ساز نقرہ اور

نذر جناب عالیہ دست بند مرصع نگینہ الماس نواب زینت محل جیسا کو دیکر رخصت ہوئے اور اپنی یاوری
قسمت سے رسید بھی اس سب نذر کے ساتھ اوسیوقت ملگئی روز دوشنبہ نحوست ایام کی تدبیر میں
گذری صبح سہ شنبہ کو سفیر مع اپنے رفقائے سفر بیٹھے تھے کہ دفعۃً توپ چلی لوگ متحیر ہوئے بعض نے
کہا فوج جنگی نے شاید فریزر صاحب کی کوٹھی لیلی یہ کہہ رہے تھے کہ غلغلہ ہنگامہ قیامت کبری
شہر میں برپا ہوا کہ ابھی گورے کشمیری دروازے سیاہ برج سے داخل شہر و کوتوالی و مکان
بنک اور گرجہ ہوئے اور ہر شخص کو نشانہ گولی کا کر رہے ہیں اور فوج جنگی و مجاہدین و رعایائے شہر و قلعہ کو
کسی طرف سے نکلنے نہیں دیتے سفیر نے مضطر ہو کر حال بادشاہ پوچھا کہا وہ ابھی تک قلعہ میں ہیں
بعد کئی ساعت کے شہرت ہوئی کہ انگریزوں کو مار کر شہر سے نکالدیا سفیر نے چاہا قلعہ میں
جا کر شاہزادے کو بھی نذر دیں لیکن اس سانحے سے پریشان ہو کر کچھ نہ بن پڑا کنپ
گنج و بریلی صوبہ دار افسر بخش اسد خان کے ساتھ تین منزل تک چلے آئے اوسکے بعد بہزار
خرابی لکھنو پہونچے اپنی ساری کہانی بیان کی رسید اسباب سے بچے دگر نہ اہلکاران نو دولت
سے یہاں نہ بچتی اسیر بھی ۱۶ مہینے تک روبکاری میں رہے کسی ہیم کی حفاظت رکھنے سے
بچ گئے دگر نہ نواب مظفر الدولہ فقط مہمانی سفیر سے کلا اجل کھائیں اور یہ سفیر ہو کر بچ جائیں

اختتام معرکہ دلی اور فتح فیروزی اولیائے دولت اور سیاست اور انتقام اہل شہر وغیرہ

الغرض اس مدت میں خزانہ جو فوج ہر جگہ سے لوٹ کر لائی تھی اور جتنا شہر کے مہاجنوں وغیرہ
سے لیا تھا عید الضحی تک سب تمام ہوا تلنگے چھ چھ روپیہ مایوس ہو کر برہم خاطر ہوئے اور لکھنو کی خبر تسلط لشکر
مستعد روانگی ہوئے سواروں نے یہ تجویز کیا کہ اب انگریز سے مقابلہ مشکل ہے مناسب یہ ہے کہ ہم ہر چہار طرف ہما
پیشہ قزاقی و راہزنی اختیار کریں جسطرح آگے پنڈاری وغیرہ کرتے تھے اس جہت سے لڑائی میں تندہی کرنی
چھوڑ دی تھی عذرات یا رد حیلہ سازی اہتمام سازش صاحبان نسبت ہر ایک کے کرتے تھے
رات کو کمینے جامع مسجد کے دروازے پر ایک اشتہار لگا دیا کہ صاحبان عالیشان کو کسیکے مذہب
و ملت سے کچھ غرض نہ تھی یہ کارتوس جنگی فقط ترقی بندوق کو سمجھتے تھے کہ بہر احتیاج توپ

کی بلٹن مین ہے حاشا و ہیر سور اور گائے کی چربی نہین لگائی جن مفسدون نے فساد اور آگ لگائی
ہے اہل اسلام کو اسمین کیا دغدغہ ہے یہ نافہم نہ سمجھے اور حقوق سرکار اور اپنی قدامت کو ضائع
کیا نمک حرامی پر کمر باندھی مستعد لڑائی اور جہاد کے ہوئے اور اونکے خلاف قوم سکھہ سوائے تلنگون
کے باوصف اپنے خلاف مذہب ہونے کے بسبب برخلاف اور مقابلہ نہ کیا بلکہ سرکار کی ممد و معاون
رہی یہ اشارہ راجپوتانہ کی نسبت ہے اور قوم سکھہ کیطرف اس صورت مین مواخذہ اہل اسلام
سے ہے لہذا حکم قطعی دیا جاتا ہے کہ بروقت فتح شہر کے سب اہل اسلام کو قتل کر دینگے اور
شہر کو مثل خرابہ کر دین گے جسکا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔
فی الحقیقت اس اشتہار سے اہل اسلام مستعد مرگ ہوئے وگرنہ پیشتر اسکے کیسا ہی
ارادہ اہل شہر سے نہ تھا کہ سرکار ہماری لہو کی پیاسی ہو گئی ہے معلوم ہوا جان کے خوف
سے سبھی خصوصاً جہال اور عوام زیادہ تر مستعد لڑائی ہوئے اور مولوی احمد سعید شاہ غلام علی
کے نواسے مجتہد اہل سنت وہ جامع مسجد مین علم جہاد کے اوٹھانے کے باعث ہوئے اور اہل اثنا
عشری شریک اس جہاد کے نہوئے کسواسطے کہ انکے مذہب مین غیبت امام مین جہاد حرام ہے
اس جہت سے اہل سنت جاہل کہتے تھے کہ پہلے جہاد شیعون پر کرنا چاہیے اسی سبب سے عشرہ
محرم مین مجالس تعزیہ داری کی موقوف کر دی تھی بلکہ بادشاہ سے کہا کہ پہلے اس بدعت کو دور
کر دو جسکے بادشاہ نے جواب دیا کہ مثل تراویح ماہ مبارک رمضان یہ امر بھی داخل بدعت حسنہ ہے
اور اسکے باعث ہمارا اسلاف کرام سے ہوئے ہین ہم کبھی ایسا حکم خلاف نہ دینگے چنانچہ مولوی محمد باقر
اسکا ہمین مجلس عشرہ بدستور کیے گئے۔
مختصر حال اختتام معرکہ یہ ہے کہ ابتدا سے انتہا تک ۱۲۱ لڑائیان طرفین سے ہوئین
اور سوا چونمہ ۱۵ شوال سے ۲ محرم ۱۲۷۴ھ تک دونو طرف سے توپ بندوق کے چھرے برسے
ہر دو لڑائیمین ایکساعت بھی توقف نہ کیا تھا اور اس کثرت بارش مین اہل شہر ۵ سے زیادہ مجروح و مقتول
شہید ہوئے اور فوج انگریزی کی تفصیل داخل اخبار تھی اور مورچال پر ۶ توپ برابر دونو طرف
سے چلتی رہین کہ زمین لرزجاتی تھی اور ہزار ہا گھر بابین کشمیری اور کابلی دروازہ چھلنی ہو گئے تھے
اس مدت جا دس مستعد رہین با غوا سے افسران فوج باغی ہر طرف شقہ شاہی اعانت و کمک

کے واسطے روانہ کیے تھی کہ تم ہمارے شریک حال ہو چنانچہ راجہ پٹیالا نے صاحبان عالیشان کے سمجھانے سے
دریافت بطون بادشاہ کو عرضداشت کی بخت خان نے گذرانی دستخط خاص ہوئے ہو کہ ہمیں انصاری کے
کا استیصال کلی منظور ہے ہرچند حکیم احسن اللہ خان اس سند دستخطی کے مانع ہوئے کہ کسی طور سے ہو و
لیکن بخت خان کب مانتا تھا انکو ہی جھڑک دیا کہ تم سے سازش نصاریٰ ہمیں جانا اور ویسا ہی اوسکے سر
پر مہر کر کے روانہ کرادی وہی سرکار کو حجت والزام ظاہری ہو گئے اگر انصاف کیجیے بادشاہ
بہر صورت مجبور و بے اختیار تھا یہ امر جنکے سامنے ہوا مندرج کتاب کیا

خلاصہ روئداد دوشنبہ ۲۴ محرم وقت صبح تیلی واڑے سے فوج راجہ کشمیر نے دھاوا کیا لیکن شکستہ کھا
پسپا ہوا ستھائی کے پل سے فوج انگریزی نے کیپ نصیر آباد پر یورش کی توپیں رنگئیں بعد
اسکے فوج باغی سے مطلع صاف ہوگیا کشمیری دروازے اور سیاہ برج سے فوج انگریزی داخل شہر
ہوتی تین نرن کیے ایک پھاٹک حبش خان لال کنوئیں پر گیا وہ قریب لاہوری دروازہ پہونچا
سب سے پہلے مرزا نادر شاہ شاہزادے نے تلوار کھینچی نواب امراؤ بہادر بھی سامنے ہوئے
یہ بھی بہادری سے زخمی ہو کر گھر آئے بعد تین دن کے مر گئے خضر سلطان نے دلی دروازے
کے باہر باغیچہ خواب میر درد میں گڑوا دیا۔

دوسرا نرن ترلویہ سے شہر کے کوتوالی چبوترے میں پہونچا قلعے سے فوج باغی
نے ایک توپ سے مقابلہ لیا لاہوری دروازے سے بھی توپ چلنے لگی۔

تیسرا نرن دریبے سے سمت مسجد جامع گیا صحن مسجد میں پہونچکر قتل اہل اسلام شروع کیا
طرفین سے خوب گھمسان ہوا اس عرصے میں گورے جابجا شہر کی گلیوں کوچے میں پھیل گئے
دروازہ توڑ کر ہر گھر میں گئے عورات غریب جو چاہا کیا اسمیں سیکڑوں عورات سے جہاں تک
ہو سکا کنوئیں میں گر کر مر گئیں ہر گھر کا مال اسباب لوٹکر آگ لگادی اور جہاں زندہ مرد کو پایا
مار ڈالا جب یہ حال اہل شہر نے دیکھا کہ اب جان عزت دونوں نہیں بچتیں خوب دل کھول کے لڑے
صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک یہی حال رہا کہ ہر طرف لاشوں سے گلیاں بھر گئیں اور خون مثل پانی برسات
کے بہنے لگا بعد اسکے فوج انگریزی تھوڑی تھوڑی فصیل پر تھوڑی گلی کوچے میں اور گھر گھر ہو مکانوں میں جو
درمیان کشمیری اور کابلی دروازے کے بم کے گولوں سے خالی پڑی تھیں وہاں جا کر ٹھہری اور شہر خالی ہو گیا

اجمیری دروازے سے جتنے بھاگ گئے تھے عیال و اطفال کے ہاتھ پکڑ کر بیابان مرگ ہوئی اور جو گھر مین جتنا اسباب تھا چھوڑ دیا فوج انگریزی نے سیاہ برج سے شہر پر گولہ برسانا شروع کیا اور فوج باغی کا بھی اسباب لٹنے لگا اس مین جو فوج انگریزی کے ہاتھ لگ جاتا تھا مارا جاتا تھا اور جو باغیون کا آجاتا تھا اوسکی بھی وہی صورت ہوتی تھی بادشاہ قلعے کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے فوج باغی عازم لکھنؤ ہوئی اہل اسلام غربا شہر حالت یاس کلی مین کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے فقط ہنود شہر بیچ جاتے تھے چند اشت رحم رکھتے تھے فوج نے چاہا کہ بادشاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر بھاگے مگر بادشاہ نازان اپنی بیجرمی مقصوری بے لبسی پر ساکت دخاموش بیٹھے رہے کسواسطے کہ اہالیان سرکار دولتمدار کو عادل اور منصف سمجھتے تھے فوج کیساتھ جانے سے انکار کیا ورنہ کیا عجب تھا یہ بھی کسی امن کوہستانی مین جا کے بیچ جاتے دوسرے دن حکیم احسن اللہ خان وغیرہ جو خیرخواہ گورنمنٹ ہو گئے تھے اونکو معتمد و نمک حلال سمجھکر اونکے دام فریب مین آگئے تھے آگے تقدیر مین جو تھا وہ ہوا۔

منگل کو یہ صلاح ٹھہری کہ آج بادشاہ پہاڑی پر چلتے ہین یا راہ مین مارے جاتے ہین اور صاحبان عالیشان سے اپنا عرض حال کرتے ہین غرض کچھ لوگون نے تھوڑی سی سپاہ سے بادشاہ سوار ہو کر لال ڈگی پر پہونچے وہان سے چاہتے تھے پہاڑی پر جا دین بعض اہل دربار جو ساتھ تھے اپنے زعم ناقص مین حکام کو ساقط الاعتبار سمجھکر مانع ہوئے نجانے دیا شام تک وہین ٹھہر کر پھر قلعہ مین داخل ہوئے

بدھ کی صبحکو بادشاہ مع لواحقین متعلقین ملازمین اور رعایائے شہر مقبرہ ہمایون مین ۳ کوس پر قریب درگاہ شاہ نظام الدین چلے گئے دو دن تک امید و بیم مین رہے اتوار کو بلا ناغہ ہوا فوج باغی سے جتنا اسباب اٹھ سکا لے لیا باقی کو جلا دیا مجروحین کو بیماران سکرات مین چھوڑ کر شہر سے نکلکر بادشاہ سے عرض کیا حضرت بھی ہمارے ساتھ چلین حکیم احسن اللہ خان نے کہا بادشاہ نہین بھاگتا۔ فی الحقیقت بادشاہ کو یقین واثق تھا کہ انکے واسطے سے صفائی حکام سے حاصل ہو جائیگی اور معیت فوج مین مراسم ذلت و خرابی یہان کے ٹھہرنے مین بظاہر امیدیان خشک مقصود ہی لیکن سفر نگون سے خبر نہ تھی۔

اس عرصے مین فوج باغی سیدھی راہی لکھنؤ ہوئی بادشاہ نے تنقہ جنرل ہادسن صاحب کمنڈر فوج کو لکھا کہ تم بندوبست سے مطمئن ہو کر بادولت کو اطلاع کرو دوشنبہ کو جنرل بہادر نے سو سوار مولوی رجب علی خان کے ساتھ بادشاہ کے لینے کو بھیجے مولوی صاحب نے دو روپے نذر دیے بادشاہ ہوادار پر سوار ہو چکے تھے پھر پالکی انگریزی پر سوار ہوئے مرزا جوان بخت شاہزادہ نواب زینت محل نواب تاج محل حکیم احسن اللہ خان مرزا قیصر شکوہ میر فتح علی تو جدار خان اور اشخاص نامی وغیرہ یہ سب ۹۶ شمار مین تھے حلقہ سوارون مین چلے قریب دلی دروازے جنرل نے بادشاہ کو آکر سلام کیا داخل شہر ہوئے اور سب نواب زینت محل کے مکان مین رہے بادشاہ کی پالکی نقارخانہ سے قریب دیوان عام رکھی گئی افسران انگریزی نے زبان طعن و تشنیع لغیحش کھولی گویا سارے بخارات بادشاہ پر نکالے ایک ساعت تک یہ ہنیہ پرستار ہا جتنے بخارات نکالے مثل مشہور مردہ بدست زندہ بعد اسکے ایک صاحب نے اپنا ہاتھ بادشاہ کی ران پر مارا غلام حبشی نے اوسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا دو تین صاحب نے ملکر اوس باوفا کو مار ڈالا وہ اپنے حق نمک سے ادا ہوا شام کو بادشاہ کو نواب زینت محل کے مکان مین لے گئے جو قریب لال کنوان ہے اصطبل مین قید کیا ۵ آدمی خدمت کو مقرر کیے باقی اسیرون کو حکیم احسن اللہ خان کے مکان مین بھیجدیا اور بیگم صاحبہ کی خدمت کو دو عورتین مقرر کین اور ایک پلٹن گورہ گھر کو گھیرے رہی دوسرے دن وقت سہ پہر مرزا الٰہی بخش سو سوار لیکر مقبرۂ ہمایون مین گئے مرزا مغل مرزا خضر سلطان مرزا ابوبکر شاہزادون سے کہا بادشاہ تمہار خیریت سے ہے تمھین بلایا ہے اور کچھ نہ کہا کسو واسطے گھر کے بھیدی اور ابتداے معرکہ سے خیرخواہی سرکار پر کمر باندھی تھی غرض یہ شاہزادے اجل گرفتہ رتھہ پر سوار حلقہ سوارون مین چلے جب قریب جیلخانہ پہونچے جرنیل ہادسن بہادر وہان کھڑے تھے سامنے بلوا کر کپڑے اوترواکر پھر اوسی رتھہ پر سوار کیا اور اپنے ہاتھ سے تین تین گولیان مقام قلب پر مارین اور شہرگ کو سنگین سے چیر دیا اور اوسیطرح چبوترہ کوتوالی مین جاکر نعشون کو زمین پر ڈالدیا بعد تین دن کے گاڑھ کو اہنی ہاہر مین گروا دیا خدا محفوظ رکھے پھر بلا رعایا شہر کو کشمیری دروازہ سے مرد اور بچون کو باہر نکالدیا لاہوری دروازے سے پھر جوانکو بہکا کر زیر تیغ لیا رعایا شہر جو حوالی شہر مین پڑی ہوئی تھی لوٹ لیا کچھ نہ چھوڑا اسمین ہزار دن فاقہ

اور شدت جاڑے سے مرکر رہگئے اسکے بعد منادی ہوئی کہ کوئی داخل شہر نہو بعد چند روز کے ہنود کو بعد غارتگری مال و اسباب اجازت شہر میں رہنے کی ملی اور جوانان شہر اہل اسلام جو باہر رہ گئے تھے سب کو گرفتار کر کے تحقیق اظہار حال دفعۃً پھانسی دیدی اسیطرح جو شہر سے دو تین منزل کے فاصلے پر تھے گرفتار کر کے پھانسی دی جب قلعہ معلی مین داخل ہوئے اکثر شاہزادے جو مقتضائے جسارت و غیرت اپنے ناموس سے رہ گئے تھے خوب دل کھولکر لڑ بھڑ کر مارے گئے اونکی شاہزادیان دریا سے جمن مین گر پڑین غریق رحمت ہوئین۔

خلاصہ ۲۷ ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی سات دن تک برابر قتل عام رہا اوسکا حساب نہین اپنے نزدیک گویا نسل تیمور کو نرکھا مٹا دیا بچون تک کو مار ڈالا عورات سے جو سلوک کیا بیان سے باہر ہے جسکے تصور سے دل دہل جاتا ہے غرض سانحہ رستخیز عالم ظاہر تھا اور فوج باغی سے آٹھ ہزار مارے گئے فوج انگریزی سے مشہور ہے ۱۸ سو صاحبان فوج و نظامت اور ۵ ہزار گورے ۵ ہزار ہندوستانی یہ سب مارے گئے۔

خرچ یومیہ بادشاہ پانچ روپیہ یومیہ مقرر ہوئے پھر بادشاہ کو اوس مکان سے قلعے کے مکان نظامت مین رکھا آخر ماہ مارچ ۲۸ چہارشنبہ ۱۲۷۵ھ مطابق نومبر ۱۸۵۸ء بحراست فوج انگریزی چھ سوار گورے ایک توپخانہ بادشاہ کو مع ۱۶ آدمی زن و مرد روانہ رنگون کیا اس تفصیل سے نواب زینت محل صاحبہ نواب تاج محل صاحبہ خیر آبادی ظہور آبادی مرزا جوان بخت شاہزادہ مرزا شاہ عباس بیٹے بادشاہ کے مرزا قیصر موسوم بغلام قیصر پرستار شاہ مرزا سلیمان شکوہ کے بیٹے جنہون نے مرزا الٰہی بخش سے بڑی منت سماجت سے نیام پرستاری شاہ لکھوادیا فی الحقیقت یہ امر بھی ہر ایک سے نہین ہوسکتا کہ ایسی بری وقت مین کسیکا ساتھ دے دنیا بھلے اور بُرے سے خالی نہین ہوتی نواب شاہ بادی بی بی مرزا جوان بخت کی اور انکی ساس ورستا مرزا عبداللہ بادشاہ کے بیٹے کی بی بی جو خیر آبادی سے ہین احمد بیگ امداد باسط علی وغیرہ چنانچہ ایک دوست نے کانپور مین اسطور سے دیکھا ایک پنس مین بادشاہ گیروے لباس سے ۲۵ گورے گرد دو او پنس دو تین کرانچیان زنانی مردانی آٹھ روپیہ یومیہ مقرر تھے اب سنتے ہین چھ سو روپیہ ماہواری بادشاہ ۲۰ روپیہ یومیہ تنہا او تیس سو کا ایک شخص مہتمم سرکاری آٹھ کہار ایک گاڑی پانچ سو روپیہ ماہواری سرکار سے مقرر ہو کچھ جوڑے

کبوتروں کے بادشاہ کو بھیجے تھے حکام رنگون بہت محبت سے پیش آتے ہین شاہزادے اکثر ہوا کھانے گاڑی پر جاتے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خلاصہ بعد ان سب آلام روحانی کے ۹۹ برس کے سن مین بعد سلطنت ۲۱ برس ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء روز یکشنبہ انتقال کیا مدفون خاک رنگون ہوے۔

قطعہ تاریخ

چو در دہلی بہ حسب مہر یزدان — بسان اہرمن شد فوج گمراہ
سراج الدین بہادر شاہ کان بود — ز اخلاف ظفر خان شاہ ذیجاہ
یکے پیرے نزارے فقر کیشے — بنام اندر جہان آباد بد شاہ
مر او را باغیان خواندند سلطان — قبولش کرد الا با صد اکراہ
ولے آن بے سران خشک مغزان — ز قہر گورہ ہا و حکم اللہ
پریدند از سر این دست یکسر — ز خشم باد صرصر چون پر کاہ
روان آنہمہ از تن روان شد — بدان شان کز نہیب شیر روباہ
ازین بس شاہ بد تقدیر و غمدہ — بدید آن انچہ یوسف دید در چاہ
ببردندش ز دہلی سوے رنگون — وز آنجا برد اجل او را چو ناگاہ

ندا در داد ہاتف مہر سالش
بہادر شاہ از دنیا برفت آہ

احوال جاگیرداران متعلقہ دہلی

نواب عبدالرحمن خان رئیس جھجر مالک جاگیر دس لاکھ روپیہ نے دو سو سوار اپنے نوکر کمپ انگریزی کے ساتھ کر دیئے تھے اور چالیس ہزار اشرفی مدد خرچ صاحبان عالیشان پہاڑی پر بھیجے تھے اور بدل خیرخواہ سرکار و دولتمدار تھے اور فوج باغی نے تین مرتبہ بواسطہ شقہ بادشاہ پانچ لاکھ روپیہ طلب کیا ایک کوڑی نہ دی۔

جرنل عبدالصمد خان ملازم نواب موصوف دو سو سوار سے فوج باغی سے ملگیا تھا باقی
فوج بھی بدل شہر اکثر فوج باغی چاہتی تھی اس جہت سے نواب مجبور تھے چنانچہ روز غدر جان
ٹنکیف صاحب اجنٹ مجسٹریٹ دلی بھاگ کر جھجر گئے اور نواب خوف سپاہ سے کہ مبادا امر خلاف
پیش آوے اور باعث روسیاہی ہو جاوے بظاہر چندان التفات پیش نہ آئے یا ایک سواری اور دس
روپیہ دیکر روانہ کرنال کیا بعد فتح فیروزی شہر صاحب موصوف لشکر سپاہ لیکر ریواری گئے
تلارام جسنے وہان فساد برپا کیا تھا خبر آمد صاحب سنکر بھاگ کر کوہسار سیوان مین روپوش
ہوگیا بعد اسکے صاحب داخل جھجر ہوئے نواب کو بلا بھیجا یہ تنہا دس سوار اردلی سے گئے صاحب
نے پہلے کنجی قلعہ کی نواب سے لے لی اور کہا عبدالصمد خان کو مع اسلحہ سپاہ ہمارے پاس لاؤ
دگرنہ تمہین پھانسی دینگے نواب نے اسی مضمون کا رقعہ لکھہ بھیجا لیکن خان مذکور پانسو سوار لیکے بھاگ کر چلا گیا
صاحب چھاونی مین آپ چلے گئے اور سپاہ کے اسلحہ حرب لے لیا اور سپاہی جو بستر ہمارے بر تھی
مار ڈالا اور شہر کو حکم لوٹ دیا اور کروڑ روپیہ کی دولت نواب کے گھر سے لی اور چند روز نواب کو
قلعہ دلی مین قید رکھکر پھانسی دی اوسدن انتظام شہر بہت کیا تھا مقام تاسف یہ ہی کہ اوسوقت
مان نواب کی نہین معلوم کسطریق سے روتی پیٹتی گرتی پڑتی اپنے بیٹے کے مقتل پر پہونچی دیکھا
کہ پھانسی مین لٹکتا عالم سکرات مین تڑپ رہا ہے اسوقت عجب نالہ و فریاد سے چلا کے بیٹے کی
نعش سے لپٹ گئی اور اپنی آغوش مادری مین لیکر یہان تک چلا رہی کہ آخر بیدم ہوکر زمین پر گر پڑی
یہ حال دیکھکر جتنے صاحب وہان جمع تھے بے اختیار رونے لگے اور بجبر اوسے بیٹے کی نعش سے چھڑوایا
نواب بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ جو اس ہنگامہ فساد مین چپکے بیٹھے رہے اونھین گرفتار کیا
ہزار روپیہ درماہہ مقرر کرکے روانہ لاہور کیا اور دو تین لاکھہ روپیہ اونکے گھر سے لیا۔

راجہ ناہر سنگھ راجہ بلبگڈھ جو روز فساد شہر مین تھے جب یہ ہنگامہ دیکھا بگھی پر سوار ہو
بلبگڈھ آئے مسٹر و صاحب کرانی مختار کار راجہ اوسوقت راجہ کے ساتھہ آیا تھا تین مہینے تک
اوسے پوشیدہ جب فوج نے خبر پائی اکر پکڑ لے گئی مار ڈالا اس اتہام سے راجہ کو پھانسی دی
کہ تمنے کیون اوسے نہ بچایا قریب ۲۰ لاکھہ کا نقد و جنس راجہ کے گھر سے نکلا۔

نواب احمد علیخان رئیس فرخ نگر کو بے تکلف پھانسی ملی گھر لوٹ لیا سبب ظاہری یہ تھا کہ اونکے

بچا غلام محمد خان نے فرخ نگر کے واسطے دعوی کیا تھا اور نواب نے بعد ثبوت حقیت اپنے چھوڑا روپیہ سیاہ باغی کو دیکر نجات پائی ۔

نواب اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی جنکے پاس روز فساد فورٹ صاحب کلکٹر گوڑگوان مع عیالان بھاگ کر گئے تھے بی بی کو نواب کے پاس چھوڑ کر آپ کرنال چلے گئے تھے جب انگریزی پہاڑی پر پہونچے اور سرکشی زمینداروں سے امینت راہ ہوئی نواب نے اونکی بی بی اور لڑکون کو لباس ہندوستانی پہنا رتھ مین سوار کر بسلامت گھر پہونچا کر پھر آئے تھے غلام فخرالدین خان بدمعاش شہر جو کمشنر صاحب کی سفارش سے تحصیلدار علاقہ گوڑگانوا ہوا تھا بعد ارسال زر تحصیل خزانہ شاہی مین جمعیت پچاس سوار اپنے علاقہ سے پھر آتا تھا جسدن پاٹوڈی مین پہونچے لگا محمد تقی خان بڑے بیٹے نواب کو راہ مین گرفتار کر کے پانچ لاکھ روپیہ مانگنے لگا جب نواب کو خبر پہونچی حکم کیا کہ انھین مار دو میرے بیٹے کو لے آؤ چنانچہ یہی ہوا کہ اون پچاس مین سے ایک کو جیتا نچھوڑا ۔ محمد تقی خان کو بسلامت لے آئے فخرالدین خان بھاگ کر ریواڑی پہونچا اور تلارام وہانکے رئیس کو اپنے ساتھ لے نواب کا گھر لوٹا آگ لگا دی نواب رات کو مع عیالان جھجر چلے گئے اور بعد پھر نے مفسدین کے پھر اپنے مقام پر چلے آئے سرکار سے اونسے کسیطرح کی باز خواست نہوئی ۔

نواب امین الدین خان ضیاءالدین خان بیٹے نواب احمد بخش خان کے جاگیردار لوہارو اس ہنگامہ مین اپنے گھر چپکے بیٹھے رہے تھے مگر حسب الطلب بادشاہ کبھی کبھی دربار جاتے تھے بعد فتح سرکار بھاگ کر دوجانا مین گئے بروقت امان پھر داخل شہر ہوکے چندروز مقید رہے آخر بعنایت جان لارنس صاحب چیف کمشنر بہادر رہائی پائی جاگیر بھی ملی لیکن چھ لاکھ روپیہ نقد سرکار نے انکے گھر سے لیے ۔

نواب حسین علیخان بہادر رئیس دوجانا اپنے مقام مین رہے تھے ابتک بدستور بحال ہین اور جتنا اس معرکے مین ممکن تھا کسی سے ہاتھ نہ اوٹھایا ۔

امرای قدیم و جدید شاہی

محبوب علیخان مختار سرکار بمنزلہ وزیر مدت سے مرض مزمن مین گرفتار تھے اس معرکے مین مر گئے

اونکی جگہ صمصام الدولہ فرخ جاہ پوتے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی وزارتی نواب احمد علیخان بہادر بیٹے نواب عباس قلیخان مرحوم جو کلکتے سے آکر لکھنؤ مین مرگئے تھے باپ نواب زینت محل صاحبہ کے مقرر ہوکے تمام کاروبار وزارت کرتے رہے اس زمان فساد مین از راہ مآل اندیشی بھاگ کر جھجر گئے وہان رئیس نے گرفتار کرکے سرکار انگریزی مین بھیجدیا اور بعلت عدم ارتکاب سلوک رسائی سرکار مقید ہوکے بمقتضاے غیرت زہر کھاکر مرگئے اور بعض یہ کہتے ہین کہ بعیضہ وبائی ہوا قدم رسول مین دفن ہوئے لاکھ روپیہ کا گھر ضبط سرکار رہا —

حکیم احسن اللہ خان مقرب خاص بادشاہ کو مزاج بادشاہ مین مداخلت کلی تھی مخبر و معتمد کار صاحبان عالیشان تھے انھون نے سرکار سے تین عہد کیے تھے ایک یہ کہ بادشاہ کو فوج باغی کیساتھ جانے نہ دونگا دوسرے شاہزادونکو گرفتار کردونگا تیسرے دفتر سرکار شاہی کو سرکار مین پہونچا دونگا چنانچہ انھون نے ان تینون کی تعمیل کی اس صلے مین ادا ے حقوق دلینعمی کے دوسو روپیہ ماہہ کا پنشن مقرر ہوا ۔

معین الدولہ عمدۃ الامرا صفدر الملک سید ذو الفقار الدین حیدر نظارت خان بہادر ذو الفقار جنگ عرف حسین مرزا نیشاپوری اولاد مرزا ابو الیوسف بھانجے نواب سعادت خان برہان الملک بسبب علو خاندان عہدۂ نظارت پر مامور تھے بادشاہ کی خواصی مین بیٹھتے تھے انکے بڑے بھائی نواب مظفر الدولہ ناظر الملک مرزا سیف الدین حیدر خان سیف جنگ کسیطرح کا سررشتہ سرکار شاہی مین نرکھتے تھے لیکن بسبب سلسلہ قدامت اکثر حاضر حضور دربار شاہی ہوتے تھے اس ہنگامہ فساد مین دونون بھائیون کو کسیطرح کی مداخلت نہوتی بلکہ عرض کلمہ حق فوج باغی سے خوف جان وآبرو رکھتے تھے اور اپنے مذہب تشیع سے بھی سبکی نظر مین خار تھے لیکن سفیر مرزا برجیسقدر لکھنؤ کے تعارف سے انکے گھر مین رہا تھا اگر جسوقت کہ سرکار مین قصور سفارت سفیر ثابت ہوا ہوا انکی مہربانی کا کیا قصور مگر یہ حکم حاکم رہا خلاصہ بعد خرابی شہر حسین مرزا راہی پانی پت ہوکے جب سب طرح سے لٹے کئی مہینے تک حیران و پریشان رہے آخر گرتے پڑتے زمان فتح لکھنؤ پہونچے جب اشتہار امان جناب ملکہ دوران عادل زمان شہرہ آفاق ہوا ولیم صاحب قاسم وثیقہ و پنشن سے اظہار حال کیا دعوے وثیقہ کیا جب اظہار رپورٹ سرکار مین گیا انکی مقصود ہی ثابت ہوئی لیکن بسبب انکے عہدۂ جلیلہ اور تقرب بادشاہ انکے اجراے وثیقہ مین تامل ہوا جب نواب گورنر جنرل بہادر نے اکثر رئیسونکی املاک تشہرا و حکم قیام شہر دیا

یہ بھی مع عیال راہی وطن مالوف ہوئے۔

لیکن سید مظلوم مظفرالدولہ کا احوال جگرخراش ہے کہ قلم اپنی تحریر سے عاجز اور ہاتھ بھی قاصر ہے خلاصہ جب یہ دلی سے بھاگے اپنی قرابت مادری کی جہت سے الور گئے ۴۰ شاہزادے اولاد ظہیرالدین اور ۲۰ تلنگے ملازم اوسی ریاست کے اور اکثر رئیس شہر بھی وہاں بھاگے مخبر سرکار شیاطین تھے وہاں پہونچے ان تماشا بین نان سینہ سے طمع زر کیا کچھ نہ پایا اسید موصوف کل پرکب باندھے تھے اسی اتہام جرم سے یہ سب اسیر روانہ دلی ہوئے راہ میں فورث صاحب کلکٹر گڑگانوان نے بے ثبوت تحقیقات و اظہار حال بحکم صاحب کمشنر بہادر احمد مرزا اکبر خان بنگش میر خان نفی خان جاگیردار ضلع بلول کا بیٹا امیر خان کا ان سب کو نشانہ تفنگ اجل کیا اور مظفرالدولہ کو اتہام ظاہری سفیر لکھنؤ سے کہ تمنے بحکم بادشاہ کیون اپنے گھر میں اوتارا تھا مار ڈالا۔

ذوالفقارالدولہ محمد نجف خان عرف آغا سلطان نواسہ نواب نجف خان مرحوم جو قدیم سے سررشتہ بخشیگری پر مامور تھے اور اس فساد میں کسیطرح شریک باغیان ہوئے تھے وہ ابتک مفقودالخبر ہیں واللہ عالم کہان گیے کیا ہوا۔

کپتان دلدار خان اولاد مجدالدولہ بہادر کپتان قدیم شاہی اونکی بھی کچھ خبر معلوم نہین نائب کپتان میر نواب اگرچہ شریک معرکہ تھا لیکن کرنال کے رہنے سے جو بعد فتح گیا گرفتار ہوا پھانسی دیا گیا۔

سیف اللہ عرف مرزا غلام عباس وکیل بادشاہ اولاد سید صلابت خان کہ بعد اس ہنگامہ کے پھر بھی کالت بادشاہ کورٹ میں کی کوئی امر معقول قرار نہ پایا اور بادشاہ کیواسطے جو ہونا تھا ہوا وہ ابتک شہر میں موجود ہین اونکے باپ عطاء اللہ خان جاگیر و تنخواہ پر قابض ہین رائے مکندلال بیشکار تقسیم تنخواہ شاہی بسبب سازش و حمایت سرکار موجود۔

محمد قدرت اللہ خان منیڈو خان رسالدار سرکار شاہ و وکیل بہادر دعہ خانسامانی بعد اس ہنگامہ فساد کے رخصت لکھنؤ پاگئی تھی میان شورش فساد دلی گیے بعد فتح پھر لکھنؤ چلے آئے وہان سے بھاگ کر قطب نگر وغیرہ سرگرم تجسس ہو کر ہین حاضر حضور کمشنر نگ عوج ہوا ان باقی بعد چندے در سرگردانی کے لکھنؤ میں گئی

میر نجات قلعدار گرچہ شریک فساد تھا لیکن بخوف آبرو مفقودالخبر ہو گیا۔

میر اشرف علیخان قیلبان شاہی خطاب فوجدار خان بادشاہ کے ساتھ داخل شہر ہوئے
مہمان حکیم احسن اللہ خان ہوکر سرکار سے اخراج بلد کا حکم ہوا پانی پت پہونچے وہان تین
برس کی قید کا حکم ہوا۔

میر یوسف علی خان مفتی بلدہ اس ہنگامہ کے بعد پانی پت گئے۔

مکندلال عرف جامہ پوس میر منشی بادشاہ اجراے اشتہاران جناب ملکہ دوران تک
شہر مین چھپے رہے بروقت اظہار مقید ہوئے سراسر خلاف تحریر اشتہار واقع ہوا۔

میر نواب بیٹے میر تفضل حسین وکیل جو خزانہ انگریزی فوج کے ساتھ آگئے تھے اور مرزا
ابوبکر کے کارفرما تھے بے پور سے پکڑے آئے اپنی سزا کو پہونچے۔

عبدالصمد خان رسالدار قدیم شاہی جو اوس معرکے مین معطل اپنے گھر بیٹھے رہے وقت
شب داخلہ شہر جوان زبردست خوش ظاہر دیکھکر مارڈالا۔

مرزا محمد حسن خان بیٹے نواب ارتضی خان اس ہنگامہ مین مرزا خضر سلطان کے نائب
تھے اور سرکار انگریزی سے دوسو روپیہ کا پنشن قدیم سے پاتے تھے پھانسی دیے گئے
کہتے ہین فی الحقیقت نشے اکثر امور نامی دنیا عاقبت اندیشی سرزد ہو جنکی سزا کو پہونچے

حکیم عبدالحق ملازم قدیم سرکار شاہی سرکار راجہ بلب گڑھ مین بسبب مختار کار ہونے کے حصہ
دولت دیتا گیا تھا اور زمان معرکہ مین نگاہداشت رسالہ اور ایک پلٹن نجیب کی بادشاہ سے
اجازت لی تھی شریک لڑائی بھی رہے تھے بھاگ کر فرخ نگر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے سزا کو پہونچے

رؤساے شہر دہلی

میان نظام الدین نبیرہ مولوی فخرالدین صاحب کالے صاحب بیٹے پیر برحق بادشاہ
ہرچند کہ شریک معرکہ تھے لیکن جب فوج داخل ہوئی بخوف آبرو حیدرآباد دکن چلے گئے
بعد صاحب نبیرہ میان نظام الدین عرف گڑ اشاہ صوبہ دار دہلی کے بمبرت ... تاب
پہونچنے کی خبر ملی۔ نواب حسن علی خان بیٹے نواب نجابت خان رئیس جھجر کی باوصف عدم شرکت کے
بسبب حاضر نہونے دربار شاہی کی معلومی تعلق سرکار بھاگ ادہمونت گماشتہ لکھی جنپہ ... باقی فنا

کے پاس گوالیار گئے وہان بھی صورت امان نپاکر دھولپور مین روپوش ہوے بعد اجرای اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ گرفتار ہو اکبرآباد گئے کپتان جارون صاحب کمشنر آگرہ اور کپتان ایبٹ کمشنر کپتان قدیم دہلی جو اونکے دوست تھے ساعی رہائی ہوے اور حکام دہلی معترض ہوے کہ بروقت اشتہار اظہار حال کیون نہ کیا اس جہت سے دہلی طلب ہوے۔

نواب محمد علیخان نبیرہ اسمعیل خان والی بہادر گڈھ باوصف عدم شراکت ہنگامہ فساد لیکن انکے قریب مکان مولوی امام بخش صہبائی مدرس مدرسہ دہلی رہتے تھے اور اہل محلہ بسبب جرمی کے اپنے اپنے گھر و نسے باہر نہین گئے تھے ایک بےحیا نے نوکر مولوی لبیب سازد موافقت اپنی قوم کے ٹکٹ امان لایا تھا ایک دن یہ مرد کہ قرابتی قوم مین لڑا لوگ اسکے مدد کی فریاد سنکر مدد کو پہونچے اسنے گھبرا کر بندوق داغی گورون نے اور سنتے ہی توپ لاکر محاصرہ محلہ کر لیا سبکو خاک برابر کر دیا۔

ناصر الدولہ نواب ناصر الدین حسن خان مجسٹریٹ صاحب کوہ منصوری پر تھے اسی وجہ سے ٹکٹ امان لایا تھا اور شہر سے باہر ہوے تھے دوسرے دن وقت داخلہ فوج اوسی ٹکٹ اور کاغذ جاگیر کو لیکر حاضر حضور کمشنر دہلی ہوے اور اظہار اپنی خیر خواہی کا کیا جواب پایا کہ کنارہ دریا جاکر کھڑے ہو اپنی جاگیر پاؤ گے ایک بندوق ماری گر پڑے فی الحقیقت مستحق انصاف اور نمک حلالی آقاے ولی نعمی قدیم یہی تھا۔

مولوی صدر الصدور دہلی صدر الدین خیر خواہ اور متوسل سرکار ہمیشہ خیر خواہی کے ہاتھ نہ اٹھایا باغیون نے بجبر و تعدی کا غذ جہاد پر انسے مہر کروائی تھی اس مطلب مین گرفتار ہو گھر کا اسباب ضبط ہوا لیکن بعد خرابی کے نجات پائی۔

نواب مصطفے خان بہادر رئیس جہانگیر آباد باوصف ہمراہ ہونے اور حمایت سرکار کے بلند شہر سے گرفتار ہو میرٹھ پہونچے ایک برس قید رہکر چھوٹے۔

میان امیر خوشنویس کامل اوستاد بادشاہ راجہ اور مرد پیر نوے برس کے تھے گورون نے روپیہ مانگا او نہون نے موافق مقدور کے دیا تیسری دفعہ ندیا باہر نکلے مارے گئے۔

قاضی محمد فیض اللہ خان زمان بلوہ مین بعد نواب معین الدین خان کے چند روز کیواسطے

کوتوال شہر ہوتے تھے بھاگے بلب گڑھ سے پکڑے آئے پھانسی پائی ـ
حافظ داؤد بیٹے معلم بادشاہ کے اس ہنگامہ مین گھر سے باہر نکلے مارے گئے ـ
نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص اولاد ہنگ نوابیان اوستاد بادشاہ فن شعر مین اس مرتبہ مین لیاقت سے ہے لیکن اجل ہی دریے تھی ایک رسالہ بھی اپنے طرز کلام پر اس معرکہ خاص کا چھپوایا حکام بالطائف الحیل اونکا پنشن سرکاری ضبط ہو گیا وقت کردیا بعد اسکے نواب یوسف علیخان رئیس رامپور خدمت کرتے رہے تا اینکہ دلی مین انتقال کیا
حکیم محمود خان غلام مرتضی خان غلام اللہ خان عبد الحکیم خان اولاد حکیم شریف خان بسبب توسل راجہ نریندر سنگہ بہادر پٹیالہ سب آفات شہر سے محفوظ رہ گئے پٹیالہ چلے گئے
نواب غلام حسین خان کے بیٹے بوقت داخلہ فوج شہر سے چلے گئے اور جیتے بچے
نواب یعقوب علیخان جسدن داخلہ فوج سرکار ہوا شہر سے درگاہ قطب صاحب کو چلے جاتے تھے راہ مین گوجر راہزنون نے نالہ نجابد پور مین مع اونکے بڑے بیٹے قطب علیخان کے مار ڈالا موسی خان شہر سے بھاگ کر الور گئے وہان سے قید ہو دلی آئے چھوٹ گئے
امین الرحمان گرفتار ہوکر دلی پہونچے پھر احوال معلوم نہوا ـ
مولوی جعفر علی مدرس اول مذہب شیعہ کو مولوی نظیر حسین نے بہ علت کرنے غارت اسباب مدرسہ کے گرفتار کروادیا بعد تحقیقات و معتبر ثبوت جرم نجات پائی ـ
مولوی محمد باقر نے ٹیلر صاحب مہتمم مدرسہ دہلی کو اپنے گھر مین چھپایا جب شورش ہنگامہ ہوا اپنے گھر سے نکالدیا لوگون نے بتلایا محلے کا چہار دوڑا مار ڈالا اور کاغذ نوٹ ایک لاکھ ۱۹ ہزار روپیہ کا اونکی پاکٹ سے نکال لیا جب فوج سرکار آئی ہڈسن صاحب کے آگے دو چار لیکر خاکی پہنے گیا کہا مین مولوی رجب علیخان کا آدمی ہون فرمایا تو نے مدد دی بغیر حکم سرکار کیون پہنی بکچھ غرض رکھتا ہے اوسوقت اوسنے عرض حال کیا جب تلاشی لی وہ کاغذ نوٹ لیلیا اور گولی ماردی ـ
اولاد حکیم زکی اللہ خان شہر سے بھاگی حویلی بالم مین گئی سعید اللہ خان حکیم سعید الدین خان اونکے نواسے کیلیے بھاگ کر سنپت پہونچے وہان گرفتار ہو دلی آئی مع حسام الدین خان چھوٹ گئے

بیٹے کے مارا گیا۔

حکیم امام الدین خان بسبب علاج بادشاہ زمان اسیری مین سب آفات سے محفوظ رہے درگاہ خواجہ صاحب مین مقیم ہوے

میر جلال الدین خوشنویس خط نسخ اوستاد بادشاہ مع اپنے بیٹون کے پہلے پانی پت گئے بعد اسکے رام پور پہونچے

[illegible]الدین علیخان مہر کند خاص جناب ملکہ معظمہ عادل دوران دلی مین رہے۔

مولوی مدرس اول مدرسہ دہلی کرانہ بھاگ کر گئے وہان سے گرفتار ہو آئے

شاہ احمد سعید نواسہ غلام علی شاہ مجتہد اہل سنت موجد و بانی مبانی جہاد قبل از داخلہ فوج سرکار مقبرہ نواب صفدر جنگ مین جاکر رہے اکا مرید جانفشان خان رسالدار ساکن [illegible] ٹکٹ اور پروانہ راہ داری سرکار سے لیکر دیا مولوی حیدر علی کے ساتھ کابل گئے

شاہزادہ محمد عظیم بیٹا جہان اختر شاہزادہ کا بیٹا شاہزادہ سنجر بن احمد شاہ درانی [illegible] ضلع رہتک مین تھا اور پلٹن باغی کو کہہ کے ساتھ شہر مین پہونچکر مشغول جہاد رہا تھا جب حکام نے اوسکے عیال کو قید کر ہانسی بھیجا بادشاہ سے کچھ فوج لیکر رہتک کو لیلیا تھا جب بادشاہ کی شکست پہونچا پھر آیا اوسیدن حضور شاہی مقبرہ ہمایون مین گیا جسدن فوج باغی دلی سے روانہ شہر اہوئی وہ پہلی سے بوندی گیا قافلہ جنابعالیہ کے ساتھ رہا

نواب حامد علیخان نے بیچارے جنرل جہاڈنی کی بیٹی اور ایک صاحب کی بی بی کو اپنے گھر مین چھپایا تھا فوج باغی یہ خبر سنکر دوڑا ئی گھر لوٹ لیا اونھین بھی چاہتی تھی جان سے مارین مرزا ابوبکر شاہزادی جلد جا پہونچے جان بچی اوسوقت اون بی بی کو کہین بھیجدیا تھا اور [illegible] ہر روز دربار شاہی فرزند علی اپنے بھتیجے کے ہاتھ مولوی رجب علیخان مہتمم اخبار سرکار کے پاس ہڈسن صاحب جنرل فوج کے ملاحظہ کو بھیجا کرتے تھے اور دیہات الی پور اور نواب گنج بہت متعلق زمینداری تھی وطن قدیم عقب پہاڑی سی کی تلا رسد وغیرہ ضروریات محاصرین سرکار کو بھیجا کرتے

جب فوج سرکار داخل شہر ہوئی یہ ایک دن پیشتر شہر سے نکلکر برف خانہ مین جاکر ٹھہرے تھے
بعد امان سرکار حسب الطلب ہڈسن صاحب کے پاس حاضر ہوے لاکھہ روپیہ کا نوٹ دیا
جب اجازت صاحب نے دی مع اپنے عیال و اقربا روانہ برست ہوے اور جو شخص روسائے
شہر سے شریک باغیون کے نہ تھا انکی اجازت سے داخل انکے قافلہ کے ہوا اور جو محتاج
سواری خرچ کا تھا اوسکے کچھ ذریعہ نکیا اور بااطمینان کلی اپنی حمایت اور سفارش سے نکالدیا
اور یہ سب زن و مرد قریب دس ہزار کے جمع ہو گئے تھے اور خود شہر مین جاکر رہے لیکن
انکی عیال عالیہ بیگم صاحبہ اور امراؤ بیگم صاحبہ سالی مع اپنے ہمراہیون کے برست مین رہی
باقی جتنا قافلہ جمع ہوگیا تھا اسطرف کو چلا بعد دو تین دن کے میر حامد علیخان بھی برست
آئے مولوی کرنال چلے گئے ـــ

۱۹ صفر ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۵۸ء قبل از نماز صبح رچرڈ صاحب کلکٹر کرنال دو سو
سوار سے آئے میر حامد علیخان کا گھر گھیر لیا اور جتنا مال اسباب دولت تھی تقریباً ۹ لاکھہ روپیہ
کی سب لوٹ لیے یہان تک کہ عورات کے سر سے چادر بھی نچھوڑی چنانچہ ایک شخص باغی
جو شریک اس لوٹ کے تھا پانی پت مین وقت تلاشی خانہ ایک مالہ مروارید اور ایک گلوبند نکلا
جسکی قیمت ارض بازار اسی ہزار روپیہ تجویز ہوئی تھی فی الحقیقت واللہ کار اصل بنیاد اس
دولت و اسباب کی خوب جانتے ہین کہ یہ سب مال سرکار شاہ اودھ تھا کسواسطے کہ اصل حقیقت
اعتماد الدولہ میر فضل علیخان اور میر حامد علیخان کی معلوم ہی اور یہ مجموع ثروت مال دنیا فقط
۹ مہینے کی وزارت سے حاصل ہوئی تھی خلاصہ بعد اسکے میر حامد علیخان میر نواب عباس مرزا [illegible]
مرزا محمد وزیر مرزا اور ۲۲ ملازمین کو قید کرکے پیادہ کرنال لیگئے وہانسے شکرم پر سوار کرکے دلی
بھیجا اور باقی عورات کو زندان وطن مین رہنے دیا کہتے ہین کہ یہ سب مصائب الالم روحانی اور
گرفتاری بلاے ہا آسمانی فقط سازش و حمایت ہڈسن صاحب کمنڈر فوج کی جہت سے ہوئی کہ سنڈرس
صاحب کمشنر دلی سے اور صاحب سے کچھ بغض باطنی ہوگیا تھا اور بعد فتح دلی جب ہڈسن صاحب شریک معرکہ
عالم باغ لکھنؤ ہوے جبدن دلکشا سے دھاوا کرکے حضرت گنج کو جاتی تھی کنارہ شہر مارے گئے انکی قبر
عالم باغ مین ہے اس جہت سے یہ وسیلہ ظاہری سید صوف منقطع ہوچکا تھا غرض بہت دلون تک

رہے دو آنہ یومیہ خوراکی سکو ملتی رہی عورات بنی فاطمہ محتاج نان شبینہ ہوئین موسم سرما مین کہین سے ایک قنات کہنہ میسر ہوگئی تہی اوسکے ٹکڑے کرکے سکو بجاے لحاف و رضائی ہوئی تہی بعد مرور سخت ایام سب قید سے چہوٹے اوسکے بعد سید موصوف نے انتقال کیا خانہ فقیر سے خانہ وزیر آباد تہا کہ پہر خانہ فقیر ہوگیا وگرنہ مدت عمر تک انکی باہارت بسر ہوتی فاعتبروا۔

اطراف و نواح دہلی مین قوم میوات اور گوجرنے اس بلوے مین فرصت وقت پاکر موافق دستور زمان قدیم راہزنی اختیار کی تہی تلارام جاٹ انکا سرگروہ تہا خلاصہ ہر ایک باغی اپنی سزا کے کردار کو پہونچا۔

احوال فیروز شاہ شاہزادہ

یہ بیٹے مرزا ناظم بخت پوتے فرخ سیر بادشاہ دہلی کے ہین انکا احوال یہ ہے کہ قبل از معرکہ ہندوستان روانہ حج بیت اللہ ہوئے تہے وقت مراجعت جب اندور پہونچے خبر ہنگامہ فساد سنکر وہین ٹہہرے جب حکم سرکار انکی گرفتاری و قتل کا پہونچا بہاگ کر گوالیار آگئے راہ مین کنپ مرار ملا طالب انکی ہمراہی کے ہوئے اونہون نے جواب صاف دیا بعد اسکے عملداری دہولپور مین پہونچ وہان کے تحصیلدار سے لاکہ روپیہ لیا جب خبر شکست دہلی سنی عازم اکبرآباد ہوا اور اپنی جمعیت قلیل سے کئی سو مرد ولایتی کو بہی جنہون نے رجواڑے کی نوکری چہوڑ بہ نیت جہاد ایمانی اور طمع تحاصل دنیا رفاقت انکی اختیار کی تہی محاصرہ اگرہ کیا ایکدن جنگ و جدال مین گذرا آخر نوبت بشمشیر پہنچی پہر کچہہ بن نہ پڑا ساری فوج مجاہدین بہاگی ہرچند صاحبان عالیشان پہلے سے قلعہ مین جاکر رہے تہے تہوڑی سی فوج سے انکا سامنا کیا تہا مگر آتش افروزی اور بربادی غرباے شہر کو بہت تہی خلاصہ وہان سے اوسی جمعیت قلیل سے میوات پہونچے وہان شیخ فضل علی رسالدار رجمنٹ کی معیت اور جنرل عبدالصمد خان کے ساتھ ہوکر فرخ آباد شاہجہانپور ہوتے ہوئے داخل لکہنؤ ہوئے میان انکا بہت احترام کیا گیا پہلے سلطان ہو صاحب کے مکان مین بسبب قرب اجتماع کے اترے پہر دوسرے مکان مین گئے جب فوج باغی لکہنؤ سے بہاگی شاہزادہ مذکور معہ جمعیت قلیل اور ایک توپ سے بریلی پہونچے خان بہادر رئیس بریلی نے اجازت شہر ندی مراد آباد گئے وہان

کا نانا تھا چچا خان بہادر خان کا تھا اوسنے کہلا بھیجا بہتر ہے کہ یہان سے چلے جاو شاہزادے نے عذر جنگی
راہ کیا اور کہا ہم افطار روزہ مبارک کرکے کل نجیب آباد چلے جائینگے آج یہان رہنے دو
قبول نکیا ایک پلٹن رسالہ ہمراہ توپین بھیجدین مقابل انکے خیمے کے توپین لگادین مولوی
احمد اللہ خان ساکن بنگالہ رفیق خاص کیا گولہ اندازون کو سب طرح سے سمجھا کر ترغیب چلوانے کی
دی جب شاہزادے نے توپونکو دیکھا اپنے ساتھ کی توپ کو آگ دی مولوی صاحب اوسوقت بھاگ
گئے یہ کہتے ہوے کہ تمہارا بچنا مشکل ہے فوج آپہونچی تمسے بھی جہان تک بھاگا جائے چلے جاؤ گولہ
انداز مولوی صاحب کے اس افسون سے بے سر ہوگئے توپون کو چھوڑکر بھاگ گئے رسالدار و
پلٹن بھی اونکے ساتھ چلی گئی شاہزادے کے ہمراہیون نے جا کر تین ہاتھی ایک چاندی کے حوضے
۱۶ بیگین دو ہزار روپیہ نقد لے آئے اور باقی لشکر کا اسباب انکے ساتھیون نے لیا شہر مین
اپنی منادی کی اور نگاہداشت فوج شروع کی قصاب جولاہے اسیطرح فرقہ خاص سے قریب
دو ہزار کے جمع ہوگئے ۔ دو دن تک یہ حکومت ناپایدار رہی چوتھے دن ہزار فوج رامپور
کاظم علیخان بھائی نواب یوسف علیخان بہادر کے لیکر آئے کچھ لڑائی ہوئی فتحیاب ہوے پانچوین
دن کچھ فوج سنبھل سے ملازم رامپور آئی تھی مجاہدین کی فہمایش سے توپین چھوڑکر بھاگ گئی چھٹے
دن فوج انگریزی نجیب آباد و رامپور سے پہونچی تینون نے شہر کے کوٹھون پر چڑھکر ڈھیلے پتھر
مارنا شروع کیا تمام دن اسی حال مین گذرا شام کو قصاب جولاہے بھاگ گئے شاہزادہ
اوسی اپنی جمعیت قلیل سے بریلی آیا اوسوقت خان بہادر خان نے بڑا احترام کیا اور استقبال
کرکے آپ خواصی مین بیٹھے شہر مین لے آئے اس عرصے مین فوج انگریزی تین طرف سے پہونچی
خان موصوف نے تکلیف انتظام لڑائی کی دی شاہزادے نے قبول نکیا جب یہ خبر پہونچی کہ کل
معرکہ لڑائی درپیش ہوگا رانا راو پیشوا نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد رات کو روانہ
خیرآباد متعلقہ نظامت اودھ ہوگئے خان بہادر خان کی مجموع فوج نامور افغان دونون سرداران
کے ساتھ روانہ ہوئی اور راہ چوڑی کی لی صبح کو شاہزادے کا مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا کچھ
حال اسطرف سے کہتے ہین جب نوبت تلوار پہونچی طرفین سے بندوق بند ہوگئی جب تلوار
و سنگین چلنے لگی جب شام ہوگئی اور خبر پہونچی کہ خان بہادر خان مع اپنے عیال سیدھے

پہلی بیعت کو گئے پھر انکے قدم نہ ٹھہر سکے گھبرا کر شاہجہانپور آکر شریک معرکہ احمد اللہ شاہ ہوئے فوج صاحبان عالیشان داخل شہر ہوئی قتل و غارت شروع ہوا رعایا غریب سب طرف بھاگی جو جہان ملا مارا گیا حکیم محمد حسن خان اجل گرفتہ پوتے نواب محبت خان کے اس ہنگامہ مین مارے گئے انکا افسوس سب کو ہوا جب شکست شاہجہانپور کی ہوئی شاہزادہ داخل محمدی ہوا یہان شاہ صاحب کی کم سپاہ نے مدعی سلطنت ہفت کشور ہوکر اپنا سکہ جاری کیا تھا سے

سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ		حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ	

اور نشہ غرور و نخوت جو دماغ مین سما گیا تھا شاہزادے سے بھی طالب بیعت و فرمانبرداری شل اور خادمون کے ہوا شاہزادہ اونکی اس حرکت ناپسندیدہ سے خفا ہوکر سندیلے مین آیا تھانہ سرکاری کو لوٹ کر اپنا تسلط کیا اور اکثر اضلاع تھانجات بالگرمئو صفی پور وغیرہ کو لوٹا غارت کیا برسات بھر اسی دوا دوش مین گذرا جب سندیلے سے شکست کھائی خیرآباد آتے وہان کے ناظم نسیا کو مولوی محمد ناظم بسواباڑی کو واسطے مدد راجہ گلاب سنگہ راجہ پروا بھیجا اور خود خان علیخان ناظم کل خیرآباد کے پاس چلا گیا غرض اسیطرح ہر ضلع و مقام مین آگ لگاتے گذرے اور فوج سرکار سے بھی مقابلہ کیا مگر کہین پائے ثبات نرہا محمود آباد مین آیا وہان رنگ فوج باغی نامرد کا دیکھکر متنفر ہوا سب افسرون کو جمع کیا کہا مین نے تمکو ترک دیا ہے جسے مرنا ہو میرا ساتھ دے دگر نہ اختیار رکھتا ہے چلا جائے کہتے ہین کہ اوسدن شاہزادے پر فاقہ گذرا تھا آخر ہم سو سوار رجمنٹ ۱۲ مع لطیف خان رسالدار اور ڈاکٹر وزیرخان باقی سوار جنگی متفرق قریب ہزار آدمی کے توپ جمع ہوکر روانہ باڑی ہوا باقی فوج از راہ نامردی رفاقت خان علیخان مین رہ گئی۔

جرنیل اسمٰعیل خان قاضی عنایت علیخان برگنڈیر چند سوار باغی سے اطاعت سرکار دولتمدار انگریزی اختیار کے اور بموجب اشتہار امان جناب ملکہ معظمہ خاص حضور کمنڈر فوج ہوا اور لعبد پانے امان کے اپنے اسلحہ حرب سپرد سرکار کرکے اپنے وطن چلے گئے۔

شاہزادہ باڑی سے سید ھا بہرسیدان ہوکر بسلامت کنارہ دریاے گنگ پہونچا اور فوج سرکار نے بھی تعاقب نہ کیا ورنہ کیا عجب ہے گھاٹ تک پہونچنا مشکل پڑتا اتفاقاً کشتیان غلہ کی فرخ آباد سے آکر گھاٹ پر تھین اونکا غلہ خالی کروا کے مع اپنے ہمراہی ملہوسکے گھاٹ سے بسلامت پار اتر گیا

ملاحون کو دو سو روپے انعام دیے پھر فوج مکن پور درگاہ مدار و حوالی آٹاوا وغیرہ لوٹتی
ہوئی قنیر پور کے گھاٹ دریاے جمن سے اوتر گیا راہ مین اکثر مقام پر لڑائی بھی ہوئی
خوب بہادری سے لڑا اور بسلامت نکلا چلا گیا کہیں بس تک حوالی جنگل جے پور بیکانیر یا دامن
کوہسار دکن مین سرگردان رہا وہان قوم بھیل بھی شریک ہوگئی آخرکار اٹک دریا اوتر کر کابل سے
ہوکر داخل ملک ایران ہوا وہان کے رہبری پاکر داخل ملک روس ہوا - کہتے ہین کہ وہان اپنی
جماعت قلیل سے بخوبی بسر کرتے ہین وہان سلطنت سے بحیثیت ناسوری کچھ کفالت ہوتی تھی باقی
ارادے نواب خیال ہوگئے ہین انکی اولوالعزمی و شجاعت سرکار پر ثابت کیا عجب تھا اگر بہ نسبتی اونکے واسطے
کچھ کفالت ہوجاتی رہتی جسطرح زمانہ ماضیہ مین لارڈ ولزلی صاحب نے صاحبان اولی العزم کو کچھ پاکے
حکومت بسر اوقات کیواسطے دیکر سرکار کو نیکنام کیا مثل نواب امیرخان ہولکر وغیرہ مگر یہ کہیے کہ وہ
زمانہ اور تھا حکام کی نیت بخیر تھی اب اور صورت ہے - آئندہ دیکھا چاہیے -

واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر

اجمالہ معترضہ ریاست و حکومت نواب برہان الملک مین جسقدر خزانے مین روپیہ جمع تھا
وہ نادرشاہ کو دو کرور دیا گیا جس سے قیام و استقلال صوبہ داری ہوا -
۲- زمانہ نواب صفدر جنگ مین اگر نواب بیگم صاحبہ کچھ اعانت نہ کرتین صوبہ اودھ ہی کیونکر آتا تھا -
۳- زمانہ نواب شجاع الدولہ محطور تھا اگر نواب بہو بیگم صاحبہ اعانت نہ کرتین چالیس لاکھ
گورنمنٹ کو کہان سے دیے جاتے -
۴- زمانہ نواب آصف الدولہ نائب عمل سرکار رکھتا تھا مگر نمک حلالی سرکار کو نہ بگاڑتا تھا -
۵- زمانہ مستعار نواب وزیر علیخان کچھ گھر سے اوٹھا -
۶- زمانہ نواب سعادت علیخان تا مدت مسندنشینی سے ۴ کرور اس نصف ملک کی
تقسیم سے جمع ہوے اگر دوسرا نصف بھی رہتا غالب کہ اس سے زیادہ جمع ہوتے سواے
محاصلات عمل سرکار کے -

۷ — زمان حضرت خلد مکان میں وہی خزانہ صرف ہونے لگا مگر دس کرور باقی رہ گئے تھے

۸ — زمان حضرت خلد منزل میں صفائی خزانہ سابق و محاصل حال ملک بالکل ہوگئی نائبان و عملہ سرکار نے کھایا مگر بہت نمک حرامی سے گھر کو بگاڑا۔

۹ — مناجان و ساعت نجومی بیٹھے۔

۱۰ — حضرت فردوس منزل نے ایک انتظام و ضبط سلطنت کیا مگر بکمال خبر رسی۔

۱۱ — عہد حضرت جنت مکان میں وہی اندوختہ سلطنت تھا جو بہت خبر رسی سے صرف کیا گیا اور کچھ رہ گیا۔

۱۲ — حضرت سلطان عالم کی سلطنت میں بالکل صفائی بلکہ خزانہ خالی ہوگیا فقط

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب نادر العصر موسوم بہ سوانح سلاطین اودھ جسمین مسلسل حالات جزو کل حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ خلد آرامگاہ بادشاہ اودھ مع حالات غدر و دیگر سوانح زمانہ مسطور ہین اور ہر ایک امیر شاہی کی تصویر اسکے احوال کے ساتھ نصب ہے، ایسی نادر تاریخ آج تک نہین ہوئی جو سنالہا سال کی مشقت مین ستجمع کمالات صوری و معنوی سید کمال الدین حیدر صاحب الحسنی الحسینی المشہدی طوس طبسی المعروف بہ سید محمد میر زائر صاحب نے حسب ایمای صاحب والا شان ہنری ایلیٹ صاحب بہادر سکرٹری اعظم گورنر جنرل کشور ہند کے بڑی تحقیقات سے تالیف و تدوین فرمائی چنانچہ سابق ازین یہ کتاب موصوف بہ تصحیح حضرت مصنف حسب ارشاد فیض بنیاد گردون جناب جناب ہز اکسلنسی مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرام پور و تلسی پور وغیرہ دوبار مطبع منشی نول کشور صاحب موسوم بہ اودھ اخبار واقع بلدہ لکھنؤ مین حلیہ طبع سے محلّٰے ہوئی اور اب باصرار شائقین مطبع منشی نول کشور واقع کانپور بسرپرستی معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطابع دام اقبالہ بار سوم کہ حقیقت مین بار اول ہے ماہ نومبر ۱۹۰۷ء بصد حسن و خوبی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

تاریخ طبع از مؤرخ کامل منشی بھگوا ندیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع ہذا

تاریخ سلاطین اودھ طبع چو گردید	در خواست خریداری او گشت ز ہر جا
عاقل بنوشتم پئی سال نسیمی	تاریخ سلاطین اودھ ہست چہ اولیٰ ۱۹۰۷ء

تاریخ طبع از ابو ناظم مولنا محمد حامد علی خان صاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

اودھ مین جو گذرے ہین نواب نامی	انھین سب کی کیفیت اس مین ہے لکھی
مؤلف نے تقسیم دو جلد مین کی	کہ اک دوسری جلد ہے ایک پہلی
چھپی تھی یہ اس مطبع نامور مین	ہے اقلیم مین دھوم سے جسکی کیا ہی
ہوا طبع کے سال کا جب فرمان	دم فکر حامد بفضل الٰہی
لکھا مین نے یون مصرعۂ سال ہجری	اودھ کی یہ تاریخ چھاپی ہے اچھی ۱۳۲۵ھ

التماس [illegible]